UNIVERSAL
LIBRARY

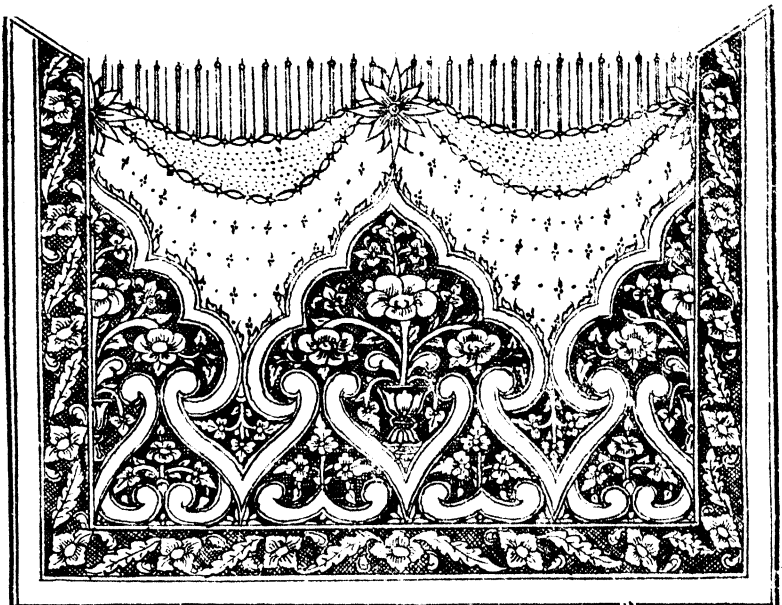
OU_226633

UNIVERSAL
LIBRARY

فتح الخلاق للطائف

المنن والاخلاق

طبع في المطبع مفيد عام الكائن
في بلدة اكره سنة ١٣٠٥
الهجرية



بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله ذی المنن الکبری علیما یکون وفیما کان والصلوٰة والسلام علی خاتم رسله سیّد ما یکون وما کان وعلی آله وصحبه فی کل زمان ومکان **اما بعد** آج روز دوشنبہ غرہ محرم الحرام سنہ ۱۳۰۰ ہجری ہے کتاب المنن الکبریٰ تالیف صین الواصلین الف المحققین بحر الصلحا یمین الفقہا قطب بانی عارف صمدانی شیخ عبد الوہاب بن احمد بن علی شعرانی قدس اللہ روحہ وافاض علینا فتوحہ طالعہ محضر سطور مین تھی ایک مدت دراز سے جی چاہتا تھا کہ کچھ مین اس کتاب کے زبان اردو مین واسطے اہل زمن کے لکھے جائین تو اول خود مین او لنسے نفع لون پھر اور ایمان دار تقوی شعار لوگ نفع اوٹھاوین الحمد للہ کہ آج کے دن اس کام کو اللہ کا نام لیکر شروع کیا ۵

خدا کا نام بھی نام خدا کیا راحت جان ہے	عصای پیر ہے تیغ جوان ہر حرز طفلان ہے

یہ کتاب نہایت عظیم الشان کبیر الحجم ہے جو نسخہ اسکا میرے پاس ہے وہ بحساب فی صفحہ ۲۷ سطر ۵۵ ۴ ورق ہے جسکے ۵۶ جزو ہوتے ہین اس کتاب کا پورا نام مولف علام نے یہ رکھا ہے لطائف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمة الله علی الاطلاق یہ مشہور ہے بنام منن کبریٰ مصنف امام نے اسکا ایک مقدمہ سولہ باب ایک خاتمہ پر مرتب فرمایا ہے اور مقدمہ سے پہلے فہرست ابواب لکھی ہے اس فہرست سے اسم نویسی جملہ اخلاق اور نعم و منن مندرجہ کتاب کی معلوم ہوتی ہے مجکو اس جگہ نہ تلخیص کتاب مذکور مقصود ہے نہ استیعاب منن جملہ ابواب بلکہ اثنا مطالعہ مین جو بات پسند آئی او

موافق مقتضای حال کے معلوم ہوئی اوسکو انتخاب کرلیا خصوصًا وہ من جنکا نفع واسطے طالب عقبیٰ و تاجر آخرت کے زیادہ دیکھا یا کوئی
نکتہ غریب ولطیفہ عجیب پایا تو اوسکو بھی لکھ لیا حجم مین یہ رسالہ بہ نسبت اصل کے بغایت درجہ اقل قلیل ہے جیسے حرکات
عوامل یا اعداد انامل اور کہین اصل عبارت کو بھی بوجہ بلاغت الفاظ یا برکت الحاظ بعینہ نقل کیا ہے شعرانی رح نے اس کتاب
کو اسلئے تالیف کیا تھا کہ اخوان طریق ان اخلاق مین اونکے مقتدی ہون اور شکر گذاری اللہ تعالیٰ کی بابت ان منتون کے
کتاب مین لکھی ہوئی باقی رہے اسلئے کہ شکر بان کا بعد موت انسان کے منقضی ہوجاتا ہے اور وہ شکر جو کتاب مین لکھا
جاتا ہے اوسکا اثر بعد شاکر رطب اللسان کے دیر تک باقی رہتا ہے اور علم و عمل مین مثل نائب کے ہوتا ہے اور مرتبہ مولف کے
علم و عمل کا اوس سے معلوم ہوسکتا ہے مولف نے متصف ہونا اپنا ساتھ ان من واخلاق کے ذکر کیا ہے سو یہ کچھ خلاف
تقوی نہین ہے اسلئے کہ اللہ نے فرمایا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث جب کوئی مسلمان اپنے اوصاف کے بیان
مین صادق ہو تو کوئی نقصان اوسکے ایمان کا نہین ہوتا ہے اور جھوٹ بولنا خصوصًا اندر تحریر کے شان کسی ایماندار کی
نہین ہے دوسرا آدمی جب کسی شخص کی تعریف کرتا ہے اور اوسکے مناقب لکھتا ہے تو بنیاد اوسکی ظن وتخمین پر ہوتی ہے
اور جو حال اپنا کہ خود صاحب حال لکھتا ہے وہ مبنی یقین پر ہوتا ہے ولہذا حدیث مین آیا ہے فلیقل احسبہ کذا واللہ حسیبہ کذا
ولا یزکی علی اللہ احدا لانہ تعالیٰ ھو اعلم بمن اتقی شیخ محی الدین بن عربی نے فرمایا ہے جو شخص راست گو اپنے
نفس کا تزکیہ کرتا ہے اوس سے بڑھکر مرتبہ اوس شخص کا ہے جسکا تزکیہ حق نے کیا ہے عمومًا یا خصوصًا کما فی نحو قولہ
تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس وکما فی نحو قولہ تعالیٰ فی حق یحیی علیہ السلام
وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا مع نحو قول عیسی علیہ السلام وجعلنی
مبارکا اینما کنت واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا
شقیا والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا علماء نے کہا ہے کہ اللہ کا سلام یحیی
علیہ السلام پر سلام عیسیٰ علیہ السلام سے اپنے نفس پر اعلیٰ مرتبہ ہے اور اللہ کا تزکیہ انکے تزکیہ سے بڑھکر ہے اگرچہ
عیسیٰ علیہ السلام اس بیانمین خلاف واقع سے معصوم ہین اور سلام عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے نفس پر اعلیٰ مرتبہ ہے
حواریین کے سلام کرنیسے عیسی علیہ السلام پر اسی جگہ سے ایک جماعت اہل علم نے واسطے تحدث نعمت الٰہی کے اپنا
احوال تعریف اشتمال خود اپنی کتابون مین لکھا ہے تاکہ لوگ اونسے علم وطرائق اخذ کرین جیسے عبد الغافر فارسی وعماد کاتب
اصفہانی و یاقوت حموی ولسان الدین بن خطیب وابو عبد اللہ عرشی وابو الربیع مالقی وصفی الدین بن ابی منصور وامام ابو شامہ
حافظ ابن حجر اور اونکے شاگرد جلال الدین السیوطی رحمہم اللہ تعالیٰ پھر سیوطی نے کتاب التحدث بالنعمہ مین کہا ہے
کہ مینے اپنے مناقب باقتدا اسلف صالح لکھے ہین تاکہ لوگ میرے حال کے عارف ہوکر مجھسے علم حاصل کرین اور مین اللہ کی
نعمت کو بیان کرون مینے یہ حال کچھ اسلئے نہین لکھا ہے کہ مین اقران پر فخر کرون یا دنیا اور دنیا کا کوئی منصب یا جاہ

حاصل کردن معاذ اللہ کہ یہ رایہ قصد ہو پھر کہا ہے کہ وانی قد سر للدنیا حتی یطلب تحصیلها بما فیه ذهاب الدین واللعنة والطرد عن حضرة اللہ تعالی وقد ظهر شیبی ومضی الحبیب عمری وعیشی ودنی رحیلی انتهی الغرض مقصود شعرانی کا بھی ذکر سے ان احوال واخلاق کے یہی ہے کہ اللہ کی نعمت کا بیان اپنے حق مین کرین اور شکر اوسکے احسان کا بجالائین نہ افتخار اقران پر اور جو کہ یہ اخلاق ایسے ہین کہ بعض مین شرکت محرر سطور کی بھی ہو گی اسلئے مین بھی تحدثا بالنعمہ ذکر ان منن ونعم کا کرتا ہون اور اللہ سے امید رکھتا ہون کہ مجکو ان معارف سے محروم نرکھے عادت کرامی کی یہ ہے کہ وہ دی ہوئی چیز واپس نہین کرتے مین تو اللہ تعالی کہ اکرم الاکرمین ہے کس طرح سلب موہوب کریگا شعرانی کہتے ہین کہ معارف سلب نہین ہوتے البتہ احوال بسبب سرعت استحالہ کے ایک حال سے طرف دوسرے حال کے منسلب ہوجاتے ہین اور تحدث بالنعمہ مین یہ شرط نہین ہے کہ بندہ طول عمر اوسکی تکرار کرتا رہے بلکہ اتنا کافی ہے کہ اوس سے منتفع اور اوسکے ساتھہ متملق ہو گو ساری عمر مین ایک ہی لحظہ یہ حالت نصیب ہو قال تعالی وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوها فمن تخلق بخلق ولو لحظة صار من اهل ذلك الخلق على كل حال ناداقال اعطاے اللہ کل او کثر فقد صدق علی خواص نے فرمایا ہے کہ تجھسے جتنا بنے تو اپنے کمالات کا ذکر کر کہ اسمین تیرا شکر بڑھیگا اور اپنے نقائص کا بہت سا ذکر نہ کر کہ اس سے تیرا شکر گھٹے گا کیونکہ جتنا نفع تجکو اپنے عیب بینی سے ہوگا اوتنا ہی خسارہ تجکو اپنے محاسن کے نہ دیکھنے سے ہوگا جو اللہ نے تجھہ مین رکھے ہین یہ بھی کہتے تھے کہ اصل یہ ہے کہ تم اپنے محاسن کا مشاہدہ کرو بندہ سے جو نظر کرنا اپنے نقائص مین مطلوب ہے وہ اسلئے ہے کہ اپنے نفس سے عجب نکرے لا غیر معنا مقام اہل کمال کا یہ تھا کہ وہ علی الدوام اللہ سے ڈرتے رہتے تھے رات دن طرد درد حضرت حق سے مطمئن نہ تھے سو یہی عادت ہر مسلمان ایماندار کو لازم کرنا واجب ہے گو کوئی شہ نیک اوسکا اس خصلت مین نہو فضیل بن عیاض نے فرمایا ہے الزم طریق الهدی ولا یضرك قلة السالكین وایاك وطریق البدعة ولا یغرك كثرة الهالكین بہرحال مینے اس ترجمہ کا نام فتح الخلاق للطائف المنن والاخلاق رکھا ہے اور مین اپنی اولاد واحفاد واسباط وجملہ مومنین ومومنات کو رغبت دلاتا ہون اور آمادہ کرتا ہون کہ وہ مطالعہ اس رسالہ کا کیا کرین اور جہانتک بن سکے آپکو متصف ساتھہ ان اخلاق کے بنائین اور جو لوگ انمین لغت دان عرب ہون اونکو مین یہ نصیحت کرتا ہون کہ وہ اس رسالہ کو نہ دیکھین بلکہ اصل کتاب پر عبور کرین اور اپنے نفس پر نظر کرین اگر اوسکو متملی ساتھہ کسی امر کے ان امور مین سے پائین تو اللہ کا شکر بجالائین اور اگر متحیر دیکھین تو استغفار کرین اور ہمت تحصیل طریق وصول کی لگائین والهدی من هدی اللہ تعالی وما توفیقی الا بہ علیه توكلت والیه انیب ✦

مقدمہ

یہ مقدمہ مثل دیباچہ کے ہے جس سے طرز صحت اعتقاد کے حق مین عارفین کے اور قلت اعتراض کی اوپر داخل ہوتی ہین
سو معلوم کرنا چاہئے کہ اللہ نے ہمکو یہ حکم فرمایا ہے کہ ہم اوسکا شکر بجالائین اون نعمتون پر جو کہ اوسنے ہمکو مبذول فرمادی ہین اور یہہ
شکرگزاری مجمل فرائض کے ہے لکن کوئی رستہ طرف احصار نہم کے نہین ملتا نہ زبان سے نہ ارکان سے حالانکہ ہمسے
مطالبہ شکر کا ان سب اعضاء سے کیا گیا ہے کہ ہم زبان و دل و جوارح سب سے اوسکا شکر ادا کرین پس زبان سے شکر بجالانا
یون ہوتا ہے کہ ہم اس بات کا اقرار کرین کہ یہ ساری نعمتین اللہ کی طرف سے ہین اور اضافت کرنا انکا طرف خلق کے ترک کرین
مگر فقط اس حیثیت سے کہ وہ ایک واسطہ ہین درسیان ہمارے اور اوس نعمت کے جیسے کسی نہر سے پانی لیا جاتا ہے سو
یہ پانی کچھہ وہ نہر نہین دیتی ہے بلکہ نہر والے نے دیا ہے حدیث مین آیا ہے لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس
مثال اوسکی جسکے ہاتھہ پر ہمکو خیر حاصل ہوئی ایسی ہے جیسے کہ کوئی غلام طبق ہدیہ کا اوٹھائی ہو تو لایق ستایش کے وہ
ہے جسنے ہدیہ دیا ہے نہ وہ جسنے کہ اوس ہدیکو ہاتھہ پر اوٹھایا ہے اور دل سے شکر بجالانا یون ہوتا ہے کہ آدمی جزماً یہ
اعتقاد کرے کہ جتنی نعمتین لذتین منافع حرکات سکنات اوسکے ہاتھہ مین ہین یہ سب فضل اوسکے رب کا ہے نہ مہربانی
کسی اور کی یہ اسلئے کہ شکر لسان کا مطابق شکر جنان کے ہوجائے کیونکہ منعم بندہ کا سوا رب عزوجل کے کوئی نہین ہے
اور بجالانا شکر کا ارکان سے یون ہوتا ہے کہ بندہ اپنی ساری حرکات و سکنات ظاہر و باطن کو اللہ کی مرضی پر رکھدے
یہانتک کہ کاتب شمال کچھہ لکھنے کو نپائے اور نہ ملائکہ ایسی چیز لکھین جس سے یہ دن قیامت کے رسوا و خوار ہو لکن ایسے شکر
کرنیوالے دنیا مین بہت تھوڑے ہین اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور اللہ نے حق مین
نوح علیہ السلام کے فرمایا ہے انہ کان عبدا شکورا غالب لوگ جو شکر کرتے ہین وہ اسی زبان سے کرتے ہین نہ
عمل سے حالانکہ ہم بہ نسبت امت داؤد علیہ السلام کے زیادہ تر مستحق عمل کے ہین جو اخلاق و منن اس رسالہ مین مذکور
ہونگے وہ اخلاق مریدون کے اوائل دخول طریق مین ہین کیونکہ ہمسے لوگون کو اخلاق کاملین مین کسیطرح کا ذوق نہین ہے
اونکو یہ اخلاق دو طرح حاصل ہوتے تھے ایک بطریق وہب دوسرے بعد طول مجاہدہ عظیمہ کے مرید کو آغاز سلوک
مین یہ چاہئے کہ سوا اللہ کے کسیکو مالک کسی شے کا نہ جانے یہ مقام زہد کا ہے ایسے شخص کا اگر کوئی سونا چاندی
چور لیتا ہے تو ایک بال بھی اوسکا متغیر نہین ہوتا بلکہ وہ خوش ہوتا ہے کہ حساب قیامت کا چور کے ذمہ پر گیا ولہذا
سچے فقیر اللہ کے مٹی اور سونے کو یکسان جانتے ہین لا نرم لا ملک لھم مع اللہ تعالی پھر جسکو انمین اللہ کا شہود
ہوتا ہے وہ لا موجود الا اللہ کہتا ہے اسکا مطلب یہ نہین ہے کہ وہ وجود عالم کی نفی کرتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے
کہ اوسکے دل پر اللہ کی محبت اتنی غالب ہوتی ہے کہ اوسکے مقابلہ مین خلق محجوب ہوگئی ہے سوا ذات شاہد کے

اور کچھ اوسکو مشہود نہیں ہوتا اذ لو حجب عن شہود نفسہ فمن یکون ہناک ویشہد الحق عز وجل غرضکہ مرید آخرت پر ہدایت حال ہین واجب ہے کہ جو چیز دنیا کی اوسکو اللہ سے باز رکھے وہ اوسکو چھوڑدے پھر جب وہ نہایت سلوک اصطلاح قوم پر پہنچ جائیگا تو اوسکو وہ معرفت خدا کی حاصل ہوگی جو ادلہ سے متنزل نہین ہوسکتی ہے ان اخلاق تک پہنچنا دو ہی راہ سے ہوسکتا ہے ایک جذب الٰہی دوسرے سلوک کرنا ہاتھ پر کسی شیخ صادق کے جو کوئی ان دو طریق سے نہین آتا ہے اوسکا پہنچنا ان اخلاق تک محال ہے عوام نے چاہا کہ وہ اس تخلق تک پہنچ جائین مگر بغیر طریق کے اسلئے غایت اونکی حرمان ہوئی کیونکہ اونہون نے یہ گمان کیا کہ یہ طریق مجرد قال بغیر حال کے ہے اور یہ بات اونسے غائب رہی کہ طریق تصوف کا علم و عمل ہے بعض لوگون نے بنیاد اپنے طریقے کی ظاہر فقہ پر رکھی اور طریق تصوف کو منفی کیا اور کہا لیس لنا طریق تقرب الی اللہ تعالی غیر ما نحن علیہ من ظاہر الفقہ بحسب فہمہ اور بعض نے یہ جانا کہ علم تصوف مجرد نقول ہین بغیر عمل کے اب اونہون نے رسالہ قشیری و عوارف المعارف کو لیکر درس کرنا شروع کیا اور سمجھ لیا کہ ہم صوفی ہوگئے حالانکہ یہ خطا ہے انسان صوفی جب ہوتا ہے کہ علم پر عمل کرے اور وہ بھی باخلاص کے ساتھ ائمہ مجتہدین اور اونکے مقلدین صالحین یہی کرتے تھے غزالی نے شیخ ابو محمد بادغانی سے اور شیخ عزالدین بن عبد السلام نے شیخ ابو الحسن شاذلی سے سلوک حاصل کیا تھا سلف صالح علم پر عامل تھے ساتھ اخلاص للہ کے اسلئے اونکے دل چمکے اور مٹے علل سے خالص ہوئے خلف نے علم و عمل دونون مین اخلاص کرنا چھوڑدیا اسلئے دل تاریک ہوگئے احوال قوم سے پردہ مین رہے بعض جب کسی خلق قوم کو سنتے ہین کہتے ہین ہذا مدعی صوفی لا شرعی سننے والے یہ خیال کرتے ہین کہ تصوف کوئی ایسی چیز ہے کہ اصل شریعت سے خارج ہے حالانکہ وہ لب لباب شریعت ہے آسی رسالہ مین دیکھو کہ کوئی خلق اسکا مخالف شریعت کے نہین ہے فان حقیقۃ طریق القوم علم و عمل سدادہا و محتہا شریعۃ و حقیقۃ لا احدہما فقط اب جو فقیہ یہ کہے کہ ہذا مدعی صوفی لا شرعی اوسکو چاہئے کہ وہ بعد اس قول کے یہ بھی کہدے لا یقتدر احد من امثالنا علی المداومۃ علی العمل بہ تاکہ سننے والے دھوکا نہ کھائین علی خواص یہ شعر اکثر پڑہا کرتے تھے ؎

لا تسلکن طریقہا لست تعرفہا	بالا دلیل فتہوی فی مہا دیہا

اس جگہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ان الائمۃ المجتہدین و العلماء العاملین ہم الصوفیۃ حقیقۃ مجتہدین نے جو علم تصوف مین تصنیف نہین کی وجہ اوسکی یہی تھی کہ اونکے وقت مین امراض دل کرتے یا نہ تھے دو جمع کرنے مین ادلہ متشابہ کے شغول رہے کوئی عاقل یہ بات نہ کہیگا کہ امام ابو حنیفہ و شافعی و احمد رضی اللہ عنہم اپنے نفس مین ریا و عجب و کبر و حسد و نفاق کو پالیتے تھے مگر مجاہدہ نفس و مناقشہ نکرتے قشیری نے کہا ہے اصل تسمیۃ الصوفیۃ صوفیۃ کان حین ظہرت الاہواء و البدع فی عصر الامام احمد بن حنبل فسموا

کل من تمسک بالکتاب والسنۃ وعمل بھما صوفیا دون خیرہ معلوم ہوا کہ اصل مین صوفی اوسیکا نام ہے جو تابع قرآن وحدیث ہو جنید رح نے فرمایا ہے طریقنا ھذہ مشیدۃ بالکتاب والسنۃ فمن لم یقرء القران ویکتب الحدیث لا یقتدی بہ فیھا رواہ القشیری شیخ ابن عربی باب ۳۷۳ فتوحات مین لکھتے ہین اعلم انہ ما تم لنا دلیل یرد طریق الصوفیۃ ولا قادح یقدح فیھا شرعا قد اجمع ولا نقلوا وانما یطعن فیھا من طعن بالجھل انتہے شیخ ابوالحسن شاذلی وابوالعباس مرسی وباقوت عرشی وتاج الدین بن عطاء اللہ کسی کو داخل طریق نکرتے جب تک کہ وہ علوم شریعت مین متبحر نہوتا وہ بھی اس درجہ کا کہ مجالس مناظرہ مین علما کو حجج واضحہ سے قطع کر دیتا جسکو اتنا تبحر نہوتا اوسکو وہ مرید نکرتے اب اہل اس امر کے اس زمان مین کبریت احمر سے بھی زیادہ کمیاب بلکہ نایاب ہین اسلیئے یہ کہا ہے من ضیع الاصول حرم الوصول رہا اخذ کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلاواسطہ سو یہ ایک مقام عزیز ہے ہر کوئی اس مقام تک نہین پہنچتا درمیان فقیر اور دیدار حضرت کے ہزارہا مقامات ہین جب اون سب کو طے کرلے تب کہین وہ اخذ صحیح ہوگا ابراہیم قبولی رح نے کہا ہے ہم پانچ شخص ہین کہ ہمارا کوئی شیخ نہین ہے مگر رسول خدا صلعم ایک مین دوسرے ابوالدین تیسرے عبدالرحیم قناوی چوتھے ابوالسعود بن ابی العشائر پانچوین شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہم اجمعین وصورۃ الاخذ عن رسول اللہ صلعم ان روحہم تجتمع برسول اللہ صلعم یقظۃ ومشافھۃ من حیث ارواحہم لا من حیث اجسامھم فلیس اجتماعھم بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاجتماع الصحابۃ فافھم علی خواص نہ موے یہانتک کہ اونہون نے حضرت سے بلاواسطہ اخذ کیا وھو الامام الکامل الراسخ الاحی المحمدی من اکابر الاولیاء ف دلیل اسپر کہ اعلان اپنے فضائل کا سامنے سب کے درست ہے یہ ہے کہ ملائکہ نے کہا تھا ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک اور یہ کہا تھا انا نحن الصافون وانا لنحن المسبحون اور یوسف صدیق علیہ السلام نے عزیز مصر سے کہا تھا اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم اور داؤد وسلیمان علیہم السلام نے کہا تھا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین اور یہ بھی سلیمان نے فرمایا تھا علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء ان ھذا لھو الفضل المبین اور عیسی علیہ السلام نے کہا تھا انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا اینما کنت تا آخر نسق اور ہمارے حضرت نے فرمایا ہے انا اول شافع واول مشفع وانا اول من تنشق الارض عنہ وانا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر انتہے یعنی یہ کہنا میرا کچھ علو قدر کی راہ سے نہین ہے بلکہ براہ فخر عبودیت ہے غرضکہ یہ ارشاد رسالت بنیاد امتثال تمام مرخدا کا واما بنعمۃ ربک فحدث بالجملہ اللہ نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم حضرت کی اقتدا کرین مگر اوس امر مین جو کہ خاص ساتھہ آپکے ہو لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ

والیوم الآخر سو بنجا اس اقتدا کے ایک تحدث بالنعمۃ ہے جو نعمت اللہ نے ہم پر کی ہے ہم ہر نعمت کا اظہار کریں اور شکر اس کا بجا لائیں کچھ ضرور نہیں ہے کہ یہ تحدث سر الزمین کریں بلکہ اعلان اور سکا علی رؤس الاشہاد کریں حدیث میں آیا ہے التحدیث بالنعمۃ شکر وترکہ کفر رواہ الطبرانی والبیہقی ابو بصرہ غفاری کہتے ہیں مسلمان یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اظہار کرنا نعمت کا شکر نعمت ہوتا ہے اور چھپانے پر عذاب شدید ہے **لقولہ تعالیٰ** لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید طبرانی کا لفظ مرفوع یہ ہے من اعطی الشکر لم یحرم من الزیادۃ حسن بصری نے تفسیر آیہ ان الانسان لربہ لکنود میں کہا ہے ای یعد المصائب التی تصیبہ وینسی التحدث بالنعم عمر بن خطاب نے ایک دن منبر پر کہا تھا الحمد للہ الذی صیرنی لیس فوقی احد کسی نے کہا تھے یہ کیا بات کہی فرمایا انما فعلت ذلک الجہال الشکر رواہ ابو نعیم سفیان ثوری کہتے تھے من لم یتحدث بالنعمۃ فقد عرضہا للزوال عبد اللہ بن غالب تابعی کہتے تھے اعلنوا باعمالکم الصالحۃ واذکروھا لمن لا یعلم بھا فان ذلک مما یرضی ربکم عز وجل اور شیخ عبد القادر جیلی رح نے فرمایا ہے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ عز وجل شعرانی کہتے ہیں یعنی من اھل عصرہ انتہٰی ابو العباس مرسی نے کہا ہے اگر عراق و مغرب و شام و مصر والے معلوم کر لیں کہ ہمارے ان معنی محاسن کے کیا علوم و اسرار ہیں تو منہ کے بل دوڑ کر آئیں ابو الحسن شاذلی نے فرمایا ہے کہ پاس ہمارے غیر کے ہمارے اہل عصر میں سے بحمد تعالیٰ کوئی ایسا علم باقی نہیں رہا ہے جسکو ہم استفادہ کریں ہم جو کلام غیر میں نظر کرتے ہیں تو اسلئے کہ اللہ کی سنت اپنے اوپر پہچانیں کہ جو اونکو نہیں دیا ہے وہ ہمیں دیا ہے پھر اللہ کا شکر بجا لائیں انتہٰی سری سقطی نے فرمایا ہے ایک شخص کہتا ہے اللہ نے مجکو پیدا کیا رزق دیا علم سکھایا مجکو مبارک بنایا دوسرا کہتا ہے میں اللہ کا ولی ہوں یا عالم یا عامل ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے اسلئے کہ ہر مومن اللہ کا ولی ہے **قال اللہ تعالیٰ** اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور ولا یخلو الخاص من العمل یعلمہ ولو فی مسئلۃ واحدۃ فیشکر اللہ الذی جعلہ من العاملین بھا ومن لم یقنع عن نفسہ الولایۃ والعلم مطلقا فقد قل شکرہ انتہٰی شیخ جلال الدین سیوطی نے کتاب التحدث بالنعمہ میں لکھا ہے انا اعلم خلق اللہ الآن قلما وقما مراد علماء زمان یا بلد یا اقلیم ہیں لاغیر چنانچہ علما نے تفسیر کر دیا انی فضلتکم علی العالمین میں کہا ہے ای عالمی زمانھم شیخ ابو الحسن شاذلی فرماتے تھے اعلنوا بطاعاتکم الھما رالعبودیتکم کما یتظاھر غیرکم بالمعاصی وعلیکم بالاعلام للناس بما منحکم اللہ تعالیٰ من العلوم والمعارف یہ نقول کلام سلف کے دلیل ہیں اسبات پر کہ علما و صلحا نے جو اپنے نفوس کی مدح کی ہے وہ بطور فخر دریا کے نہ تھی حاشاھم من ذلک بلکہ بنیاد

اس امر کی قواعد صحیحہ واغراض شرعیہ پر ہے اور کریمۂ فلا تزکوا انفسکم محمول ہے ریا وسمعہ وکذب ونفاق وفخر باطل پر ولہذا اللہ نے اون لوگون پر ثنا کی ہے جو کہ بات سُنکر پیروی اچھی بات کی کرتے ہین فرمایا ہے اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب علی خواص فرماتے تھے اللہ نے جو فضل تمپر کیا ہے تم اوسکو ظاہر کرو کیونکہ جب کوئی بندہ یہ بات کہتا ہے کہ اللہ نے مجکو یہ دیا وہ دیا تو اللہ اوسکے سلب کرنیسے شرماتا ہے تاکہ وہ بندہ مخجل نہو بالجملہ اظہار اعمال مین شان بندہ کی تین طرح پر ہوتی ہے ایک یہ کہ ریا وسمعہ کے لئے ظاہر کرے جسطرح کہ حال بعض عُبّاد وعوام کا ہوتا ہے جو مقام توحید افعال تک نہین پہنچے ہین کیونکہ جو کوئی اس مقام تک پہنچ جاتا ہے ریا وسمعہ وعُجب وکبر سب اوس سے جاتا رہتا ہے وہ ہر فعل کو ذریعہ اللہ کا فعل جانتا ہے اپنی شرکت اوس فعل مین فقط بقدر نسبت فعل کے سمجھتا ہے لاغیر اور یہ بات معلوم ہے کہ ریا اوسی کام مین کریگا جسمین اپنا فعل سمجھے گا نہ غیر کے فعل مین تو اب ایسے شخص سے ہرگز ریا نہو سکے گی اس سے ثابت ہوا کہ کمال ایمان عبدیہ ہے کہ مشاہدہ عمل کا اللہ کے لئے ایجاداً اور بندہ کے لئے اسناداً گرے دوسرے یہ کہ اپنے نفس مین احساس شہود عمل للہ کا خلقاً کرے اور غیر اللہ کی شرکت اوسمین نجانے بغیر اسکے کہ مقام مین متمکن ہوا ایسا شخص اپنی جان پر اظہار عمل سے ڈرتا ہے عبّاد سلف وخلف کی یہی شان تھی اسکو قدرت اظہار اعمال پر واسطے لوگونکے نہین ہوتی ہے تیسرے یہ کہ اپنے نفس سے یقیناً احساس خلا کا بالکل یہ ریا سے کرے اور حقائق توحید پر متمکن ہوا سکو کچھ ڈر کسی عمل کے ظاہر کرنیسے نہین ہوتا ہے کیونکہ وہ اوس عمل کو ذریعہ اللہ کے دیکھتا ہے جسطرح کہ اپنی ذات کو ذریعہ اللہ کی خلق جانتا ہے علی حد سواء یہ اپنے اظہار مین معترف اللہ کی نعمت کا ہوتا ہے وھذا ھو حقیقۃ الشکر التی ینتھی الیھا الصدیقون اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اس حالت سوم تک ذوقاً وتحققاً نہین پہنچا ہے اوسکے حق مین کتمان اعمال صالحہ کا واجب ہے رہا شہود اوسکا اپنے عمل کو من حیث التکلیف سو یہ کچھ اس مقام مین قادح نہین ہے اسلئے کہ یہ ایک امر لابدی ہے اہل توحید کا اسپر اجماع ہے کہ شہود نسبت فعل کا طرف اپنے کچھ قادح توحید مین نہین ہوتا ہے کما اشار الیہ بقولہ تعالی وایاک نستعین فافھم اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اخفاء اعمال کا مطلقاً اولی یا اظہار اعمال کا مطلقاً اولی ہے وہ خاطی ہے بلکہ مصیب وہ ہے جسنے اس مسئلہ مین تفصیل کی ہے اشیاخ کا اسپر اجماع ہے کہ جسنے اپنے نفس مین شہود اخلاص کا کیا اوسکا اخلاص طرف اخلاص کے محتاج ہے والی واللہ سرب الناس اری نفسی قد استحقت الخسف بی من سنین لولا فضل اللہ تعالی وحلمہ علیّ ولا یزری احداً علی وجہ الارض اکثر اقتحاماً للمعاصی منی ولا اقل حیاءً منی واکثر اماناً لھذا ان جمیع ما یقع علی ھذہ الارض وقد اھاھا من البلا انما ھو بسبب ذنوبی وحدی وان ذنوب غیری کلھا مغفورۃ لا تعقل غیر ذلک ؛

باب اوّل

بیانمین اون امورکے جنکا کرنا پہلے طالب طریق قوم وحب ہے اسطرح پر کہ ہر طرح کے التفات باقی نرہے

یہ دوام مین ایک تبحر علوم شرعیہ مین دوسرے مجاہدۂ نفس ہاتھہ پر کسی شیخ صالح کے اور حواس سے زیادہ ہین وہ توابع وکمالات ہین شعرانی رحمہ اللہ تعالی نے اس جگہ پہلی منت یہ لکہی ہے کہ مین شریف النسب ہون اولاد فاطمین مین نسل محمد بن الحنفیہ بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے پہر کہا ہے وان کان ذلک لا ینفع الامع التقوی انکے جد خامس سلطان احمد پادشاہ تلمسان تہے زمانہ شیخ ابومدین مغربی مین محرر مسطور کرتا ہے کہ یہ النسب حسین بن علی بن ابی طالب سے ملتا ہے اور مین اولاد مین سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیان جہان گشت رحمہ کی ہون لکن مثل دود کے ننگ آتش اور مانند کرم کے عار آب ہون واللہ الہادی شعرانی فرماتے ہین مین آٹہہ برس کی عمر سے نماز پر مواظب رہا اور حافظ قرآن تہا بلوغ سے پہلے کبہی سینے سا راقرآن ایک رکعت مین بہی پڑہا ایک فاسق نے مجہسے ارادہ فحش کا کیا تہا وہ بعد سات دن کے مبتلا بجذام ہوگیا لوگ اوس سے گھن کرتے تہے یہانتک کہ مرگیا حالانکہ مین ماں باپ دونون کی طرف سے یتیم تہا فکان الحق ھو ولیی وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا +

دیگر شعرانی فرماتے ہین سینے علم فلان فلان اہل علم سے حاصل کیا شیخ امین الدین امام وجامع عمری پر صحاح ستہ ومسند عبد بن حمید وغیرہ کتب کثیرہ کو پڑہا اونہون نے مجکو اجازت کل اپنے مرویات کی دی اونکی سند عالی حافظ ابن حجر سے تہی پہر شیخ شمس الدین دواخلی سے پڑہا یہ نحوی اصولی فقیہ تہے پہر شیخ شمس الدین سمانودی سے یہ مفتی وخطیب تہے جامع ازہر کے پہر شہاب الدین سیسری سے پہر شیخ نور الدین ملی سے پہر شیخ نور الدین جارحی مدرس جامع عمری سے پہر شیخ نور الدین سمنودی ضریر امام جامع ازہر سے پہر ملا علی عجمی سے یہ امام محقق مفنن فی العلوم تہے پہر شیخ جمال الدین عانی سے پہر شیخ عیسی اخنائی وشیخ شمس الدین دیروطی وشیخ شمس الدین دسیاطی واعظ سے پہر شیخ شہاب الدین قسطلانی شارح بخاری سے یہ عالم صالح مقری محدث تہے انسے ایک قطعہ مواہب لدنیہ کا پڑہا ہے پہر شیخ مجل اور علی قلیوبی اور شیخ نور الدین بن ناصر اور شیخ شمس الدین اشمونی اور شیخ سعد الدین ذہبی اور شیخ شہاب الدین حنبلی سے اور شیخ الاسلام برہان الدین قلقشندی سے یہ حدیث مین عالی سند تہے پہر شیخ الاسلام زکریا سے انکے پاس مین دس برس رہا کبہی وہ مجہسے یون فرماتے ہلا نذہب بنا الی بحر اللیل نشر الہوی مین عرض کرتا سیدی مجالستکم عندی اعظم من شرب الہوی وہ مجکو دعا دیتے یہ ویسی بات ہے کہ یحیی بن یحیی اندلسی نزدیک امام مالک کے علم حاصل کرتے تہے ایک دن ایک فیل آیا طلبۂ علم

اوسکے دیکھنے کو گئے امام نے اِنسے کہا تم بھی جاؤ فیل تمہارے ملک مین نہین ہوتا ہے کہا مین فیل کی سیر کرنیکو نہین آیا ہون مین تو اسلئے آیا ہون کہ آپکے افعال واقوال دیکھکر ہدایت حاصل کرون امام کو تعجب ہوا اور اونکا نام عاقل اہل اندلس رکھا انتقلے پھر شیخ شہاب الدین رملی سے پڑہا یہ بڑے محقق علامۂ روزگار تھے اِسکے بعد نام اون کتابون کے لکھے ہین جنکو پڑہا اور مطالعہ کیا تھا یہ بہت سی کتابین ہین علوم آلیہ و شرعیہ وتصوف کی +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ دین مین اخذ باحوط کرتا ہون اور رخصت کو ترک نہین کرتا اِسلئے کہ جسطرح اخذ بالاحوط مین آدمی ہدایت پر طرفسے اپنے رب کے ہوتا ہے اوسی طرح اخذ بالرخصہ مین بھی ہوتا ہے مین عمل کرنے مین مہاالمکن خلاف سے بچتا ہون تاکہ میری ساری یا اکثر عبادت جملہ مذاہب پر صحیح ہو ومن جملة الاحتياط اجتناب المكروه كانه حرام والاعتناء بالسنن كانها واجبة وتيوضأ من مس الفرج ان كان حنفيا ومن الفصد ان كان شافعيا ويطهر نجاسة الكلب والخنزير سبعا احداها بالتراب ان كان مالكيا وهكذا فى سائر مسائل الخلاف العالى والنازل من الصحابة ومن بعدهم الى عصرنا هذا

یہ دلیل ہے اِنکے کمال عدل وانصاف وتقوی وطہارت پر +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے مذہب کے لئے تعصب نہین کرتا ہون بغیر علم واجتہاد کے نہ یہ نہین کرتا ہون کہ جس مذہب مخالف کو یہ کہا ہو کہ وہ ضعیف ہے بلکہ تارو پود میرا التسلیم مخالف ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ذاتے تھے ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعلى الرأس والعين وما جاء عن اصحابه تخيرنا انتهى اسی طرح ہم بھی کہتے ہین ما جاءنا عن الائمة المجتهدين تخيرنا اتباع من شئنا ثم اذا تخيرنا لا نترك العمل بكلامه ولا نفارقه الا بالموت خوفا من وقوعنا فى صورة التلاعب بالدين وانما كنا نسلم للمخالف لامامنا انه مجتهد وقد قرر الشارع وجوب العمل على المجتهد بما فهم من السنة فكذلك من الزم نفسه باتباع مجتهد يلزمه العمل بقوله انتهى یہ عبارت دلیل ہے اس بات پر کہ مراد مخالفت سے مجتہد ہے نہ مقلد اور مجتہد کو اپنی فہم اجتہادی پر رہنا جائز ہے اسی طرح مقلد کو قول امام مجتہد پر کہ صریح مخالفت کتاب وسنت کے ظاہر نہو واسلئے شعرانی رحمہ نے بعد اسکے یہ کہا ہے لو كان الانكار على ذلك العالم بدليل شرعى واضح فانه لا اعتراض على احد فى الانكار عليه لمعارضة النص بخلاف معارضة الفهم فانه امر سهل لتفاوت الافهام وعدم عصمتها شیخ فضل الدین کہتے تھے فقیہ کو چاہیے کہ مراعات علم باطن کی کرے اور فقیر کو چاہیے کہ مراعات علم ظاہر کی کرے جو ایک آنکھ سے دیکھتا ہے فقیہ ہوا فقیر وہ کانا ہے کامل وہ ہے جو دونون آنکھون سے دیکھے جیسے شیخ برہان الدین بن ابی شریف وشیخ الاسلام زکریا وشیخ عبدالحق سنباطی وشیخ شمس الدین سماقودی تھے انتہی مین کہتا ہون منجملہ اس کمال کے یہ ہے کہ اپنی ہی آنکھون سے

دیکھیے نہ دوسرے کی آنکھون سے جسطرح میر درد علیہ الرحمہ نے کہا ہے ؎

الٰہی دیدۂ تحقیق دہ ہر یک مقلد را	چو عینک تا بکے ہر سو بچشم دیگران بینید

دیگر اہل طریق کا اجماع ہے کہ جب کوئی شخص کسی مقام اہل طریق کا انکار کرتا ہے تو وہ اوس مقام سے محروم رہتا ہے اگرچہ طریق مین داخل ہو یہ اوسکی عقوبت ہے جسطرح انسان اللہ و رسول کے کلام کی تاویل کرتا ہے اسی طرح اگر کلام فقہا کی بھی تاویل کرے جو اسکی سمجھ سے باہر ہے تو یہ تاویل انکار سے بہتر ہے اوسکو شطح کہنا نا کچھ ضرور نہین ہے فعل حسن پر حمل کرے اور شرع سے موافقت بخشے ؛

دیگر شیخ محی الدین بن عربی نے فرمایا ہے رحم اللہ ھذہ الامۃ المحمدیۃ بکثرۃ المذاھب والمجتھدین فاذا وجد احدھم ضیقا فی مذھب اشتغل الی التقلید لمذھب آخر لکن قد حجر ھذہ الرحمۃ علی الامۃ من امر جمیع الناس بالتزام مذھب معین لم یعینہ اللہ ولا رسولہ ولا دل علیہ ظاھر کتاب ولا سنۃ لا صحیحۃ ولا ضعیفۃ قال وھذا من اشق الکلف علی الامۃ فالذی وسعہ الشرع ضیقہ ھو لاء اھ یعنی تقلید مذاہب معینہ مین سخت کلف ہے اللہ نے تو وسعت رکھی تھی مگر انہون نے اوسکو تنگ کر دیا شیخ ابن عربی ظاہری مذہب صوفی مشرب تھے صوفیہ کرام مین کوئی شخص مقلد کسی مذہب معین کا معلوم نہین ہوتا ہے اور گزر چکا ہے کہ صوفی وہ ہے جو متبع کتاب و سنت ہو پس بس ؛

دیگر علی خواص نے فرمایا ہے لا ینتقل مع العبد الی البرزخ الا العلم الخالص من الرای الضعیف الذی لا یشھد لہ کتاب ولا سنۃ واما جمیع العلوم الذی دخل فیہ الرأی والریا فلا یبقی صاحبھا عالما ولا یحشر مع العلماء العاملین علامت اخلاص کی علم مین یہ ہے کہ جب روح علم کی طالع ہو تو مشغول ہونا ساتھ علم کے اوسپر گران نگزرے ؛

دیگر ایک الغام اللہ کا جمہ یہ ہے کہ مینے کتب شریعت و آلات دین کا مطالعہ کثرت سے بکرات و مرات کیا اس جگہ پر شعرانی نے بہت سی کتابون کا نام لیا ہے جسکو اونہون نے مکرر سہ کرر مطالعہ کیا ہے اور کہا ہے کہ جو مقام اونمین مجھپر مشکل ہوتا تھا مین مراجعت اوسکی علما سے کرتا تھا اپنے فہم پر مینے استقلال نہین کیا بسبب احتمال خطا کے منجملہ ان کتب کے نام کتاب الام شافعی اور مسند شافعی و کتاب محلی لابن حزم کا بھی لیا ہے اور کہا ہے کہ اسکا مختصر تالیف ابن عربی رح تین مجلد ضخیم مین ہے اوسکو بھی مینے ایکبار ملاحظہ کیا ہے پھر کتاب المحیط شیخ ابو محمد جوینی کا نام لیا ہے اور کہا ہے ولم یتقید فی کتاب المحیط بمذھب معین پھر شرح مسلم نووی کا ذکر کیا ہے پھر کہا ہے وطالعت من شروح الحدیث کثیرا فطالعت کتاب فتح الباری علی البخاری وشرح القسطلانی وشرح الزرقانی لابن العربی المالکی پھر کہا ہے کہ مینے کتب تفسیر مین سے غالب تفاسیر مشہورہ کا مطالعہ کیا ہے جیسے بغوی خازن ابن

ابن عادل کو حاشی ابن زہرہ قرطبی ابن ابی کثیر بیضاوی تفسیر ابن النقیب المقدسی اور یہ تفسیر سو جلد کلان مین ہے ماطالعت اوسع منہ تفسیر واحدی تفسیر عبد العزیز دیرینی تفسیر جلالین و تفسیر درمنثور تفسیر امام سنید بن عبد الرزاق یہ اس تفسیر مین وکیع سے راوی ہین وھو تفسیر نفیس وقد تطلبہ الشیخ جلال الدین السیوطی عشرین سنۃ فلم یظفر بنسخۃ منہ ثم وجدت احادیثہ وآثارہ فی مجلد لتفسیر زمخشری حاشیہ طیبی پاکستان یہ اعظم حواشی ہے وکان محدثا صوفیا نحویا فقیہا اصولیا وقل ان تجتمع ھذہ الصفات فی عالم پھر کہا ہے وطالعت مرکبات الحدیث واجلۃ المذاھب ماکاد احصی لہ عددا ومن جملۃ ماطالعتہ الکتب الستۃ وصحیح ابن خزیمۃ وصحیح ابن حبان ومسند الامام احمد وموطا الامام مالک ومعاجیم الطبرانی الثلاثۃ وکتاب جامع الاصول لابن الاثیر والجامع الکبیر للسیوطی وکذلک الجامع الصغیر وزیادتہ وھی عشرۃ آلاف حدیث ولایکاد یخرج من الشریعۃ عن احادیث ھذہ الکتب شئ الا نادرا فھی اجمع کتاب صنف بعد سنن البیھقی فی الادلۃ پھر کہا ہے وکذلک طالعت کتاب امنتقی من الاحکام لابن تیمیۃ وھو الشیخ مجد الدین ولیس ھو الشیخ تقی الدین صاحب المختہ وھو اصل مسودۃ کتابی المسمی بکشف الغمۃ عن جمیع الامۃ اسی طرح مینے مطالعہ کتاب ہدی موے ابن القیم کا کیا ہے اور اوسکو مختصر بنایا اسکے بعد اون کتابون کے نام لئے ہین جو علم اصول و احکام و فتاوی و قواعد و سیر مین ہین تالیفات متقدمین و متاخرین سے علم تصوف مین نام کتاب قوت القلوب و کتاب الحلیہ و کتاب الرعایۃ و رسالہ قشیری و عوارف و احیاء العلوم اور جملہ کتب یا فعی و کتاب فتوحات مکیہ کا لیا ہے پھر کہا ہے ھذا ما استحضرتہ الان من الکتب التی طالعتھا وما الظن احدا فی عصری ھذا احاط بھا علما ابدا انتھے حاصل مخطوطہ عرض کرتا ہے کہ میرے معاصرین مین بھی شاید کسیسنے اوس قدر کتب کا مطالعہ کیا ہو جتنا کہ مینے مطالعہ کتب علوم شرعیہ و غیرہ کا کیا ہے خصوصاً کتب علم قرآن و حدیث و فقہ سنت و تصوف و تاریخ وسیر وغیرہا کا تفسیر فتح البیان بعد مطالعہ اٹھارہ تفاسیر معتبرہ کے لکھی گئی ہے اور للہ پاک کی اعانت سے کتب نفیسہ قدماء و سلف صلحاء بلاد و دور دست عرب و عجم سے بصرف زر خطیر جسکی تعداد آلاف الوف سے زیادہ ہے میسر آئی اور غالباً اون سب کے مطالعہ کا کلاً یا بعضاً اتفاق ہوا ہے وللہ الحمد اور تعداد تالیف کی زبان عربی و فارسی و اردو مین سو کتاب سے زیادہ ہے یہ تعداد مستقل ہے اور اگر رسائل مندرجہ مجامیع کو شمار مین لیا جائے تو تین سو سے زیادہ رسائل و کتب گنتی مین آتے ہین اسوقت جو کتابخانہ نفیس نزدیک میرے موجود ہے وہ کسی شہر ہند مین نزدیک کسی عالم و عامی کے معلوم و مشہور نہین ہے وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اگر کوئی مصیبت ہے تو اسی قدر ہے کہ علماء علماء دنیا سے اوٹھ گئے سارا جہان جہل و فساد سے بھر گیا اب نہ کوئی عالم نظر آتا ہے اور نہ کوئی طالب علم اور نہ کوئی عابد و زاہد یہ ملک ہمارا مصداق قول سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا ہو گیا ہے

هذا بلد یموت فیه العلماء تو اہل علم گفتگو مین اور اہل فقر جستجو مین لگے ہین رہتے عامہ سودہ کو بکو ہین وکان مراد اللہ قدر امقدورا اسکے بعد شعرانی فرماتے ہین مطالعتی لکتب ائمۃ المذاھب الثلثۃ نزیادۃ علی مدھبی یعنی جو کتابین ہر سہ مذاہب مالکی حنفی حنبلی کی مینے مطالعہ کی ہین وہ بہ نسبت میرے مذہب کی کتابون کے زیادہ ہین پہر اون کتابون کا نام لیا ہے پہر کہا ہے وطالعت من کتب الحنابلۃ الخرقی وعدۃ مختصرات قالوا ولم یدّون الامام احمد لہ مذھبا وانما مذھبہ الآن ملفق من صدور اصحابہ فانہ کان مقلا فی الحدیث وکان رضی اللہ عنہ یقول او لاحد کلام مع رسول اللہ صلعم انتہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ امام احمد کا طریقہ یہی عمل بالحدیث تھا وانمذاجس محدث کو دیکھو وہ بواسطہ یا بلاواسطہ اونکا شاگرد ہے کیا اصحاب صحاح اور کیا غیر ولتد الحمد مین کہتا ہون ائمہ اربعہ مجتہدین مین جتنا علم سنن کا امام احمد کو تھا دوسرے امام کو نہ تھا تصانیف ائمہ مین ایک تو کتاب موطای امام مالک ہے یہ کتاب قدیم نہایت مبارک ہے اسکے بعد مسند شافعی ہے لکن وہ خود اوسکے مولف نہین ہین تیسری مسند امام احمد ہے یہ اصل اصول جملہ کتب علم سنت ہے آٹھین مع زوائد چھ ہزار حدیثین ہین امام اعظم رضی اللہ عنہ نے سرے ہی سے کوئی تالیف نہین کی یہ اونکا غایت تقوی تہا انکا علم صدور سے انکے تلامذہ کے لیا گیا ہے وہ بہی مجتہد تھے نہ مقلد +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین جمیع مذاہب مجتہدین کی توجیہ کرسکتا ہون وقت تقریر مذہب کے داخل یہہ گمان کرتا ہے کہ مین حنفی یا حنبلی یا مالکی ہون حالانکہ مین شافعی ہون یہ بات اسلئے ہے کہ مجکو منازع اقوال ائمہ کا احاطہ ہے اور مین اونکے ادلہ پر مطلع ہون یہانتک کہ بعض متہورین نے کہا ان فلانا لا یتقید بمذھب اصل اسکی یہ ہے کہ جب مینے کتب ادلہ مذاہب تصنیف کیے تو جمیع مجتہدین کو دیکہا کہ وہ سنت سے خروج نہین کرتے ہین اتنی بات ہے کہ کوئی مشدد ہے اور کوئی مخفف کسی نے اخذ صریح حدیث یا قرآن سے کیا ہے اور کسینے اخذان دونون کے مفہوم سے اور کسینے اخذ انکے مستنبط سے اور کسی نے مفہوم مستنبط منہا سے اور کسینے قیاس صحیح کو اصل صحیح پر لیا ہے تو یہ سب مذاہب انکی شریعت مطہرہ ہی کی تار و پود سے بنی گئے ہین انتہی یہ کثرت حقیقت مین وحدت ہے ؎

ایجاز فیض پیر مغان بزم وحدت ست	در پردہ دار دیرہ کثرت نمای را

مین کہتا ہون کتاب میزان شعرانی خاص بیان مین اسی تخفیف و تشدید کے ہے اور اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ یہ فہم انکا نہایت سلیم ہے لکن اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ انسان ادلہ صحیحہ کو چہوڑ کر نرے قیاسات پر عامل ہو بلکہ جہانتک ہوسکے اتباع دلیل ہی کرے اور غیر کو دلیل نہ سمجھے ساری آفت اہل مذاہب مین یہ ہے کہ آپکو ناجی غیر کو ہالک اعتقاد کرتے ہین یہ اعتقاد خود مہلک ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ اصح الصحیح واقوی المذاہب کو بلا تقید مذہب

خاص کے اختیار کرے اور اہل مذاہب اربعہ کو منجملہ فرقۂ ناجیہ کے جانے اور ائمۂ مجتہدین اربعہ کے حق مین اعتقاد صحیح وصالح رکھے اور اونکو اپنا مخدوم ومرشد سمجھے اگر خلاف اسکے اعتقاد کریگا اور مرتکب کسی بے ادبی ظاہر وباطن کا اونکے حق مین ہوگا تو خاسر دارین ہوگا ونعوذ باللہ من الجھل والطغیان والعصیان ٭

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مینے علوم شریعت مین بہت سی کتب نو طرز غیر مسبوق الیہ تالیف کی ہین جیسے کشف الغمہ عن جمیع الامہ اسمین ادلۂ مذاہب اربعہ کو جمع کیا ہے مگر بلا تخریج پھر اسکے بعد کتاب المنہج المبین فی بیان ادلۃ المجتہدین لکھی ہے اوسمین ہر حدیث کو طرف راوی سے منسوب کیا ہے گویا یہ کتاب تخریج ہے کتاب کشف الغمہ کی دوسری کتاب مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ اسمین مینے احادیث ترہیب وترغیب کو جمع کیا ہے یہ دو قسم ہین ماموارت ومنہیات ماموز مین مندوب منہی مین مکروہ داخل ہے وھو کتاب نفیس و کتاب الجوہر المصون فی علم کتاب اللہ المکنون اس کتاب مین قریب تین ہزار علم کے ہین اور وہ سور قرآن پر منثور ہین پھر بقیہ کتب کا نام لیا ہے اور لکھا ہے وغیر ذلک مما سارت بہ الرکبان الی بلاد الشرق والغرب انتھی مین کہتا ہون منجملہ اونکی تالیفات کے کتاب طبقات کبری احوال اولیا وصلحا مین کتاب حافل بے مثل و مثال ہے مینے اوسکا ترجمہ اردو ذخیرۃ الخیر نام لکھا ہے اور منہج مبین ومشارق ہیری نظر سے ابتک نہین گزری اللہ تعالی سے سوال ہے کہ میسر فرماوے مجموع مولفات انکی جو انہون نے اس جگہ مذکر کئے ہین پچیس کتابین ہین غالبا یہ وہ کتابین ہین جو نزدیک انکے معتبر ونفیس تر تھین مینے تعداد اپنی تالیف کی پہلے ذکر کردی ہے منجملہ اونکے نفائس مولفات خاکسار یہ ہین جنکا نام اس جگہ لیا جاتا ہے فتح البیان فی مقاصد القرآن یہ ایک تفسیر ہے دس مجلد مین مطبع بولاق مصر مین طبع ہوکر عرب وعجم مین شائع ہوچکی ہے اور پہلے ہند مین اندر چار مجلد ضخم کے طبع ہوئی تھی اسکے ہر دو طبع مین تیس ہزار روپیہ کلدار صرف ہوا یہ تفاسیر متداولہ مین باعتبار جمعیت روایت کے فائق ہے عون الباری لحل ادلۃ البخاری یہ شرح ہے تحریر صحیح بخاری کی تجرید مذکور تالیف ہے شرجی حنفی رحمہ کی السراج الوھاج لکشف مطالب صحیح مسلم ابن الحجاج یہ شرح ہے تجرید صحیح مسلم کی یہ تجرید منذری رحمہ کی ہے اور یہ تینون نام ان کتابون کے تاریخی ہین مسک الختام شرح بلوغ المرام یہ فارسی ہے دو مجلد ضخم مین تاج مکلل اسمین علماء مجتہدین امت کا ترجمہ ہے حضرات التجلی اسمین ذکر عقائد اہل سنت کا ہے تقصاکر یہ بیان مین اخبار اخیار کے ہے نزل الابرار یہ بیانمین ادعیہ واذکار کے ہے اس سے زیادہ جامع کتاب اس باب مین کمتر ہوگی الی غیر ذلک مما یطول ذکرہ جدا ولا تسعہ الاوراق فہرست جملہ مولفات خاکسار کی اواخر بعض رسائل مین مستقلا چھپ چکی ہے اجگہ حاجت اونکے ذکر کی نام بنام نہین ہے ٭

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ علماء مذاہب اربعہ نے اجماعاً میری مؤلفات کی وی اور اونپر مدح لکھی بخلاف اوسکے جو بعض حسّاد نے مصر و حجاز وغیرہ مین شائع کر دیا تاکہ لوگ میری مؤلفات پر کتابت کرنیسے باز رہتے ہین یہ اسلئے کہ بعض لوگون نے مجھسے بعض کتب میری مستعار لےلئے اور اونمین عقائد زائغہ و مسائل خارقہ اجماع داخل کر دیے ایک سال تک اسکا چرچا رہا مجھے معلوم نہوا جب مینے اصل نسخ جنپر خطوط علما کے تھے دکھلائے تو لوگ خاموش ہوگئے فاللہ یغفر لھولاء الحسدۃ ما جنوہ آمین محرر سطور گذارش کرتا ہے کہ میری تالیف بھی عرب و عجم مین و ارسائر ہوئی صدہا علماء زمین و زبید و مصر و اسلامبول و حجاز و قدس نے اونپر مدح و ثنا کا ایک فرد بشر بھی اونپر ان ممالک و اقالیم مین معترض نہوا بلکہ سب نے اونکی تلقی بالقبول کی وللہ الحمد حالانکہ میری سب کتب متضمن ہین اتباع دلیل پر اور مانع ہین تقلید خاص مذاہب سے لکن بعہذا فقہاء مصر و علماء شام و فضلاء یمن و اہل علم حجاز نے اعتراف کیا کہ یہ کتابین غایت درجہ صحت و اتقان مین واقع ہین اور اقلیم ہند مین بھی سوا ایک دو شخص کے جسکو علم دلیل سے ناآگاہی تھی کسیسے اعتراض نہ کیا یا اوسکے تلامذہ و اصحاب نے کچھ زبان درازی کی باقی اہل ہند مین کوئی معترض ور آد نہوا اسلئے کہ اونمین غالباً علم باقی نہین ہے کہ وہ رطب و یابس مین تمیز کر سکین رہے جہلاء سو اونکا انکار کسی قطار شمار مین نہین ہوتا ہے مین اللہ کا شکر کرتا ہون کہ باوجود اسکے کہ مین تابع دلیل ہون نہ مقلد مذہب خاص لکن مینے آج تک طریقہ جدل و خلاف کو ساتھ کسی شخص کے یا اندر کسی کتاب کے نہین برتا اور نہ اوقات عزیز کو کبھی مکابرہ و ردّ و قدح مؤلفین معاصرین وغیرہم مین ضائع کیا بلکہ بکمال جد و جہد سے فقہ سنت صحیحہ مطہرہ کی تدوین و ترویج احکام مبرہنہ کی تحریر کی ہر عالم پر فرض ہے کہ کتمان علم کا نکرے ورنہ ملعون ٹھیرے گا اور ظاہر ہے کہ کوئی علم افضل تر علم قرآن و حدیث سے نہین ہے سو اس علم کی اشاعت مین بحمدہ تعالیٰ کوشش و کشش بلیغ عمل مین لائی گئی لکن کسی کتاب مین بجز ترجیح اقوال و تصحیح اعمال کوئی کلمہ سخت و لفظ درشت حق مین کسی امام و عالم سلف و خلف کے لکھا نہین گیا اور اللہ سے یہی امید ہے کہ وہ میرے ہاتھ و زبان و دل کو ایذاء مسلمین سے خواہ زندہ ہون یا مردہ تا مرگ بچائے گو حسّاد مجھپر حسد کرنیسے اور اعداء ستانیسے باز نہ آئین ۵

من عاش فی الناس بوما غیر محسود		هم یحسدون وشر الناس کلهم	

والحمد للہ الذی جعلنی محسودا ولم یجعلنی حاسدا ولم یجعلنی حیّارا شقیا شعرانی رح نے ذیل مین اس انعام الٰہی کے بہت سی تقاریظ علماء کرام مذاہب اربعہ کے جو کہ اونہون نے مؤلفات شعرانی رح پر لکھی تھی بالفاظہا اختصاراً ذکر کیے ہین احمد فارس صاحب جوائب نے ایک کتاب عربی متوسط بطور خود بلا فرمایش خاکسار قرۃ الاعیان مسرۃ الاذہان نام طبع کی ہے اور جو تقاریظ علماء وقت نے میری کتب پر بلاد متفرقہ مین لکھی ہین اونکو کتاب مذکور مین بلا استیعاب جمع کیا ہے رہی تقریظات رسائل اردو و فارسی سو وہ غالباً

شعار زمان کی طرف سے ہین نہ طرف سے علماء اعیان کے اب مینے کتابت تقاریظ کی واسطے آیندہ کے موقوف کردی اسلئے کہ یہ نزدیک تر باخلاص وخوف ہے اور مین اللہ سے دعا کرتا ہون کہ اگر بمقتضای بشریت وفساد زمان کے کسیکی مدح وثنا سے تقریر یا تحریر کسی طرحکی بشاشت میرے دل مین آئی ہو تو وہ مجکو معاف فرمائے مین اوس سے تائب و مستغفر ہوتا ہون اور ایسے دل کا طالب ہون جسکے سامنے مدح وذم ایک حکم مین ہو اسی جگہ سے مینے چند کتب ورسائل مین اپنا نام بھی نہین لکھایا دوسرے کے نام پر اوسکو ہبہ کردیا اور جن کتابون کو اوائل طلب علم مین لکھا تھا اور وہ اتقان وایقان ودلیل وبرہان سے عاری تھین اور نیز سے طریقۂ اظہار زمان پر تھین اونکو بحساب تالیف سے خارج کردیا واللہ الحمد وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب +

دیگر ایک نعمت الٰہی مجھپر یہ ہے کہ میرے سارے اشیاخ فقہ وتصوف مجھسے راضی مرے انکی رضامندی عنوان ہے رضائے الٰہی کی کیونکہ یہ لوگ علم وسلوک مین واسطہ ہین اس زمانے مین ایسے لوگ کمہوتے ہین جو تغیر خاطر استاذ وشیخ سے سلامت رہین منجملہ اونکے جو مجھے بسبب میرے ادب کے محبت رکھتے تھے ایک شیخ الاسلام مرکز یا مین مجھسے فرماتے تھے واللہ انی اودلو اسقیتک جمیع ما عندی من العلوم فی مجلس واحد اسی طرح فلان وفلان وہ سب مجھکو دوست رکھتے تھے انتہی +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ میرا سینہ واسطے اتباع سنت محمدیہ کے قولاً وفعلاً واعتقاداً کشادہ ہے اور اسکے خلاف سے میری خاطر تنگ ہوتی ہے مین صغر سن سے اسی طرح پر ہون تا آنکہ بحمد اللہ بعض اوقات مین بعض مستحسات بعض علماء سے مین توقف کرتا ہون یہانتک کہ وجہ اوسکی مطابقت کی ساتھ کتاب وسنت یا قیاس جلی وعرف صحیح کی مجکو ظاہر ہو یہی ذوق اس فقیر کا بمقدار کو بھی بچپن سے دامنگیر خاطر شکستہ وبال گسستہ ہے وللہ الحمد علی الموافقۃ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجکو ان مواہب ومقامات شعرانی رح سے بھی محروم نفرمائے بجاہ عریض الجاہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا ہے کہ انی لا اعلم احدا احاط علما بکتب السنۃ کما احطت بھا ابدا +

دیگر ایک انعام خداوند کا مجھپر یہ ہے کہ جب مجکو معلوم شریعت مین تبحر حاصل ہوا اور عمل پر عمل کرنا مشکل پڑا تو مجکو مجاہدہ نفس کا بغیر شیخ کے الہام ہوا سلف صلحا بسبب صفاء قلوب کے طریق عمل بالعلم مین محتاج کسی شیخ کے بسبب عدم موانع کے نہ تھے اب لوگون کو موانع لاتحصی پیش ہین بعض لوگ اخلاق محمدیہ کو دیکھتے ہین جیسے زہد وورع وخشیت ونحو ذلک لکن تخلق ساتھہ ان اخلاق کے نہین ہوتے ہین اسلئے ضرورت شیخ مرشد کی ہوتی ہے مین مطالعہ کتب قوم کا کرتا تھا جیسے رسالہ قشیری وعوارف وقوت القلوب واحیاء ونحو ذلک اور جو میری سمجھ مین آتا تھا بموجب اوسکے عمل کرتا تھا پھر بعد ایک مدت کے جب مجھپر خلاف اوسکے ظاہر ہوتا تو مین اوسکو چھوڑکر دوسرا کام کرتا وھکذا یہ مثل اوس شخص کی ہے جسکا کوئی شیخ نہین ہے شیخ کے ہونیکا یہی فائدہ ہے

کہ وہ مرید کے لئے راہ کو مختصر کردیتا ہے اسکے بعد شعرانی نے ذکر اپنے بعض مجاہدات و ریاضات کا لکھا ہے اختیار قناعت و زہد و قلت طعام و خواب و کثرت عبادات مین پھر کہا ہے لکل مقام رجال و من طلب نفیساً خاطر بنفیس فعلم ان المحب للہ فی وادٍ و المنکر علیہ فی وادٍ انتہی ؎

طرقنا بتعریض العذول لذکرکم	فنحن بوادٍ و العذول بوادٍ

پھر ذکر بعض ریاضات شاقہ اولیا کا کیا ہے یہ وہ ریاضات ہین جنکا اس زمانہ مین نام و نشان کسی فرد بشر مین سنا نہین گیا دیکھنے کا کیا ذکر ہے پھر کہا ہے کہ مجکو جو کچھ حاصل ہوا تین شیوخ سے حاصل ہوا علی مرصفی و محمد شناوی و علی خواص رضی اللہ عنہم سے یہ بات کہ انسان کو ایک شیخ درکار ہے انہین کی صحبت سے متحقق ہوئے ورنہ پہلے اس سے مین بھی وہی بات کہتا تھا جو اور لوگ کہتے ہین و ھل ثم طریق توصل الی حضرۃ اللہ تعالی غیر العمل بما فی ایدینا من الشریعۃ یہانتک کہ مینے خلاف اسکے پایا اہل طریق کے لئے یہی شرف بس ہے کہ موسی علیہ السلام نے خضر سے کہا تھا ھل اتبعک علی ان تعلمنی مما علمت رشداً اور امام احمد نے اعتراف فضل کا واسطے ابو حمزہ بغدادی کے کیا تھا اور احمد بن سریج ابو القاسم جنید کو مان گئے تھے اور امام غزالی نے ایسے شخص کی جستجو کی تھی جو انکو طریق پر لگادے حالانکہ خود حجۃ الاسلام تھے اور شیخ عزالدین بن سلام نے اپنے لئے شیخ طلب کیا تھا حالانکہ ملقب بسلطان العلما تھے غزالی جب خدمت مین شیخ محمد بادغانی کے پہنچے کہا ضیعنا عمرنا فی البطالۃ یہ بات باعتبار دخول اہل طریق کے کہی تھی اور عزالدین نے کہا ما عرفت الاسلام الکامل الا بعد اجتماعی علی الشیخ ابی الحسن الشاذلی سو جب ایسے علماء کامل محتاج شیوخ کے ہوں تو پھر ہمسے لوگ بالاولی محتاج تر ہین انتہے لکن اسوقت مین شیخ مرشد کا ملنا محال ہوگیا ہے پھر جو بعض لوگ مشیخت مین مشہور ہوتے ہین وہ غالبا مصداق اس مثال سائر کے ہین رب شہرۃ لا اصل لہ اور اگر بعض مین بعض مقامات سلوک کے پائے جاتے ہین تو وہ قید رسوم ہوتے ہین معہذا اگر خوبی تقدیر سے کوئی شیخ صالح میسر آجائے تو خذ ما صفا و دع ما کدر پر عمل کرتے ہوئے بطور کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فرمایا ہے نسبت صوفیہ غنیمت کبری ست و رسوم ایشان ہیچ معنی ارزد انتہے ہمارا ملک ایک مدت دراز سے خالی ہے اور بلاد عربیہ مین بھی کوئی عارف سننے مین نہین آتا ہے انشاء اللہ اسوقت مین بجز اسکے کہ نفس پر مجاہدہ کرکے اکل حلال صدق مقال اختیار کرے اور ظاہر عمل مین طریق کتاب و سنت پر ہو اور کثرت سے درود شریف پڑھے اور وظائف ماثورہ پر مواظبت کرے اور آداب و ارکان عبادت فرض کو خصوصا اور نوافل عبادت کو عموما کتب اس فن سے معلوم کرکے بجالائے کچھ چارہ نہین ہے اللہ پاک سے امید ہے کہ توقع نجات کی حاصل ہو عمدہ کتب اس باب کی یہی ہین رسالہ قشیری عوارف احیاء الاحیاء کیمیای سعادت فتوحات مکیہ فصوص اور مجامیع تراجم اولیا کا مطالعہ کرے جنمین اونکے حالات و ملفوظات لکھے ہین انسے بہت بڑی مدد قوت ہمت

وترقی حوصلہ پر ملتی ہے اور ایک بڑا اثر دل پر ہوتا ہے پہلا مرتبہ واسطے طالب آخرت و تاجر عقبیٰ کے درستی ایمان کی ہے یہ کتب عقائد اہل حدیث سے حاصل ہو سکتی ہے دوسرا مرتبہ درستی اسلام کا ہے یہ کتب فقہ سنت سے میسر آسکتا ہے تیسرا مرتبہ احسان کا ہے یہ علت غائی اور منتہای مراد ایمان و اسلام ہے اسکے لئے شیخ کامل مکمل درکار ہوتا ہے اور بصورت عدم وجدان شیخ کے وہی تدبیر ہے جو اوپر لکھی گئی ہماری بدنصیبی کو دیکھو کہ ہمکو ابتک کوئی شیخ نہ ملا اگرچہ ہم پیر نابالغ ہو گئے ہین ہان مطالعہ کتب طریق سے اس قدر نفع بی شبہ ہاتھ آیا ہے کہ امتیاز علما آخرت کا علما دنیا سے حاصل ہو گیا اب رہا تخلق و اتصاف سو وہ بمراحل دور ہے مگر یہ کہ اللہ اپنی رحمت عام کے پردہ مین چھپا لے اور خاتمہ عمر کا کلمہ طیبہ و تصدیق قلبی پر فرماوے وہذا ذلک علیہ بعزیز و نہ بحکم بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ جو عیوب و رعونات ظاہر و باطن ہمارے ہمکو معلوم ہین وہ دوسرے کو معلوم نہین مین واللہ تم آپ کو سگ و خوک سے بدتر پاتے ہین اگرچہ انسان کے خلاف مین ہین +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین داسطے مطلع ہونیکے معانی کتاب و سنت پر اوسکے دروازے سے داخل ہوا یہ بات تکثیر نوافل سے حاصل ہوئی جو شخص نوافل پر مواظبت کرتا ہے اللہ اوسکو دوست رکھتا ہے جب اللہ نے دوست رکھا اوسکو اپنی بارگاہ کا مقرب کیا جسکو مقرب کیا اوسکو اسرار شریعت پر آگاہ فرمایا انتہے مین کہتا ہون منجملہ نوافل کے ایک شغل علم ہے بلکہ شغل افضل انواع نوافل ہے مجھکو فتح باب کا معانی سنت و کتاب پر بطفیل اسی نافلہ کے ہوا ہے استاذ سے تو فقط علوم درسیہ موافق رسوم کے پڑھے تھے پھر اللہ نے ہمت بخشی ایک بڑا حصہ اپنی عمر کا مطالعہ علوم قرآن و حدیث مین صرف کیا اللہ نے اوسکی برکت سے فہم کتاب و سنت عطا فرمایا وللہ الحمد والمنہ چنانچہ بڑی بڑی کتب ضخیمہ نظر سے از اول تا آخر گذرین جیسے صحاح ستہ و فتح الباری و شرح مسلم نووی و نیل الاوطار و سبل السلام و شرح بخاری و تفسیر ابن کثیر و فتح القدیر و نخو ذلک و احیاء العلوم و کیمیای سعادت و اکثر فتوحات وغیرہ سرب زرقانی علما سے کعبہ مین پاس ملتزم کے یہ دعا مانگی تھی کہ مجھکو علم کتاب و سنت مین تبحر دیا جائے اللہ نے شاید اس دعا کو اجابت فرمایا افسوس ہے کہ اوسوقت دعا عمل کامل کی نہ مانگی کیونکہ مین آپکو عمل مین نہایت قاصر پاتا ہون ابن عربی مالکی شارح ترمذی نے کہا ہے کہ میرا عمل برابر میرے علم کے نہین ہے اللہم وفقنا ٥

بہیچ کار کتب خوانیت نخواہد آید	ز جمع خاطر خود نسخہ فراہم کن
جراحتی بدلت گر رسیدہ است ای درد	توانگر اختن بخویش فکر مرہم کن

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ بعد مجاہدہ کے یہ ظاہر ہوا کہ جتنے علوم مینے سیکھے ہین اوسمین سے کسی مین کچھ بھی اخلاص نہین ہے بلکہ وہ بحظوظ نفسانیہ ہین کیونکہ علامت علم خالص کی یہ ہے کہ دل بندہ کا حال اشتغال بالعلم مین اللہ پر جمع ہو جائے سو یہ بات مجھکو حاصل نہوئی بلکہ میرا دل ہر وادی مین پریشان و سرگردان تھا یہ بات مجھسے

غالب یہی کہ جو علوم اللہ نے بنائے اور ہمارے دل پر اوتارے ہین مراد اونسے یہی جمع علی اللہ ہے اور جسنے جمع علوم
مین نفس کو تعب دیا اور اس امر مین نظر کی کہ وہ علم دلیل ہے اللہ پر اور یہی مقصود اعظم ہے علم سے تو وہ مواضع دلالت
علی الحق سے حجاب مین رہتا ہے بجکہ جب وجوہ دلالت جملہ علوم سے کشف غطا ہوا تو دل میرا ہمراہ اللہ کے حاضر رہنے لگا
یہانتک کہ علم حساب و ہندسہ و منطق مین بھی پھر علوم حقیقیہ شرعیہ کا کیا ذکر ہے لیکن اکثر لوگون کی بصیرت پر سے یہ
پردہ نہین اوٹھا ہے اسلئے اون کو وجہ دلالت علم مین نظر حق پر نہین ہے والہذا اونسے کمال فوت ہوگیا ہے
اور عارفین نے اونکی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ ان لوگون کے علوم انکے حجاب ہین رب تعالی سے ع علمے کہ رہ
بحق نمایدہ جہالت است ۔ غزالی نے بعد دخول کے طریقہ قوم مین کہا تھا قد وجدنا علوم الفقہاء کلھا حجابا
فیما بیننا و بین اللہ تعالی بعض عارفین نے اونسے کہا کہ تم کیون ان علوم کو حجاب ٹھیراتے ہو اگر تم انمین
اور ہر شئے موجود مین نظر غور کرو تو جان لوگے کہ وہ دلیل ہین اللہ تعالی پر اور رافع حجاب ہین چنانچہ جب اونہون نے
ایسا کیا اور وجوہ دلالت علی الحق کے پہچان لئے تو اس قول سے رجوع کر کے کہا العلم نور یکشف عن العبد
الحجب و انما یکون حجابا علی من لم یخلص للہ عز و جل فی تعلمہ و تعلیمہ انتہی شیخ عبد القادر جیلانی
جب بعد سیاحت کے داخل طریق ہوئے تو تدریس علم ظاہر کی چھوڑ دی اور درمیان اونکے اور اس علم کے نفرت واقع
ہوئے پھر جب اونکا حال کامل ہوگیا اور شہود وجہ دلالت جملہ علوم کا اللہ پر ہوا تو پھر علم اصول و فقہ و نحو وغیرہا
مین درس دینے لگے یہانتک کہ انتقال ہوا شیخ غانم مقدسی اپنے مریدون کو علم نحو سے واصل طریق کردیتے تھے انتہی
مین کہتا ہون ایک عالم نے شرح کافیہ نحو کی طرز تصوف پر نہایت خوب لکھی ہے گویا کافیہ علم معرفت کی ایک کتاب ہے
دیگر ایک انعام خدا کا یہ ہے کہ اللہ نے بجکو بعد مجاہدہ کے قرآن مین کہ علم حکمت سے ہے فہم عطا کیا و من اوتیھا
فقد اوتی خیرا کثیرا یہ فہم مصطلح عارفین پر بخشا ہے زیادہ اوس فہم پر جو مصطلح فقہا پر دیا تھا علی خواص نے فرمایا ہے
بندہ کا ادب کلام رب جل و علا مین یہ ہے کہ جہان شرع نے مشی کی ہے وہان مشی کرے جہان وقوف کیا ہے
وہان واقف ہو جہان یہ کہا ہے اعقل وہان تعقل کرے جہان یون فرمایا ہے آمن وہان ایمان لائے جس جگہہ
کہا ہے انظر وہان نظر کرے جہان کہا ہے سلم وہان تسلیم کرے و ذلک لان الآیات وردت
فی القرآن متفرعۃ فآیات لقوم یعقلون و آیات لقوم یومنون و آیات لقوم یتفکرون و آیات
لقوم یسمعون و آیات للعالمین و آیات للموقنین و آیات لاولی النھی و آیات
لاولی الالباب و آیات لاولی الابصار سو جسطرح اللہ پاک نے تفصیل کی ہے اسی طرح تفصیل کرے
اور تجاوز طرف غیر مذکور کے نکرے اور ہر آیت و عبرت کو اوسکی جگہہ مین اوتارے اور خیال کرے کہ مخاطب
ان آیات کا کون ہے اپنے نفس کو مخاطب نہ ٹھیرائے کیونکہ جو کچھہ اسکے اخوان مسلمین مین متفرق ہے وہ

وہ سب اسکے اندر جمع ہے عقل و ایمان و تفکر و تقوی و سمع و قلب و ابصار و غیر ذلک ہر صفت مین اپنی نعت دیکھے گویا سارا قرآن اسیکے لئے جمع ہوگیا ہے اور پورا فرقان اسیکو دیا گیا ہے انتہے اسی کے لگ بھگ شیخ محی الدین نے بھی ذکر کیا ہے اس فہم قرآن کی طرف علی مرتضی نے بھی اشارہ کیا ہے قرآن کی عجائب غیر منقضی ہین اور آدسکے غرائب کثرت تردادسے پرانے نہین پڑتے ہمیشہ اہمام اہل اللہ کے گرداوسکے اسرار و معانی کے چکر مارتے ہین ؎

خدارات سراپردہ ہای قرآنی	چہ دلبر اندکہ دل می برند پنہانی

دیگر ایک انعام خدا مجھ پر یہ ہے کہ مجکو درمیان رجال آلہی کے فرقان عطا کیا ہے یہ فرقان سب لوگون کو نہین دیا جاتا ہے یہ تین قسم ہین انکے لئے چوتھی قسم نہین ہے انکا ذکر شیخ ابن عربی نے فتوحات مین کیا ہے ایک عباد یہ وہ لوگ ہین جنپر زہد و تبتل و افعال ظاہرہ محمودہ غالب ہین یہ کسی شئے کو فوق اوس شئے کی نہین دیکھتے جسمین وہ ہین کہ اوس سے نقل کرنا چاہین انکو کچھہ معرفت احوال و مقامات کی نہین ہے اور انکے پاس علوم الہیہ و ہبیہ کا رائحہ بھی نہین ہے اور نہ صاحب مکاشفہ ہین اپنے اعمال کے ظاہر ہونیسے ڈرتے ہین کہ کہین اعتماد کریسے اعمال پر نہ خدا پر وہ اعمال انکے اکارت نہوجائین دوسری قسم صوفیہ ہین یہ لوگ فوق عُبّاد ہین یہ لوگ سارے افعال اپنے اللہ ہی کے لئے جانتے ہین باوجود جدّ و اجتہاد و ورع و زہد و توکل وغیر ذلک کے اور معہذا اپنے احوال کو بنظر مقامات مافوق مثل لاشئے کے سمجھتے ہین انمین ایک طرح کی رعونت و نفسانیت ہوتی ہے بنظر اہل طبقۂ علیا کے انکے پاس باوجود حسن اخلاق و فتوت کے ایک طرح کا رائحۂ دعوی ہوتا ہے تیسری قسم ملامتیہ ہین یہ قدم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہین انکی شان یہ ہے کہ نماز خبگانہ پر کچھہ زیادہ نہین کرتے مگر روایت اور منجملہ عبادات کے صرف وہی عبادت کرتے ہین جو مالا بدمنہ ہے اور غالب مردم سے کسی عبادت مین متمیز نہین ہوتے بازارون مین چلتے پھرتے ہین عام لوگون کی طرح بات چیت کرتے ہین اپنے دلون سے ساتھہ اللہ کے منفرد ہین عبودیت سے متنزل نہین ہوتے انہون نے مزہ ریاست کا بسبب استیلاء عظمت الہی کے نہین چکہا وھولاء اعلی الطوائف کلھا مقاماً کما فضل ابوبکر الصحابۃ کلھم فتامل ذلک واطلب المقامات الثلثۃ ولا تقنع بشئ دون المقام الثالث انتھی ۔

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ وہ کسی کے عمل خوب کو برباد نہین کرتا ہے اسی وجہ سے دل طلب اجر سے عمل پر اور طلب فتح سے دل پر مقامات عارفین مین متسلی ہوتا ہے کیونکہ بعد مجاہدہ و ریاضت کے فتح ہونا ضرور ہے لیکن یہ امر کہ یہ فتح کب ہوتی ہے دنیا مین یا آخرت مین سو یہ بات اللہ کے اختیار مین ہے مسلمان پر براہ عبودیت و خدمت ربّ اخلاص فی الاعمال کرنا واجب ہے نہ طلب کرنا اجرت کا ؎

خدایا جہان بادشاہی ترا ست		زما خدمت آید خدائی ترا ست	

کیونکہ یہ اللہ کا بندہ ہے نہ مزدور اگر ابتدا دنیا سے انتہا تک ایک شخص آتش پرستی سجدہ کرے تو یہی شکر اس امر کا کہ اللہ نے اوسکو اپنا بندہ بنایا نہ اجیر اوا نہیں کر سکتا ہے ۵

ربوان نفسی مذ یراھا ملیکھا	مضی عمرھا فی سجدۃٍ لقلیل
احبُّ منا جاۃ الحبیب باوجہٖ	ولکن لسان المذنبین کلیل

بندہ کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ دروازہ اپنے مالک کے گھر کا حال خدمت و ترک خدمت مین نہین چھوڑتا اور باذن سید گھر مین آجاتا ہے بخلاف اجیر کہ وہ مزدوری کر کے چلا جاتا ہے اندر گھر کے آتا جاتا نہین ہے فافھم ذلک ۵

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن	کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

دیگر ایک منت حقتعالی کی مجھپر یہ ہے کہ مجکو بعد مجاہدہ کے یہ معلوم کرایا کہ اللہ پاک مجھسے خوش ہے یا ناخوش ہے یہ بات یون معلوم ہوتی ہے کہ مین جو اعمال کرتا ہون اونمین نظر کرنیسے یہ امر دریافت ہوجاتا ہے فان نظرت فی نفسی و سرایتھا متبعۃ الکتاب والسنۃ مھتدیۃ بھدی السلف الصالح بحسب طاقتھا علمت بان اللہ یحبھا و ھو راضٍ عنھا وان سرایتھا مخالفۃ للکتاب والسنۃ قلیلۃ الورع قلیلۃ الزھد قلیلۃ الخشوع قلیلۃ الخوف من اللہ ذاکرۃ للدنیا و وظائفھا ومناصبھا ناسیۃ للآخرۃ و درجاتھا و مراتبھا علمت بان اللہ تعالی یکرھھا سو اگر کسی سے جمیع ساعات مین اس میزان پر عمل نہوسکے تو صبح و شام تو ضرور اسپر عامل ہونا چاہئے تاکہ مالک و ما علیک معلوم ہوجائے اور غیر کے آگاہ کرنیکا منتظر نرہے کہ ایسا غیر اس زمان مین مفقود ہے وقد قال تعالی بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ غرضکہ جس شخص کا کوئی شیخ یا برادر صادق نہو اوسپر یہ امر متاکد تر ہے کہ وہ اپنے افعال کو میزان کتاب و سنت و کلام ائمہ مین وزن کرے اور اونکے نفع و نقصان مین نظر فرمائے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم انتھے مین کہتا ہون یہ وہی زمانہ ہے جسمین نکوئی شیخ کامل ملتا ہے نکوئی برادر راست باز ایسے وقت مین یہی تدبیر ہے کہ علم قرآن و حدیث حاصل کر کے خود اپنے نفس کا واعظ بنے کسی دوسرے ہادی کا انتظار نکرے ۵

ہر کہ خود تربیت خود نکند حیوان است	آدم آنست کہ او را پدر و مادر نیست

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ قصد میرا تعلم علم سے پہلے اپنی جان کا نفع ہے پھر اور مسلمانون کا قصد نفع غیر اگر ہے تو بالتبع ہے اور جب مین اپنے نفس کو عمل بالعلم سے عاجز پاتا ہون تو تعلم سے رک جاتا ہون یہانتک کہ معلوم ہو کہ عمل کرلون یہ ایک بڑا انعام ہے اللہ کا مجھپر کہ اگر بسا اوقات عمل مجھسے فوت ہوجاتی ہے تو اجر نیت عمل کا فوت نہین ہوتا سلف صالح اسی پر گزرے ہین جیسے داؤد طائی و ابوحنیفہ و سفیان ثوری و شعبہ وغیرہم شعبی اپنے وقت کے علماء سے کہتے تھے تم عالم نہین ہو متلمذ بالمسائل ہو اگر تم اپنے نفوس کو تکلیف عمل بالعلم دیتے تو تلمیذ نکا گنوٹ

پیتے اور تمہارے نفس تعلم سے باز رہتے سفیان نے کہا ہے قد غلط قوم فی طلبہم العلم فطلبوہ لغیر العمل بہ فصار علمہم کالجبال واعمالھم کالھباء البشر حافی نے فرمایا ہے واللہ ما کنا نظن ان نعیش الی زمان صار علم الناس شبکۃ لھم یصطادون بہ الدنیا اور امام احمد کہتے تھے من علامۃ اخلاص العالم فی علمہ ان کلما ازداد علما ازداد فی الدنیا زھدا وقلت امنعۃ واسرعہ امام نووی کا جب انتقال ہوا تو سوا ایک عکازہ اور بریق کے کچھ اونکے پاس نہ نکلا وہ ساری کتب ومؤلفات اپنی شام مین فقرا اور مساکین کو دے آئے تھے عزالدین بن سلام جب سلطان صلاح الدین سے خفا ہو کر مصر سے نکلے تو سب امتعہ دار ایک مادۂ خر پر لاد کر اور اوسپر اپنی زوجہ کو سوار کر کے چلے فواللہ ان امثالنا لم یطلب العلم الا لاقامۃ الحجۃ علیہ لا غیر ومن ادعی غیر ذلک کذبتہ افعالہ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۵

علم چندان کہ بیشتر خوانی		چون عمل در تو نیست نادانی	

باب بیان مین اخلاق دیگر کے

ایک نعمت اللہ کی مجھپہ یہ ہوئی کہ مجھکو کبھی شوق کیمیا سازی کا بچپن سے نہوا بہت سے فقرا وطلبہ علم نے مال کیشہ اس طلب مین تباہ کیا جس سے دل اونکی محبت خدا ورسول وصحابہ وتابعین وسائر مقربین سے ویران ہو گئے جو کوئی دعوی انکی محبت کا محب دنیا ہو کر کرے وہ کذاب ہے ایک شخص نے تیس ہزار دینا طلب کیمیا سازی مین تلف کئے تھے انجام کو مفلس ہو گیا کسی نے کہا فان کان عقلک اوسنے جواب دیا وھل المحب الا سفیہ عقل اس جگہہ شعرانی رحمہ نے کئی ایک قصے کیمیا سازی کے لکھے ہین پھر کہا ہے فعلم ان کیمیاء القوم انما کانت عن حرف کن اولیا کے ابدان کثرت اعمال صالحہ سے متجوہر ہو جاتے ہین یہانتک کہ اونکے فضلات مین وہ اثر سرایت کر جاتا ہے اونمین اگر کوئی لوہے تانبے پر پیشاب کر دیتا ہے تو وہ زر خالص بنجاتا ہے ایک مرید شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ نے پانچ قنطار رصاص پر موت دیا تھا وہ سب سونا ہو گیا یہ خبر سلطان محمد بن قلاوون کو پہونچی وہ سمجھا کہ شیخ کو کیمیا آتی ہے ملاقات کرنے کو آیا شیخ نے کہا اللہ تعالی ہر کیمیا شناس کو قدرت عمل کیمیا پر نہین دیتا ہے اور نہ ہر اوس شخص کو جسکا بدن وفضلہ متجوہر ہو گیا ہے یہ قدرت ہے کہ کیمیا بنا لے پھر وہ پھینک قنطار بطور ہدیہ سلطان کو دیدے ایک شخص نے ابوالعباس مرسی رحمہ سے کہا مینے سنا ہے کہ تم کیمیا بناتے ہو حالانکہ تم دانہ گندم چنکر کھاتے ہو کہا ان یہ ایک پتہ اوٹھا کر ہوا مین پھینکدیا وہ جب ہوا سے نیچے گرا یاقوت درخشان تھا جس سے سارا گھر چمک اوٹھا ایک شخص کیمیا ساز نے آکر اسنے کہا کہ مین تمکو کیمیا سکھانا چاہتا ہون جواب دیا ہمنے ایسے لوگ دیکھے ہین کہ جب کوئی شخص اونمین کا ہبول کے درخت سے کہتا کہ سونا برسا تو اوس سے

سونا بنانے لگتا تو لوگ اوسکو چھپنے لگتے سو جو شخص اس درجہ تک پہنچا ہے اوسکو کچھ حاجت تیری کیمیا و دنان کیمیا کی نہین ہے انتہے مین کہتا ہون کہ کمال ایمان یہ ہے کہ انسان کیمیا و سعادت حاصل کرے کیمیا زر وہ شخص طلب کرتا ہے جو محب دنیا ہے اور اللہ پر اوسکو توکل و اعتماد نہین ہے معتقد اگر کیمیا قسمت مین ہوتی ہے تو بے طلب آجاتی ہے ورنہ گرہ کا مال بھی تلف ہوجاتا ہے اور کچھ سوا اسی پریشانی کے ہاتھ نہین آتا ؎

کیمیا گر نخصد مرد و برنج	ابلہ اندر خرابہ یافت گنج

قال تعالی ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب نادان لوگ صلحا مرزوقین پر گمان کیمیا سازی کا کرتے ہین یہ نہین جانتے کہ اونکی کیمیا یہی اخلاص توحید و تمنای لقا رب مجید ہے پس بس ؎

بکیمیا طلبی کرد خلق بدنامم	وگرنہ آنروی و صل او کرست کہ نیست

سابع فتح مطالب سو حکم غسل و عتاقین ہے یتحدث بذلک ولا یری لہ فاعلا اور ایسے کام مین وہی مشغول ہوتا ہے جو مقوت خدا ہے اس مطلب کا فتح مسلمان پر نہین ہوتا اسکے لئے کفر درکار ہے اور اگر یہ فتح صحیح ہو تو نہو گا مگر بعد کفر بالله کے ایک جماعت فقرا و طلبۂ علم نے سارا سرمایہ اپنا طلب علم کیمیا و فتح مطالب مین فروخت کردیا اونکا انجام یہی حرمان ہوا علی خواص نے فرمایا ہے لا یصح علم الکیمیاء من طریق علم جابر الا من صار الذھب عندہ کالتراب علی حد سواء فاذا من علم الحکمۃ والحکمۃ لا تدخل قلبا یحب الدنیا انتہی شیخ افضل الدین نے کہا ہے ان عمل الکیمیا ارفع فی سنۃ اربعین وتسعمأیۃ کما ارفع العلم بہ مرسنۃ ثلاث وثلاثین وتسعمأیۃ ولا یجوز الاشتغال بعمل رفع علمہ من القلوب مع عدم امان فاعلہ علی نفسہ ومالہ وعرضہ انتہی یہ بیان مین علم و عمل کیمیا کے بسط تمام کیا ہے حاجت اوسکے ذکر کی اس جگہ نہین ہے پھر شعرانی رح نے ذکر اپنے زہد کا کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مینے کبھی کوئی شئے صوفی یا صالح ہونیکے نام سے نہین لی اور نہ نان خانقاہ کھائی سو جو کوئی صوفی ہو وہ ایسی روٹی کھائے جو کہ خاص صوفیہ پر وقف ہے ورنہ ورع یہ ہے کہ تارک نان ہو شیخ الاسلام زکریا نان خانقاہ سعید السعداء کہا کھاتے تھے اور فرماتے کہ اسکو باشارۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آباد کیا گیا ہے اسکا واقف ایک بادشاہ صالح تھا انتہے +

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھ پر یہ ہے کہ مین کثیر الشفقۃ ہون سارے اہل اسلام و والیان امور پر اسی لئے مین رات دن اون اوراد سے جو آیات و اخبار مین واسطے دفع آفات کے آئے ہین اونکا احاطہ کرتا ہون یہ خلق اعظم اخلاق فقرا سے ہے یہ مینے اس خلق کے لوگ مصر وغیرہ قری مین بہت کم دیکھے ہین ورنہ جسکو دیکھو وہ اپنا ہی بھلا چاہتا ہے یا اپنے معتقد کا فقط +

دیگر ایک منت خداوند کی مجھپر یہ ہے کہ جو شخص میرے اصول و فروع کو نہین پہچانتا ہے مین تعریف اونکی سات اوسکے نہین کرتا مگر واسطے کسی غرض صحیح شرعی کے قالوا من اعتمد علی جدہ فاتتہ الفضائل اب جو شخص اپنے باپ دادے کا مادح ہے وہ اپنے جی مین جستجو کرے کہ یہ تعریف کسلئے کرتا ہے کوئی نہ کوئی حظ نفس ضرور ہی ہوگا مین ہوں کا شیخ نور الدین شونی کہتے تھے کہ من ضرایح یزار وصاحبہ فی النار ؎

از برون چون گور کافر پر حلل	وز درون قہر خدائی عز و جل

ولله در القائل ؎

تو تا کے گور مردان را پرستی	بگرد کار مردان گرد رستی

مین کہتا ہون کہ ایک جہان اسی طوفان مین غرق ہوگیا کہ اپنے آباء و اجداد پر جو اہل علم یا صاحب شیاخت تھے حسن ظن ہوا اور اونکے فضائل پر ناز و فخر کیا اور خود کو کچھ توفیق علم و عمل کی نہوئی یہ نجانا کہ اکرمکم عند اللہ اتقاکم وایاك یا اخی ثم ایاك من الافتخار بجدودك او باعمامك فانك لا تعلم ما الیہ مصیرك انتہی ؎

المنة للہ کہ نیازم بنسب نیست	اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را

ابو القاسم حریری نے مقامات مین کیا خوب فقرہ لکھا ہے والی اللہ مصیرك و ہو نصیرك وفی القبر مثیلك فما مثیلك +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مجھکو تمیز اپنے حظ نفس کا حقوق باریتعالی سے ہے مین اپنے نفس کو کھلاتا پلاتا پہناتا ہون اس حیثیت سے کہ وہ ایک غلام ہے اللہ کا اسلئے کہ مین اس کام مین کچھ لذت و تقوی پاتا ہون ہمراہ غفلت کے اسی طرح مین عفو کا محب اسلئے نہین ہون کہ اوسمین میرے نفس کو راحت ہے بلکہ عفو کو اسلئے دوست رکھتا ہون کہ حق جل و علا اسکو دوست رکھتا ہے وہ عفو کو دوست رکھتا ہے کما ورد اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنا ؎

کریما ببخشای بر حال ما	کہ ہستم اسیر کمند ہوا

سو اگر محبت حق واسطے عفو کے نہوتی تو میں ہرگز عفو کو دوست نہ رکھتا اور اگر مجھ مین کوئی ایسا جزء ہے جو محب عفو ہے تو وہ ضعیف ہے وھذا مشھد ما رأیت لہ ذا لقاما من اھل عصرہ الا قلیلا عز شکہ یہ شے جس سے مقصود بجا آوری امر حق کی نہو وہ مضمحل ہے اسی خلق پر سارے افعال و اقوال کو قیاس کرکے کسی شئے کو محبوب یا مبغوض نہ رکھے مگر بتبعیت حق جل و علا فافہم ذلك واللہ تعالی یتولی ھداك انتہی +

دیگر ایک منت اللہ تبارک و تعالی کی مجھپر یہ ہے کہ مجھکو الہام جوامع کلم تسبیح و استغفار و صلوة علی رسول اللہ صلعم کا کیا ہے کہ جب وقت کلمات ماثورہ مجھسے غائب ہوجاتے ہین اور مین ورد روز و شب نہین پڑھ سکتا تو مین اون

الفاظ سے اشتغال کرتا ہون مثلاً ۹۵۹ھ مین مینے اول روز شب مین یون کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم علی ایمانی واسلامی واحسانی الف مرۃ اور بلگ العام سے اپنے جی مین پوچھا کہ تو نے ایمان کو اسلام پر کیون مقدم کیا حالانکہ مرتبہ اسلام کا نزدیک علما کے قبل ایمان کے ہوتا ہے کہا حکم اعمال اسلام کا گزر گیا تو طول عمر اوسی مین تھا اب یہی اعمال قلبیہ باقی ہین وقت طلوع روح انہین کا حکم ہوتا ہے مینے پوچھا کیا مین اہل احسان سے ہون کہا ہان اور ہر مسلمان کو مقام احسان سے ایک طرح کا نصیب ہے جسطرح کہ سائر مقامات اولیا مین سے کسی مسلمان کا تجرد اس مقام سے بالکلیہ ممکن نہین ہے لوگ جب مقام ادنی سے مقارن ہوئے بنسبت مقام فوق کے تو کہنے لگے کہ فلان کو اللہ کا خوف نہین ہے یا وہ دنیا مین زاہد نہین ہے یا خاشع لہ نہین ہے ونحو ذلک حالانکہ اوسکو ہر مقام سے ایک طرح کا نصیب ہے لکن بحسب اعطاء الٰہی ہے کہا بھلا کوئی شے اِن تینون مقامات مین سے جسکو مینے بسملہ سے بلفظ الف مرۃ معنون کیا ہی خارج بھی ہے کہا نہین جمیع ما یقرب الی اللہ جل وعلا یرجع الی الاسلام والایمان والاحسان فما تم الاھی وتوابعھا فمن لقی اللہ بواحدۃ من ھذہ الثلثۃ نجا من شدۃ العذاب بفضل اللہ تعالے واما مقام الایقان فلیس ذلک مقام عمل ایک بار مین صیغہ ماثورہ استغفار کو بھول گیا تھا مجکو الہام ہوا مینے کہا اللھم ان ذنوبی قد رجحت علی ذنوب الاولین والآخرین ولکنھا فی جنب عفوک کلا شیٔ اس طرح کے کئی الہامات ذکر کیے ہین ✦

دیگر ایک الہام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ جب ۹۶۱ھ داخل ہوا مینے اپنے علما و مشائخ کو لکھا تا دیکھا کہ وہ مجھکو حکم طیاری سفر دار آخرت کا کرتے ہین چنانچہ شیخ نور الدین شونی کو دیکھا مجھسے کہتے ہین تھیأ للسفر والاکثر من التزود فانک راحل عن قریب ولا تستکثر لک عملا فی جنب مرضاۃ اللہ عز وجل مجکو ان حضرات کے اقوال سے عجب حاصل ہوا اسلئے کہ آنا پاس اللہ کے سب لوگون پر سخت ہوتا ہے اگر نیک ہے تو یون پشیمان ہوتا ہے کہ تمام طاقت مرضات الٰہی مین بذل کیون نہ کی اور اگر بد ہوتا ہے تو یون خجل ہوتا ہے جیسے کہ کسی مجرم نے حرم پادشاہی مین کوئی فسق کیا ہو اوسکو بعد سالہا سال کے گرفتار کر کے لائے ہین اور وہ فاعل قبائح تھا اللھم غفرا وتوفیقا ✦

دیگر ایک الہام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ نظر میری وقت حاضر مین ہے نہ ماضی مین اور نہ مستقبل مین اسلئے کہ ماضی گزر گیا جو کچھ خیر و شر سے اوسمین تھا اوسکے صحیفہ پر مہر لگ گئی مستقبل کا حال بندہ کو معلوم نہین کہ اللہ کیا کریگا رہی یہی حالت راہنہ اسمین بندہ تین حال سے خالی نہین ہے یا کسی امر کو بجا لائے یا کسی نہی سے بچے یا کسی قدر و قضا پر راضی ہو قوم نے کہا ہے الصوفی ابن وقتہ شافعی نے کہا مینے صوفیہ سے دو امر استفادہ کیے ایک یہ کہ الوقت سیف قاطع ان لم تقطعہ قطعک دوسرے یہ کہ ان لم تشغل نفسک بالخیر شغلتک بالشر اسلئے کہ نفس مین تکلیف سے بیکار نہین رہ سکتا ہے فالھمھا فجورھا وتقواھا قسم ہے اللہ کی کہ ہم ایک امر عظیم

کے لئے مخلوق ہوئے ہین ہم مین کوئی ایسا نہین ہے جسنے آداب عبودیت کو پورا کیا ہو اللھم وفقنا +

دیگر ایک سنت اللہ پاک کی مجھپر یہ ہے کہ انی لا انصح احبابی الا بما وجرت بہ السنۃ ولا اقرھم قط علی بدعۃ لا یعرفون موافقتھا للشریعۃ وھذا من اکبر نعم اللہ علی انتھی فی الواقع واسطے نصیحت و وصیت کے قرآن وحدیث کافی ہے فرزند عزیز میر علی حسن خان کان اللہ لہ وکان نے جمیع وصایائی ماثورہ کتاب وسنت کو یکجا جمع کیا ہے اور وصایائی صاحب فتوحات کو بھی ملخص کر کے ضمیمہ اوزکا ٹھیرایا ہے یہ کتاب مصر قاہرہ مطبع بولاق مین طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے وللہ الحمد +

دیگر ایک نعمت آلہی مجھپر یہ ہے کہ مین جمیع شدائد مین قبل علم جمیع خلائق کے طرف اللہ کے گریز کرتا ہون کیونکہ مین جانتا ہون کہ ملکوت ہر شئے کا علی الکشف والشہود اوسکے ہاتھہ مین ہے وھذا من اکبر نعم اللہ تعالی علیّ ورنہ اکثر لوگ طرف اللہ کے رجوع نہین کرتے مگر بعد واقف ہونے خلق کے جب خلق کو اوسپر آگاہی ہوئی اور اونکے ہاتھہ مین قدرت دفع کی نپائی تب راجع الی اللہ ہوتے ہین یہ اون لوگون کی شان ہے جو داخل طریق نہین ہوئے ہین اور عوام الناس ہین اور جو ہمنے کہا وہ خاص ہے سالکہ داخلین طریق کے انتہے مین کہتا ہون کہ جو کوئی اپنی مصیبت کو ابتداءً اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے اور خلق کو اوسپر اطلاع نہین دیتا ہے تو بہت جلد نصرت آلہی اوسکو دو کر دیتی ہے اہل اللہ کو اسکا تجربہ ہو چکا ہے +

دیگر ایک انعام آلہی مجھپر یہ ہے کہ اوسنے میری تربیت خواب وبیداری مین عبرت پر کی ہے کسی شئے پر میری نگاہ نہین پڑتی صبر ہو یا ضجر زہد ہو یا رغبت شہود ہو یا غفلت لکن مین عبرت پکڑتا ہون دوسرے میرے نفس کو دنیا واہنا دنیا سے نفرت دی ہے مجکو کبھی یہ آرزو نہین ہوتی ہے کہ جواہر اونکے ہاتھہ مین ہے وہ میرے ہاتھہ مین ہو وھذا من اکبر نعم اللہ تعالی علیّ سارے سلف اسی قدم پر تھے فضیل بن عیاض فرماتے تھے مجھے دنیا سے ایسی گھن آتی ہے جیسے کسیکو مردار سے آتی ہے +

دیگر ایک انعام آلہی مجھپر یہ ہے کہ مجکو خوف مداومۃ بعد آخری ہوتا ہے یہانتک کہ مین قریب ہلاک کے ہو جاتا ہون اسی طرح رجا ہوتی ہے یہانتک کہ پھر خوف نہین رہتا اہل طریق اسکو تجلی جلال وجمال کہتے ہین یعنے جلال ممزوج بجمال ورنہ غیر ممزوج کی کوئی شخص دنیا مین برداشت نہین کر سکتا ہے +

دیگر ایک سنت باریتعالی کی مجھپر یہ ہے کہ جب میرا نفس کسی ہوائی مباح کے موافق ہوتا ہے تو مین اس ڈر سے کہ کہین مجکو کسی مکروہ کی طرف نہ کھینچے کثرت سے استغفار کرتا ہون اسلئے کہ مین جانتا ہون ان النفس عدوۃ اللہ عز وجل فمن اطاعھا عصاہ الکون کلہ ومن خالفھا واطاع ربہ اطاعہ الکون کلہ لانہ کلہ یرضی کرضی اللہ جل وعلا ویغضب لغضبہ الا من شاء اللہ تعالی ایک شخص نے ابو یزید سے کہا تھا مجکو وصیت کرو

فرمایا عاد لنفسك فان بذلك تصح موالاتك لله وعبوديتك له وتاتيك الاقسام هنيأ مريأ ایک بار ابویزید سے اللہ پاک کو خواب مین دیکھا کہا ای رب کیف الطریق الیك فرمایا اترك نفسك وتعال مراد ترک نفس سے ترک عمل ہے خواطر نہ موہ فی الشرع پر پہر اگر وقت عرض کے شرع پر موافقت یا مخالفت کچھہ بھی ظاہر نہو تو عمل مین توقف کرنا بجا شتابی نکرے کیا معلوم انجام اوسکا کیا ہے وللاهل الحق علامات فی كل خاطر يعرفونها بقلوبهم وان خفي ميزانها على غيرهم +

دیگر ایک اللہ کی سنت مجھپر یہ ہے کہ میری شرمگاہ کو فواحش و احتلام سے تاحین بلوغ حد شہوت محفوظ رکھا یہانتک کہ میری عمر قریب تیس برس کی ہوگئی یہ اسلئے کہ مجکو بسبب اشتغال بالعلم کے وقت سعی کرنے کا عیال پر نہ ملتا تھا وقال من يقع له الحفظ عن الفواحش فی مثل هذه المدة پہر مینے نکاح کرلیا شیخ ابراہیم متبولی سے ایک مرد نے کہا مین نکاح کرنا چاہتا ہون کہا تو نے پہلے نکاح کیا ہے کہا ہان لیکن اوسکو طلاق دیدی فرمایا حصلت السنة ایک فقیہ نے کہا تم اسکو سنت سے روکتے ہو فرمایا تجکو اتنا ہی یاد ہے کہ نکاح سنت ہے اور اکل حرام و شبہات جسمین وہ گرفتار ہوگا اوسکو تو نہین دیکھتا ہے پہر کہا من اشار على شخص بالتزوج فی هذا الزمان وليس له كسب فكانه يعلمه خطف عمائم الناس والنصب والحيل والغش وان كان متعبدا اكل بدينه فاعمل يا اخي على تحصيل الكسب من الحلال وتزوج والا فعش عزبا والله يتولى هداك ؎

کہ چندانست مایۂ ہوس ست	کہ در باکن تر اندازی بس ست

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین بسبب نعمت کے کسیکے منعم سے مشتغل نہین ہوا ورنہ ایسے لوگ بہت کم ہین جنکو نعمت نے منعم سے مشغول نکر دیا ہو حین اسپر سر اشہود تہا عدم بلکہ میری کونسبت اون الطعمہ و ملابس کے جو اللہ نے مجکو دیئے ہین انما انا عبد اكل من مال سيدي واسكن في داره اور مجکو یاد نہین کہ مینے کبھی کوئی گھر بنایا ہو اور مین اوس سے خوش ہوا ہون یا کوئی جوڑہ پہنکر ایسا خوش ہوا ہون کہ اپنے رب سے مشغول ہوگیا ہون واما اذا اعطاك الله شيئا من غير سوال فذلك مبارك وعاقبته حميدة وليس عليك فيه حساب ان شاء الله تعالى يوم القيامة كما قال بعضهم لكونه جاء من غير استشراف نفس انتهى +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ بچپن سے مینے کبھی جلب نعمت و دفع بلا کو اختیار نہین کیا اسلئے کہ مجھے نور ایمان و سر ایقان سے یہ بات معلوم ہے کہ اگر نعمت و قسمت مین ہے تو ضرور پہنچیگی گو مین اوسکو پہیر دون اور بلا ایک حالت لامحالہ ہے اگر اللہ نے اوسکو قضا کیا ہے تو وہ نہ پہریگی اور اللہ کی تقدیر پر واسطے بندہ کے سوا صبر و تجلد کے کچھہ چارہ نہین ہے اگرچہ مدافعت مشروع ہے پہر اگر بعد اسکے بندہ کو نعمت ملے تو شکر بجالائے اور اگر بلوی حاصل ہو تو صبر کرے اور طلب کرنا رفع اقدار کا دعا سے بچا ہے مگر وہ دعا جو وارد ہوئی ہے بلکہ گر گئی بلا کو آپ صبر سے بجانا چاہئے

فليست نار البلية اعظم من نار جهنم وقد ثبت ان جهنم تقول للمومن جز يا ومن قد اطفاتورث لهبي ثم لا يخفى ان البلية تورث العبد في دار الدنيا التحلله وانما انت لتختبره وتحقق ايمانه عند نفسه وتؤيد قاعدة يقينه والحمد لله +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ جب مین چالیس برس کا ہوا تو میرے اعضا کو شہوت معصیت وتحدیث نفس بالمعصیت کی نرہی یہانتک کہ اگر کوئی حور بہشتی جسیا متعطر میرے پاس آبیٹھتی ہے تو میرے فاصل سست پڑجاتے ہین جملۃ الامر یہ ہے کہ سارا جسد نزدیک ایسی شئے کے جو حلال نہین ہے مثل مردہ کے ہوجاتا ہے جنید رح نے فرمایا ہے لیکن بدنك حيا عند طاعة الله تعالى وميتا عند معصية الله جل وعلا انتھی مین کہتا ہون سلف جب عمر چہل سال کو پہنچتے تھے تو تعلق دنیا سے جدا ہوکر طاعت مین واسطے تحصیل زاد سفر آخرت کے مستعد ہوجاتے تھے اور بعد چہل سال عمر کے زمانہ پیری کا جانتے تھے اب یہ حال ہے ؎

چہل سال عمر عزیزت گزشت	مزاج تو از حال طفلی نگشت

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ اللہ کی معرفت مجھ مین اس طرح پر ثابت ہے جو ادلہ سے متزلزل نہین ہوتی ہے اسکو وصول الی حضرۃ اللہ کہتے ہین بمعنی اس وصول کے یہ ہین کہ ایسی بارگاہ مین پہنچے جسمین کسیکو سوا اللہ کے فاعل رازق محیی ممیت نہ دیکھے اور شہود خلق وہوا سے فانی ہوجائے کون مین مشاہدہ نکرے مگر اللہ کے افعال کو بلا مشارکت غیر علامت اس وصول کی یہ ہے کہ بندہ کو خوف کسی مخلوق کا نہو نہ سلطان جائر کا نہ سانپ کا درندہ کا اور سوا رب کے کسی کو نافع وضار ومعطی ومانع نہ دیکھے بلکہ ہمیشہ امن مین ہو کہ اللہ ہی کے فعل کو ناظر اور اوسی سے امر کا مترقب اور اوسیکی طاعت مین مشغول رہے اور ساری دنیا سے اعتماد اوٹھالے وهكذا الصادقون لا يخشون احدا الا الله عز وجل فليفتش من يدعي العرفان نفسه فربما كان يعول على الخلق في شئ من اموره وقد انشدوا ؎

وكل يدعون وصال ليلى	وليلى لا تقر لهم بذاكا

فنعوذ بالله من العمى بعد الابصار ومن القطع بعد الوصل ومن الصد وبعد القرب ومن الضلالة بعد الهداية ومن الكفر بعد الايمان انه هو المنعم المنان +

دیگر ایک منت الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جو بلا یا وہم طرح طرح سے مخلوق کے میرے باطن مین پہنچتے ہین میں نے اوسکا ذکر کسی دوست دشمن سے نہین کرتا وقولك انا طبيب معرشة المرض ولا لد وانت كاذب خبر من شكواك من ربك وانت صادق فكم من نعمة عندك لربك وانت لا تعرفها واياك ان تشكو ربك وانت معافى ولك قدرة على تحمل ذلك البلاء فانه تعالى ربما غضب عليك وحقق شكواك وانزل

عنك النعمة والعافية وضاعف عليك البلاء فاحذر من الشكوى للخلق جهدك فان اكثر ما ينزل بابن آدم البلاء من جهة شكواه وكيف يشكو العبد من هو ارحم به من والدته فارض بما قدره عليك وتامل قوله تعالى عسى ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم فطوى عن العبد علم حقائق الامور وحجبه عن درك وابقى معه الايمان بانه ارحم من امه فاياك ان تتكدر من البلايا والمحن فانها مكفرات مطهرات انتهى حاصله +

دیگر ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جب سے لوگون نے مجھے پہچانا ہے تب سے مجھپر بلا پر بلا آتی ہے ایک بلا سے مین جدا نہین ہوتا کہ دوسری پہنچے اوسکے آموجود ہوتی ہے وھذا من اکبر نعم اللہ علی اسلئے کہ یہ بلا اگر عقوبت ہے کسی گناہ گزشتہ کی تو خیر ہے اور کفارہ ہے تو بھی خیر ہے اور رفع درجہ ہے تو بھی خیر ہے کوئی بلا ان تین احوال سے خالی نہین ہوتی ہے مگر یہ کہ طرف سے اللہ کے آزمائش ہوتا کہ مقام میرا صبر مین جانے اور میرے دعوی محبت کو اپنے ساتھہ جانچے پہر مین اوسکا شکر بجالاؤن یا استغفار کرون شیخ جیلی نے فرمایا ہے اللہ تعالی انبیاء اولیاء پر ادامت بلایا و محن اسلئے کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ حضرت حق مین حاضر رہین کبھی اوس سے غافل نہون کیونکہ اللہ اونکو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہین اسلئے وہ رضا کو اختیار نہین کرتے کہ دوست سے دور پڑجائین بخلاف بلا کہ اوسکے اختیار کرنے مین اونکے دلون کی جلا ہے ؎

چہ خوش بروئی دل تنگ مادر و آرد	خدا دراز کند عمر زخم کارئی ما		

فافرح یا اخی بنزول البلا لکن مع الاستعانة باللہ خوفا ان یقع منك سخط فتھلك معھا لکین

دیگر ایک نعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جن شہوات دنیا کو نفس چاہتا ہے مین اونمین سے ادنی شے کو پسند کرتا ہون جو کی روٹی کھاتا ہون موٹا کپڑا پہنتا ہون اگر زیادہ رزق ولباس آجاتا ہے تو شکر بجالاکر غیر کو دیدیتا ہون اس خلق مین راحت عظیم ہے جو شخص یہ خلق نہین رکھتا ہے وہ ہمیشہ تعب قلب وبدن مین گرفتار رہتا ہے پہر جب اوسکو رزق مین ترقی ایک درجہ کی ہوتی ہے تو اوسکو دوسرا درجہ لاحق ہوتا ہے وہ مرتے دم تک اوسکی تحصیل مین رہتا ہے اعمال آخرت اوس سے فوت ہوجاتے ہین جسطرح حال اون سفید ریشون کا ہے جو باوجود اس کے کہ سفر آخرت کی منا یا ہین اور گور مین پاؤن لٹکائے ہوئے ہین مدت تک درملک تجارت کے لئے سفر کرتے پہرتے ہین دنکا پیٹ کسی طرح نہین بہرتا اور نہ اندوختہ پر قانع ہوتے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ سے ؎

	دنکے پر زمہر دوستکی	گرکی بوریا و پوستکی	
	لنگد زیر و لنگد بالا	نے غم دزد و نے غم کالا	
	اینقدر بس بود جمالے را	عاشق رندلاابالی را	

دیگر ایک سنت خداوندی مجھپر یہ ہے کہ مین دین خدامین کوئی بات اپنی رای سے نہین کہتا ہون جس مسئلہ مین تصریح طرفین شارع کے نہین پاتا اوسپر عمل کرنیسے رک جاتا ہون جب تک کوئی نص یا اجماع یا قیاس جلی نہین ہوتا پیشقدمی نہین کرتا ہون علی خواص نے فرمایا ہے ایاك ان تقول فی دین الله بهواك فانه یردیك ویظلم علیك قلبك ویسلب ایمانك ویسلط علیك شیطانك شعرانی کہتے ہین ایضاح ذلك ان الله امر رسوله ان یبلغ جمیع ما انزل الیه من ربه فما ترك صلعم شیئًا مما فیه سعادتنا الا وبینه لنا وما سكت عنه فهو رحمة لنا وتوسعة كما اشار الیه حدیث وسكت عن اشیاء رحمة بكم فلا تسألوا عنها ومن هنا منع بعض العارفین من القیاس قال لانه طرد علة توما یدریه لعل الشارع لم یرد طرد تلك العلة ولو اراد ها لابانها لنا ولو فی حدیث انتهی فافهم ذلك والله یتولی هداك معلوم ہوا کہ دین خدامین دخل ہوسی ورائی وقیاس کا موجب ہلاک ہوتا ہے اور کتاب وسنت کفیل جملہ مراتب سعادات الی یوم الآخرین وللہ الحمد باوجود قرآن وحدیث کے حاجت کسی کتاب وخطاب وغیرہ کی نہین ہے مگر وہ کلام جو الکابیان ہو پس بس +

دیگر ایک سنت آلہی مجھپر یہ ہے کہ جب اللہ دنیا کو مجھسے روک لیتا ہے یا میرے اقران کو دیتا ہے اور اونکی قدر ومنزلت نزدیک اغنیا وامرا واکابر کے زیادہ ہوتی ہے اور میرا ذکر درمیان لوگون کے خامل ہوتا ہے تو مین اللہ کا بہت سا شکر بجالاتا ہون اور اون اقران کے لئے سوال عافیت کا اللہ سے کرتا ہون کہ اوسنے مجکو فقر دنیا سے بچایا ویا لهذه من لذة ما اعظمها لو ذاقها من یتقلب فی النعمة الظاهرة لیلا ونهارا لترك جمیع ما هو فیه ولكن الله تعالی مع اهل البوس والضراء دون اهل النعمة والعافیة ومن حصل علی مجالسة الحق لم یفته شیء من الدنیا والآخرة ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لو یعلم الملوك ما نحن فیه لجالدونا علیه بالسیوف اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے ایضاح اسکا یہ ہے کہ دنیادار عبور ہے نہ دار اقامت عاقل کو زیبا نہین ہے کہ وہ کچھہ دنیا سے لے مگر بقدر زاد راکب مسافر کے ؎

اقامت گاہ نتوان ساختن گلزار دنیارا	نسیم صبح گوید این سخن آہستہ در گوشم

بالجملہ جس کسی موسن سے اللہ دنیا کو روک رکھتا ہے یہ عنوان ہے اللہ کی رضا کا اوس سے دارین مین کیونکہ جس کو ایمان کامل اللہ کے موعود فی الجنہ پر ہوتا ہے وہ گہر نہین ہے تاج مگر جنت مین اور درخت نہین جماتا مگر جنت مین درخت اوسکے ایمان کا پھول وپھل لاتا ہے وہ جوع وعطش وعریانی مین آرام پاتا ہے اور جسکو اللہ وسعت مطاعم وملابس ومناکح ومراکب کی دنیا مین دیتا ہے یہ عنوان ہے اللہ کی ناخوشی کا زمین اوسکے ایمان کی سبخہ خبیثہ ہوتی ہے درخت اوسکے ایمان کا سوکھہ جاتا ہے ع ہمہ کراایں دہند آن ندہند +

دیگر ایک انعام آلہی مجھپر یہ ہے کہ اوسنے حمایت میرے دل کی محبت خلق سے کی ہے مین کسیکو اہل دنیا مین سے

دوست نہین رکھتا مگر اوسکے اذن سے اور اللہ ایسے دل کا ضامن خراست ہے جسمین غیر کی جگہ نہین ہوتی ہے محبت الٰہی کی یہ علامت ہے کہ شریعت نقیہ بیضاء پر بلا تلبیس و تخلیط ہوا رجو وعدہ اللہ کا دار آخرت مین ہے اوسمین شک نکرے صابر بلاپر رضی بقضا حافظ حال ناظر الذکر ساکن ساکت صامت سطرق راس مغمض عین ہر شاغل عن اللہ سے ہو یہانتک کہ موت آئے فافہم ذلک ترشد +

دیگر ایک منت الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے یارون کو کثرت ذکر خدا پر آمادہ کرتا رہتا ہون اور رغبت توحید و محبت خدا کی دلاتا ہون کیونکہ اس سے دل شہوات ماسوی اللہ سے پاکیزہ ہوتا ہے شہوات حجاب عبد ہین معبود سے دل جب شہوات سے خالی ہوتا ہے تو اللہ کی محبت کا گھر بنجاتا ہے ۵

شہر دلچسپ ہمارا دل ہے	عرش وہ ہے یہ تیری منزل ہے

اور جب دلمین محبت شہود تو نکی آبستی ہے تو وہ نفس و ہوی شیطان کا گھر ہو جاتا ہے حق تعالی غیور ہے وہ اس بات کو نہین چاہتا کہ بندہ مومن کے دلمین اپنے غیر کو دیکھ سکے وقد جرب جمیع اشیاخی سائر العبادات فما وجدوا اعلا اسرع فی تنظیف القلب مما سوی اللہ من التوحید فعلیکم ایہا الاخوان بکثرۃ ذکر کم لربکم لتصیروا من اہل صحابسۃ فانہ لا یصطفی احد الا بحضرتہ وفیہ شہوۃ من الشہوات او علۃ من العلل او بقیۃ من البجاہدات +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین فقر سے آنیسے مسرت کرتا ہون اور جب فقر جاتا ہے تو ڈرتا ہون لیکن دو وجہ مختلف سے ایک یہ کہ فقر شعار انبیاء و صالحین کا ہے ہو من اس بنیاد پر کہ وہ سالک ہے اونکے طریقے پر خوش ہوتا ہے اور اس راہ سے کہ مین امتحان و اختبار ہو خائف و محزون ہوتا ہے شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ماذئبت من الفقر قط یہ اسلئے کہ اونکو اپنا محفوظ ہونا آفات فقر سے معلوم تھا سفیان ثوری رح فقر سے پناہ مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر مین اپنے پاس چالیس ہزار دینار جمع کرون یہانتک کہ اوسکو چھوڑ کر مر جاؤن تو یہ مجکو ایک دن کے فقر سے دوست تر ہے کیونکہ لوگون کے دروازون پر کھڑے ہونے اور سوال کرنیسے تو بہتر ہے اور فرماتے تھے مین نہین جانتا کہ اگر مین مرض یا فقر مین گرفتار ہون تو مجھسے کیا واقع ہو شاید مین کافر ہو جاؤن اور نہ جانون انتہی وھذا من باب الاتہام لنفسہ والاحتیاط لھا والا فاذا لم یکن مثل سفیان الثوری یحمل البلا فمن یحملہ وانما خاف الاکابر من البلایا والمحن لما یطرق اہلہا فیہا +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین بچپن سے کسی مسلمان کو بحکم طبع نہ دشمن رکھتا ہون نہ دوست بلکہ اوس کے حال و اعمال کو شریعت پر عرض کرتا ہون فان وجدتھا موافقۃ للکتاب والسنۃ احببتہ فی اللہ عز وجل وان وجدتھا مخالفۃ لھما ابغضتہ اللہ عز وجل فان اللہ یحب من یعمل علی الوفاق ویکرہ

من یعمل علی خلاف شیخ جیلی رح نے فرمایا ہے اذا وجدت فی قلبك بغض شخص فاعرض اعماله علی الکتاب والسنة فان کانت مبغوضة فابشر لموافقتك لله ولرسوله وان کانت اعماله فیهما محبوبة وانت تبغضه فاعلم انك ظالم عاص لله ولرسوله ببغضك ایاه قال الشعرانی رح وهذا الخلق لم ار له فاعلا من اقرانی الا قلیلا ولا یقدر علی التخلق به الا من آثر رضا الله عز وجل علی رضا نفسه وصار هواه تبعا لما جاءت به الشریعة فافهم ذلك +

دیگر ایک سنت الٰہی مجھپر یہ ہے کہ اگر کوئی صاحب میرا مجکو چھوڑ دیتا ہے اور دشمن ہوجاتا ہے تو میں مکدر نہین ہوتا بلکہ اسکو اللہ کا ایک فضل و احسان جانتا ہون اسلئے کہ اگر اللہ کو میرا ان سے اصطفاء مراد نہوتا تو کوئی بچا میرا نہ مانتا اور درمیان میرے اور کسی مسلمان کے دشمنی نہ ڈالتا انتہٰی +

دیگر ایک انعام خداوندی مجھپر یہ ہے کہ میں بچپن سے علماء عاملین کی مخالطت میں رہا اگرچہ خوف عدم قیام کا ساتھ اونکے حق واجب کے لگا رہا اور ایسے مولویون سے دور رہا جو اپنے علم پر عمل نہین کرتے ہین وقد قالوا لیس فوق منزلة العالم العامل الا منزلة النبوة سو ایسے شخص کے پاس نشست کرنا چاہئے جو عالم بالعلم ہو اور اوسکی مخالفت و مجانبت و منافرت و معاداۃ سے بچے کیونکہ سلامتی اوسی مین ہے جو نصیحت کہ وہ کرتا ہے اور ضلال و ہلاک اوسکی مخالفت مین ہے ؎

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست میگوید	جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

الحمد للہ کہ یہ بندہ عاصی بھی بچپن سے تا حال اہل حل و صلح رہا اور ہمیشہ صحبت علما کو پسند کرتا رہا اور مجالست جہلاء سے نافر ہے لیکن جن علما کو طفلی مین پایا اور دیکھا تھا اب وہ سب عنقا و کبریت احمر ہوگئے ہین اب سوا بہانہ و دواب کے کوئی جلیس صالح یا عالم باعمل میسر و موجود نظر نہین آتا دل خواہان خانہ نشینی و گوشہ گزینی ہے لیکن یہ حالت بھی حاصل نہین ہوتی النفس کی شان یہ ہے کہ وہ اطلاق و سراح کو محبوب اور تحجیر کو مکروہ رکھتا ہے گو طرفہ شارع ہی کے کیون نہو اور ایسے لوگ بہت کمتہ ہوتے ہین جنکا نفس تحجیر شارع کو دوست رکھے اور اوسکو اپنے ہوای نفس پر اختیار کرے یہ زمانہ ہمارا زمانہ اطلاق کلی کا ہے جسکو دیکھو وہ آزاد ہے نہ دین سے غرض نہ اسلام سے مطلب اپنے کام سے کام ہے یہی شغل ہر شخص کو صبح و شام ہے ؎

دل برین منزل فانی چہ نہی	رخت بر بند کہ ارتحالست

فالعاقل من نتش نفسه وجاهدها حتی صار هواها هو ما رجحه ربها سبحانه وتعالی +

دیگر ایک سنت اللہ تبارک و تعالیٰ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اون لوگون کی جفا پر صابر ہون جنکو مین بطرف خیر کے بلاتا ہون اور وہ میرا کہنا نہین مانتے معذا مین اونکے ساتھ شیرین کلامی سے پیش آتا ہون اور اونکے منہہ پر اور اونکی پیٹھ پیچھے اچھی

بات تا ہون کیونکہ عامی زبان کہتا ہے نہ دل بلکہ مجموعہ حیثیت الناس کے ہے جسکے لئے کوئی میزان نہین ہے سو جو کوئی ایسے شخص سے طالب استقامت قول و عمل کا بغیر علاج کے ہوگا اوسکی بات کوئی نہ سنے گا بعض عارفین نے کہا ہے لوگ چار طرح ہین ایک وہ جو بے علاج و مسامحت کے شیدا فشیدا سیدھے نہین ہوتے ہین اسلئے کہ اونکا دل و زبان مستقیم نہین ہے ۵

اوسی سے تو دل بیتاب ایک رہتا ہو	جو تجکو بندہ کے زلف سیاہ مین کہے

دوسرے وہ جو زبان و دل کہتا ہے جیسے وہ شخص کہ ناطق بحکمت ہے اور لوگونکو طرف اللہ عزوجل کے بلاتا ہے اور خود عمل نہین کرتا اور اللہ سے بھاگتا ہے غیر کے عیب کو قبیح بتاتا ہے اور آپ وہ کام کرتا ہے جو اوس غیر کے عیب سے بھی زیادہ اعظم تر ہے لوگون کے لئے اظہار نسک و عبادت کا کرتا ہے اور اپنے رب سے مبارزہ بالعظائم ہے اذا خلا بہ ذئب من الذیاب ولکن علیہ ثیاب ایسے ہی شخص سے حضرت نے تحذیر فرمائی ہے اخوف ما اخاف علی امتی کل منافق علیم اللسان جاھل القلب اور یہ ذکر جو ہمنے کیا اکثر واعظین زمانہ مین واقع ہے ۵

او اعظان کہین جلوہ بمحراب و منبر کنند	چون بخلوت می روند آن کار دیگر میکنند

چنانچہ بعض قدماء لیض نے بعض وعاظ سے کہا تھا قل ھذا النفساء تیسرے وہ جو دل رکھتا ہے زبان نہین رکھتا ایسا شخص مومن کامل ہے اللہ نے اوسکو غالب خلق سے مستور رکھا ہے اوسپر اپنا کنف لٹکایا ہے اوسکے عیوب نفس پر اوسکو بصیر کیا ہے وہ خواطر مخالطت مردم کو پہچانتا ہے اور اونکے شوم کلام و منطق کو جانتا ہے یہ مرد اللہ کا ولی ہوتا ہے اللہ نے اوسکو آفات سے محفوظ رکھا اور عقل وافر عطا کی چوتھے وہ جو دل و زبان دونون رکھتا ہے یہ عبادت ہے عالم عامل سے +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین مقدورات رب عزوجل پر ساخط نہین ہوتا ہون اور کسی مکروہ کے نازل ہونیسے نہ اللہ پر اعتراض کرتا ہون نہ اوسکو متہم ٹھیراتا ہون کیونکہ مجکو یقینًا معلوم ہے کہ ان لکل اجل کتاب ولکل بلیۃ غایۃ ومنتھی ونفاذ لا یتقدم شئ من ذلک ولا یتاخر وان اوقات البلایا لا تنقلب عافیۃ واوقات البوس لا تنقلب نعمًا واوقات الفقر لا تنقلب غنی پھر اگر مقام رضا بالقضا سے عاجز ہوتا ہون تو صابر ہوکر انتظار فرج کرتا ہون یہانتک کہ کتاب اپنی اجل کو پہنچ جائے اور اس حالت کی ضد چہرہ دکھائے جسطرح کہ رات جاکر دن نکلتا ہے فمن طلب ظلمۃ العشا فی النھار او نور النھار فی اللیل فقد جھل ولم یعط ما طلب لانہ طلب الشی فی غیر وقتہ وحینئذ اللہ نے صابرین کی مدح کی ہے ان اللہ مع الصابرین مراد اس معیت سے نصر و تثبیت ہے یہ جزا ہے اوسکی کہ اونہون نے اللہ کی نصرت اپنے

انفس و اموال پر کی ہے قال تعالیٰ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم فلیتش نفسک فان اللہ سبحانہ وتعالیٰ یعامل عبدہ بحسب ما یرضیہ جزاءً وفاقاً فاعمل علی ذلک الخلق ترشد ✦

دیگر ایک منت خداوندگار کی مجھپر یہ ہے کہ اوسنے بچپن سے اسوقت تک دنیا کو میرا اکبر ہم نہین کیا مین صبح و شام کسی امر دنیا کا اہتمام نہین کرتا ہون بلکہ اُس المال سیر آخرت ہے دنیا کو مین بمنزلہ نفع کے جانتا ہون اپنا حاصل زمان اول صبح کو امر آخرت مین کرتا ہون جیسے علم یا ذکر پھر جو وقت بچتا ہے اوسکو طلب معاش مین جیسا کہ اللہ نے دیا ہے صرف کرتا ہون وھذا خلق عزیز فی ابناء الدنیا بل حالھم بالعکس جعلوا دنیاھم رأس مالھم واٰخرتھم یجھدون فان فضل عن طلب دنیاھم زمان جعلوہ لاٰخرتھم والا فاتھم عمل الاٰخرۃ بالکلیۃ وفی الحدیث ان اللہ یعطی الدنیا علی نیۃ الاٰخرۃ ولا یعطی الاٰخرۃ علی نیۃ الدنیا اسلئے مین کہتا ہون مین ایک یتیم بیچارہ تہا سوا ماں کے کوئی بزرگ و مربی میرا نہا بچپن سے جیسا ہوش آتا گیا مجکو شوق مطالعہ کتب و عبور علوم کا دامنگیر حال رہا زمانہ طلب علم کا عسرت و محنت مین گزرا و للہ الحمد جب عاقل بالغ ہوا اور تحصیل معمولی علم کی کر چکا واسطے اپنے اور والدہ و اخوات کے طلب معاش مین اکلا مقدار قلیل پر ایک عمر کثیر تک قانع رہا رزق میرا کفاف تہا کبھی کسی سے قرض دوام لمیا نہ کسی سے کبھی کچھ سوال و استعطاف کیا اور نہ سوای دعاء ماثور کے کوئی دعا واسطے ازدیاد مال و حشمت کے زبان پر لایا ہان مگر اہتمام مین التزام مالیتزم کے یہ دعا مانگی رہتی کہ الٰہی مجکو ذل نوکری سے بچاکر رزق حلال دے اللہ نے مجکو اتنا مال دیا جو میرے حوصلہ سے کہین زیادہ تر ہے اور بے ذلت چاکری کے خزائن رحمت سے انعام کا افاضہ فرمایا لا احصی ثناءً علیہ ھو کما اثنی علی نفسہ ۔ مال کہ بتعداد مآت والوف نہین ہے بلکہ آلاف الوف تک پہنچتا ہے و للہ الحمد معہذا جو شوق علم کا اور شغل کتابت علم کا خصوصاً اون علوم کا جو خادم کتاب و سنت ہین قبل اس آسودگی کے تہا وہی بعینہ ابتک باقی بلکہ روز افزون ہے صبح سے شام تک یہ عمر مستعار زمانہ بلوغ سے تا حال اسی کار و بار مین گزری دنیا کا کام اگر سامنے آیا ایک بیگار سمجھکر کیا فعر دلمین بہ لذت طعام لذیذ کی ہے نہ مزہ جامۂ نفیس کا نہ شوق سواری کا نہ گہر کا اگرچہ محض فضل خدا سے بہتہ سے بہتہ یہ چیزین میسر ہین بڑا ذوق خاطر شغل علم و طلب صحبت اہل علم و اہل ذکر ہے سو پہلی بات تو میسر ہے لیکن دوسری بات مفقود اس سے زیادہ فقدان تکاسل کا عبادات مین ہے و دا اخلاص کس کام کا جسکا اثر باطن سے ظاہر مین بہیدہ سہو سواس ٹوٹی پہوٹی نماز بیجگانہ کے اور روزہ رمضان و ادای زکوۃ و قضا حج کے کوئی سی عبادت قلیل یا کثیر شامت عمل سے ہن نہین پڑتی معہذا یہ فرایض بہی غالبًا ممزوج ہین سات ہزار نقصان ظاہر کے پر باطن کا کیا ذکر ہے مین نہین جانتا کہ میرا انجام کیا ہوگا سیادت نسب موجب مضاعفت عقاب ہے اور فضیلت علم سبب ترقی عذاب ہے وہ جاہل بہتر ہین جو دقائق امور و حقائق اشیاء کا شعور نہین رکھتے مین سید ہے سادہ ہے مسلمان نمازگذار روزہ گیر

بے شر و فساد کا سب دست قانع علی المقسوم قائل شہادتین مخالف رب تعالیٰ امین اللہم غفرا و توفیقا ۵

بپرسش نگنہم روز محشر آخر شد	تمسکات گناہان خلق پارہ کنیم

لوگ بڑی سعادت یہی جانتے ہین کہ دنیا مین مال و اولاد و محلہ و باغ و مرکب و منکح ہو سو اللہ نے یہ سب چیزین عموماً و خصوصاً بروجہ کمال مجھے بخشی ہین اسکے سوا علم دین کتاب اور اپنے رسول کی سنت کا بروجہ اتقان دیا آلات و ادوات علم سے خزانہ کتب بھر گیا ہے اب اس سے زیادہ اور کیا متصور ہے معہذا جو تقصیرات ہیں سے کام مین اپنے رب کے ہوتے ہین ہر گز کسی غلام نے اپنے مالک کے ساتھ وہ کام نہ کیا ہوگا اللہ ہی اپنے رحم و کرم و عفو و غفران سے بیڑا پار کرنیوالا ہے ورنہ ہلاکت کے دلدل مین تو سر سے پاؤن تک پھنس گئے ہین ۵

الٰہی واقف خیل گناہم	تو بیستا بکے عصیان پناہم
الٰہی تا غفور اسمت شنیدم	گنہ را مست شادی مرگ دیدم

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جس کسی مین کسی شخص مسلمان پر حسد کرتے دیکھتا ہون اوسکے ساتھ ملاطفت کرتا ہون اور اوسکو مثالین سناتا ہون کہ شاید وہ خفت عقل سے توبہ کرے سب بیچارے حسد کی کثرت سے غالب لوگون مین ہوگئی ہے آدمی اپنے ہمسایہ کے کھانے پینے پہننے پر ہمیشہ کڑھا کرتا ہے دنیا ملنے پر اوسکے سارے امور پر حسد کرتا ہے کسی کو کھاتے پیتے آرام سے بیٹھے دیکھ نہین سکتا ہے یہ بات اوس سے غائب ہے کہ یہ حسد ایمان کو کھا لیتا ہے اللہ کی سخت ناراضگی کو بڑھاتا ہے حاسد دو ہے حسد مین تامل کرے کہ کس بات پر حسد کرتا ہے اگر حسد قسم محسود پر ہے یا قسم حاسد پر اگر قسم محسود پر ہے جو اللہ نے اوسکی قسمت اس آیہ کریمہ مین رکھی ہے نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیاۃ الدنیا تو یہ اس حسد سے اوسپر ظالم ہوا کیونکہ وہ محسود ایک مرد ہے جو اپنے مولی کی نعمتون مین متقلب ہے اللہ نے اوسپر تفضل کیا اور بغیر اوسکے تفعل کے اوسکے لئے یہ نعمتین بمقدر فرمائین اور کسی اور کا حصہ اوسمین نہ رکھا پھر وجہ حسد کی کیا ہے اور اگر حسد اسلئے ہے کہ حاسد کی قسمت اللہ نے محسود کو دیدی ہے تو یہ بات کسی طرح درست و صحیح نہین ہے تیری قسمت ہرگز غیر کو نہین دیجا سکتی ہے اور نہ تیرے پاس سے منتقل ہو کر اوسکے پاس جا سکتی ہے بلکہ تو بسبب اس حسد کے غایت درجہ کا جاہل اور نہایت مرتبہ کا ظالم اپنے بھائی پر ہے انتہی مین کہتا ہون حسد مذموم کے یہ ارکان کے ہے اسکا بیان جیسا کہ احیاء العلوم وغیرہ کتب سلوک مین ہے اور جگہہ نہین ملتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ حسد نیکیون کو ایسا کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ لکڑیون کو کھا لیتی ہے سب سے زیادہ حسد زمرۂ اہل علم و فقر مین ہوتا ہے یعنی اون لوگون مین جو اپنے ظاہر و باطن مین مخلص نہین ہین ورنہ علما و اہل اللہ کی تو شان یہ ہوتی ہے کہ وہ اورون کو حسد سے باز رکھتے ہین چہ جای اسکے کہ خود حاسد ہون میرا حال اس شہر مین عجیب و غریب ہوا کہ مین محسود علما بھی ٹھیرا اور محسود امرا بھی و للہ الحمد خدا کا شکر ہے کہ اوسنے مجھکو حاسد نہ بنایا

بلکہ محسود ٹھیرایا ۵

هم یحسدون وشر الناس کلهم		من عاش فی الناس یوما غیر محسود	

مینے اپنے عہد یہ مین کبھی کسیکو براہ ظلم نہین ستایا نہ کسی پر حسد کیا لکن ایک جماعت اخوان الشیاطین وارکان کو رشک سے کوئی دقیقہ حسد وعداوت کا اوٹھا نہین رکھا اللہ کے حفظ وصون نے مجکو ہر بلای ناگہانی سے بچایا ۵

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے		حسود را چہ کنم کز خود بر نج در ست	

اللہ سے امید ہے کہ وہ اونکی عداوت بیجا کو جو دین ودنیا مین وہ مجھسے کرتے ہین اور ظاہر و باطن مین درپے آزار ہین سبب میری مغفرت کا کرے میرے گناہ بیحد وحساب ہین شاید یہی انواع حسد وکید اونکا میرے لئے کفارہ ہوجائے اور یہہ طوفان وبہتان وکذب واتہام وافترا اونکا مجھپر سبب میری نجات کا روز حشر ٹھیرے ایک بزرگ کو بعد موت کسینے خواب مین دیکھا تھا پوچھا اللہ نے تمسے کیا معاملہ کیا کہا مجھے بخشدیا کہا کس بات پر کہا لقول الناس فی مالیس فیهذا واللہ اسأل ان یجعل خیر عمری آخرہ

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ اوسنے مجکو اطلاع بخشی بغض منعمین ومعذبین فی القبور پر براہ رحمت اس امر کو مجھسے محجوب رکھا اور یہ بات اوسیکو حاصل ہوتی ہے جسکی روحانیت جسمانیت پر غالب آجاتی ہے +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مجھکو اللہ کے مکر سے ایک ساعت بھی رات دن مین امن نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے نیچے تحیر کے داخل نہین ہوتا ہے اوسکی ایک درگاہ ہے جسکا نام حضرۃ الاطلاق ہے وہان وہ جو کچھہ چاہتا ہے سو کرتا ہے جسطرح سے کہ اوسکی ایک درگاہ کا ایک نام حضرۃ التقیید ہے وہان خلف میعاد نہین ہوتا +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے کسی فعل وقول کے استحسان مین متمادی نہین ہوتا بلکہ جمیع احوال مین اسلئے کہ مجھے معلوم ہے کہ میرا نفس وفا حقوق الٰہیہ اور وفا تکلیفات شرعیہ سے عاجز ہے اور اگر قصد کرون کہ اللہ کی معونت میرے ساتھہ ہے تو بھی فوق اس مقام کے اور مقامات لاتحصی ہین شیخ جیلی فرماتے تھے نفس کے لئے دو حالتین ہوتی ہین لاثالث لہا ایک حالت عافیت کی دوسری حالت بلا کی اگر نفس بلا مین ہوتا ہے تو غالبًا اوسکو جزع وشکوی وسخط واعتراض وتہمت وبے صبری وعدم رضا وعدم موافقت اور سوء ادب محض وشرک باالخلق والاسباب لازم ہوتا ہے اور اگر عافیت ونعمت مین ہوتا ہے تو غالبًا اوسکو اشر وبطر واتباع شہوات ولذات لازم ہوتا ہے پھر ایک شہوت کے بعد دوسری شہوت کے پیچھے لگتا ہے اور جو نعمت ماکول مشروب ملبوس مسکون منکوح مرکوب اوسکے پاس تھی اوسکو حقیر جانتا ہے اور ہر نعمت کے اندر ان نعمتون سے عیب ونقصان نکالکر اعلی تر نعمت اوس سے طلب کرتا ہے جو اوسکی قسمت مین نہین ہے حالانکہ اشد عذاب نفس پر یہی طلب ہے اوس چیز کی جو کہ قسمت مین نہین ہے حالانکہ کوئی شے بیش از قسمت وپیش از وقت نہین مل سکتی ہے عنقلہ

شان نفس کی یہ ہے کہ جب وہ بلا مین ہوتا ہے تو سوای دور ہونے اوس بلا کے اور کچھ تمنا نہین کرتا اور ہر نعیم و شہوت ولذت کو بھول جاتا ہے اور جب عافیت و شفا مین ہوتا ہے پھر وہ اوسکو طرف رعونت و اشر و بطر و اعراض عن الطاعۃ وانہماک فی المعاصی کے رجوع کرتا ہے اور جس بلا مین گرفتار تھا اوسکو بھول جاتا ہے۔

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ اوسنے مجکو اس سے بچایا کہ مین لوگون سے سوال کرنیکا محتاج ہون طول عمر سے ابتک مجکو کبھی محتاج کتابت قصہ یا طلب وظیفہ وغیرہا کا نہین کیا بلکہ ہمیشہ مجکو بغیر سوال کے بقدر سد ضرورت دیا اہل حق نے کہا ہے ما سال احد الناس الا لجھلہ باللہ وضعف ایمانہ ویقینہ وقلۃ صبرہ وما تعفف متعفف الا لنور علمہ باللہ وقوۃ ایمانہ ویقینہ وتزاید معرفتہ بربہ جل وعلی وکثرۃ حیائہ منہ انتھی پھر اگر انسان کو بے سوال کئے نہ بنے تو اللہ ہی سے مانگے جسطرح حدیث مین آیا ہے واذا سالت فاسال اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ اور فرمایا ہے من لم یسال اللہ یغضب علیہ پھر اگر اوسکا سوال قبول نہو تو نکدر نہو بلکہ راجی رہے کیا معلوم کہ اگر سوال مجاب ہوتا تو ترک اوامر کرتا یا سناہی مین پڑتا یہ عدم استجابت بھی ایک رحمت ہے کیونکہ خوف و رجا واسطے موسن کے دو بازو ہین جنسے ایمان پورا ہوتا ہے حالانکہ سوال عارف کا اللہ سے نہین ہوتا مگر اوسی چیز مین جسکو وہ مامور بہ جانتا ہے سو وہ اس سوال سے قرب و ادب مین زیادہ ہوجاتا ہے جیسے سوال زیادت علم و صلوۃ و صوم و سخو ذالک کا فافہم انتھی الحمد للہ کہ اللہ نے مجھ ضعیف یتیم کو بھی کبھی محتاج سوال رزق کا کسی مخلوق سے نہین کیا اور تمام عمر ذلت سوال سے محفوظ رکھا اور ہمیشہ خود ہی متکفل میرے رزق کا بقدر سد ضرورت کے رہا یہانتک کہ پھر مجکو اتنا رزق دیا جسکا مین ہرگز بسیط چیز بھی مستحق نہ تھا وللہ الحمد

دیگر ایک منت الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین دوام نعمت پر اپنے بارہ مین بسیط مطمئن نہین ہون کیونکہ مجکو کوئی استحقاق اوس نعمت کا نہین ہے مین مشاہدہ تحویل و تغییر نعم کا اپنے غیر مین رات دن کیا کرتا ہون کوئی صاحب نعمت کبھی تنغص عیش سے خالی نہین رہتا ہے عاجلاً یا آجلاً امراض و اوجاع و مصائب نفس و مال و ولد و اہل و اصحاب مین ہوتے رہتے ہین یہ امور بحمدہ تعالیٰ مجھسے بہت کم جدا رہتے ہین شیخ جیلی رحمہ نے فرمایا ہے ابتلاء تین طرح پر ہوتی ہے ایک عقوبت بمقابلہ جرم و معصیت دوسرے تکفیر و تمحیص تیسرے ارتفاع درجات و بلوغ منازل عالیات انمین ہر ایک حال کے لئے ایک علامت ہے پہلے حال کی علامت عدم صبر ہے وقت وجود بلا کے اور کثرت جزع و شکوی ہے طرف خلق کے دوسرے حال کی علامت صبر جمیل ہے بغیر شکوی و اظہار جزع و ضجر کے سامنے دوستون اور ہمسایون کے اور عدم نقل طاعات کا بدن پر تیسرے حال کی علامت وجود رضا و موافقت و طمانیت نفس و خفت اعمال صالحہ ہے دل اور بدن پر انتھی فاعمل علی التخلق بذلک واللہ یتولی ھداک +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ جب مین کسی امر کا سوا دنیا سے محتاج ہوتا ہون تو ذکر و نماز کی طرف فزع کرتا ہون

اور سوال مین مشغول نہین ہوتا عملا بالحدیث یقول اللہ عز وجل من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وفی الحدیث انہ صلعم کان اذا حزبہ امر فزع الی الصلوۃ ویقول ارحنا یا بلال انتہی قرآن پاک مین ارشاد کیا ہے واستعینوا بالصبر والصلوۃ ایسے شخص کا مددگار اللہ تعالی ہوتا ہے اور اوس کی حاجت روا ہوجاتی ہے ۵

کام رہنے کا نہین بند اپنا		بندہ پرور ہے خدا وند اپنا	

دیگر ایک سنت الٰہی مجھ پر یہ ہے کہ مین ماموراتِ شرعیہ مین سے اہم فالاہم کو مقدم کرتا ہون بچپن سے ابتک یہی حال ہے ولہذا کبھی بےعلم پر بغیر عمل کے اعتماد نکیا اور نہ قبل فرض کے کسی نفل پر مین معتمد ہوا اہل حق نے کہا ہی من اشتغل بالنوافل عن الفرائض فھو احمق ومثالہ مثال من دعاہ ملک الی حضرتہ فقال لہ اصبر حتی افرغ من خدمۃ غلامک شیخ جیلی رح نے فرمایا ہے ایک فریضہ جب کا مقدم کرنا اشتغال بالعلم والکسب پر واجب ہے ترک حرام وعدم شرک خفی باللہ ہے بندہ کبھی کسی خلق کو جلب نفع ودفع ضرر مین شریک وخالق نکرے مگر بقدر نسبت تکلیف کے طرف اونکے بغیر وقوف کے ہمراہ خلق کے دوسرے ترک اعتراض ہے اقدام پر اور اجابت خلق کرنا طرف معصیت کے اور اعراض کرنا امر وطاعت خدا سے عملا بقولہ صلعم لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ فالحمد للہ الذی ھدانا لذلک +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھ پر یہ ہے کہ مین پیٹ بھر کھانا رزق حلال سے دوست نہین رکھتا ہون چہ جای رزق حرام وشبہات کے وذلک من اکبر نعم اللہ علی کیونکہ اکل حرام واکل حلال زائد مقدار حاجت پر جالب نوم ہوتے ہین اور نوم برادر مرگ ہے جمیع مصالح سے غفلت مین لاتی ہے وقد قالوا الخیر کل الخیر فی الیقظۃ والشر کل الشر فی النوم والغفلۃ ۵

حرز خوردن وخواب چون نداری کارے		گوش تو ازین ورا ز تر بالیستی	

دیگر ایک سنت خدا کی مجھ پر یہ ہے کہ مجکو بعد پر حضرت حقتعالی سے صبر نہین ہوتا جب کبھی غفلت ہوتی ہے تو مین طرف اوسکے طیران کرتا ہون کوئی شئے مجکو اعون تر اس طیران پر ان دو جناح سے نہین ہے ایک ترک کرنا لذات وشہوات محرمہ ومباحہ اور جمیع راحات کا دوسرے احتمال کرنا اذی ومکارہ ورکوب عزائم وشدائد وخروج کا خلق وہوی وارادہ وتمنای دنیا وآخرت سے کیونکہ یہی چیزین اصحاب حضرت کو حضرت سے خارج کردیتی ہین فمن استعملھا خارج الحضرۃ ممنعۃ الدخول +

دیگر ایک انعام الٰہی میرے بارہ مین یہ ہے کہ حاجت حالت راہنہ سے جو دنیا میرے پاس زیادہ ہوتی ہے تو مین اوسکو رد کردیتا ہون اور اوسکے روک رکھنے کو مکروہ جانتا ہون بیسنے سالہا سال اسپر مداومت کی ہے

تب کہین خروج اوسکا میرے دل سے متحقق ہوا اور مین اوسکے آنیسے منقبض ہونے لگا اور فقر و تہیدستی پر خوشی حاصل ہوئی ؎

	از حادثات در صف آن صوفیان گریز		کز بود غم خورند و زنا بود شادمان

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جب کوئی بلا مجھپر آتی ہے اور اجابت دعا مین توقف ہوتا ہے میرے حق مین یا میرے غیر کے تو مین طرف تفتیش نفس کے شتابی کرتا ہون کہ نفس سے کون گناہ ہوا یا کون امر ترک ہوا یا قدر سے نزاع ہوا کہ جو یہ بلا اوتری کیونکہ غالب یہی ہے کہ ابتلا بندہ کی طرف سے اللہ کے بمقابلہ جرم کے ہوتی ہے وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوعن کثیر پھر جبکہ وہ بلا منکشف نہین ہوتی ہے تو مین طرق تضرع واکثار اعتذار و اعتراف کے مبادرت کرتا ہون اور کہتا ہون اللھم انی اعترف بین یدیک بانی لا اعلم احدا علی وجه الارض اکثر عصیانا ولا مخالفة ولا اسوء حالا ولا اقل حیاء منی انتہے یہ تخلق بغایت نفیس ہے اسپر عمل کرنا چاہیئے ؛

باب ۳ فی بیان جملة من الاخلاق

ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جب کبھی نفس میرا تقدیر الٰہی سے کسی امر مین سرکشی کرتا ہے تو فوراً مین اوسکو طرف رضا بالقضا کے پھیر لاتا ہون تاکہ اللہ مجھسے راضی ہوجائے اسلئے کہ مین یہی اللہ کے قضا و قدر پر اللہ سے راضی ہون آدمی اللہ کی رضامندی اسی طرح پہچانتا ہے کہ اسکا بھی یہی اللہ سے راضی رہنا ہے جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے من رضی بقضاء اللہ وافنی فعله فی فعله واختیاره فی اختیاره تعالی حصلت له الراحة الکبری والجنة المعجلة قال لدنیا فان اھل الجنة ھکذا یکونون فیھا وھذا ھو باب اللہ الاکبر الذی ھو سبب الرضا عن العبد ومادام العبد یری نفسه تطلب غیر مرادھا فالحق تعالی غیر راض عنھا لکن اس خلق کے فاعل بہت کم ہین آدمی اگر ذرا تامل کرے تو جان لے کہ فقیر قانع اکثر النعم ہوتا ہے دنیا مین بہ نسبت ملوک کے اسلئے کہ وہ قلیل پر صابر ہے اور جو کچھ اوسکے ہاتھ مین ہے اوسکو زیادہ سمجھتا ہے اور بادشاہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اوسکو قلیل جانتا ہے اور اس فکر مین رہتا ہے کہ کوئی اور مملکت ہاتھ آجائے سو وہ مدام تعب و غم و ہم و قتال و حرب و ضرب مین مبتلا رہتا ہے ؎

	قناعت تونگر کند مردرا		خبر کن حریصی جہان گردرا

کسی نے شیخ جیلی رح سے پوچھا تھا کہ بدترین خلق کون ہے کہا من اشتغل بالدنیا عن الاخرة تحلم نیل ما طلب فھذا شر خلق اللہ واجھلھم واحمقھم واخسھم عقلا وبصیرة انتھی شعرانی رح فرماتے ہین

مینے ایک شخص کو دیکھا کہ اوسکے پاس تیس ہزار دینار تھے اور وہ ایک مولیٰ پر بخل کرتا تھا دوسرے شخص کو دیکھا کہ اوسکے پاس ایک لاکھ دینار تھے اوسنے سامنے قاضی کے چہرہ انصاف پر حلف سغلظ کیا حالانکہ اوسکی آمدنی ہر روزہ دس اشرفی تھی اور اب وہ شخص سن شیخوخت مین ہے اوسکے اولاد بھی نہین ہے یہ لوگ اگر بیٹھہ کر جو کچھہ جمع کیا ہے بقیہ عمر مین کھاتے تو اونکو کفایت کرتا بلکہ بچ رہتا اور اگر راضی بقضا و قانع بعطا رہتے اور اللہ کی طاعت مین مشغول ہوتے تو یہ قیام اونکا اسباب مین مشاغل اونکے رب سے منہ نہ موڑتا اور اگر فرضاً وہ اسباب کو ترک کر دیتے تو بھی اللہ ضرور ہی اونکو دنیا بقدر کفایت کے بغیر تعب و عنا کے دیتا پھر بعد موت کے وہ جوار مولی جل و علا مین پہنچکر امید سے زیادہ پاتے کما صرح علیہ السلف الصالح جعلنا اللہ تبارک و تعالی منہم اللھم آمین ٭

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مینے کبھی کوئی منصب مناصب دنیا سے طلب نکیا مین ہمیشہ محب زہد ہون دنیا مین بغیر اسکے کہ مینے ہاتھہ پر کسی شیخ کے سلوک کیا ہو بحمد اللہ تعالی مجھکو کوئی علاقہ دارین مین ایسا نہین ہے جو اشتغال بالرب سے باز رکھے ولہذا جو کوئی مجھسے کچھہ مانگتا ہے اور وہ چیز میرے پاس ہوتی ہے تو مین اوسکو دیدیتا ہون مگر یہ کہ شرع اوس سے منع کرے عارفین نے کہا من اراد الآخرۃ فعلیہ بالزھد فی الدنیا و من اراد اللہ فعلیہ بالزھد فی نعیم الآخرۃ فیترک الدنیا الآخرۃ و یترک الآخرۃ لربہ عز و جل و یشتغل بہ وحدہ خالصاً مخلصاً لا یطلب علی عبادتہ و خدمتہ عوضا فی الدارین ٥

	محب اللہ لا یھوی خلافہ		ولو اُعطی علی ذاک الخلافۃ

دل مین بندہ کے جب تک کوئی شہوت شہوات دنیا سے یا کوئی لذت لذات دنیا سے باقی ہوتی ہے تب تک وہ آخرت سے محجوب رہتا ہے اسی طرح جب تک کوئی شہوت شہوات آخرت سے اوسکے دل مین باقی ہوتی ہے تب تک وہ رب عز و جل سے محجوب ہوتا ہے انتہے الحمد للہ کہ مین بھی اپنے دل مین طمع دنیا کی مقدار کفایت و قدر حاجت سے زیادہ نہین پاتا فقر سے فقط اسلئے گریز ہے کہ ذل سوال کا خیال آتا ہے لکن اللہ نے مجکو بہت سی دنیا دی ہے جسکا کچھہ شمار نہین ہے ٥

	مرا در سندو جم می نشانند		الٰہی بر سر آن کو نشینم

مین اللہ سے یہ چاہتا ہون کہ میرے دل سے ہر شہوت دنیا و آخرت کو نکالدے اور محبت جنت کی فقط اسلئے دے کہ وہان مشاہدہ حق کا نصیب ہوگا نہ اسلئے کہ وہان اکل و لبس و نکاح ہوگا کہ یہ اشیا تو خود اوسنے بالاصالۃ اپنے بندون کے لئے پیدا کئے ہین پھر اشتغال باسحاصل مین بجز تضییع وقت کے اور کیا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ٭

دیگر ایک نعمت مذکی مجھپر یہ ہے کہ مین دعوی نفس کو بابت ترک حظوظ نفسانیہ کے دنیا و آخرت مین مسلم نہین رکھتا ہون اسلئے کہ اسکے طے مین غوائل ہین کہ ترلوگ اوسپر ستنبہ ہوتے ہین شیخ جیلی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے

ولا یسمی صالحا الا من وصل الی هذا المقام وصار بالله لا بنفسه وهواه اذ الصالح هو من تولی الله تعالی امورہ ولم یتوکل علیه فی نفسه طلب لجلب مصالحه ولا دفع لمفاسد بل هو کالطفل الرضیع مع الظئر او المیت مع الغاسل فتتولی القدرة تربیته وتجلب له مصالحه وترفع عنه مضارہ من غیر ان یکون له اختیار او تدبیر انتهی فهذه هی صفات الصالح التارک المحفوظ علی الحقیقة فاعمل علی التخلق بذلك +

دیگر ایک ارشاد اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ جب ان لوگون کے مجھپر سخت ہوجاتے ہین اور انکی زبانین میری مذمت مین کھلجاتی ہین تو مین اپنے رب کے ساتھہ نیک گمان کرتا ہون اور کہتا ہون اگر ارادہ اللہ کا میرے ساتھہ تقرب کا نہوتا تو یہ بندے اوسکے مجھپر جفا کرتے انتہے مین کہتا ہون اللہ نے فرمایا ہے عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم +

دیگر ایک سنت اللہ تعالی کی مجھپر یہ ہے کہ جب مین بوڑھا ہوا تو مینے نفس سے بابت میل الی الشہوات کے منازعت کی اور اللہ نے مجاہدہ نفس پر میری اعانت فرمائی یہ اسلئے کہ وہ میرے لئے ثواب الم ونعیم متجدد جنت مین لکھے ورنہ اکثر لوگ جو معرہ جاتے ہین تو اگر انکے نفس کی انکو جان جاتی ہے وکفی اللہ المؤمنین القتال اوسوقت ثواب مجاہدہ کا اون سے فوت ہوجاتا ہے یہ رجوع ہے جہاد اصغر سے طرف جہاد اکبر کے کیونکہ جہاد نفس دائم مستمر ہوتا ہے وعلیه ینزل قوله تعالی واعبد ربك حتی یاتیك الیقین مراد یقین سے موت ہے اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ مرتے دم تک عبادت کئے جاؤ یہی عبادت مجاہدہ ہے اسلئے کہ بنیاد اوسکی مخالفت نفس پر ہے جی ہرگز عبادت کرنیکو نہین چاہتا ہے اگر اللہ کا لطف شمول بکتب منی رود وکے برنہ دش یہی ساعات مجاہدہ کے واسطے موسم کے سبب نعیم مقیم کے ہوتے ہین اور ساعات ترک مجاہدہ کے واسطے کا فوات اصی کے سبب تعذیب کے ٹھیرتے ہین ہر قسم پر مناسب اوسکے حال کے نعیم یا عذاب مضاعف ہوا کرتا ہے وھذا ھو معنی حدیث الدنیا مزرعة الآخرة وکل میسر لما خلق له فاقوم فزیك واعمل علی التخلق به والله یتولی هدایك +

دیگر ایک سنت حق سبحانہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین کسی چیز کا سوال امور دنیا و آخرت سے نہین کرتا مگر ہمراہ تفویض ورد علم کے طرف صنع حقیقی کے عملا بعموم قوله تعالی وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون واسمین اس طرح پر دعا کرتا ہون اللھم اعطنی کذا وکذا ان کان فیه خیرا لی واصرف عنی کذا وکذا ان کان فیه شرا لی یہ جو چیز بعد اس تفویض کے واقع ہوتی ہے اوسکا انجام محمود ہوتا ہے عطا ہو یا منع یہ نیز ان بندہ پر واجب ہے جب تک کہ اوسکا ارادہ واختیار اللہ کے ساتھہ ہے یہ جبکہ اوسکا ارادہ واختیار نہین رہتا اور دل واسطے محبت عزوجل کے خالی ہوجاتا ہے تو اوسکا اختیار اللہ کے اختیار مین اور اوسکا ارادہ اللہ کے ارادہ مین مغمور ہوجاتا ہے اور وہ سوال کرنے مین فرمان بردار خدا کا ٹھیرتا ہے اب

جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ موجب اوسکے سرور کا ہوتا ہے اسلئے کہ اسکی اور اللہ کی مراد موافق یکدیگر ہوگئی ہے خواہ وہ سوال امور دنیا مین ہو یا امور آخرت مین اس مقام والے کی علامت یہ ہے کہ بندہ عطا و منع دونو نہین شکرگذار رہتا ہے اپنے باطن سے اللہ پر متہم نہین ہوتا لکن یہ دعوی بدون تحقق کے ساتھ بس خلق سے نکرے والیٰ سبحانہ اللھم لا سوالی لا بذلک منہا و عاقبتہا حمیدۃ علی الدوام لا یدخلہا مکر و لا استدراج ابدا لسوالک المغفرۃ للذنوب السالفۃ و سوالک الحفظ فی المستقبل و التوفیق لحسن المعاملۃ ثم ختام ذلک بخاتمۃ الخیر و ہی ان تموت و انت حسن الظن باللہ عز و جل فان ذلک محط رحال الاولین و الآخرین فعلیک بالاکثار من سوال اللہ تعالی انتہی اللھم انی سائل منک فی کل ذلک +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جب اللہ مجکو مضلات فتن سے محفوظ رکہتا ہے تو مین اوسکے شکر بجالانے مین مشغول کرتا ہون نہ عجب اوس شخص پر جو کہ اون فتن مین گرفتار ہوگیا ہے کیونکہ اترانیسے عمل حبط ہوجاتا ہے اور مقت خدا آتا ہے اسی جگہہ سے بعض فقرا اپنے اعمال صالحہ کو مخفی رکھا کرتے تھے کہ مبادا نفس طرف مدح خلق کے مائل نہوجائے اور وہ ہلاک ہوجائین اور اونکو معلوم بہی نہو عجب یون ہوتا ہے کہ بندہ اپنے نفس کو فاعل اوس امر کا دیکہے جسپر وہ اترا تا ہے یا آپکو اللہ کا شارک اوس کام مین جانے حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے ان الشرک لظلم عظیم اولیا کے دلونپر یہ بات مکشوف ہوئی ہے کہ عجب ظلم ہے اسلئے اونہون نے عجب کرنا ترک کردیا ہے رہے اور لوگ سو اون پر کشف اسکا دن قیامت کے ہوگا +

دیگر ایک سنت الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جو اعمال مین حال بدایت امر مین کیا کرتا تھا اونپر مداومت رکہتا ہون اور جو شدائد حال سہولت مین مجھپر پیشتر تھے مین اونپر مین صبر کرتا ہون کسیسے جنید رح سے کہا تہا زاک تدمن امساک السبحۃ وقد وصلت الی مقام لا تحتاج الی من یذکرک بربک من الخلق فرمایا شئ وصلت بہ الی حضرۃ ربی لا اقطعہا انتہی یعنے ہم دیکہتے ہین کہ تم ہمیشہ ہاتھہ مین تسبیح رکہتے ہو حالانکہ اب تمکو حاجت کسیکی یاد دہی کی نہین ہے کہا مین اسکے ذریعہ سے رب تک پہنچا ہون اب اسکو چہوڑ نہین سکتا سبحان اللہ ایک وہ لوگ تھے اور ایک ہم لوگ ہین جو مصداق اس شعر کے ہین ؎

سبحہ در دست تو ہمی گوید	دل بگردان مرا چہ گردانی

حدیث مین آیا ہے کہ حضرت عقد اصابع پر تسبیح کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دن قیامت کے ناطق ہونگے مین بحمدہ تعالی کثرت اعمال صالحہ کو دوست رکہتا ہون گو نفس قلت پر راضی ہو کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ سو جسنے اللہ نے کثرت اعمال کو طلب کیا ہے پس عقلمند کو معلوم کرنا چاہئے کہ گو نفس کم پر راضی ہو مگر اللہ کثرت پر راضی نہین ہوتا ہے قال تعالی واللہ یعلم و انتم لا تعلمون و من

ذاق ذلك علم ان الحق تبارك وتعالى اشفق عليه من نفسه وان المنازل فى الجنة لا تشيد ولا ترفع
الا بالاعمال فى الدنيا لانها مزرعة الآخرة اعمال اكابر انبياء واولياء كے بعد ادار اوامر واجتناب نواہی کے یہی
صبر رضا موافقت حال بلا مین تھے غالب اعمال اونکے قلبی ہوتے تھے اونکے اصحاب مین متبع اونکے اس خلق مین
کمتر ہوتے اسلئے کہ مرقات ان اعمال کی بہت عالی ہے پھر بعض اکابر نے ختم اپنے امر کا اعمال جسمانیہ پر بہ نسبت
قلبیہ کے زیادہ کیا تاکہ علو مقام ہو جیسے ہمارے حضرت صلعم وخلفاء اربعہ کہ اونکے پاؤن ورم کر جاتے تاکہ خلف اونکی
اقتدا کرین یہ سبالغہ تمالصح امت مین حدیث شریف مین آیا ہے اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل
وللہ الحمد والمنۃ +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین دیکھتا ہون کہ میرے نفس کی صفات ہمراہ میرے باقی ہین یہانتک کہ مین
مرون اور مجھپر استصحاب حفظ کا ارتکاب فواحش سے اور پرہیز کرنا اونسے تا حین لقاء الٰہی واجب ہے یہ آیت جو
حق مین یوسف علیہ السلام کے آئی ہے کذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين
اسکی مؤید ہے اور اگر حکم طبع کا غیر معصوم سے زائل ہو جائے تو وہ مثل معصوم کے ملائکہ مین جا ملے اور نظام عالم
منخرم اور حکمت باطل ہو جائے اسلئے کمال دلی یہ ہے کہ حکم طبع کا اوسمین باقی رہے تاکہ وہ استیفاء حظوظ ماذون
فیہا کا جو اوسکی فسحت مین ہے کرلے حضرتؐ نے فرمایا ہے حبب الی من دنیاکم الطیب والنساء وجعلت
قرة عينى فى الصلوٰة اب اسکو خوب سمجھکر اس تخلق پر عامل ہونا چاہئے +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ جو کوئی میرے پاس دعاوی کاذبہ کرتا ہے مجکو باطن مین اوسپر نہایت غصہ آتا
ہے اور ظاہر مین اوسکے ساتھہ مباسطت کرتا ہون پھر چپکے سے اوسکو اوس دروغ پر آگاہ کر دیتا ہون اگر دیکھتا ہون
کہ اوسکا نفس متحمل اس اعلام کا ہوگا وھذا خلق جمع بين غيرة الله ونصح لذلك العبد وقل من يجمع بين
هذين الشيئين پھر اگر مجکو اپنے ہمنشین کے معاصی باطنہ پر اطلاع ہوتی ہے تو مین اوسکو رسوا نہین کرتا بلکہ
ذکر اوذکا معرض وقائع سایح بن رائح مین کرتا ہون اور اوسکے کان مین کہدیتا ہون پھر اگر کوئی اوسپر وہ
عیب لگاتا ہے تو اوسکی طرف سے جواب دیتا ہون اور کہتا ہون ما رأيت عليه الا خيرا وهذا الكلام
الذى قيل عنه انما هو من اشاعة الحسدة عنه اور یہہ بات کچھہ بہ مقام علماء وصلحاء مین
قابح نہین ہے +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین جس حاجت کا محتاج ہوتا ہون اللہ کے دروازے سے مانگتا ہون کسی
اور بندہ کے در پر اوسکا طالب نہین ہوتا دروازۂ غیر کو یون دیکھتا ہون جیسے کہ ایک نہر سے پانی جاری ہے فضیلت
صاحب نہر کے لئے ہے جسنے پانی جاری کیا ہے نہ نہر کے لئے لکن شکر وسائل کا محض واسطے استنزال امر خدا کے بجا لاتا ہون

بغیر اسکے کہ ہمراہ اون وسائط کے وقوف کردن ۵

از خدا خواہم وزغیر نخواہم بخدا	کہ نیم بندۂ دیگر خدای دگرست

دیگر ایک انعام اللہ کا یہ ہے کہ مین اپنے نفس پر وقوع نفس کا کبائر مین مستبعد نہین جانتا چہ جای صغائر گو میرا نفس اس زمانہ مبارک مین مقتدی بہا کیون نہو کیونکہ سید عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ کی وصیت ہے ایاك ان تستبعد وقوعك فی الکبائر ولو توالت علیك المراقبة اناء اللیل واطراف النہار کان باب العصمة مسدودا علی غیر الانبیاء علیہم الصلوٰة والسلام فلا امان لنا ما دمنا فی ہذہ الدار وقد اغوی ابلیس خلقا کثیرا حین ظنوا بانفسہم الخیر ووقعوا فی الکبائر الفواحش وبعضہم اوقعہ فی عمل الزغل وشنقوہ او نفوہ انتہی اعلی خواص جو فرماتے تھے ابلیس کے لئے کوئی حیلہ فقرار کے واقع کرنیکا معاصی مین اس سے بڑا نہین ہے کہ وہ اپنے نفس کے ساتھہ گمان خیر وصلاح کا کرتے ہین ابلیس اونکو اسطرح پر پچھاڑتا ہے کہ اونکو شعور بھی نہین ہوتا اسلئے کہ وہ امان مین ہوکر اوس سے حذر نہین کرتے اسمتے قرآن عظیم مین فرمایا ہے ولا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون سید احمد بن رفاعی نے فرمایا ہے من لم یحاسب نفسہ فی کل نفس ویتہمہا بالسوء فلا یکتب فی دیوان الرجال انتہی سارے سلف صالح حالت خوف ہی پر رہے یہانتک کہ مرگئے بعض رجال رسالہ قشیری نے وصیت کی تھی کہ جب مین اس گھر سے یعنی دنیا سے دین اسلام پر نکل جاؤن اور مردن تو مشایعت میرے جنازے کی دن ومزار سے کرنا یعنی حلال سے جب وہ مرگئے تو اسی طرح کیا شعرانی کہتے ہین ولا اعتراض علی مثل ذلك فان الموت علی الاسلام اعظم سرور عند العاقل من تزویج ولدہ او ختانہ وقد رایتنا العلماء والصالحین یعطوا الزام وغیرہ الفلوس علی ذلك وبالجملة فکل شیء دخل بہ المجرمون بیت الوالی جائز وقوعہ من سیدی الشیخ فلیکن علی حذر علی خواص کہتے تھے فقیر کو صحیح نہین ہے کہ وقوع سے معاصی ظاہرہ وباطنہ مین محفوظ ہو مگر یہ کہ حضرت احسان اوسکا معرّہ ہوجائے رات دن مین کسی دم وہ وہان سے جدا نہو جیسے انبیاء وملائکہ ورنہ وہ معرض وقوع ہے جبکہ کسی وقت بھی اوس سے باہر ہوگا معلوم ہوا کہ کوئی نفس بھی محفوظ نہین ہوتا ہے مگر جب تک کہ اللہ کی عبادت اس طرح پر کرتا ہے کہ گویا اللہ کو دیکھہ رہا ہے یا اس امر کا معتقد ہے کہ اللہ اوسکو دیکھتا ہے اور وہ اللہ کے سامنے ہے اور جب یہ مشاہدہ اوس سے غائب ہوگا تو وہ حضرت سے باہر ہوکر معرض ہر بدی وبرائی کا بنیگا اور ابلیس اپنا لشکر سوار وپیادہ کا لیکر اوسپر چڑہائی کریگا انتہے روایت مین آیا ہے کہ جب اللہ اپنے قضا وقدر کو نافذ کرنا چاہتا ہے تو عقول ذوی العقول کو سلب کرلیتا ہے جب قضا وقدر اوسمین نافذ ہوچکتی ہے تب اونکی عقلون کو پھر اونپر پھیر دیتا ہے تاکہ وہ عبرت پکڑین ف شیخ رضی اللہ عنہ نے فتوحات مکیہ مین فرمایا ہے اسباب مانعہ واسطے عبد کے وقوع فی المعاصی سے چار ہین

اونکے لئے کوئی پانچوان سبب نہین ہے ایک یہ کہ وہ معصیت تقدیر مین اس بندے کے نہین ہے دوسرے دوام حیا کا اللہ تعالیٰ سے اس امر کے کشف و شہود پر کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اوسکو دیکھ رہا ہے تیسرے دوام خوف مواخذہ الٰہی کا بصورت عصیان و ایمان کا صحیح ہونا اس امر پر کہ ہان یہ پکڑ ضرور ہوگی جو چاہے رجا اللہ کی مغفرت و ثواب کی بصورت ترک گناہ کے سو جب تک یہ شہود رہیگا تب تک گناہ نہوگا انتہٰی وھو کلام نفیس ما اظنہ طرق سمعک یا اخی ابدًا بندہ سے معصیت بعد تاویل یا تزین کے ہوا کرتی ہے اگر یہ بات اوسکو متحقق رہی کہ اللہ اوس سے مواخذہ کریگا تو کبھی وہ اللہ کی معصیت نکرے مین کہتا ہون کبائر باطن سات ہین اور کبائر ظاہر چار سو ایک ہین کتاب زواجر اور اوسکے ترجمہ اردو مین بیان اونکا لکھا گیا ہے مسلمان کو واجب ہے کہ اونکا علم حاصل کرے اور اپنے نفس کو اوس مین ان مین تولے جن کبائر کو اوسنے آجتک نہین کیا ہے یا کیا ہے اور اوسنے توبہ نصوح کرلی ہے اونپر اللہ کا شکر دل سے بجالائے اور جن کبائر مین آپکو مبتلا پائے یا نفس سے میل خاطر طرف اونکے احساس کرے اوسنے بچنے اور توبہ کرنیکے لئے مجاہدہ اختیار کرے اگر نیت صحیح ہوگی تو اللہ تعالیٰ مدد کریگا بڑا اثر حفظ مین معاصی سے خوف مقاد کا روبرو ہی رب علام کے ہے واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی المادی ایک جنت کیسی بلکہ خائف کے لئے وعدہ دو جنتون کا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان پھر شہود حق ہے یہ مستلزم ہے حیا کو حیا مانع ہوتی ہے گناہ سے وقس علی ذلک ✦

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین ہمیشہ شدائد مین رہے اللہ وحدہ پر اعتماد کرتا ہون بلا شرکت غیر جیسے یار آشنا دیرینہ معتقد وغیرہم وھذا من اکبر نعم اللہ علی سیر احوال درمیان حاسدین کے ایسا ہے جیسے کوئی پہلوان کہڑا ہون بیٹکر ایک اونچی رسی پر چڑھتا ہے اور لوگ تاک رہے ہین کہ ذرا پاؤن پھسلا تو زمین پر آگریگا شیخ محی الدین رح نے فرمایا ہے حکم العارف اذا تناول الشھوۃ مع الغفلۃ عن ربہ جل وعلی حکم القمر اذا کسف لوگ اس دار دنیا مین اوسپر حسد کرتے ہین جو نزدیک حکام کے جاہ و آبرو رکھتا ہے یا بہت سے لوگ معتقد اوسکی صلاح کے ہوتے ہین اور چاہتے ہین کہ اوسکو لغزش ہوجائے یا اسلئے کہ اونکی نظر ظاہر دنیا پر رہے وہ اگر انصاف کرتے اور امور آخرت پر نظر ڈالتے تو حسد اونکا مجھپر بابت مجالست رب عزوجل و مجالست رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتا ولو لحظۃ فی الانتھا سر کیونکہ یہ امر لائق تر ہے ساتھ حسد کے اس وجہ سے کہ کوئی نعمت دارین مین اس سے اعظم تر نہین ہے اللھم حققنا بھذا الخلق ✦

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین والیان زمانہ کی ظاہرًا و باطنًا تعظیم کرتا ہون قاضی ہو یا والی یا محتسب یا کاشف یا شیخ عرب کیونکہ اللہ نے انکی قدر کو درمیان لوگون کے ہمپر بلند کیا ہے اور ادب کرنا ساتھ اونکے شرعًا و عرفًا بجسب اونکے استقامت و اعوجاج کے مطلوب ہے اس خلق کے فاعل بہت کم لوگ ہین بعض لوگ کسی

فاسق کے لئے کھڑے ہوجاتے ہین اور کوئی شخص انکار کرتا ہے تو کہتے ہین الضرورات تبیح المحظورات سو ہمیں تعظیم کرنا اس جنس سے نہین ہے اسلئے کہ ہمین اونکی تعظیم واسطے ایفاء حق کے کرتا ہون جسکی خواص فرماتے تھے ینبغی لنا ان نعظم الولاۃ وننکر علیھم ادبا مع اللہ عز وجل الذی ولاھم رقابنا وحکمھم فینا انتھی شیخ نے آخر فتوحات مین بذیل وصایا لکھا ہے کہ فقیر کو چاہئے کہ ہر والی کی جو اوسکے پاس آئے تعظیم کرے اسلئے کہ اوسنے اپنے کو بانفس عظمت کو خلع کرکے اور آپکو فقیر سے حقیر جانکر اوسکا قصد کیا ہے حالانکہ یہ فقیر اوسکی رعیت ہے تو فقیر پر اکرام کرنا اوس والی کا واجب ہے انتھے رہا یہ اعتراض کہ وہ والی ظالم ہے اوسکا اکرام کرنا نچاہئے سو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر وہ ظالم ہے تو ہم کیا ظالم اپنے نفس کے ارتکاب معاصی سے نہین ہین اور ہم غیر پر بدگمانی کرتے ہین یہ ظلم ہمارا اوس غریب پر ہے گو یہ سوء ظن کسی وقت مین اوقات سے کیون نہو تو اگر ایک ظالم نے دوسرے ظالم کے لئے قیام کیا تو کچھ مزیت اس شیخ کو اوس والی پر نہوئی اگر انصاف کرے خصوصًا جبکہ اوس امیر کی اس فقیر پر کوئی منت بھی ہو جیسے ہمارے یہ یا وظیفہ یا مساعدت کسی کام پر علی خواص رح تعظیم ولاۃ کی بطریقہ شرعی کرتے تھے اور کہتے تھے شارع نے جو تواضع کرنیسے واسطے اغنیاء کے منع کیا ہے یہ جب ہے کہ ہمکو اونکی دنیا مین کچھ طمع ہو یا ہم یہ بات جانلین کہ ہماری تعظیم سے اونکی طغیانی وغفلت اللہ سے بڑھیگی اور جبکہ ہم اوس چیز سے جو اونکے ہاتھ مین ہے تعفف کرین اور ایسے اسباب پر جن سے اونکے دل ہماری طرف مائل ہون اور وہ ہمکو دوست رکھین اور ہماری سفارش حق مین مظالم کے سنین تو اس بات مین کوئی حرج ہمپر نہین ہے والاعمال بالنیات انتھی اونکی عادت تھی کہ جب کوئی اکابر مین سے اونکی زیارت کو آتا تو اپنے گھر کے دروازے سے باہر تک اوسکی پیشوائی کرتے اور کہتے حصل لنا اشرف شرف بزیارتکم الیوم اور اگر وہ کوئی ہدیہ بھیجتا تو پھیر دیتے اور کہتے یہ اوسکو بھیجدو جسکو اسکی حاجت ہے اسلئے کہ مین اسکا محتاج نہین ہون پھر کہتے اذا عظم صاحب ولایۃ ھذا ادبنا مع ولاۃ امورنا فی ھذہ الدار سیعلمنا اللہ تبارک و تعالی الادب مع اکابر الدار الاخرۃ اذا انتقلنا الیہ ان شاء اللہ تعالی ✦

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ من کسی والی امر سے بسبب اوس کلام کے جو بعض حاسدین میری طرف سے اونکے حق مین نقل کرتے ہین نہین ڈرتا ہون مگر اوس صورت مین کہ اونکی طرف کا خوف راجع ہو بطرف خوف خدا عزوجل جیسے یہ خوف کہ کہین اللہ اونکو مجھپر بسبب میرے گناہون کے مسلط نکردے سو یہ خوف کچھ کمال مقام مومن مین قادح نہین ہے حالانکہ موسی علیہ السلام سے خوف کرنا اذکا خلق سے واقع ہوا ہے سو اس خوف کا حمل کرنا اس حال پر جبکہ ایسا ہے اسلئے کہ اکابر کو شہود امور کا نہین ہوتا ہے مگر طرف سے اللہ کے اصالۃ اور اگر خلق کی طرف سے ہوتا ہے تو وہ بحکم تبعیت ہے اور نیز ہر مومن مین ایک جزء خوف کا طرف سے خلق کے ہوا کرتا ہے اور ہر مومن پر واجب ہے کہ ضرر کو اپنی جان سے روکے قال تعالی ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اور وجہ میرے نہ ڈرنے کی ظالمون سے یہی ہے کہ

مین جانتا ہون کہ وہ مسلمان نہین ہوتے ہین مگر اوسی شخص پر جو دوستدار دنیا کا ہے اپنے دل سے اور مین اپنے جی سے یہ بات جانتا ہون کہ وہ محب دنیا نہین ہے میرے دل مین بحمدہ تعالیٰ یہی محبت خدا اور رسول و محبت اولیا اور صلحا کی ہے (رسا کن البیت یحمیہ من کل ظالم غشکہ جو دنیا کا محب نہین ہوتا ہے اوسپر کوئی ظالم تسلط نہین کرتا ہے خواہ وہ دنیا سے بالکل خالی دست ہو یا اوسکے پاس مال ہو لکن اوسکے ہاتھہ مین نہ اوسکے دل مین جب ایسے شخص کو کوئی ظالم ستانا چاہتا ہے تو اللہ اوسکو قدرت اوسکے ستانے پر نہین دیتا اسی جگہہ سے علماء عاملین ازالۂ منکرات و اقامۂ پر پیشقدمی کرتے تھے اسلئے کہ وہ علماء دنیا مین بڑے زاہد تھے اگر اونکو محبت دنیا کی ہوتی اور طالب مناصب ہوتے تو کوئی اونمین کسی والی کی مخالفت پر قادر نہوتا اور نہ قدرت الٰہیہ اونکی مساعدت اس امر پر کرتی سخاوی نے مناقب امام نووی شارح مسلم مین لکھا ہے کہ نائب شام نے چاہا تھا کہ تمام خانقاہ جامع اموی بلاد مجم کو بہبہت نووی رح نے اس امر پر اوسکو سخت و درشت کہا نائب شام نے چاہا کہ اونکو پکڑ کر مروا دے اوسکا فرش پوست سباع کا تھا نووی نے اوسکی طرف اشارہ کیا اللہ کی قدرت سے ایک درندہ کھڑا ہو گیا اور نائب کے پکڑنے کو دانت نکالے وہ مع اپنی جماعت کے بھاگ کھڑا ہوا پھر شیخ سے مصالحت کی اور قدم چومے اسیطرح نائب شام نے ایک وکالت خانہ بنایا تھا اور اوسکی دیوار طریق مسلمین مین تھی شیخ تقی الدین حصنی نے اوسکو ڈھا دیا نائب شام نے آدمی بھیجے کہ جاکر اونکا قتل کرو قاتل جب پاس اونکے آیا دیکھا کہ ایک بڑا درندہ بہ ہیئت فیل کے پاس دوش شیخ کے بیٹھا ہے ڈر کر واپس گیا نائب شام کو قدرت نہوئی کہ وہ کچھہ اونکا کر سکتا فھکذا کان العلماء العاملون وکان الشیخ ابراھیم المتبولی رح یقول کل من لا یقدر اللہ علی حمایۃ نفسہ من الولاۃ فلیس لہ ان یتعرض لازالۃ منکرا تھم خوفا ان یقتلوہ او ینفوہ انتھی مین کہتا ہون غازان شاہ جسکی تلوار بات سے پہلے چلتی تھی جب گزان اوسکا دمشق پر ہوا اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح سے اوسنے اپنی مجلس مین دعا چاہی تو ہاتھہ اوٹھا کر یہ دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ تیرا غلام غازان واسطے اعلاء کلمۃ اللہ کے قتال و جدال کرتا ہے تو تو اسکی مدد کر اور اگر واسطے سلطنت و ملک گیری کی چڑھائی کرتا ہے تو تو اس ظالم کو ہمارے سر پر سے اوٹھالے غازان شاہ سے سوا آمین کہنے کے کچھہ نہ بنا سارے علماء حاضرین مجلس خوف سے ڈر گئے اور تعجب کیا کہ یہ کس طرح اوسکے ہاتھہ سے قتل نہو لے اوسنے ایک رسالہ اردلی خاص کا ہمراہ اونکے کیا کہ حضرت شیخ کو اونکے گھر تک بحفظ و امان پہنچا آؤ ع ہیبت حق است این از خلق نیست + من کان للہ کان اللہ لہ وللہ در القائل کن للہ ولا فلا تکن اللھم حققنا بالدین واحفظنا من شر الانس والجن الشیاطین اللھم آمین +

دیگر ایک سنت اللہ تعالیٰ کی مجھہ پر یہ ہے کہ جو علماء نزدیک امراء کے جاتے ہین اور اونکو نصیحت و امر و نہی نہین

ہین مین اونکو اس بات پر آمادہ کرتا ہون کہ وہ ترک امر بمعروف ونہی عن المنکر نکرین مگر اوسی صورت مین کہ عاجز ہون یا نزدیک اونکے کوئی منکر نہ دیکھین ابراہیم متبولی رح اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ تم مین جو کوئی نصف ثانی کو قرن عاشر سے پائے وہ ازالۂ منکرات ولاۃ مین تشدید نکرے اسلئے کہ اوس زمانے مین ترادف علامات ساعت کا ہوگا جسکی خبر شارع نے دی ہے اور جو کوئی منع وقوع مین اونکی اصلا تشدید کریگا وہ گویا کہ خلف وعدۂ شارع مین ساعی ہوگا شعرانی کہتے ہین وکلا یخفی ما فیہ قال وعلی ذلک یحمل حدیث الطبرانی مرفوعا اذا رایتم شحا مطاعا وھوی متبعا ودنیا مؤثرۃ واعجاب کل ذی رأی برأیہ فعلیکم بخویصۃ انفسکم ودعوا عنکم امر العامۃ انتھی پھر کہا ہے کہ لکن قواعد شریعت شاہد وجوب امر بمعروف ونہی عن المنکر ہین مطلقا گو یہ امر علامات ساعت سے ہوگا یہ کہ انسان اپنی جان پر ایسے ضرر شدید سے جسکے تحمل کی عادت نہین ہے ڈرے شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے کہ لو کشف ولی ان فلانا یزنی بفلانۃ اویشرب الخمر مثلا وجب علیہ النھی لان نور الکشف لا یبطل نور الشریعۃ الی قولہ لان اللہ تعبدنا بازالۃ المنکرات ولو شھدنا کشفا انھا باراد تہ وخلقہ تعالی انتھی اسکے بعد شعرانی فرماتے ہین بندہ کو یہ بات نہین زیبا ہے کہ ہم اوہ حدیث سابق کے وقوف کرکے یہ کہے کہ جن علامات کی شارع نے خبر دی تھی جسنے وہ علامات پائی اور کسی شخص پر وجوب امر غیر بمعروف ونہی عن المنکر کا باقی نہین رہا ہان ترک اسکا اوسوقت ہے کہ نفس آمر ونا ہی پر خوف ضرر شدید کا ہو جیسے قتل یا نفی بلد یا اخراج وظائف معاش وشوہ انکا اور شاید مراد شارع کی خواصۂ انفس سے یہی ہوگی کہ ایسی حالت مین اندیشہ ضرر لا یطاق کا ہے اور کوئی معین میسر نہین سو یہ احتمال کچھ بعید نہین ہے اور حدیث مین تصریح اسقاط اصل امر کے نہین ہے بلکہ حکم عدم تشدید کا ہے کیونکہ امر شارع کو اختیار ترک نہین کیا جاتا مگر اوسیوقت کہ منسوخ ہو اور حضرت کے امر کا کوئی ناسخ بعد آپکے تا قیام ساعت نہین ہے یہانتک کہ عیسی علیہ السلام بھی وقت نزول کے آپ ہی کی شریعت کے ساتھ حکم کرینگے کما مر دفتامل ذلک وحر لا واللہ یتولی ھلاک انتھی مین یہ کہتا ہون یہ بیان جناب شعرانی علیہ الرحمۃ کا سراپا انصاف ہے لیکن بحث ندکور امر ونہی وُلاۃ مین ہے نہ عموما اور جو قید واسطے سکوت کے فرمائی ہے وہ بالیقین اس زمانے مین موجود ہے شعرانی رح سنہ ہزار ہجری مین تھے اوسوقت اونکے ملک مین وُلاۃ اہل اسلام ہوتے تھے اب وُلاۃ غیر مسلمین ہین اور اونکے ازالۂ منکرات وامر بمعروف مین مضرات شدیدہ مشاہد ومتیقن ہین ایسی حالت نازک مین بجز اسکے چارہ نہین ہے کہ یہان تک امکان امر ونہی کا حق مین مسلمین کے خصوصا اپنے قبائل وعشائر واہل محلہ واہل بلد کے ہو اوسمین کوتاہی نکرے اور جو محل اوسکا دائرۂ امکان سے باہر ہے یا امر ونہی سے اور زیادہ مفسدہ متوقع ہے وہان ہمراہ کراہت قلب ونفرت طبع کے سکوت اختیار کرے اور نفس خاص کے اصلاح وتدبیر مین رہے اور واسطے عدم ملاحظۂ منکرات کے عزلت اختیار کرے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ✦

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین رفع صوت بالذکر کو محبۃً فی اللہ عزوجل دوست رکھتا ہون واسطے تہیض اخوان
کے نہ اور کسی علت کے لئے فنعلم احداً من الذاکرین یسمع صوتنا فیذکر اللہ تعالی ولو مرۃ واحدۃ
محبۃً فیہ تعالی ومحبۃً فی حصول الخیر للذاکرین الغافلین فانا احب اذا قلت لا الہ الا اللہ ان
یسمع بہا اہل المشرق والمغرب من الانس والجن ومسلمین وکفار قد بلغ الکتمان حدّہ
الکونی لان فی معراک المنایا وما بقیت نفسی یحمد اللہ تبارک وتعالی تطلب مقاماً عند الخلق
ولا شیئاً سوی اللہ انتہی اللھم حققنا بذلک ✤

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین شرفا کی بہت تعظیم کرتا ہون گو لوگ اونکے نسب مین طعن کرین اور مین
اس تعظیم کو سمجھا اونکے حقوق کے اپنے اوپر جانتا ہون اسی طرح اولاد علماء واولیاء کا اکرام واجلال کرتا ہون
اگرچہ وہ غیر قدم استقامت پر بطریقۂ شرعی کیون نہون وہذا خلق غریب فی ہذا الزمان قل من یعمل
بہ من الناس منجملہ ادب کے ہمراہ شرفا کے ایک یہ ہے کہ ہم کسی فرش یا مرتبہ یا صفّہ پر نہ بیٹھین اور شریف کی نشست
برخلاف اوسکے ہو اور ہم کسی عورت کو جسکو اونہون نے طلاق دی ہے یا بیوہ ہوگئی ہے نکاح مین نہ لائین اور کسی
شریفہ سے بیاہ نکرین جبتک کہ اپنے نفس سے قدرت قیام کی اوس کے حق واجب پر معلوم نکرلین اور مطابق
اوسکی رضا کے کام کرین اور اوسپر کسی اور عورت یا کنیز کو نہ لائین اور اوسکو طعام ولباس کی تکلیف وتنگی نہ دین اور جس
خواہش مباح کی وہ سائل ہو اوسکو اوس سے منع نکرین اور جب وہ کہڑی ہو تو اوسکی جوتی سیدہی کرکے رکہدین اور
جب وہ ہمارے پاس آئے تو ہم اوسکی تعظیم کے لئے کہڑے ہوجائین اسلئے کہ وہ ایک پارہ گوشت رسول خدا صلعم
ہے اسی طرح اگر کوئی شریف ہم سے کچہ مانگے تو ہم اوسکو منع نکرین اگرچہ ہمارے پاس ایک ہی دن کا قوت ہو یا
عمامہ یا جوتہ نفیسہ اسلئے کہ یہ دینا جانب رسول اللہ صلعم مین برابر ایک ذرۂ خاک کے ہے ہمنے حقوق شرفا کا ایضاح کتاب
البحر المورود مین کیا ہے وانا لا نفتح مجلس ذکر فیہ شریف فافہم ذلک واعمل علی التخلق بہ انتہی
مراد شرفا سے اسجگہ سادات بنی فاطمہ علیہا السلام ہین ✤

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین آواز شریف کو پہچانتا ہون اور غیر کی آواز سے اوسکو تمیز کرلیتا ہون اگرچہ
پس پردہ سے کیونہ سنون اسیطرح کلام مدرج کو حدیث نبوی سے امتیاز کرلیتا ہون اور مساطیر زور کی معرفت
اور تمیز اونکا غیر سے کرلیتا ہون فاری الحرف میتا لا روح فیہ عکس الحرف الذی وضع بحق
اسی طرح شہادت زور کو نطق بالکلیہ سے پہچان لیتا ہون پہر مینے اپنے دل سے توجہ طرف اللہ کے کی اللہ نے ۹۵۰ سنہ
مین مجھسے ان سب معارف کو اوسباع الشریعۃ محجوب کردیا مین بچاتا خطیب نے یہ حدیث روایت کی اللیل والنہار مطیتان
فاحسنوا السیر علیہما واعلموا ان احدکم لا یموت حتی یری حسن عملہ وسوء عملہ مینے اپنے جی مین

کہا کہ اس کلام کی ترکیب مین کچھہ فصاحت نہین ہے بلکہ رکیک ہے پھر سینے دیکھا کہ حافظ منذری نے ترغیب ترہیب مین کہا ہے فی اسنادہ من لا یوثق بہ کچھہ نہ پوچھو کہ مجکو کسقدر خوشی اوسوقت حاصل ہوئی لما وافقنی الحفاظ علی ما ظننت من طریقہم الظاہرۃ انتہی مین کہتا ہون اسطرحکی موافقت بعض احادیث مین مجکو بہی ساتھہ اہل حدیث کے واقع ہوئی ہے وللہ الحمد والمنۃ +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین اکل صدقات خاصہ کو مکروہ رکھتا ہون مگر کسی ضرورت شرعیہ سے کہ اوسمین کوئی سنت ظاہر ہووے بخلاف عامہ جیسے موقوفات فقرا و مساکین کہ اونکا اکل مکروہ نہین رکھتا مگر بشرط حاجت ہان جو روٹی خانقاہ صوفیہ پر موقوف ہوتی ہے اوسکو نہین کہاتا اسلئے کہ شروط صوفیہ غالبًا مجتمع نہین ہوتے رہی دراہم زکاۃ مفروضہ سو مجکو یاد نہین آتا کہ مینے کبہی کمائی ہون یا پہینے ہون کیونکہ مین اولاد محمد بن حنفیہ مین ہون اور شریف ہون مجھپر صدقات حرام ہین اور اس تقدیر پر کہ مین شریف نہون تب بہی مجکو اوساخ ناس سے تعفف ہے انتہے المحرر سطور نے بہی اپنی یاد مین کبہی مال صدقہ یا زکوۃ کا کسی سے نہین لیا اسلئے کہ اولاد حسین بن علی مین ہون یہ ذکر زمانہ فقر و حاجت کا ہے اور اب تو خدا نے مجکو اتنا دیا ہے جسکی زکوۃ سالتمام مین آلاف الوف تک دیتا ہون وللہ الحمد والمنۃ +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درمیان اپنے اور حق سبحانہ وتعالی کے ہر حاجت مطلوب مین ایک وسیلہ ٹہیرایا ہے اسلئے کہ حضرت صلعم بارگاہ الٰہی کے ایک کبیر ہین ہمارا سوال کرنا رب جل وعلا سے بلا واسطہ آنحضرت صلعم بے ادبی ہے شیخ جیلی نے فرمایا ہے ایاك ان تحذف واسطۃ رسول اللہ صلعم وتکلم اللہ تعالی بلا واسطتہ فانك تکون اذ ذاك مبتدعًا متبعًا والکامل لا یطأ مکانًا لا یری فیہ قدم الاتباع لنبیہ صلعم ابدا انتہی مین کہتا ہون یہ واسطہ یون ہوتا ہے کہ جو سوال و دعا کرے اوسکے اول و آخر درود پڑہ لے یا یون کہے اللہم انی اسألك بجاہ نبیك صلعم فافہم ذلك واعمل علی التحقق بہ واللہ یتولی ہداك +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین نوم کو حدث اکبر یا اصغر پر جو ظاہر بدن پر ہو یا باطن جسد مین جیسے کینہ یا مکر یا فریب یا غل یا حسد یا نقص کسی مسلمان پر بطریق شرعی سخت مکروہ رکھتا ہون یہ سب مراعات ادب ہے اوس درگاہ کی جسکے پاس روح بعد خواب کے جاتی ہے کیونکہ جب ارواح جسم سے طرف آسمان کے مرتفع ہوتی ہین تو اونکو اذن سجدہ کا سامنے اللہ تعالے کے نہین ہوتا ہے مگر اوسی وقت کہ طہارت ظاہر و باطن پر خواب مین گئی ہون اگر طاہر نہین ہوتی ہین تو سجدہ کرنیسے روک دیجاتی ہین اور بارگاہ الٰہی مین گستے نہین پاتین خارج بارگاہ کہڑی رہتی ہین سجدہ کرنے پر قدرت نہین پاتین اور اگر خارج حضرت سجدہ بہی کرتی ہین تو نماز اونکی عالم ارواح مین باطل

ہوتی ہے اور رشاکل مقام صاحب خود گنہگار ہوتے ہین علی خواص فرماتے تھے کہ ہزار جو توحدث ظاہر یا باطن پر محبت وشہوات دنیا سے سویا کیا اٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوس رات تیری روح کو پکڑ لے اور تو اللہ سے ملے اور وہ تجھ پر غضبناک ہو مطابق اوس گناہ کے جسپر تو سویا ہے **وقد قال تعالیٰ** افامن الذین مکروا السیئات ان یخسف اللہ بہم الارض الآیۃ اس لئے کہ تم لوگ متنبہ ہوتے ہین یہانتک کہ اوس سے توبہ کرین بلکہ اکثر لوگ محبت دنیا کو گناہ ہی نہین جانتے یہ قول مسیح علیہ السلام کو بھول گئے ہین حب الدنیا راس کل خطیئۃ سو محب دنیا سے ایک خطا بھی نہین ہوتی انتہے اسیطرح انسان کو مراعات توبہ کے سارے ذنوب وشہوات سے بھی بچنا چاہیے جبکہ خواب سے جاگے کیا معلوم کہ مین نا گہان مر جائے اور ملک الموت مہلت نہ دے کہ توبہ کر سکے مالک بن دینار اپنے اصحاب کو جمع کر کے فرماتے تھے تعالوا نستغفر من الذنب الذی لا یعتدی احد للتوبۃ منہ وھو صحبۃ الدنیا انتہے فواظب یا اخی علی التوبۃ من ذلک وواظب علی النوم علی طہارۃ الظاہر والباطن کما ذکرنا لک ولا ترخص تندم فی الآخرۃ حاصل یہ ہے کہ متصل خواب کے باوضو ہو کر اور ادعیہ ماثورہ واذکار مسنونہ پڑھکر اور سارے گناہون سے تائب ہو کر سوئے اور جب بیدار ہو تب بھی اس تخلق کی مراعات کرے +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین سونا ثلث آخر شب مین معاصی ظاہرہ سے بھی زیادہ تر مکروہ رکھتا ہون اسیطرح خواب کو ہر دو شب عیدین اور شب جمعہ اور شب نصف شعبان اور شبہای قدر و نحو ذلک مین مکروہ جانتا ہون مگر بطور غلبہ نہ بطور اختیار اور کبھی بیٹھے بیٹھے سو جاتا ہون بسبب حرص کے بیداری پر سو یہ سونا راس المال فقیہ کو ناقص نہین کرتا بخلاف نوم اختیاری مواکب آلہیہ کا نصب اول نصف ثانی مین اور کبھی اول ثلث سے ہوتا ہے اسکو ارباب قلوب پہچانتے ہین مگر شب جمعہ کہ اس شب مین نصب اوزکا غروب شمس سے تا خروج امام نماز صبح سے ہوا کرتا ہے کما ورد فی حدیث رواہ الامام سنید فی تفسیرہ اسلئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس شب مین غروب سے تا نماز فجر مسئلت رب سے غافل نہو اسلئے کہ بادشاہ کے پاس ہر وقت جرأت سوال کی نہین ہوتی ہے جب بندون کے دل سے حجاب اوٹھہ جاتے ہین اور ادنے سے یہ بات کہی جاتی ہے ھل من سائل ھل من مبتلی ھل من مستغفر ونحو ذلک تب اونکو اذن سوال کرنیکا ہوتا ہے اسوقت جو اللہ اونکو اذن دیتا ہے تو اسی لئے کہ اونکی دعا قبول کرنا چاہتا ہے کما صرح بہ فی الحدیث سو اسوقت مین دعا سے وہی شخص محروم رہتا ہے جو غافل ہے احمد بن سنائی نے فرمایا ہے ما من لیلۃ الا وینزل فیھا ثنا من السماء فیفرق علی المستیقظین ویحرم النائمون +

باب ۴ بیان مین دوسری قسم اخلاق کے

ایک انعام آلہی مجھپر یہ ہے کہ جب مجھ پر کوئی ایسی چیز نازل ہوتی ہے جو عادۃً بری لگتی ہے تو مین اللہ پر بہت سی

شاکر تا ہون اسلئے کہ مین جانتا ہون کہ اللہ کی تقدیرات اور سکے عباد پر عین حکمت ہین ولہذا کسی شے پر افعال خدا سے کبھی ساخط ہونا جائز نہین ہے اور جو شخص ساخط ہووہ جاہل ہے اگر بندہ کو کشف اون واردات آلمیہ کا ہو جو اوسکو برے لگتے ہین اور جو کچھ اللہ نے اوسکے لئے صبر کرنے پر اون واردات کے مہیا کر رکھا ہے تو بندہ سوال اونکے وقوع کا کرے جو کچھ وجود مین واقع ہوتا ہے سب باراد ۂ آلہیہ وسبق علم کے ہوتا ہے اوسکا متغیر ہونا صحیح نہین یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل سو معلوم ہے کہ انبیاء واولیاء خدا نہین خدا ہوتے ہین اور اللہ اپنے محبوبین کے ساتھ نہین کرتا مگر وہی کام جس سے وہ مقرب خدا ہون جو شئے حضرت حق سے وارد ہوتی ہے اگر اوسمین متعرض متعطف ہوتا ہے تاکہ اپنے در بار کے لوگون کو تقرب وصول و تجرد اور مقدار نعمت و بلا کا پہچنوا دے پس جو کوئی داد کو بعین استبصار تامل کرتا ہے وہ داد اوسکا دیدا ہوا ہے یہ حکم اون بلایا مین ہے جو جسد و مال و اولاد و نحو ہم مین ہوتے ہین اور بلایا مین سو یہ اللہ کے غضب کو جذبہ پر بتاتے ہین اعاذنا اللہ منہ وایاکم والغلط فی ذلک

وھذا المعنی ہ

یارب لا احصی علیک ثناءا	فوکل ما یرضیک عنی اوساءا
انت الحکیم وعین فعلک حکمۃ	قد عمت السراء والضراءا
بکلیھما منعمتنی متعطفا	فالکل اذن دل منک علیا

دیگر ایک منت اللہ کی مجھ پر یہ ہے کہ مین کسی بیماری کی دوا نہین کرتا ہون مگر بیمار دوا نہی سخت ہو جاتے کہ مجکو التفات واقبال اوسکا اللہ پر مشغول کر دے سو جب تک کہ مجکو حضور نسبتی پیاری مہمات مین قدرت باقی رہتی ہے تب تک مین دوا نہین کرتا پھر اگر دوا کرتا ہون تو بہ نیت حق تعالیٰ کرتا ہون تاکہ اپنے حظ نفس سے باہر ہو جاؤن وہ حظ محبت عافیت بالطبع ہے نہ یہ کہ حق تعالیٰ مالک میرے جسم کا ہے اسلئے کہ عبادت میری یون ہے کہ مین اسلئے دوا کرتا ہون کہ میری ذات نیز الٰہی ہے نہ اسلئے کہ یہ انفس ہے اگر یہ ذات مملوک خدا نہ ہوتی تو ہرگز دوا اوسکی نہ کیا تی فرق بین من یتداوی فیما ہو لحق حق سبحانہ عز وجل وبین من یتداوی فیما ہو لحق نفسہ وما یحفظہا لا لاجل ان ہذا منقطع ہین کہتا ہون اسطرح کی تحقیق سے ظاہر ہوا ہے کہ تداوی جائز ہے ماہ ترک تداوی افضل واللہ اعلم +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھ پر یہ ہے کہ جب میرا بدن ناپاک ہوتا ہے کسی بیماری وغیرہ سے تو مین مناجات وخطاب حق جل وعلا کو سخت مکروہ رکھتا ہون واسطے حضرت مناجات حق کے فحص عاطب اللہ فی حال تقذر بدنہ وثیابہ فھو خارج عن ادب الاکابر کا بر کو ایسی حالت مین اخوان سے کہتا ہون کہ کچھ اسود نیا کا ذکر کرو اور مجکو بر اقبہ حق سے اس حالت قذر مین باز رکھو تاکہ مین یہ خیال نکرون کہ مین اسلام سا منے اپنے کے یون تعظیما

بجنابہ عزوجل لالعلۃ اخری اسی جگہ سے اکابر اپنے گھروں کو واسطے جمعہ وجماعات کے بجز کرتے تھے اور سجادات نفیسہ بجزہ واسطے نماز کے بچھاتے تھے تعظیماً لحضرۃ خطاب اللہ تعالیٰ +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جب میں ناکحہ یا شیرینی وغیرہ پاکھاتا ہوں تو اللہ کے ساتھ حاضر رہتا ہوں اسی طرح وقت نکاح ولباس کے کوئی کام اللہ سے غافل ہوکر نہیں کرتا بلکہ جو کام کرتا ہوں ساتھ حضور دل ونیت صالحہ کے کرتا ہوں تاکہ نفس طاعت خدا میں میری موافقت کرے کیونکہ زبان حال نفس یوں کہتی ہے کن معی فی بعض اغراضی واکاھرعنک یہ خلق آجکے دن لوگوں میں کمیاب ہے بلکہ ہر آدمی جب اپنی شہوت کو دیکھتا ہے تو دل اوسکا طرف اوس شہوت کے جھکتا ہے اور اپنے رب کو بھول جاتا ہے فعلم ان کل من راعی ماذکرنا من الاذکار والحضور فلہ حجابہ عن اللہ عزوجل فافہم ذلک واعمل علی التخلق بہ واللہ اعلم +

دیگر ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ میں یتیم کی مراعات وکرامت بعد موت والد یتیم کے بہ نسبت اوس وقت کے کہ رعایت اوس یتیم کی بسبب اوسکے باپ کے کرتا تھا زیادہ کرتا ہوں اسیطرح جس خاوند کی موجودگی میں اوسکی بی بی سے چشم پوشی کرتا تھا وقت غائب ہونے شوہر کے اوس سے زیادہ اوسکی بی بی سے غض بصر کرتا ہوں خصوصاً جبکہ اوسکا شوہر مجاور مکہ یا مدینہ ہو یا سید وشریف ہو یا وہ بی بی شریفہ ہو یا اولاد اولیاء سے ہو اسلئے کہ زوج اوسکا حاضر بارگاہ خداوندگاہ رسول صلعم ہے اور شریفہ ایک پارہ گوشت ہے رسول خدا صلعم سے اور دختر ولی کی اپنے باپ سے ملحق ہے فمن تعرض لحرمہ او حرم الاولیاء فقد تعرض لعقوبات اللہ عزوجل یہ خلق اقران واخوان زمان میں کمیاب ہے اور ایضاح اسکا یہ ہے کہ بندہ پر زیادت تعظیم واکرام ہر شخص کی جو کفالت محضہ حقتعالیٰ میں ہو بہ نسبت اوس شخص کے جو کفالت حق میں مخلوط بکفالت خلق عادۃ ہو واجب تر ہے +

دیگر ایک منت اللہ پاک کی مجھپر یہ ہے کہ مجکو کثرت اعتقاد امراء وغیرہم سے اپنے حق میں نفرت ہے اگر کوئی شخص مدح میری سامنے کسی امیر کی کرتا ہے اور اقران پر مجکو ترجیح دیتا ہے تو میں طرف اللہ کے توجہ کرتا ہوں کہ کسی میرے دشمن کو کھڑا کردے کہ وہ میری تنقیص کرے یا یہ سوال کرتا ہوں کہ اوسکے اعتقاد باطل کو میری طرف پھیر دے وہ کسی طرح پر بھی میری طرف التفات نکرے وذلک فتحاً لباب الراحۃ لنفسی وسداً لباب تنقیص احد من اخوانی برفعتی فوقہ وھذا الخلق لم اجعلہ فاعلم من اقرائی فاعمل علی التخلق بہ واللہ یتولی ھداک +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ میں کلام ائمہ مجتہدین ومشائخ صوفیہ کے لئے کثیر التوجیہ ہوں اونکے کلام کو احسن وجوہ ومحامل حسنہ پر محمول کرتا ہوں اسی طرح کلام کو اونکے اتباع کے اگرچہ یہ بات جان لوں کہ وہ اوس مشہد تک نہیں پہنچے ہیں کل ذلک سداً لباب الوقیعۃ فیھم وللتحقیق موضع آخر یہی قول میرا در باب

کلام اولیا ہے کہ اونسے بھی زبان و دل کو روکنا چاہئے وھذا الباب قلیل من الفقراء من یعرفہ بل غالبھم یسارع الی الانکار امّا لقلۃ العلم وامّا لغیر ذالک ایکبار ایک شخص جامع ازہر سے میرے پاس آیا کہ میں فلاں عالم کا ہمگز کبھی معتقد نہوونگا میںنے کہا کیون کہا وہ کہتا ہے کہ میں اعلم جمیع علماء مصر بلکہ اعلم جمیع بنی آدم ہون جو رہے زمین پر اسوقت موجود ہین میںنے کہا محتمل ہے کہ مراد اوسکی یہ ہو کہ انا اعلم منہ لانی وجدت فی کتابی کذا وانا اعلم منہ لانی قرأت فی بیتی من الامتعۃ اوانا اعلم منہ بیدن زوجتی ونحو ذالک کہا وہ یہ بھی کہتا ہے سبحان من شرف ھذہ البقاع بمشینا فیھا میںنے کہا درست کہتا ہے نوع انسانی تراب سے اشرف ہے اسلئے کہ خلاصۂ وجود ہے جو چیز کہ درجہ سے وہ اوس سے شرف حاصل کرتی ہے کہا وہ کہتا ہے انا افضل علماء مصر الآن میںنے کہا محتمل ہے کہ مراد اوسکی یہ ہو کہ انا افضل منھم عند نفسی الخبیثۃ وھی مخطئۃ فی تلک الدعوی والحال انہم افضل منی قطعًا انتھی علی خواص نے فرمایا ہے لایسوغ الانکار شرعًا الا اذا لم یقبل ذالک الامر التاویل انتہے ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر رد کیا تھا ایک کرسہ اس باب مین لکھکر میرے پاس لایا میںنے اوسکو رد کیا اوسکی بات کو نہ سنا وہ میرے پاس سے چلا گیا اپنے گھر کی سیڑھی سے گر پڑا کر ٹوٹ گئی اب تک وہ پڑے پڑے اپنے نفس پر بول و براز کرتا ہے نسأل اللہ العافیۃ اوسنے بارہا مجکو اپنی عیادت کے لئے بلایا مین اذیا مع الامام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ نزدیک اوسکے گیا کہ جو اونکے حق مین بے ادب ہے مین اوسکا دوست نہین ہون یہ تاویل حق مین ائمۂ ماضین کی ہے رہے احیاء سو اونکے حق مین بھی کوئی کلام کسی سے قبول نہین کرتا جب تک کہ ساتھہ اونکے اجتماع ومفاوضہ نہو کیونکہ حساد اکثر کلام باطل یا محرف خلاف مراد قائل نقل کیا کرتے ہین تاکہ جو لوگ اپنے دین مین متہم ہین اور تعصب رکھتے ہین اونپر شر غارہ کرین تاکہ نور اوس عالم یا ولی کا اوسکے شہر مین نہ پہنچ جائے و یابی اللہ الا ان یتم نورہ اس امر کی کثرت نقل بسبب قلت ورع کے درمیان اقران کے بہت ہے انتہے الحمد للہ کہ سلک اس خاکسار بیمقدار کا بھی زمانۂ طلب علم سے یہی چلا آیا ہے کہ کسی امام مجتہد یا ولی متعبد کے حق مین کوئی کلام خلاف شیوۂ ادب کے زبان قلم یا قلم زبان سے نہین نکلتا ہے اور ہر عالم و عابد کے کلام کی تاویل محمل حسن پر حتی الامکان کیجاتی ہے اور اگر مسائل دین مین کسی مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر ترجیح دیجاتی ہے تو اوسمین خیال عدم تنقیص قائل مرجوح کا نصب العین رہتا ہے قول مأول پر تکفیر کرنا ایک کا دوسرے کو ایسا ہے جیسے اسلام سے خروج کرنا عیاذًا باللہ ہان کفر تصریح پر تکفیر کا کچھہ ڈر نہین ہے اس زمانۂ آفت نشانہ مین ایک بلای عظیم یہ عیان عمل باسوء ظن مین یہ بھی عام ہوگئی ہے کہ وہ بے تکلف کمال جرأت و نہایت تہوّر سے الفاظ گستاخانہ کا استعمال و اطلاق حق مین ائمۂ کرام مجتہدین و علماء دین کے تحریر اور تقریر پر کرتے ہین مقلدین مذاہب کی تو کچھہ ہی حقیقت نزدیک اون کے نہین ہے وہ تو گویا معاذ اللہ نزدیک اونکے مرے ہی سے مسلمان نہین ہین حالانکہ یہ خصال شر عًا انسان کے لئے

۱۳۰۲

موجب ہلاک کے دین مین ہین مانا کہ تقلید مذہب عموماً و خصوصاً ایک امر غیر ثابت بدلیل و برہان ہے اور تعصب کرنا واسطے اوسکے سراپا نقصان و خسران لیکن جو شخص اللہ و رسول پر ایمان لایا ہے اور نماز و روزہ کرتا ہے اور منکر ضروریات دین حق کا نہین ہے وہ کسی طرح استحقاق تکفیر یا تضلیل کا نہین رکھتا نہایت یہ ہے کہ بسبب جہل یا قلت علم یا فقدان فہم کے تقلد ہوا ہے اتنی بات سے وہ دائرۂ ایمان و اسلام سے خارج نہین ہوسکتا ہے اوسکے لئے امید نجات و مغفرت کی لگی ہوئی ہے صراط الغیہ وقت حصول علوم کتاب و سنت سے واسطے اپنے اور غیر کے یہی ہے کہ اتباع دلیل کا چاہئے تقلید کا یہ نہ منکر و دشمن ہون لیکن کسی متقلد کی غیبت و عیب جوئی کرنیکو روا نہین رکھتا خصوصاً بے ادبی کہ نسبت مین ائمہ اربعہ مجتہدین و جمیع سلف صالحین و صوفیہ متبعین کی شقاوت جانتا ہون اللہ اپنے کسی بندہ کو حسن ظن پر موا خذہ نکریگا اور جو کوئی کسی ولی اللہ کے ولی کا دشمن ہے خواہ وہ ولی عالم کتاب و سنت ہو یا عارف باللہ وہ اللہ کا محارب و عدو ہے شعرانی رح نے فرمایا ہے ۹۵۷ مین ایک شخص نے جو اللہ کا ڈر نہ رکھتا تھا مجھ پہ تزویر کی کہ مین مدعی اجتہاد مطلق ہون مثل ائمہ اربعہ کے حالانکہ مینے طرفے ائمہ کے جواب دیا ہے وہ بھی صدر سے نہین بلکہ اونکی دلیل معلوم کرکے شیخ نجم الدین نے میرے استاد کو پچاس جواب دئے اور کہا بتقلید پیروی [illegible] علیہ نے خود اسکو محظور کہا ان من شرط القاضی ان یکون مجتہدا انتہی شوکانی رح نے بھی [illegible] قاضی کے لئے مجتہد ہونا شرط کہا ہے فقط یہ خبر شیخ ناصر الدین [illegible] کہ ان ثبت ان فلانا ادعی ذالک فانا ادعی من یقلد انتہی تو اس تقلید سے اقتدا سے علماء عاملین نہ تقلید عرفی نسبت شیخ مجلا [illegible] کہ مین نے کبھی نہین سنا کہ کسی نے دعوی اجتہاد مطلق کا کیا ہو لیکن اونہون نے یہ دعوی نہین کیا تھا بلکہ دعوی اجتہاد منتسب کا کیا تھا کہ ائمہ مجتہدین متبوع ائمہ اربعہ تھے اور یہ دعوی بعد ائمہ اربعہ کے کسی نے نہین کیا لکن ہمیشہ علماء سوء اور مقلدون نے نہ سنا ہوگا کسی نے دعوی اجتہاد منتسب سے مزنی و قفال و امام الحرمین و ابن دقیق العید وغیرہم اسی طرح کے مجتہد تھے فکل ھولاء مجتہدون منتسبون لا مستقلون ھکذا سرایت بخط السیوطی رح حالانکہ اجتہاد منتسب بھی اہل طریق کے مریدین کو حاصل ہو جاتا ہے چہ جائی عارفین کبار اہل طریق نے کتاب الجواہر المنتظمات مین لکھا ہے کہ اذا بلغ المرید مقام الاجتہاد فعلیہ ان یقلد تحت حکم الشیخ لانہ لا یعرف کیفیۃ دخول کل منھما جماعۃ والذی اراہ انہ یقلد تحت حکم شیخہ حتی یرتقی الی علم الیقین او عین الیقین او حق الیقین انتہی اور یہ رتبہ بالیقین فوق رتبہ اجتہاد ہے کیونکہ غایت اجتہاد کی فروع مین ظن ہے اسکے بعد شعرانی رح نے کچھ بیان توفیق مسائل مختلفۂ ائمہ مذاہب کا کیا ہے حاجت اوسکے ذکر کی اسجگہ نہین ہے مین کہتا ہون یہ دعوی کہ اجتہاد مطلق ائمہ اربعہ پر ختم ہوگیا دعوی بے دلیل ہے تعلق اجتہاد کا مرتبۂ علم سے ہے سو اکثر خلف بہ نسبت سلف کے اعلم تر گذرے ہین پھر وجہ اس

تجویز کی گیا ہے اور جن لوگون نے اجتہاد منتسب کے ساتھ تستر کیا وہ اسلئے کہ زمانہ دشمن اہل علم ہوتا ہے اور علماء دنیا تعصب کرتے ہین ورنہ تاج مکلل مین سینے ایک جہان علماء مجتہدین کا ذکر کیا ہے جو تبۂ اجتہاد مطلق کو پہنچ گئے تھے اور مقلد کسی مذہب فرعی کے نہ تھے گو اونمین کیسنے اس دعوی سے سکوت کیا تھا یا کوئی اونمین مدعی اس رتبہ کا اپنے لئے ہوا نتہا بلکہ ائمہ وعلماء ہمین غالبًا بالغ مبلغ اجتہاد گذرے ہین اسمین کوئی استبعاد نہین ہے یہ تعجب وہ شخص کرتا ہے جو مدارک علم ومدارج علماء ومراتب فضل سے جاہل ہے ولہذا اکثر انکا حصول درجۂ اجتہاد کا حق مین مجتہدین متاخرین کے انھین اہل تقلید سے صادر ہوتا ہے ورنہ اہل علم کو ایسی بات کہنے سے عار آتی ہے اصحاب کتب صحاح ستہ وغیرہ ائمہ حدیث مجتہد مطلق تھے گو وہ اس امر کا دعوی نہین کرتے تھے هذا ما نفسہ وسدّ الباب الاحقاد فی حق السلف واللہ اعلم +

دیگر ایک انعام اللہ کا یہ ہے کہ جب کوئی فقیر جسکا رزق اللہ نے میرے ہاتھہ پر رکھا ہے یہ کفران نعمت و انکار احسان کرتا ہے تو مین وہ برتاؤ اوس سے منقطع نہین کرتا اور نہ اوسکی تعلیم علم وادب سے بطریق شرعی باز رہتا ہون یہ اسلئے کہ مجھے معلوم ہے کہ جو کوئی اپنے محسن کا شکر گذار نہین ہوتا ہے تو اوس محسن کو یا اللہ کے اجر وافر ملتا ہے اور جب شکر ادا کیا جاتا ہے تو وہ شکر کبھی بمقابلۂ احسان ہین ہو جاتا ہے فاحسن یا اخی من کفر بنعمتک التی کنت واسطۃ لہ فیھا ولہ کرھت نفسک فی ذلک فان فیہ من ریاضۃ النفس ما لا یخفی وقد عاتب اللہ تعالی ابا بکر الصدیق انما قطع نفقۃ مسطح وشفع تعالی فیہ عند ابی بکر بقولہ عز وجل ولیعفوا ولیصفحوا انتھی +

دیگر ایک منت اللہ کی یہ ہے کہ جو اعمال خیر اللہ تعالی میرے جوارح پر ظاہر کرتا ہے مین ثواب اوسکا اللہ سے طلب نہین کرتا مگر بایں معنی وفضل سے اسلئے کہ مین جانتا ہون کہ ساری نعمتین دنیا وآخرت کی اللہ نے ہمارے ہی لئے پیدا کی ہین اسلئے طلب کرنا اس ثواب کا مقابلۂ طاعت مین بوجہ فاقہ ومواجہت داخل ادب ہے اور طلب نکرنا اوسکا قلت ادب ہے کیونکہ اسمین بے نیازی فضل سے ثابت ہوتی ہے بعض کتب الٰہیہ مین آیا ہے ومن اظلم ممن عبدنی مجھدۃ اوبارزنی لو لم اخلق جنۃ ولا نارا لم اکن اھلا لان اطاع انتھی علی خواص نے فرمایا ہے ہم ایسون کو سوال ثواب کا عبادت پر طلب کرنا زیبا نہین ہے بلکہ لائق یہ ہے کہ ہم سوال عفو کا اوس جنابت سے کرین جو اس عبادت مین ہمسے ہوئی ہے جیسے سوء ادب وعدم خشوع اسلئے کہ جس نماز مین خشوع نہین ہوتا ہے اوسکو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر منہہ پر ماری جاتی ہے اور اسی لئے شارع نے بعد نماز کے تین بار استغفر اللہ کہنا اسی لئے مشروع فرمایا ہے کہ مصلی اپنے نقص صلوۃ وعدم خشوع واکثرت غفلت وحدیث نفس وغیر ذلک پر متنبہ ہو تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا کھڑا ہونا سامنے اللہ کے ایسا ہے جیسے ایک غلام مجرم نے

حبیب ستیہ بین فسق کیا ہو اوسکو واسطے عقوبت کے سامنے لاوین اوسکے دل پر ہرگز یہ خطرہ نگذرے گا کہ اوسکو خلعت دیجاوے گی وہ تو اپنے رب سے یہی سوال عفو و ترک عقوبت کا کریگا اور جب سُنے گا کہ آقای نامدار نے مجکو عفو کیا اور عقوبت میرے ترک کردی اور جلد نامہ اعمال مین سوقوف رکھا اور میرے سر پر جُود و کرم نرکھا تو پھر اوسکے برُد جلد کا کیا پوچھنا ہے ✦

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین تقدیر سہو و نسیان سے اپنے اوپر یقین نہین ہوتا ہون یہانتک کہ اگر کوئی نماز بھولے چوکے سے ٹوٹ طہارت پڑہ لی ہے تو اللہ کا شکر کرتا ہون کہ بھلا سامنے کہڑا ہونا تو نصیب ہوا پھر اوس سہو و نسیان پر دوبارہ شکر کرتا ہون کہ اوسکے سبب سے پھر دوبارہ سامنے کہڑا ہونا بہراہ طہارت کے ہوگیا یا بسبب سجدۂ سہو کے طول مناجات کا ہوگیا اگر مین پہلی بار بطہر ہوکر نماز پڑہ لیتا تو شاید پھر اوسی وقت بار دیگر سامنے حق سبحانہ کے کہڑا نہ ہوتا فافہم ذالک واللہ یتولی ھدایک ✦

دیگر ایک سنت اللہ تعالیٰ کی مجھپر یہ ہے کہ میرا نفس طالب مقام کا نزدیک خلق کے نہین ہے کیونکہ جو کوئی نزدیک خلق کے مقام طلب کرتا ہے اوسکے لئے نزدیک خلق اور اللہ دونون کے مقام معدوم ہوجاتا ہے اور جو کوئی اللہ کے پاس طالب مقام کا ہوتا ہے اوسکو نزدیک اللہ اور خلق دونون کے مقام حاصل ہوتا ہے ✦

دیگر ایک سنت اللہ پاک کی مجھپر یہ ہے کہ مین کوئی وظیفہ روزی کا بیت المال مسلمین سے نہین لیتا ہون اور نہ مسجد کی گرچہ تولاۃ مجکو دینا چاہین کیونکہ مین جانتا ہون کہ مال بیت المال کا واسطے مصالح عسکر اسلام و علماء و مقاتلہ کے ہے جو منصرف و جگر رکھتے ہین اور مین نہ قدرت سفر کی رکھتا ہون اور نہ علماء عاملین مین ہون وھذا ھو کان مذھب جمھور العلماء والصالحین سلفاً وخلفاً فبھداھم اقتدہ ایک جماعت مشائخ طریقہ و علماء اسلام نے کہا ہے کہ عطایا می تولاۃ سے احتیاط کرنا چاہیئے یہ لوگ نان و نمک پر قناعت کرتے تھے اقتداء برسول اللہ صلعم و عملا بوصیتہ فی قولہ صلعم لیکن بلغۃ احدکم من الدنیا کزاد الراکب یا مالک بن دینار روٹی کو ساگ سرکہ نمک سے کہاتے اور کہتے من رضی بھذا من الدنیا لم یحتج الی الناس ولا الی الوقوف علی ابواب الولاۃ نضیر بن عیاض نے فرمایا ہے لان اکل الدنیا بالطبل والمزمار احب الی من ان اکلھا بدینی انتھی ✦

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین اکل ہدایا می ظلمہ و اعوان ظلمہ و عمال و مشائخ عرب و شیوخ بلاد سے محفوظ رہتا ہون اس زمانہ مین ایسے لوگ بہت کم ہین جو اس سے حمایت کرین ورنہ جسکو دیکھو وہ طرف تولاۃ کے رکون کرتا ہے اگرچہ وہ مہلک حرث و نسل ہو حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار جسکو رکون و میل قلب پر وعدہ مس نار کا دیا ہے پھر جو آدمی اونکا طعام کہاتا ہے اوس سے کب اس حکم کی بجاآوری ہوسکے گی حدیث مین آیا ہے جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا اس ابتلا سے وہی شخص

بیچ سکتا ہے جو احسان خلق کو اللہ کی طرف کا احسان جانتا ہے ایسے شخص کو ظاہر سے لینا مضر نہین ہوتا مگر جبکہ یہ جانے کہ وہ مال حرام کا ہے الحمد للہ تعالیٰ کہ مجکو سہی کبھی اتفاق ایسے ہدایا کے اکل کا نہین ہوا ہے نصف عمر تک اپنے عمل دست یعنی نوکری چاکری سے کما کر کھایا اور اب اٹھارہ سال سے محض بفضل خدا ریاست سے جاگیر کثیر ملتی ہے یہ سب اللہ کا احسان ہے ؎

بنادان آنچنان روزی رساند		کہ دانا اندران حیران بماند	

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین اگر کوئی چیز فروخت کرتا ہون تو قیمت سے زیادہ نہین لیتا بلکہ ثمن مین کچھ مسامحت کرتا ہون اور اگر کوئی شئے خرید کرتا ہون تو قیمت زیادہ دیتا ہون علی خواص وجلال الدین محلی رحمہما اللہ تعالیٰ کی عادت یہی تھی ہاورنہ اجرت معجلہ کو قبول کرتا ہون اگرچہ مستاجر کی خوشی سے کیون نہ دے غزالی رحمہ اللہ نے کہا ہے سلف نفع مال تجارت مقدار عشر سے زیادہ نہ لیتے تھے +

دیگر ایک منت اللہ کی یہ ہے کہ مین جملہ شدائد واہوال کو جو میرے یا غیر کے حق مین ہوتے ہین اللہ کی رحمت سمجھتا ہون اسلئے کہ وہ مثل تاسیس وادمان کے ہین واسطے تحمل اون شدائد واہوال کے جو ہمارے سامنے دن قیامت کو آئینگے انسان کو اوسی شئے کا ہول زیادہ ہوتا ہے جو جدید وارد ہوتی ہے اور اوسکی عادت نہین ہوتی اور جسکو مزہ سختی اور ٹھانیکا ہوتا ہے اوسپر اہوال قیامت آسان ہونگے +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین جسکی سفارش کرتا ہون اوسکا طعام نہین کھاتا اور نہ اوسکا ہدیہ قبول کرتا ہون یہ خلق اس زمانے مین خوب ہوگیا ہے روایت عائشہ مین ایسے ہدیہ کو کبیرہ کہا ہے +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین ایسے ہدیہ کو نہین لیتا جسکی خبر صاحب ہدیہ نے قبل احضار ہدیہ کے مجھکو دی ہے اسلئے کہ نفس اوسکے لئے استشراف کرتا ہے وقد نھی النبی صلعم عن اخذ کل ما استشرفت لہ النفس وھذا خلق لوامر لہ فی عصری ھذا فاعلا شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ بھی ایسے ہدیہ کو قبول نکرتے تھے اور کہتے تھے نحن لا ناکل شیئا لا علمنا بہ قبل ان یحضر عندنا فالحمد للہ الذی جعل لنا بھذا الشیخ اسوۃ +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین کسی نقد وطعام وثوب وغیرہا کا جو میرے ہاتھ مین ہے مستحقین سے بخل ودریغ نہین کرتا ہون صغر سن سے مجھے یہی عادت ہے قبل اسکے کہ مین ذم محبت دنیا کو پہچانون اور قبل اسکے کہ دنیا کسی شئے کا براہ نفاق وریا جانون وھو خلق غریب کا یوجد الیوم الا فی افراد من المشائخ مجکو شیخ خضر نے یتیمانہ پالا تھا پانسو دینار کی وصیت میرے لئے کر گئے مینے نہ لئے اونکی بی بی نے سو دینار مجکو دئے مینے فقرا کو تقسیم کر دئے آپ نہ لئے بعض اکابر نے مجکو تین ہزار دینار دینا چاہا کہ مین اونکی دختر سے نکاح کرلون مینے قبول نکیا شیخ شمس الدین

قاضی اسکندریہ نے وصیت چار ہزار دینار کی میرے لئے کی میں نے وہ مال بھیر دیا نہ لیا اسلئے کہ قاضی کا مال تھا ۵

بی نیازی ہستے دارد کہ یماں واقف اند	ماہم اندست رد خود چیز باتخشیدہ ایم

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ اگر میں بی بی پر دوسری بی بی یا کنیز لاؤں بی بی سے طالب صبر کا جزماً سنوا بلکہ اوسکو معذور رکھا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ غالب نسوان کو اسکی طاقت نہیں ہوتی ہے ایک بار میں نے اپنی بی بی ام عبدالرحمن سے بطور مزاح کے کہا کہ میں تمہاری اس سوت کے سبب سے پہلے جنت میں جاؤنگا کیونکہ یہ تمہارا بچھونا بچھاتی ہے ابریق پانی سے بھر کر تمہارے پاس لاتی ہے اور تمہارے آنیکا میرے پاس انتظار کرتی ہے بی بی نے خدا کی قسم کہائی کہ اگر وہ جنت میں گئی اور جان سوت کو دیکھا تو ملا تو رجیت سے باہر ابدالآباد تک اقامت کریگی فاعلم ذلک واللہ یتولی ھداک مجکو بھی اتفاق دو نکاح دیا واللہ تک سوت کا سوتہ پر ایک امر جبلی ہوتا ہے پر کسیکو زیادہ اور کسیکو کم ہمارا جمعیت ایمان کے اللہ سے امید عفو کی ہے لیکن یہ وہ زمانہ ہے کہ جسمیں زوجہ صالحہ کا ملنا محال ہے اگر انسان قوت ایمان کے ساتھ ایک ہی بی بی پر قانع ہو تو غنیمت ہے ورنہ دو زوجہ کے ہونے میں دو ہزار عذاب اسی دنیا میں ہے آخرت کا خوف بوجہ عدم استیفا حقوق ازواج علیحدہ ہے، وباللہ التوفیق +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مجھپر غلبہ ہے حیا کا اللہ سے اور اوسکے بندوں سے یہانتک کہ میں سر پر طیلسان ڈالکر سینہ چھپا کر نکلتا ہوں تاکہ کسی کے منہ پر نظر نہ پڑے اور نہ کوئی مجکو دیکھے اگرچہ رؤیت مومنین شفا ہے ابوبکر و عمر و عمر بن عبدالعزیز و بایزید بسطامی و انس بن مالک رضی اللہ عنہم چادر کا قنع ڈالتے تھے پر مجکو بھی بازار میں سوار ہوکر نکلنے سے شرم آتی ہے شیخ محمد مغربی سے بھی اسی طرح منقول ہے وللمقرء فی ذلک مستند صحیحہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب بیت الخلا میں جانا چاہتے ردا سے متقنع ہوتے ملائکہ کرام کا تین سے شرماتے اسمیں شک نہیں کہ اللہ پاک احق ترہے ساتھ استحیاء کے شیخ ابوالعباس حریثی اگر تنہا نہاتے تو بھی تہبند باندھے رہتے جسطرح مردہ کو ثوب مبلل میں نہلاتے ہیں اور کہتے تھے فقیر مثل زن پردہ نشین کے ہے اوسکے ہاتھ پاؤں بازو کا کھلنا سامنے اخوان کے نریبا نہیں مگر ضرورت یا حاجت سے وعلی ذلک اکابر الدولۃ منھم من ھو اکرم منھ فانصر یا اخی ذلک واعمل علی التخلق بھذہ الاخلاق المحمدیۃ واللہ تبارک وتعالی یتولی ھداک +

باب فی جملۃ اخری من الاخلاق

ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ جو چیز مواجب دنیا سے میرے شکم میں مقیم ہوتی ہے میں اوسکو مکروہ رکھتا ہوں مگر سوا یا نفقہ خواہ وہ محبوب زوجہ ہو یا ولد یا مال یا اور کچھ اس مقام کو جو کوئی چکھتا ہے وہ مزاحمت مردم سے

استراحت پاتا ہے اور لوگ اوس سے ستریح ہوتے ہین کیونکہ دنیا جسکے ہاتھہ مین ہوتی ہے نہ دل مین اوسکی شان یہ ہے کہ وہ فوت ہونیسے دنیا کے فرحناک و مسرور ہوتا ہے اس خوف سے کہ کہین وہ دنیا اوسکو اللہ عزوجل سے مشغول نکر دے اس خلق کے لوگ ہمارے اقران مین بہت کم ہین یہی وجہ ہے کہ اونکے آپس مین شحناء بغضا حسد بہت واقع ہوتا ہے کیونکہ اونکے دلونمین محبت دنیا کی ساکن ہوتی ہے اگر وہ لوگ اللہ کے دوستدار ہوتے تو کبھی اوسکے دشمن کو اپنے دل مین سکونت کرنے نہ دیتے کیونکہ اللہ غیور ہے لایحب ان یری فی قلب عبدہ المؤمن محبۃ لسواہ الا باذنہ اس مقام والے کی یہ علامت ہے کہ اوس سے کوئی شخص کچھہ نہین مانگتا لکن وہ اوسکو اوس شے سے نہین روکتا مگر عذر شرعی سے نہ بخل کی راہ سے کیونکہ بخل شجرہ ہے سکون محبت مال کا دل مین فانصہ بیان سے معلوم ہوا کہ مذموم وہی محبت دنیا ہے جو بحکم طبع ہو نہ بحکم تحبب خدا کسی غرض صحیح سے کہ یہ مذموم نہین ہے بلکہ شرعاً محبوب ہے فان اکابر الاولیاء یحبون المال حبا جما لینفقوہ فی مرضاۃ اللہ عزوجل لا لینجلوا بہ علی احد من عبادہ الا لحکمۃ لانہم محفوظون من آفات المال انتہے ایک شخص نے ایک صوفی مالدار کو لکھا تھا کہ تمہارے پاس مال بہت ہے مال دن قیامت کے سانپ ہوگا صحبت سانپ کی اچھی نہین ہوتی ہے اونہون نے جواب لکھا کہ صحبت مال کسے رانشیان کند کہ افسون مار نداند بعض اہل اللہ نے کہا ہے مین مال کو اسلئے محبوب رکھتا ہون کہ اللہ کے خطاب سے لذت اوٹھاؤن اقرضوا اللہ قرضا حسنا کیونکہ یہ خطاب ہے اہل ثروت و کثرت اموال کو نہ فقراء کو جو ایک شب کے کھانے کے بھی مالک نہین مین اسی پر حال ایوب علیہ السلام کا محمول ہے کہ وہ اپنے کپڑے مین سونا سمیٹنے لگے جبکہ آسمان سے سونا برسا اللہ نے اونکو وحی کی الم اکن اغنیتک عن مثل ھذا کما بلی یا رب ولکن لا غنی بی عن برکتک انتہے اسی طرح حضرت عباس کو اتفاق ہوا کہ جب حضرت صلعم نے اونکو فرمایا کہ تم اپنے کپڑے مین سونا لے لو اونہون نے اتنا سونا لیا جسکو اوٹھانہ سکے فان مثل العباس انما فعل ذلک محبۃ فی الانفاق لا محبۃ فی الامساک +

دیگر ایک انعام خدا کا منجملہ یہ ہے کہ جو فعل مذموم مجھسے ہوجاتا ہے مین اوسکو طرف اپنے نفس کے منسوب کرتا ہون قبل اسکے کہ طرف ابلیس کے منسوب کرون بادی الرأی مین اور جو برائی میرے اخوان میرے سامنہ کرتے ہین اوسکو مین طرف ابلیس کے اضافت کرتا ہون قبل اوسکے منسوب کرنیکے طرف اونکے بادی الرأی مین ولہذا مین اونپر غصہ کم کرتا ہون اور اونکی ایذادہی پر جو برابر پہاڑون کے ہوتی ہے متحمل ہوتا ہون اور مواخذہ نہین کرتا علی خواص نے فرمایا ہے اضافۃ المذمومات الی النفوس والشیطان اولی من اضافتہا الی الحق تعالے بحکم الخلق والتقدیر فان ذلک تحصیل الحاصل واحکام التکلیف انما ھی دائرۃ مع نسب المکلفین لانہ الباب الذی یواخذون منہ غرضکہ وقوف کرنا ہمراہ اضافت مذمومات کے طرف اللہ تعالی کے اور مضاف نکرنا اونکا طرف خلق کے کرنا ہے اعلی طبقات سلوک ادب مین ہمراہ حق سبحانہ و تعالی کے ایسا شخص اپنے دین مین ہلاک ہوجاتا ہے اور

اوسکو خبر بھی نہین ہوتی کیونکہ وہ اس گناہ پر نادم نہین ہوتا ہے بلکہ یون کہتا ہے ھذا مقدر علیّ قبل ان اخلق فایشکنت انا انتھی +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین بدگمانی کرنے مین ساتھہ کسی مسلمان کے جلدی نہین کرتا اور اگر اونکے عیوب مجکو متحقق ہوتے ہین تو مین اونکو مستور رکھتا ہون یہ اسلئے کہ ظن اکذب حدیث ہوتا ہے عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ احترسوا من الناس بسوء الظن مراد اوس سے یہ ہے کہ عاملوا الناس کمعاملة من یسیئ بھم الظن فالحذر منھم یہ کچھہ حث سوء ظن پر نہین ہے کیونکہ ہماری شرع مین حث بدگمانی پر نہین آیا ہے اور اگر وارد ہوا ہو گا تو اول ٹہیریگا او اللہ آخرت مین کسی بندہ کو حسن ظن پر ساتھہ عباد کے مواخذہ نکریگا بلکہ بدگمانی پر پکڑیگا بندہ کو حسن ظن جب حاصل ہوتا ہے کہ باطن اوسکا رذائل سے نظیف ہو کوئی سریرت سئیہ نرکھتا ہو جسکے سبب سے دنیا و آخرت مین رسوا ہو اور جب تک بد باطن ہے تب تک اوسکو بدگمانی لازم ہے وہ دوسرے کو اپنے نفس و صفات پر قیاس کرتا ہے سو جس کسیکو حق مین مسلمانون کے احسان ظن پسند ہے اوسکو چاہئے کہ وہ اپنے باطن کو رذائل سے پاک کرے ورنہ کوئی رستہ طرف خلاص کے نہین ہے شیخ افضل الدین کہتے ہین تو اگر ایک شخص بالغ کو دیکھے کہ وہ اپنا سودا بیچتا پھرتا ہے اور لوگ نماز جمعہ کی پڑہتے ہین تو حمل اوسکا کسی عذر شرعی پر کریگا تو کسی عالم یا صالح کو دیکھے کہ وہ مال کسی ظالم کا لیتا ہے تو یہ جان کہ وہ اوس مال کو اصحاب ضرورات پر بطریق شرعی صرف کریگا اور خود اوسمین سے کچھہ کہائیگا نقس علی ذلک ولکن بعد تنظیف باطنک وباللہ التوفیق +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین ہر طالب اپنے عہد کے وفا کا نہین کرتا مین جانتا ہون کہ جس سے عہد خدا و رسول کا وفا نہوا وہ مجھسے شخص کا عہد کیا وفا کریگا کیونکہ اوسکو شہود میرے نقص اور حماقت کا اپنے ساتھہ ہے شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے عوام سے عہد لینا اس بات کا کہ وہ کبھی گناہ نکرین کچھہ ادب نہین ہے بلکہ ادب یہ ہے کہ اس بات کا عہد اونسے لے کہ جب کبھی اونسے کوئی گناہ ہو جائے تو فی الفور وہ توبہ کر ڈالین معصیت پر اصرار نکرین کیونکہ جب اللہ کے علم مین یہ بات ٹہیر چکی ہو گی کہ وہ گناہ کرینگے تو اب ایسے عہد لینے مین اونپر دو گناہ لازم آتے ہین ایک گناہ من حیث الشرع دوسرا گناہ من حیث نقض العہد اگر یہ معاہدہ اونسے نہوتا تو صرف ایک ہی معصیت اونپر رہتی انتھے وھو کلام فی غایة التحقیق حضرت صلعم نے جو رجال و نساء سے ترک معاصی پر بیعت لی تھی وہ ماجرا اونکے اوائل اسلام مین تھا ہمکو یہ بات نہین پہنچی ہے کہ آپ نے اس طرحکی بیعت اونسے بعد اونکے رسوخ کے اسلام مین لی ہو مراد حضرت کی اوس بیعت سے تقبیح ذنوب کی اونکی آنکھہ مین تھی تاکہ منقاد احکام اسلام کے رہین بعد اوس شرک کے جسمین وہ پہلے گرفتار تھے دیکھو حدیث مین آیا ہے کہ حضرت وفود عرب کو مبایعت کرتے اور آواز نرم سے فرماتے فیما استطعتم ایک شخص سے فقط نماز صبح و عصر کے پڑہنے پر بیعت لی تھی

پھر جب وہ بیٹھ پھیر کر چلا فرمایا سیصلی یعنی بقیۃ الصلوات حضرت پر غلبہ رحمت کا تھا اسلئے لوگون کو زبردستی ایمان پر لاتے اللہ نے فرمایا ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین وقال تعالی ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ وقال تعالی ولو شاء لجمعھم علی الھدی اب جو لوگ داعی طرف اسلام کے بعد حضرتؐ کے ہین وہ حضرت ہی کی سنت و سیرت پر چلتے ہین کسی پر غلبہ رحمت کا ہوتا ہے تو وہ سعت اطلاق کو دیکھکر دعوت الی الحق کرتا ہے اور ہر طالب پر عمد لیتا ہے اور کوئی اخذ عہد سے توقف کرتا ہے یہانتک کہ قدرت مرید کی وفای عہد پر معلوم کرے وھی طریقۃ الجنید واتباعہ الی عصرنا ھذا شیخ یاقوت عرشی کسی سے عہد نہ لیتے تھے اور فرماتے کہ ہمارا یہ طریقہ نہین ہے اگر مین چاہون تو سارے اہل اسکندریہ کو مرید کرلون لیکن اب لوگ اخذ عہد واسطے روٹی کے لیتے ہین انتہے یہی طریقہ علی خواص کا اور میرا ہے کہ لوگ سوال تلقین ذکر و اخذ عہد کا کرتے ہین لیکن جب تک حال مرید کا مکشوف نہین ہوتا کہ وفا بالعہد کریگا تب تک ہم عہد نہین لیتے انتہے ٭

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین تسہیل رزق عیال کے لئے جو میری قسمت مین بغیر حصول منت خلق کی ہے کثیر التوجہ ہون طرف اللہ کے اللہ نے اپنے فضل و احسان سے خلق کو میرا مسخر کردیا ہے یہ بات مجھنے جب کسی کہ مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ اللہ نے کوئی عمل حرفہ جیسے خیاطت تجارت ضفر خوص یعنی پیشہ سبد سازی ونحو ذلک میری قسمت مین نہین رکھا ہے مین اکثر مستاجری زمین کی کرتا ہون اور لوگون کو کشتکاری پر مزدوری دیتا ہون اوس سے قوت میرا اور میرے عیال کا چلتا ہے یعنی آمیتی کراکر اپنا پیٹ بھرتا ہون سارے سلف عمل حرفہ پر آمادہ کرتے تھے سب سے زیادہ شدید اس بارہ مین سادات شاذلیہ رضی اللہ عنہم مین شیخ ابوالحسن شاذلی اپنے اصحاب کو سبب وسعی علی المعاملہ وعلی النفس پر حث بلیغ فرماتے اور کہتے تھے من فعل ذلک واقام بفرائض اللہ عز وجل فقد کملت مجاھدتہ ابوالعباس مرسی رح اپنے اصحاب سے کہتے کہ تم کوئی سبب اختیار کرو جیسے کپڑا سینا یا تولری بنانا یا اور کچھ سو یہ طریقہ اگرچہ عظیم ہے لیکن اسمین ایک طرح کی تحجیر ہے اللہ کے خلق پر کیونکہ اللہ نے بندہ پر اتنی ہی تحجیر رکھی ہے کہ وہ حلال کمانے کسی طریق سے بھی ہو کچھ مضیوس کسی حرفہ خاص کی نہین فرمائی سارے سلف وخلف اسی پر گذرے ہین اللہ نے کسی کے لئے کوئی حرفہ دنیویہ قسمت کیا ہے اور کسیکے لئے نہین کیا ولہذا مرسی رح آخر عمر مین فرماتے تھے طریقتنا المداومۃ علی الذکر والتوکل وسوء الظن بعباد اللہ فمن واظب علی ذلک رزقہ اللہ من حیث لا یحتسب اور اکثر یون ارشاد کرتے تھے کہ ہم کسی شخص سے یہ نہین کہتے ہین کہ اپنا سبب و حرفہ چھوڑ کر ہمارے پاس آئے ہمتو وہی کام کرتے ہین جو حضرت صلعم نے کیا تھا کہ ہر انسان کو اوسکے حرفہ وغیرہ پر بدستور مقرر رکھا لیکن اوس پیشہ مین حکم

عدم غش کا دیا تھا علی خواص نے فرمایا ہے عمل حرفہ واسطے ہر فقیر کے نہین ہے یہ تو واسطے رجال کاملین کے ہے جنکی شان یہ ہے کہ لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ وہ لوگ تجارت وبیع وشرا ومعاوضات ومحاسبات مین لگے رہتے ہین لیکن اللہ کے ذکر سے غافل نہین ہوتے اور جسکو حرفہ اوسکا اللہ سے غافل کرے اوسکے حق مین ترک تجارت اولی تر ہے قال تعالی نحن قسمنا بینہم معیشتہم فی الحیاۃ الدنیا ورفعنا بعضہم فوق بعض درجات لیتخذ بعضہم بعضا سخریا ورحمۃ ربک خیر مما یجمعون اسکے بعد شعرانی حرفرماتے ہین ان غایۃ العبد انہ یاکل ویلبس من مال سیدہ ویسکن فی دارہ وسدادہ ولحمتہ من فضلہ دنیا واخری فافہم ذلک واعمل علی التحقیق یہ واللہ تعالی یتولی ہداک یہ عبارت دلیل ہے اس بات پر کہ رزق بے حرفہ کے بھی ملتا ہے اور مرد متقی کو اللہ ایسی جگہہ سے رزق پہونچاتا ہے جدہر اوسکا گمان وخیال بھی نہین جاتا ۵

شاہ مارا دہد سنت نہد	رازق مار زق بے سنت دہد

محرر سطور عفا اللہ عنہ کے آبا واجداد کرام سادات عظام اہل اجتہاد وذکر تھے اونکا رزق یہی مجاہدہ فی اللہ وفی سبیلہ تھا زمانہ سید جلال الدین بخاری تک پہر اونکی اولاد مین امارت آئی دو ایک طبقے صاحب دولت وثروت گزرے والد مرحوم نے علم وکمال کو دولت ومال پر اختیار کیا اشیاء اللحق علی الخلق اونکی تمام عمر شغل علم وعبادت وتذکیر وذکر مین گزری کسی مخلوق کے در پر طلب رزق کے لئے نہین گئے اور نہ کوئی سبب وحرفہ اختیار کیا بلکہ جو املاک طرفسے سلاطین ہند کے کچھہ باقی ساقی تھی وہ بھی عمداً قصداً بسبب تغیر حکومت سابق وتسلط حکومت جدید کے ترک کردی یہانتک مع ایک خواہر وبرادر کلان ودو خواہر خرد کے کنار مادر مہربان مین یتیمانہ طور پر پرورش پائی ہمارا رزق اگرچہ ظاہر مین کچھہ آمدنی زمین وباغ وغیرہ کی تھی لیکن درحقیقت اللہ تعالی پر توکل تھا اکثر گھر مین فاقہ بھی ہوجاتا تھا کبھی ایک وقت دن یا شام مین روٹی میسر آتی دوسرے وقت نہ آتی لیکن اللہ نے مذلت سوال سے بچایا اور حرفہ کا خود کچھہ سلیقہ نہ تھا اسلئے کہ کبھی کسینے حرفہ کیا نہ تھا ہان ہزارہا اہل حرفہ ارادتمند والد ماجد مرحوم تھے کہ ابتک کچھہ بقیہ اونکا موجود ہے یہانتک بعد بلوغ کے بحکم فامشوا فی مناکبہا وکلوا من رزقہ سفر واسطے طلب معاش کے کیا اور بلدۂ بھوپال مین نوکری ریاست کی اختیار کی اپنے عمل ید سے جو کچھہ قلیل کثیر کمایا اوس سے اپنا اور گھر والون کا قوت کیا لیکن اس طرح پر کہ مقدار مقدر مین اوقات بسر کی نہ کسی شخص سے ساری عمر سوال کیا نہ کسی سے کچھہ قرض ودوام لیا نہ آقا سے سائل اضافۂ ماہوار ہوا نہ کسی رشتہ دار قریب وبعید کا ممنون احسان بنا نہ کسی دوست آشنا ومریدین والد مرحوم وغیرہم سے کوئی حاجت اپنی ظاہر کی غرضکہ بحمدہ تعالی بڑی مرفہ حالی وآبرو کے ساتھہ عمر بسر ہوئی اور امید ہے کہ بقیۃ النفاس بھی مع اہل وعیال اسی طرح زیر سایۂ

فضل وسنت ذوالجلال بسر ہو جائین یہانتک کہ اب اٹھارہ سال سے بفحوای یبسط الرزق لمن یشاء کشایش بحساب
مجھپر اور میرے اہل وعیال پر طرفے رزق ومال کے بلا منت احدی طاری وساری وجاری ہے جو ہم سب عبید واماء الٰہی
کے لئے کافی وافی صافی شافی ہے وعجزنا عن الشکر لہ سبحانہ وتعالی یقوم مقام الشکر ان شاء اللہ تعالی
لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك ۵

ولو کان لی فی کل منبت شعرۃ		لسان کلما استوفیت واجب حمدہ	

اللھم توفیقا الطاعتك وحرزا من سخطك آمین +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ جو چیز مجھکو سامنے اللہ کے سرنگون کرے اور میرے لئے موجب شرمساری ہو اور
اللہ کا فضل مجھپر دکھلائے مین اوس چیز سے محبت رکھتا ہون اور جو شے موجب رفع راس ومورث عجب وکبر ہو مین
اوس سے بھاگتا ہون علی خواص رح نے فرمایا ہے لا یکمل رؤیۃ العبد المنۃ للہ تعالی الا ان یری
سدادہ ولحمتہ ذنوبا فیجب ان یتمیز بالنقص المطلق لیکون للحق تعالی الفضل والکمال المطلق انتھے
بندہ کو زیبا نہین ہے کہ اللہ سے سوال کسی شے کا کمالات مین سے کرے مگر اوسکے ساتھہ یہ سوال بھی کرے کہ مجکو
اوس کمال کی آفات سے بچائیو واللہ الموفق +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ جب مجکو نماز ومناجات مین مزہ نہین ملتا ہے تو مین اسکو بھی ایک منت اللہ کی
خیال کرتا ہون اخی افضل الدین نے سامنے علی خواص رح کے اپنی قساوت قلب کی شکایت کی فرمایا اشکر اللہ الذی
اطلعك علی مساویك وحجب عنك کما لا تملك خوف العجب وان کان الکامل یشکر اللہ تعالی علی کل
حال فان کشف لہ عن کمالہ شکر وان ستر ھا عنہ شکر انتھی یہ خلق ہمارے اخوان مین غریب ہے بلکہ جب کسیکو
اونمین سے لذت قرات یا نماز کی نہین ملتی ہے تو اونکا سینہ تنگ ہوتا ہے حالانکہ باعث اوسکو اس قیام پر لذت ہے اگر
لذت نہوتی تو وہ قیام ساتھہ تلاوت وصلوۃ کے کیون کرتا شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے خطاب العبد لربہ لا لذۃ فیہ
لان الھیبۃ تمنعہ من اللذۃ وایضا فان الانسان لا یانس الا بجنسہ والحق تعالی لیس بینہ وبین عبادہ
مجانسۃ بوجہ من الوجوہ انتھے مین کہتا ہون کہ یہ عبارت یہ بھی سمجھاتی ہے کہ شیخ ابن عربی قائل اتحاد عینی نہین ہین
اوس مراد پر جو کہ لوگ اونکے ظاہر بعض الفاظ سے سمجھتے یا نکالتے ہین پھر یہ کہا ہے کہ اگر تو کسیکے کلام مین یہ دیکھے کہ غلام
اپنے سید سے مانوس ہوتا ہے تو تو جان لے کہ وہ محقق نہین ہے اگر وہ نظر تحقیق کرتا تو انس بندہ کا ساتھہ لذت تقرب
ونحوہ کے پاتا جسکی منت اللہ نے اوسپر رکھی ہے نہ انس باللہ عزوجل وھذا الحکم لنا فی الدنیا والآخرۃ فانہ صلعم
لم یفصح لنا عن سبب اللذۃ اذا وقعت لنا الرؤیۃ بل قال فما اعطوا لذۃ مثل لذۃ نظرھم الی
ربھم ولذۃ النظر غیر الانس فافھم انتھی وبالجملہ فکل یتکلم عن ذوقہ فافھم ذلك واعمل

علی الخلق به و الله تبارک وتعالیٰ یتولی هداك ٭

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین ہر عبادت مین جو بجالاتا ہون اگرچہ خشوع مین غایت درجہ تک کیون نہ پہنچا ہون شہود عدم کمال اخلاص کا کرتا ہون شیخ ابو الحسن شاذلی رحمہ نے فرمایا ہے اذا کان لا یسلم من النفاق من یعمل علی الوفاق فکیف یسلم من انشقاق من یعمل علی الخلاف حدیث مین آیا ہے کل عمل لیس علیه امرنا فهو رد اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مواخذہ اکابر کا نمازمین بہ نسبت مواخذہ اصاغر کے اکثر ہوتا ہے اسلئے کہ اصاغر اپنی عبادت کو کامل نہین دیکھتے بخلاف اکابر کے کہ وہ اوسکے کمال کو دیکھتے ہین بسبب کثرت خشوع کے اسی جگہہ سے علی خواص فرماتے تھے لا نقل الا عن کمال فرض احمد زاہد کہتے تھے لیس لا مثالنا نوافل لنقص فرائضنا عن الکمال انما النوافل لمن کملت فرائضه فافهم ذلك واعمل علی التخلق به ٭

دیگر ایک منت اللہ تعالیٰ کی مجھپر یہ ہے کہ مین جب کسی ننگے بھوکے مبتلا کو دیکھتا ہون تو واسطے اوسکے طرف رقت و توجع کے شتابی نہین کرتا ہون جب مجکو شہود وجہ حکمت خدا کا اوسمین ہوتا ہے تب رقت کرتا ہون کیونکہ اللہ کا رحم بندون پر والدہ سے بھی زیادہ تر ہے یا قوت عرشی کا گزر کچھہ مساکین پر ہوا تھا جو لوگون سے بھیک مانگتے تھے اونکو رقت آئی ایک ہاتف نے کہا اللہ ارحم منك ولو شاء لاشبعهم فتب من ذلك بات یہ ہے کہ طریق مین واسطے اہل اللہ کے محو و شدائد کا ہونا ضرور ہے تاکہ اللہ اونکے صبر کو دیکھے کیونکہ وہ اونکے سرائر و ضمائر کا عالم ہے شاید یہ مسکین جسکو تو نے بؤس و شدت مین دیکھا ہے مقام امتحان مین ہو اب جو تو روٹی کپڑا دیگا یہ معارضہ ہوگا حکمت الٰہیہ کا اور یہ بے ادبی ہے ساتھہ خدا کے اور اگر اوسکے ساتھہ احسان ہی کرنا ہے تو پہر یون کہے اللھم ان کان احسانی لهذا المسکین یضرہ فی طریقه سلوکه فاصرفنی عنه وان کان ینفعه فاوصل ذلك الیه بعض عارفین لوگون سے ایک لقمہ کپڑے کا ایک ٹکڑا روٹی کا مانگتے کوئی اونکو کچھہ نہ دیتا پہر بعد الماسال کے لوگ اونکو بغیر سوال کے دینے لگے اونکے اصحاب نے کہا ما هذا الحال کما ذهبت ایام المحن واتت ایام المنن فلو اعطانا الدنیا والآخرة لم نجبنا ذلك عنه انتهی فافهم ذلك ٭

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین اپنی ساری عبادات کو مقاصد ٹہیراتا ہون نہ وسائل اور یہ ایک اللہ کی بڑی نعمت ہے مجھپر کیونکہ جو کوئی عبادات کو وسائل ٹہیراتا ہے اوسکو مٹہنا سامنے اللہ کے فوت ہو جاتا ہے وقت عمل کے پہر جب اوسکو مقصود اوسکا حاصل نہیں ہوتا ہے تو وہ متاسف ہو کر عبادت اللہ کی حرف پر کرتا ہے شیخ ابو الحسن شاذلی نے کہا ہے کہ ہم اور ایک یار ہمارا دونون بدایت امر مین اللہ کی عبادت کرتے تھے اور کہتے تھے غدا یفتح علینا بعد غد یفتح علینا اس حال پر ایک زمانہ تک رہے اور ہم تعب عظیم پر تھے ایک مرد مہیب آیا ہمنے کہا تو کون ہے کہا عبد الملک ہمنے جانا کہ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے پوچھا تم کسلئے آئے ہو کہا تم دونون کی خیر خواہی کرنیکو

تم اللہ کی عبادت اللہ کے لئے کرو یہ نہ کہو کہ غداً یفتح علینا بعد غد یفتح علینا اوسنے ہمپر وہ بات کھولدی جس سے ہم غافل تھے ہمنے اللہ کی عبادت اللہ کے لئے کرنا شروع کیا دوسرے دن ہمپر فتحباب ہوگیا معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنی عبادات کو وسیلہ کسی غرض کی تحصیل کا اغراض مین سے ٹھیراتا ہے تو اوسپر رستہ دراز ہوجاتا ہے اور کبھی وہ شاہراہ سے واپس آتا ہے جسطرح کہ غالب حال مریدین کا اس زمانہ مین ہے +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے شیخ کی دختر کو اپنے نکاح مین نہین لاتا ایک جماعت نے دختران مشائخ سے بیاہ کیا انجام اونکا ہلاکت تھا اصحاب سلف سے ایک یہ قاعدہ ہے کہ السلامۃ مقدمۃ علی الغنیمۃ فالعاقل لا یتزوج ابنۃ شیخہ الا ان کان یقوم بواجب حقھا فافہم ذلک +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ اگر کوئی مستفتی بمعصیت میرے پاس آبیٹھتا ہے تو مین کبھی اوسکے وہم مین یہ بات نہین آنے دیتا کہ مجکو اوسکے حال پر کچھ بھی اطلاع ہے بلکہ اوس سے مین یہ کہتا ہون حللت البرکۃ علینا واھلا بمجلسنا بورک پہر مین اوس سے سوالست وملاطفت کرتا ہون یہانتک کہ وہ میرے پاس سے چلا جاتا ہے پھر کوئی اوسنین عود کرتا ہے اور کوئی نہین کرتا ہے یہی طریقہ مشائخ شاذلیہ کا بھی تھا شیخ تاج الدین کے پاس اگر کوئی آتا اور یہ دیکھتے کہ اوسکا دل سیاہ ہوگیا ہے تو اوس سے کہتے کہ تمہارے آنیسے ہمکو برکت حاصل ہوئی اور ملاطفہ کرتے اور اللہ سے اوسکے لئے سائل تو یہ کرتے ہوتے انتقے فتخلق یا اخی باخلاق اللہ تبارک وتعالی فانہ یحب العبد یستر فافہم ذلک ۵

پس پردہ بیند علماے بد		ہمان پردہ پوشد بآلامی خود	

خدامی بیند و پیوشد و ہمسایہ نمی بیند و سیخ و شد قال تعالی واذا مروا باللغو مروا کراما ۵

اگر من ناجوان مردم بکردار		تو بر من چون جوان مردان گزر کن	

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین اطعام طعام وسقی ماء و اغاثۂ ملہوف کو دوست رکھتا ہون میرے پاس جو کوئی آتا ہے مین اوسپر اکل و شرب کو عرض کرتا ہون اور بطریق شرعی فریادرسی و استغیث کی کرتا ہون کسی نے خضر علیہ السلام سے کہا تھا مجکو طریق وصول کا طرف اللہ کے زیادہ نماز و روزہ پر بتاؤ اونہون نے یہی تین خصلتین بتائین انتقطے مین کہتا ہون کہ حدیث مین فضیلت ہوکے کپڑے کھلانے اور ننگے کے پہنانے اور پیاسے کو پانی پلانے اور ستمدیدہ کی نصرت کرنے کی بہت آئی ہے یہ سارے خصال مقرب و موصل الی اللہ ہین مگر ہمراہ حال حلال و صدق مقال و صحت نیت کے واللہ اعلم +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین سائل کو محروم نہین کرتا اگرچہ اوسکو کسب پر قوی دیکھتا ہون کیونکہ کبھی وہ اسلئے مانگتا ہے کہ بیوہ عورتون اور یتیمون اور اندھون کو دیگا فاحسن ظنک بالمسلمین فان اللہ تعالی

فطلا یسألك یوم القیامة لم حسنت ظنك بعبادی ابدل فافهم ذلك واعمل علی التخلق به +

دیگر ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین صبح وشام اپنے دل کا تفقد کرتا ہون کہ اوسمین کوئی صفت رذیہ تو داخل نہین ہوئی ہے یہ ایک بڑی نعمت ہے اللہ کی مجھپر وہ صفات جو دل پر وارد ہوا کرتی ہین اونکی شناخت کرکے اللہ کا شکر بجالانا چاہیئے یا استغفار کرنا علماء عاملین کے دلون پر پانچ امور کا ورود ہوتا ہے علم وحلم وحکمت وخشیت وکرم اولیاء کے دلون پر پانچ چیزین وارد ہوتی ہین صمت وذکر وفکر ونور وزیادت عقل وعمدة هذه الصفات تحصل من الجوع ومن قیام اللیل قلوب غافلین پر پانچ چیزین ورود کرتی ہین غفلت سہو ضحک راحت نوم دلہاے منافقین پر پانچ چیزین وارد ہوتی ہین ہوی بغض غباوت وخبث ومکر ونفاق هذه امهات الصفات و اما الفروع فهی بعدد الخواطر وهی سبعون الف خاطر فی اللیل والنهار علی شاذلی رحمہ فرماتے تھے تم تفقد کرو اپنے رب کے گھر کا کہ وہ دل ہے اور دیکھو کہ اوسکی صفات ارکان وابواب سے کیا کم ہوگیا ہے اللہ نے معرفت کو اپنی زمین بنایا ہے آسمان اس زمین کا ایمان ہے اور سورج اوسکا شرق اور قمر اوسکا محبت اور دروازہ اوسکا ہمت اور عداوسکا خوف اور بادل اوسکا وفا اور سہل اوسکا حکمت اور بہار اوسکی علم اور بجلی اوسکی رجا اور ابر اوسکا فضل اور باران اوسکا رحمت اور دن اوسکا طاعت اور رات اوسکی معصیت سو جو کوئی ہر وقت ان صفات کا تفقد نہین کرتا ہے وہ مغرور ہے یعنی دھوکے مین پڑا ہے رہے ارکان اوسکے سو وہ چار ہین انس وتوکل ویقین وصدق اسی طرح دروازے اوسکے چار ہین علم وحلم ویقین وعزت اور اللہ نے دل پر ایک قفل لگا دیا ہے جو مفتوح نہوگا مگر دن قیامت کے وبالجملة فمن لم یکن بوابا لقلبه یعرف ما یدخل وما یخرج فهو فی خسران فافهم ذلك واعمل علی التخلق به واللہ الهادی +

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اگر دن یا رات مین سو جاتا ہون تو مجکو ندامت ہوتی ہے کیونکہ ساری خیر و خوبی بیداری وہوشیاری مین ہے جو شخص سونے کو دوست رکھتا ہے وہ دوست ارنقص ہے اموات مین ملنا چاہتا ہے اور عمل حسنات سے غافل ہونا ایسے شخص سے مصالح دنیا وآخرت فوت ہوجاتے ہین کیونکہ خواب برادر مرگ ہے ولہذا اللہ پر نوم ہرگز جائز نہین ہے کیونکہ نقص ہے اسلئے ملائکہ بسبب قرب حضرت حق کے نوم سے منفی ہین اسیطرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھین سوتی ہین اور دل نہین سوتے اسیطرح اہل جنت جو کہ ارفع اماکن واطہر قصورمین معاصی سے ہونگے نوم اون سے منفی ہوگی کیونکہ خواب کرنا نقص ہے جمیع خیر سہر مین ہے اور جمیع شر نوم مین ولہذا عارفین نے بیداری کو ایک رکن ولایت کا ٹھیرایا ہے علی شاذلی رحمہ نے فرمایا ہے وقد جربنا فما راینا شیئا یطرد النوم مثل اکل الحلال وترك الحرام والشبهات فمن اکل الحرام والشبهات کثر نومه وذلت من رحمة اللہ بدن اکل الحرام یحرك الاعضاء للمعاصی فیطلب کل عضو منه ان یعصی

فیتفضل اللہ علیہ بالنوم لیزجر عن المعاصی کما انہ یتفضل علی الطائع باکل الحلال لیقیمہ بین یدیہ لیلا و نہارا انتہی مین کہتا ہون نوم علی الاطلاق ندموم نہین ہے دارمدار عمل کا نیت پر ہے اگر نوم سے یہ نیت ہو کہ طبیعت راحت پاکر زیادہ عبادت کروگی یا بقدر زمان نوم مین معاصی ظاہر و باطن سے جیسے غیبت و نمیمہ ہے یا جیسے خطرات و وساوس بچا رہوگا تو یہ نوم اوس بیداری سے جسمین یہ امور سرزد ہوتے ہین بالیقین بہتر ہے ؎

سحر کہ شمہ وصلش بخواب می دیدم	زہی مراتب خوابی کہ بہ زبیداری ست

فافہم ذلک واعمل علی التحلق بہ واللہ الہادی +

باب فی جملۃ من الاخلاق

ایک سنت اللہ کی مجھ پر یہ ہے کہ مین اوس شخص کے طعام سے جو اس زمانے مین معروف بکرم کثیر و میزبانی مہمانان ہوتا ہے خواہ مشائخ عرب سے ہو یا اہل قری یا فقہا اریاف وغیرہم سے تعفف کرتا ہون اسلئے کہ ایسا شخص تہیۂ طعام پر واسطے ہر وارد کے قدرت نہین رکھتا ہے مگر بتکلف زائد سو جس طعام مین دخل تکلف کا ہوتا ہے اوسکا کھانا شرعًا نہ موم ہے علی خواص فرماتے تھے طعام المتکلفین یورث الظلمۃ فی القلب لانہ کطعام البخیل علی حد سواء لکونہ یطعم الضیف وعندہ ثقل من فراقہ اسی طرح مین اکل مال ایتام سے اور ہر شئے سے جسپر اعراض شرع کا وارد ہوتا ہے تعفف کرتا ہون واللہ الہادی +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھ پر یہ ہے کہ مین کوئی شئے قربات شرعیہ سے نہین لیتا ہون اگرچہ واقف نے کتاب وقف مین صراحت میرے نام کی کیون نہ کی ہو ہان اگر کوئی ضرورت شرعیہ ہوتی ہے جیسے کہ سوا اوسکے کوئی اور چیز پاؤن تو لے لیتا ہون فقیر کا ورع یہی ہے کہ وہ کوئی شئے معلوم نظر مسجد و امامت و خطابت و وقادت و فراشت و قراءت جزو یا سبع اور سارے قربات شرعیہ سے نہ لے ؎

افقیہ مدرسہ دی ہست بود فتوی داد	کہ می حرام ولی بہ زمال اوقاف ست

علماء عاملین اسی پر گزرے ہین اوقاف کے وصایا سائر اقطار ارض مین جاری ہوئے جیسے شیخ ابو اسحق شیرازی و امام نووی کہ یہ لوگ معلوم تدریس کو واسطے وقف کے توفیر کرتے اور تدریس محض اللہ کے لئے کرتے وھذا الخلق لا اعلم لہ فی عصرنا اقرانی الا القلیل فافہم ذلک واعمل علی التحلق بہ واللہ یتولی ھداک +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھ پر یہ ہے کہ جس کسی پر کوئی حق دینوی میرا ہوتا ہے جبتک کہ مجھکو ایک ٹکڑا سوکھی روٹی کا میسر آتا ہے تب تک مین اوس سے مطالبہ اوس حق کا نہین کرتا ہان اگر وہ بغیر مطالبہ میرے پاس لے آتا ہے تو مین اوسکو ابتداء اللہ کی عطا سمجھکر قبول کر لیتا ہون اور اگر نہین لاتا تو نہ خود مطالبہ کرتا ہون نہ اپنے وکیل سے مطالبہ کراتا ہون

یہ کام بانشراح صدر کرتا ہون بسبب استہانت دنیا کے نہ کسی اور علت کی وجہ سے جیسے حظ نفس وغیرہا لکن علی خواص مطالبہ اپنے حق کا لوگون سے کرتے تھے اس نیت سے کہ مدیون منت سے آزاد ہوجائے اور دین اوسکے نظر مین قبیح معلوم ہو اداے قرض مین تساہل نکرے ولکل رجال مشہد پھر اگر کوئی میرا قرضدار وقت مطالبہ کے تعلل وتمہید ستی کا کرتا ہے تو مین اوسکو جھٹلاتا نہین ہون اور نہ اوس سے قسم لیتا ہون بلکہ تا وقت میسرہ مسامحت کرتا ہون واسطے اللہ کے اور اوسکے رسول کے کیونکہ وہ حضرتؐ کی امت مین ہے نہ واسطے طلب ثواب کے وھذا الخلق لم اسرلہ فاعلم معہ انہ من اخلاق رسول اللہ صللم المشہورۃ حضرت قبل نبوت کے مع ایک مرد دیگر بکریان خدیجہ علیہا السلام کی چراتے تھے وہ حضرتؐ سے کہتا کہ تم مزدوری میری خدیجہ سے طلب کرو آپ فرماتے مجھے شرم آتی ہے فافہم وتخلق بذلک +

دیگر ایک سنت اللہ کی یہ ہے کہ جو نقود وثیاب وطعام وغیر ذالک میرے پاس ہے مین اپنے نفس کو مستحق تر اوسکا دیگر برادران اسلام سے نہین جانتا مگر یہ کہ مین محتاج تر ہون طرف اوسکے کہ اس صورت مین اپنی جان کو مقدم کرتا ہون عملا بحدیث ابدء بنفسک ثم بمن تعول وبحدیث الاقربون اولی بالمعروف انسان کے لئے اوسکے نفس سے زیادہ کوئی اقرب تر نہین ہے بلکہ سب سے زیادہ جار قریب یہی اوسکا نفس ہے وھذا الخلق لا یصح التخلق بہ الا بعد احکامہ مقام الزہد فی الدنیا وبعد تخلقہ بالرحمۃ علی جمیع خلق اللہ تعالی فلک صدق اس مقام کے احکام کا یہ ہے کہ جب اوسکے پاس دنیا آئے تو منقبض الخاطر ہو اور جب ہاتھہ اوسکا تنگ ہو اور طعام شب بہی نہ پائے تو خوشدل ہو اور ایک بال برابر تغیر نہ آئے وباللہ التوفیق +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ اگر کوئی چیز مجھسے ضائع ہوجاتی ہے یا چور لیجاتا ہے یا مین کسی جگہ اوسکو بھول جاتا ہون یا گر جاتی ہے اگرچہ ایک اردب ذہب کیون نہو تو مین کچھ التفات طرف اوسکے نہین کرتا اور نہ اوسکی تلاش کرتا ہون کل ذلک ھوانا بالدنیا وتنشیطا لھمم لاخوان مگر یہ کہ وہ مال ضائع شدہ حلال ہو اور مین سوا اوسکے کچھ نہ پاؤن یا ملک غیر ہو تو اوسکی تلاش کرتا ہون جسطرح کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گم ہوگیا تھا قصہ نزول آیت تیمم مین اور اوسکی جستجو کی گئی حتی پھر مین ذمہ اوسکے پانی والیکا بری کردیتا ہون تاکہ وہ اکل حرام مین نہ پڑے اور آخرت مین اوس سے مواخذہ نہو کیونکہ جانا کسیکا جنت مین ممکن نہوگا مگر بعد اعطاء حقوق کے سو جب مینے اوسکو دنیا وآخرت مین بری الذمہ کردیا تو مینے طول انتظار سے اوسکو راحت دی وھذا خلق لم اسرلہ فاعلم اما اقرانی فافہم واعمل علی التخلق بہ +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین صغر سن سے کسی شئے پر جسمین کوئی ریاست دنیویہ ہوتی ہے یا انجام اوسکا دنیا ہے مزاحمت نہین کرتا خصوصا اوس صورت مین کہ کوئی مجھسے زیادہ علم ودرع مین موجود ہوتا ہے یا تحمل اذی سے

اخون سے مین اگر خطبہ پڑہتا ہون یا نماز پڑہاتا ہون یا وعظ کرتا ہون یا درس دیتا ہون اور کوئی شخص آجاتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ میری جگہہ پر ہو اور وہ اوس کام کا اہل بہی ہوتا ہے تو مین بانشراح صدر اوس کام کو ترک کر دیتا ہون اور اپنے نفس کو اخلاص مین متہم ٹہیراتا ہون کیونکہ مقصود صادقین کا اقامت شعائر دین مین حیثیت ہو ہوتا ہے نہ اس شرط سے کہ وہ خود ہی اسکے فاعل ہون مگر بطریق شرعی اور جب ہمنے اوس کام کو واسطے طالب کے بطریق شرعی ترک نکیا تو ہم محب یاست ٹہیرے ہمارے لئے کچہہ نصیب قدم صدق سے نہوا بلکہ ہم تو دوستدار دنیا کے ہوئے جسکی نسبت ہم یہ زعم کرتے تہے کہ ہمنے اوسکو چہوڑ دیا ہے وھذا امر لھا جد لہ فی مصر فاعلا غیری لا الفلیل فاعلم ذلک ۔

دیگر ایک سنت اللہ کی مجہہ پر یہ ہے کہ جسقدر مقامات طریق مین محکو ترقی ہوتی ہے اوتنا ہی مین ابلیس سے حذر کرتا ہون کیونکہ مین جانتا ہون کہ وہ تاک مین لگا ہے کمین گاہ مین بیٹہا ہے اوس لعنۃ اللہ کو حرص ہے اغوا خلق پر وہ نہ اعوج کو چہوڑے نہ مستقیم کو اعوج تو خود منجملہ اوسکے لشکر کے ہے اور مستقیم کا وہ ملازم رہتا ہے وقت کا انتظار کیا کرتا ہے کہ اوسمین اوسکو بہکا دے غفلت یا سہو یا تاویل یا تزئین سے اگر اللہ تعالی کی حفاظت واسطے اکابر کے نہو تو کوئی طاقت اوسکے کید کے رد کرنے پر نہین رکہتا ہے والحمد للہ نے ہمارے لئے استعاذہ کرنا سانہ اپنے نام کے اوسکے کید و شر سے شروع کیا ہے نہ کسی ملک یا نبی کے نام سے کیونکہ اللہ کو معلوم ہے کہ خلق ایسے اور سے عاجز ہے علی خواص فرماتے تہے اللہ نے اکابر کو وسوسۂ ابلیس سے معصوم نہین کیا بلکہ اوس وسوسہ پر عمل کرنے سے عصمت مین رکہا ہے ابلیس اونکی طرف القا کرتا ہے اور وہ نہین جانتے قال تعالی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ انتہی بات یہ ہے کہ بندہ کو جتنا قرب حضرت الٰہیہ سے ہوتا جاتا ہے اوتنی ہی عداوت ابلیس کے ساتہہ اوسکی سخت و زیادہ ہوتی جاتی ہے اور وہ بہ نسبت غیر کے اوسکا زیادہ ملازم رہتا ہے کیونکہ اوس لعین کو معلوم ہے کہ لوگ کثرت سے گمراہ جب ہی ہوتے ہین کہ اونکے ائمہ گمراہ ہو جائین یہ جب اکابر داخل دربار الٰہی ہوتے ہین تو ابلیس دروازۂ حضرت الٰہیہ پر کہڑا رہتا ہے اور نکلنے کا انتظار کیا کرتا ہے جہان کوئی بے اذن کے اوندہی سے باہر آیا یہ اوسپر سوار ہو جاتا ہے جس طرح گدہے پر سوار ہوتے ہین پہر وہ اللہ کے اذن سے جس طرف چاہتا ہے اوسکی باگ پہیرتا ہے مراد ہماری دربار شہود سے بندہ کا اس بات کو کہ وہ سامنے حق تبارک وتعالی کے کہڑا ہے اور حق سبحانہ اوسکو دیکہہ رہا ہے اور مراد ہماری خارج حضرت سے حجاب ہے بندہ کا اس مشہد سے سو جب انسان کو اس شہود سے غفلت حاصل ہوتی ہے تو وہ حضرت سے ایک لمحہ بصر مین خارج ہو جاتا ہے ابلیس اوسپر سوار ہوتا ہے جیسے انسان راکب حمار ہوتا ہے اور جب بندہ کو یہ استحضار ہوتا ہے کہ اللہ پاک مجہے دیکہہ رہا ہے تو ابلیس اوسکی پشت پر سے لمحہ بصر سے بہی جلد تر

اوتر آتا ہے شان اس تعین کی سائستہ خلق کے ہمیشہ اسی طرح پر ہے اور لوگ مکث مین دربار کے اور خروج مین بارگاہ عالیجاہ سے متفاوت ہوتے ہین باعتبار قلت وکثرت کے بحسب علو وخفض درجہ بعض لوگ داخل حضرت نہین ہوتے مگر نماز فرض مین فقط اور کوئی فقط نوافل مین داخل ہوتا ہے اور کوئی ہر عبادت مشروعہ مین اور کوئی اول عبادت سے تا آخر عبادت توقف کرتا ہے اور کوئی اثناء عبادت مین خارج ہو کر پھر داخل ہوتا ہے اور کوئی ایسا خارج ہوتا ہے کہ تا انقضاء عبادت مع الغفلۃ پھر داخل نہین ہوتا اور کوئی رات دن مین برابر ایک درجہ کے یا اقل یا اکثر موافق اپنے مقام کے داخل ہوتا ہے اور کوئی اکثر نہار مین داخل ہوتا ہے پھر باقی نہار مین غافل رہتا ہے کوئی اسیطرح رات مین حاضر ہوتا ہے ومنهم ومنهم وهكذا والملهم من كان حاضرا مع الله تبارك وتعالى في ليله ونهاره الا في الاوقات التي يسامح الحق تعالى فيها البشر فانهم قالوا ان مراقبة الحق تبارك وتعالى مع الانفاس ليست من مقدور البشر بخلاف الملائكة سیوطی رح نے کتاب الخصائص مین لکھا ہے انه صلعم كان مكلفا بخطاب الحق تبارك وتعالى والخلق معا في آن واحد لا يشغله احد الخطابين عن الآخر وامامغيره صلعم فان خاطب الحق تعالى حجب عن الخلق وان خاطب الخلق حجب عن الحق جل وعلا انتہے لکن اس خلق کے لوگ کہ بقدر ترقی مقام کے ابلیس سے حذر کرتے رہین بہت تھوڑے ہین بلکہ جہان کسی شخص کو کہا یا سیدی الشیخ وہ گمان کرنے لگتا ہے کہ شیطان اوس سے جدا ہو گیا ہے اب کچھ سلطنت ابلیس کی اوسپر باقی نہین رہی ہمنے سنا ہے کہ بعض نے کہا لا نعرف ابليس اصلا ما ثم الا الله یہ نے کہا فهل زال ابليس من الوجود في مشهدك ام انت حجبت عنه کہا حجبت عنه یہ نے کہا فاذن هو مسلط عليك لوگ کہتے ہین ان من الكذب الناس الصالحون اسکے یہ معنے ہین کہ اونکو یہ گمان ہے کہ کوئی شخص جھوٹ نہین بولتا نہ یہ کہ وہ تعمد کذب کرتے ہون حاشا هم من ذلك فافهم +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ اگر کوئی برادر مسلمان کسی امیر یا کبیر کا مصاحب ہوتا ہے تو مین مدح اوسکے سامنے اوس امیر یا کبیر کی پس پشت اوس مسلمان کے بہت کرتا ہون تا کہ اوسکا اعتقاد حق مین اوس کے اچھا ہو پھر مین خوش ہوتا ہون کہ اوس امیر یا کبیر کا اعتقاد میری طرف سے پھر کر اوسکی طرف ہو جائے بلکہ انکار اوسکا مجھپر موجب زیادت فرحت کا ہوتا ہے واسطے میرے بہ نسبت اوسکے اعتقاد کے میرے حق مین وهذا الخلق عزيز في الفقراء من اهل العصر ولعله فيه فاعلم غيري الا قليلا والحمد لله +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ میرا سینہ کشادہ ہوتا ہے اوس شخص کی تقدیم زیارت سے جو مجکو مکروہ کہتا ہے اور مجھپر انکار کرتا ہے بہ نسبت زیارت اوس شخص کے جو مجکو چاہتا ہے اور میرا معتقد ہے اور جو ریاضت نفس کی اسمین ہے وہ مخفی نہین ہے یہ معاملہ کہ مین پہلے اپنے کارہ سے ملتا ہون حق مین اون اہل کرامت

کے ہے جو کسی علت کی وجہ سے مجھے مکروہ رکھتے ہین سوای حسد کے رہا حاسد سو اوسکو کوئی چیز مجھسے راضی نہین کرسکتی مگر زوال میری نعمت کا سو یہ اللہ کے اختیار مین ہے نہ میرے اختیار مین بندہ کی کیا قدرت ہے کہ وہ قسمت خدا کو پھیر دے

	انچہ نصیب ست بہم می رسد		گر نہ ستانی بہ ستم می رسد

بلکہ ادب یہ ہے کہ رد نکرے اللہ کا شکر بجالائے کیونکہ ملوک دنیا کی نعمتون کا پھیر دینا انکے ساتھہ بے ادبی کرنا ہوتا ہے تو ساتھہ حق جل وعلا کے بالاولی سوء ادب ہوگا انتہے محرر سطور کا بھی یہی حال ہے کہ اپنی طرف سے درپے آزار کسیکے نہین ہوتا اور نہ مجکو کوئی کسی علت کی وجہ سے مکروہ رکھتا ہے وجہ عداوت و بغض و شحناء و حقد کے ساتھہ میرے یہی حسد ہے میری نعمتون پر جو حق تعالی نے بلا استحقاق و بلا منت ابناء دہر محض اپنے فضل و کرم سے مجکو دی ہین اس نعمت کے زوال کے لئے وہ کون سی تدبیر اور کونسی فکر ہے جو میرے حساد نے میرے لئے پنہان و آشکارا نہین کی لکن عادت اللہ یون جاری ہے کہ جو شخص نعمت کو طرف اللہ کے جانتا ہے تو اوسکو حاسد کے حسد سے کچھہ ضرر زوال نعم کا نہین پہنچتا وللہ الحمد اسکے بعد شعرانی رحمہ نے فرمایا ہے انا اعلمك میزانا تعرف بہ من یکرھك حسدا ومن یکرھك لغیر ذلك وھوان کل من رایته یکرھك ویحط علیك فی مجالس المستھزئین ولا یقدر علی تصویر دعوی صحیحة علیك لاعند الحاکم من الخلق ولا بین یدی اللہ تبارك وتعالی فی الدار الآخرة فاعلم انه حسود لك خالص فلا تتعب نفسك فی زیارته بقصد انه یحبك فان ذلك لا یکون وسمعت سیدی علی الخواص یقول ان تقبل رجل عدوك وتواضع له طلبا لزوال ما عنده من الحسد فانك تذل نفسك فی غیر محل وتکبر نفسه بغیر حق انتہے فافہم ذلك واللہ یتولی ھداك انتہی مین کہتا ہون کہ اللہ نے مجھے بھی اسدم تک تواضع کرنیسے سامنے میرے حساد کے محفوظ رکھا ہے بلکہ ایسا ہوا کہ صدقا یا کذبا خود حساد میری طرف متجہی ہوئے لکن مین جانتا ہون کہ وہ ہرگز دل سے کبھی مجھسے راضی نہونگے مگر اوسیوقت کہ میری نعمت زائل ہوجائے سو یہ میرے بس مین نہین ہے اللہ تعالی کے بس مین ہے جسنے مجھسے بے بس مکیس کو بلا کسی لیاقت و قبلیت کے محض اپنے خزانہ غیب سے دی ہے اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منك الجد یہ داء عضال حسد دو گروہ مین خوب ہوتی ہے ایک اہل دولت و مال دوسرے اصحاب علم و کمال سو مجھپر دونون رہ سے حسد ہوا اور اچھی طرح ہوا اور کمال درجہ کی کشش و کوشش طرفسے حاسدین کے ظاہرا و باطنا وجود مین آئی لکن اللہ کے کرم وجود نے مجھے محفوظ و محسود رکھا نہ حاسد وسط ورد قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب ومن شر النفاثات فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد - اللھم انی اعوذ بك من جھد البلاء ودرك الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین جو اپنے دشمن کی زیارت مین پیشقدمی کرتا ہون تو قصد میرا اصالۃً اوس سے یہ ہوتا ہے کہ مین اوسکو نفع دینی پہنچاؤن اوسکی عداوت میرے ساتھہ سبک ہوجائے اور جو گناہ تنقیص کی وجہ سے اوسکو ہوتا ہے وہ جاتا رہے نہ اسلئے کہ مجکو اوسکی تنقیص سے مجالس مین نفرت آتی ہے کیونکہ فقرا ایسے امور کا بہت تحمل کرتے ہین بات یہ ہے کہ کراہت کرنا مسلمانون سے ناحق نارواایک نقص ہے کارہ کے دین کا پھر قلت و کثرت اس نقص کی بحسب قلت وکثرت کراہت کے ہوتی ہے مثلاً اگر ایک شخص عشر اہل بلد کو مبغوض رکھتا ہے تو اوسکے عشر دین کا نقص ہے اور اگر ربع اہل بلد کو مبغوض رکھتا ہے تو ربع دین کا نقص ہے اسی طرح نصف و ثلث و ارباع واقل و اکثر کو سمجھنا چاہیئے جو شخص ایک بات کو سمجھہ لیگا وہ کسی مسلمان کو ناحق مکروہ نرکھیگا بلکہ اپنے دین کی صیانت کریگا کہ کچھہ اوسمین سے نقص نہ پیدا ہو لیکن ارادتمند اس خلق کا اور متخلق ہونا ساتھہ اس مقام کے محتاج مجاہدۂ طویلہ کا ہر ہاتھہ پر کسی شیخ صادق کے جسکے پاس نہ شخنار ہے نہ کراہت وھذا اعز من الکبریت الاحمر وقد خبرت کثیرا من مشائخ العصر فلم اجد احدا منھم یسلم من الشحناء الا القلیل وکل ذلک من قلۃ ریاضۃ نفوس المدعین للطریق ومبادرتھم للجلوس للمشیخۃ قبل خمودنار شرھتھم وزوال رعونا تھا۔

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جو چیز اللہ نے مجکو دی ہے مین اوسکو اپنی ملک نہین جانتا ہون بلکہ اوسکو اللہ کی طرف سے جانکر لیتا ہون پھر فوراً اوس سے طرف مالک حقیقی جل وعلا کے نکل آتا ہون اور اول مرتبہ مین لینا اور نہ پھیرنا براہ ادب ہے ساتھہ حق تعالیٰ کے کیونکہ جو کچھہ اللہ وجود مین لایا ہے وہ اوس سے بے نیاز ہے اسلئے مین اوسکو واسطے ادای شکر کے قبول کرلیتا ہون اور بقدر تحقق قبول کے اوسکو باقی رکھتا ہون اگر یہ نسبت عطا کے میرے لئے نہو تو پھر نعمت طعام و شراب وغیرہما پر کس طرح شکر بجالایا جائے نووی نے منہاج مین فرمایا ہے کا یملک العبد بتملیک سیدہ فی الاظہر المنتصر اور یہ مقام کہ عبد مع اللہ کسی شئے کا مالک نہین ہوتا ہے ذوق اول دخول طریق ہے کوئی مقام عزیز نہین ہے اور محک صدق اس مقام مین ذوقاً یہ ہے کہ اگر اسکے پاس ہزار دینار ہون اور ایک تو شکنی نہ استعہ کا ہو اور وہ اسکے گھر سے چوری جائے تو ایک بال اسکا متغیر نہو اسلئے کہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ اللہ کے غلامون نے اپنا ما یحتاج اپنے سید کے مال مین سے لیلیا ہے کوئی میری چیز نہین لی ہے کہ مین اوسکا افسوس کرون اسی طرح اگر کوئی شخص ایک تلوار اسکو مارے تو یہ ضارب پر متغیر نہو تب کہین ایسے شخص کو یہ بات کمنا پہنچتا ہے کہ لا ملک ولا فاعل الا اللہ ذوقاً وشھوداً ولا ینسب ذلک الی الخلق الا بقدر نسبۃ التکلیف الیھم فقط قال الشعرانی وقد تحققنا ذلک وللہ الحمد فلست اری لی ملکا مع اللہ تعالیٰ فی الدارین وانما اری نفسی عبداً غارقاً فی احسان سیدہ

اکل والبس وانکح وانفق من مال سیدی فسواء اعطانی شیئا او منعنی فهو عندی سواء لعدم شهود الملك معه ما عدا نسبة العطا الی لاجل الشکر علیه فقط فافهم ذلك واعمل علی التخلق به ترشد

دیگر ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین واسطے فساق مسلمین کے خفض جناح کرتا ہون جیسے حشاشین ومقامرین وظلمہ وغیرہم اور کسیکو اپنے نفس مین حقیر نہین جانتا مگر حیثیت سے اوس فعل مذموم کے جس وقت کہ وہ ساتھہ اوسکے متلبس ہوتا ہے فقط پھر جب وہ اوس فعل سے جدا ہوکر اور رو منور کرکے مثلاً نماز پڑہتا ہے مین سمجھتا ہون کہ وہ تائب ہوا ہے اور پشیمان ہوا ہے ودلیل ذلك قوله تعالی فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فاخوانکم فی الدین یعنے شیخ ابوالسعود جارحی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک حشاش کے سامنے تواضع کرتے تھے پوچھا تو کہا رایته کان احسن حالا منی واصفی قلبا واخشع لله منی انتهی علی خواص فرماتے تھے فاسقون کے ساتھہ تواضع کرنا بچا ہے مگر اون لوگون کو جو منجملہ علما وعاملین کے داعی الی اللہ ہون کیونکہ اپنے انفس پر فتنہ مخالطت سے امن مین ہین بخلاف عامہ کہ وہ اکثر طرف محبت اہل معاصی کے مائل ہوجاتے ہین اور حسب بلا مین وہ فساق گرفتار ہوتے ہین یہ بھی اوسی آفت مین جا گرتے ہین حاصل یہ کہ عالم عامل کا نرمی سے بات کرنا ساتھہ فاسق کے بقصد صحیح ہوتا ہے تاکہ وہ اوسکی محبت کی طرف مائل ہوکر نصیحت پذیر ہوجائے ایک فقیہ نے ایک شخص کو حمام مین ران کھولے ہوئے دیکھہ کر ایک لات مار کر کہا اپنی ران چھپا اے قلیل الدین اوس شخص کے نفس نے حرکت کی ازار اوتار کر پھینکدی اور کہا اب مین عریان ہی بیٹھون گا اگر یہ فقیہ شفقت ورحمت وعدم احتقار کے ساتھہ اوس سے یون فرماتے کہ بھائی تم صاحب مروت ہو تمہارا عذر ہر شخص نہین جان سکیگا کہ تمنے کس لئے ران اپنی برہنہ کی ہے مجھے غیرت آتی ہے کہ تمہاری ران کوئی شخص کھلی ہوئی دیکھے اور تمکو علم نہو تو امید تھی کہ وہ شخص جزاك الله عنی خیرا کہتا اور اپنی ران چھپا لیتا اسی لئے محققین نے کہا ہے کہ واسطے دعوت الی طریق اللہ کے معرفت طرق سیاست کے قبل از دعا شرط ہے **وقد قال تعالی** ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة **قال الشعرانی** وکثیرا ما اقول فی جودی اللهم ان حلمك علی یرجح علی حلمك علی الاولین والآخرین واجعل لذلك حلاوة عظیمة فافهم والله تعالی یتولی هداك والحمد لله رب العلمین ٭

دیگر ایک انعام اللہ تعالی کا مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے سارے اخوان کو کثرت سے نصیحت کرتا ہون مجھے یاد نہین آتا کہ مینے کسی امر مذموم کو کسی بھائی پر ملبس کیا ہو اور اگر سکوت کیا ہوگا تو بطریق شرعی تنگہ اسمین یہ ہے کہ میری محبت اونکے ساتھہ کسی علت دنیویہ کے لئے نہ ٹھیرے بلکہ اللہ کے لئے ہو مین اللہ کی مرضی کو اونکی مرضی پر مقدم رکھون اور جو دنیا اونکے ہاتھہ مین ہے اوس سے تعفف کرون باجملہ اگر میرے اصحاب میری ساری نصیحت پر

عمل کرین تو علمار عاملین زاہدین ہادین مہدیین ہوجائین لکن یہ بات کسی داعی کو پہلے مجھسے اور بعد تیرے حاصل نہین ہوئی اور نہ ہوگی عالم وجود مین ہونا طائع وعاصی کا علی الدوام جبتک کہ سلطان شریعت قائم ہے ضرور ہے یہ اسلئے کہ اللہ کا فضل وحلم اوسکے خلق پر ظاہر ہوتا رہے داعی کو اپنے خلاف پر صبر کرنیکا اجر ملے کیونکہ اگر وہ سب اسکے مطیع ہوجائین تو اجر صبر فوت ہوجائے اور اگر سب عاصی ہون تو اجر شکر فوت ہو فافہم واعمل بذلك

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین گہرون پر حکام کے نہین جاتا مگر بضرورت شرعیہ جو میرے عدم تردد پر راجح ہو خواہ اوسمین مجکو نفع ہو یا کسی اور مسلمان کو معلوم ہوا کہ اس کام مین نیت صالحہ شرط ہے بعض لوگ تکبر کی وجہ سے نہین جاتی یہ اونکا جہل ہے فالله يجعلنا واخواننا ممن تكون حركاتهم وسكناتهم مصروفة على الشريعة المطهرة يرالذهب اللهم آمین +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین جب کسی امیر سے ملتا ہون تو اوسکو ادب سکھاتا ہون اگر مجھی پر تعیین اوس تعلیم کی ہوتی ہے اس زمانہ مین ناصح امرا کو بہ نسبت احمر سے بھی زیادہ تر نایاب ہے اکثر لوگ بسبب ہیبت یا خوف شر یا بوجہ بے پروائی امیر کے یا شرم سے نصیحت نہین کرتے عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہے تم پاس امرا کے نہ جایا کرو اگرچہ قصد نصیحت ہی سے کیون نہو تمہارا اونسے سلامت رہنا آفت دخول سے اون پر مقدم ہے +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ اگر کوئی شئے دنیا کی مجھسے فوت ہوجاتی ہے یا کوئی شخص اوسکو مجھسے روکتا ہے تو مین اوسپر مکدر نہین ہوتا ہون اسلئے کہ مین یقینًا جانتا ہون کہ وہ شئے جو مجھسے فوت ہوگئی میری قسمت مین نہ تھی اور نہ وہ میرا رزق تھا پھر جو چیز حقتعالی نے میری قسمت مین نہین رکھی ہے مین اوسپر کیا رنج کرون اور جسے وہم سے اوس چیز کو مجھسے روکا ہے اوس سے مین کیون مکدر ہون یہ خلق اس زمان مین غریب ہے اکثر لوگ حزن وتکدر کرتے ہین ایسے شخص سے جو اونکے قطع رزق مین ساعی ہوتا ہے یا وظیفہ خارج کراتا ہے یا معارض ہوتا ہے رزق مین بلکہ ایسے شخص کے تا زندگی دشمن ہوجاتے ہین اس وہم پر کہ وہ اونکا رزق تنہا جسمین یہ آگئسا وبالجملہ ایسے وہم وخیال مین وہی جاہل پھنستا ہے جو اللہ سے محجوب ہے اگر رنج کرنا ضرور ہے تو پھر مومن اوس ساعت پر محزون ہو جسمین اوسنے اللہ کو یاد نہین کیا ہے کہ یہ حزن محمود ہے یا نہ اوس ساعت کا نہین کیا کہ اسمین تعظیم ہے جناب الٰہی کی حزن کرنا قوات محبالست خداوند وقوف بین یدی اللہ جل وعلا پر شان ہے ہر محب کی ساتھ محبوب کے جسکو اس فوات پر حزن نہین ہوتا ہے اوسکو مقام محبت سے کچھ نصیب نہین ہے ۵

بی غم عشق تو صد حیف زعمری کہ گزشت	پیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم

حزن کرنا طاعات فوت شدہ پر محمود ہے واسطے بندہ کے جبتک کہ وہ محجوب ہے اور خلاف مختار خدا اختیار کرتا ہے پھر جب حجاب اوٹھہ جاتا ہے تو کوئی ایسی شئے نہین پاتا جو اوسکی قسمت مین تھی پھر اوس سے فوت ہوگئی ہو اسلئے کہ یہ عقلاً صحیح ہے نہ شرعاً شبلی رحمۃ اللہ علیہ حدیث امرمین کہتے تھے اللھم ان عذبتنی بشیء فلا تعذبنی بذل الحجاب حبیبا ونکا حال اکامل ہوگیا یون کہنے لگے الحمد للہ الذی حجبنی فی الوقت الفلانی عن شاھودہ فانہ تعالی ما حجبنی الا رحمۃ بی خوفا ان لا اقوم بادب الشھود کبھی کہتے تھے کہ مین رؤیت خدا نہین چاہتا پوچھا تو کہا انزہ ذلک الجمال البدیع عن رؤیۃ محدث مثلی انتھی ولکل مقام رجال فافہم +

دیگر ایک سنت اللہ کی یہ ہے کہ جب مین صبح وشام کرتا ہون اور میرے پاس کوئی شئے دنیا سے نہین ہوتی ہے تو میرے صدر کو انشراح ہوتا ہے اور جب کوئی دینار ودرہم صبح یا شام کو ہوتا ہے تو مجکو انقباض خاطر ہوتا ہے برعکس حال محبوب دنیا کے یہ خلق حضرت کے اخلاق مین سے ہے بیہقی نے روایت کیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا امسی عندہ شیء من الدنیا ولم تجد من یقبلہ من الفقراء والمساکین لایأوی الی بیتہ تلک اللیلۃ بل ینام فی المسجد انتھے مین بحمدہ تعالی ہمیشہ سے اسی حال پر ہون یہانتک کہ ۹۵ مین اللہ نے مجکو اطلاع دی کہ ہر انسان مین سوای انبیاء کے ایک جزء اضطراب واہتمام کا امر رزق مین ہوتا ہے اوس اضطراب سے وہ ساکن نہین ہوتا جب تک کہ اوسکے پاس کچھ طعام یا کوئی اور شئے دنیا سے نہین ہوتی ہے جس سے وہ محتاج الیہ کو خرید کرے اوس سال سے مین اپنے پاس کبھی کھانا کبھی کچھ نقد قریب یکصد نصف ونحو ذالک کے رکھنے لگا مگر نصاب سے کہ ایک جماعت سلف کی اسی مذہب پر تھی جیسے سفیان ثوری وسلیمان بن یسار وابوسلیمان دارانی امام شافعی نے فرمایا ہے تو اوس شخص سے مشورہ نکر جسکے گھر مین آٹا نہو یہ اسلئے کہ اوسکی عقل پراگندہ اور اوسکی تدابیر ناقص ہوگی انتھے ابراہیم بن ادہم نے جب ملک چھوڑ دیا لوگون نے اونکو ملامت کی کہا تو یعلم الملوک ما تحن فیہ لقاتلونا علیہ بالسیوف نافہم واعمل بذلک واللہ تعالی یتولی ھداک +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اللہ سے راضی رہتا ہون جبکہ وہ کسی معصیت کو مجھپر مقدر کرتا ہے جسطرح کہ حالت تقدیر طاعت مین اوس سے راضی ہوتا ہون لکن من حیث التقدیر نہ من حیث الکسب کیونکہ معاصی فاصد مقدمہ کفر ہوتی ہین یہی معنی ہین اس قول اہل سنت وجماعت کے کہ یجب الرضا بالقضا لا بالمقضی اور اس قول کے نؤمن بالقدر ولا نحتج بہ الیضاح اس رضا کا یہ ہے کہ بندہ جانتا ہے کہ اوسکا سید فعال لما یرید ہے وہ کچھ بندہ کی غرض پر توقف نہین کرتا اوسکا اختیار ہے کہ کبھی استعمال بندہ کا تقلیب مسک مین کرے اور کبھی تقلیب ذبل مین مسک مثل طاعات کے ہے اور ذبل مثل معاصی کے اور میزان شرع کی

ہاتھہ مین بندہ کے ہے ایک لحظہ وہ اوسکو باتہہ سے نہین دہرتا جب کوئی طاعت ہوتی ہے الحمد للہ کہتا ہے جب کوئی معصیت ہوجاتی ہے استغفر اللہ کہتا ہے علی خواص فرماتے تھے جو کوئی اللہ کے مقدورات مین تامل کریگا وہ اونکو غایت کمال مین پائیگا اور جان لیگا کہ اللہ نے جو بندہ پر معصیت کو مقدر کیا ہے تو کسی حکمت سے کیا ہے یا تو اوس بندہ کی آزمایش منظور ہے یا اسلیے کہ وہ اپنے اعمال پر عجب مین گرفتار تھا یا اون اعمال کے سبب سے اور مسلمانون پر تکبر کرتا تھا و نحو ذلک قال تعالی ویلوناهم بالحسنات والسیئات لعلهم یرجعون کتاب الحکم تاج الدین بن عطاء اللہ مین آیا ہے معصیة اورثت ذلا وانکسارا خیر من طاعة اورثت عزا واستکبارا شیخ جیلی نے فرمایا ہے لایقدح فی کمال الولی منازعته للاقدار الالاهیة اذ من شان الکامل ان ینازع اقدار الحق بالحق للحق یہ کلام نہایت نفیس ہے اسکے معنی یہ ہین کہ مردود نہین ہے جو راضی بالمعاصی ہو اور قدر کی حجت لائے مردود ہے جو مدافعت اقدار کرے تا آنکہ وہ قدر واقع نہونے پائے پھر اگر واقع ہوجائے تو اوسکا حق استغفار و توبہ وندم وخوف سے عطا کرے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کا مکروہ جاننا وقوع معاصی کو کچھہ قادح اللہ سے راضی رہنے اور اوسکے اقدار کے تسلیم کرنے مین نہین ہے بلکہ شرعا مطلوب ہے کیونکہ معاصی موجب سخط خدا ہین اور فرار کرنا سواطن سخط سے ماموربہ ہے فافہم واعمل بذلک

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین کسی شئے پر اپنی طاعتون سے سوا اللہ کے اعتماد نہین کرتا کیونکہ جو کوئی اللہ پر اعتماد نہین کرتا ہی اللہ آخرت مین اوسکو چھوڑ دیتا ہے واللہ ثم واللہ ثم واللہ مین نماز پڑھکر پھرتا ہون اور اپنی سب سے سخت نجل ہوتا ہون اوس سے بھی زیادہ کہ کوئی برا کام کرکے پشیمان ہوتا ہو اسلیے کہ نماز مین مجھسے سوء ادب وغفلت واقع ہوتی ہے اور مجھکو جرأت نہین ہوتی کہ مین اپنے رکوع یا سجود مین یون کہون اللهم لک سجدت اولک رکعت مگر اوسکے بعد یون کہتا ہون سجودا اور رکوعا استحق به الخسف والمسخ لولا عفوک وحلمک وشفقتک علی فلک الفضل الذی لم یخسف فی الارض ولم یمسخ صورتی انتہے بندہ اگر نظر کرے تو سارا تار و پود اپنا گناہ پائے بہ نسبت استحقاق جلال الٰہی کے سو جسکا یہ مشہد ہے وہ کب درمیان لوگون کے سر اوٹھا سکتا ہے شیخ اسمعیل بن سقری نے اپنے منظومہ مین فرمایا ہے ؎

ذنوبك فی الطاعات وهی کثیرة		اذا عدلت تکفیک عن کل زلة	
تصلی بلا قلب صلاة بمثلها		یکون الفتی مستوجبا للعقوبة	
صلاة اقیمت یعلم الله انها		بفعلك هذا طاعة کالخطیئة	

اس سے معلوم ہوا کہ جسکا مشہد طاعات مین یہ ہو تو وہ طلب ثواب سے غائب ہوگا بلکہ اوسکو جرأت طلب ثواب کی ہرگز اللہ پاک سے نہوگی وہ تو مثل اوس مجرم کے ہے جسکو بسبب کسی قتیل یا عمل رذل ومخجل کے ساتھہ کسی

عورت اسیر یا نخوذ لک کے گرفتار کر کے سامنے والی کے لائے ہین فاقصدوا اعمل علی التحلق
بہتر شد انتھی مین کہتا ہون جیسے شعرانی رح تھے ایسے لوگونکی دو رکعت نماز دوسرونکی لاکھہ رکعت نماز سے ہزار
درجہ بہتر ہوتی تھی کیونکہ سارے آداب وارکان ظاہر وباطن کے مع کمال حضور دل وکثرت خشوع ادا ہوتے تھے
جب وہ اپنی نماز کو ایسا لکھتے ہین تو اب مین اپنی نماز کا کچھہ حال نہین کہہ سکتا ڈر لگتا ہے کہ کہین ذکر کرنے سے
مجھپہ آسمان نہ ٹوٹ پڑے یا مین زمین مین نہ دھنس جاؤن یا میرا منھہ کالا نہو جائے یہ نماز کیا ہے یہ ایک ارکاب ہے
اکبر کبائر کا اللہ کا محض احسان ہے کہ اوسنے اپنے حلم وعفو سے ابتک چھوڑ رکھا ہے یہی حال بقیہ اعمال وافعال
کا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ +

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپہ یہ ہے کہ مین اپنے نفس کو منجملہ علماء زمان کے شمار نہین کرتا ہون بلکہ ہمیشہ علی الدوام
مجھکو اپنا جہل مشہود رہتا ہے یہ خلق اکبر نعم خدا سے مجھپہ ہے ورنہ اکثر لوگ اس خلق کا دعوی کرتے ہین اور وہ متفعل
ہین ناصح نفس کو چاہیے کہ اپنے نفس کا امتحان کرے اگر دیکھے کہ نفس اوسکا منشرح ہے ہر اوس چیز پر جو
اوس سے بنام نہاد علماء فوت ہوگئی ہے منجملہ وظائف ونقود کے تو جانے کہ وہ شہود جہل مین اپنے نفس کے
صادق ہے اسلئے کہ جاہل جب سنتا ہے کہ مثلاً بادشاہ نے کچھہ مال واسطے علماء کے مقرر کیا ہے تو اوسکے
جی مین یہ خطرہ نہین گزرتا کہ اوس مال مین سے کچھہ اوسکو بھی دیا جائیگا اسی طرح حال اس مقام کے صاحب کا ہے
انتھے مین کہتا ہون کہ بحمدہ تعالی میںنے بھی کبھی اپنے نفس کو عالم باللہ سمجھکر یا فقیہ ٹھیہ اکر آج تک کسی کو
فتوی نہین دیا اور نہ کسی استفتاء پر دستخط کئے ہان محبت اتباع سنت سے فقہ سنت وعلوم آخرت مین کتب
عربی وفارسی واردو کلام ائمہ دین ومزہرۂ محدثین وعلماء مسلمین وصوفیۂ متبعین سے تالیف کئے ہین وہ بھی
اپنے استفادہ کے لئے اولاً او واسطے افادہ کے ثانیاً اور اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ اگرچہ ہمنے ایک دفتر
گران کا ان علوم مین سے مطالعہ کیا ہے لکن ہم آپ کو بہ نسبت اون مولفین کے بالکل قاصر الفہم
اور جاہل سمجھتے ہین اور ہمکو ہر دم یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ کہین یہ تالیف دار آخرت مین ہمپر حجت نہو اسلئے
کہ توفیق عمل کی علم پر بالکل نہین ہے یا کوئی کلمہ یا مضمون خلاف مرضی خدا ورسول ہماری زبان یا قلم
سے نکلا ہو جو ہمارے لئے سبب وبال کا ہو جائے اللھم اغفر لی خواص فرماتے تھے من نظر فی علوم
السلف الصالح حکم علی نفسہ بالجھل ولم یحدث نفسہ قط بانہ من العلماء انتھی ابن السبکی
نے نقل کیا ہے کہ کتب خزانہ مدرسہ نظامیہ کے زمان حیات نظام الملک مین جل گئے تھے اونکو نہایت
شاق گزرا لوگون نے کہا ابن السعاد کاتبین کو سب علوم سوختہ لکھوا دینگے چنانچہ اونکے پاس آدمی بھیجا اونھون نے
تین برس کی مدت مین جو کچھہ تفسیر وحدیث وفقہ واصول ونحو ذلک سے جل گیا تھا سب لکھوا دیا اور اصحاب طبقات

نے نقل کیا ہے کہ حافظ ابن شاہین نے تین سو تیس مولف تصنیف کئے ہین ازانجملہ تفسیر قرآن کریم ایک ہزار مجلد مین ہے اور مسند ایک ہزار چھہ سو جلد مین اور جب آخر عمر مین حساب صرف سیاہی دوات کا حسّاب سے سمجھا تو ایکمن اڑا ئیسو رطل وزن شمار مین آیا بعض نے حکایت کیا ہے کہ شیخ عبد الغفار قوصی نے مذہب شافعی مین ہزار مجلد تالیف کئے ہین اور جلال الدین سیوطی نے نقل کیا ہے کہ شیخ ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہ نے چھہ سو مجلد مین ایک تفسیر تالیف کی ہے وہ خزانۂ نظامیۂ بغداد مین موجود تھی اور امام محمد بن جریر جو مدعی اجتہاد مطلق تھے بعد امام شافعی کے اونکو برابر بارہ شتر علم محفوظ تھا ابن السبکی نے کہا ہے کہ محمد بن انباری ہر جمعہ کو دس ہزار ورق حفظ کر لیتے تھے امام واحدی کو کتب علم سے برابر بارہ یکصد و بست شتر کے محفوظ تھا ایک غریب بات یہ ہے کہ محمد بن سینا کو ایک شخص نے عدم حفظ قران پر ملامت کی تھی اونھون نے ایک رات مین سارا قرآن یاد کر لیا حالانکہ اس سے پہلے سوائے فاتحہ و قل ہو اللہ احد و معوذتین کے کوئی سورت اونکو یاد نہ تھی وہ جو چیز سنتے فی الفور یاد کر لیتے اسی طرح امام شافعی نے فرمایا ہے ما سمعت شیئا قط و نسیتہ بعد ذلک اسی طرح علی بن ابی طالب نے کہا تھا کہ اگر مین چاہون تو تمکو ایک معنی بار مین اسّی اونٹ کا بار کرا دون لیث بن سعد کہتے تھے لو کتبت ما فی صدری ما وسعہ مرکب انتھے اب تو اپنے علم کو مقابلہ مین ان علوم کے جو علماء مذکورین کو دئے گئے تھے دیکھہ اور جنکا ذکر ہمنے اس جگہ نہین کیا ہے اگر تو اونکے علم کو پائے تو ایک قطرۂ بحر محیط سے جانے اور اپنے نفس پر حکم جہل کا کرے ایک امام بخاری تھے جنکی لونک زبان پر چھہ لاکھہ حدیثین تھین اونمین سے اونھون نے یہ کتاب صحیح جمع کی علی خواص نے فرمایا ہے من اراد ان یعرف مرتبتہ فی العلم فلیدر کل قول علمہ الی قائلہ ولینظر فی نفسہ فما بقی معہ بعد ذلک فھو علمہ الذی یبعث علیہ یوم القیامۃ و یثیبہ اللہ علیہ و یاجرہ و ما زاد علی ذلک فلہ ثواب حملہ یہ بھی کہا ہے کہ بندہ مقام کمال کو نہین پہنچتا ہے مگر جبکہ مذاہب مجتہدین روبرو اوسکے آنکھہ کے ہون اور شیخ ابراہیم متبولی نے کہا ہے کہ نزدیک ہمارے مرد طریق مین کامل نہین ہوتا ہے جب تک کہ اوسکو قدرت استخراج جمیع احکام قرآن کی جس حرف سے منجملہ حروف ہجا کے چاہے حاصل نہو انتھے فافہم ذلک و اعمل علی التحقیق بہ ترشد ٭

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ جو کوئی مدح میری مجالس مین نظماً یا نثراً کرتا ہے میری طبیعت کو اوس مدح سے سخت نفرت پیدا ہوتی ہے مجکو ڈر رہتا ہے کہ کہین رؤیت نفس اوس مدح پر لاحق نہو اور مین ہمراہ ہالکین کے ہلاک ہو جاؤن پہر مین بعد اسکے اللہ کا شکر کرتا ہون کہ اوسنے بعض السنہ کو میری مدح کے لئے مطلق کیا ہے حالانکہ مین مستحق اوسکا نہین ہون پہر مین اپنے نفس کی تفتیش کرتا ہون تو کبھی اوسکے اندر حب مدح کو کامل پاتا ہون اوس مدح سے ایک طرح کا اوسکو زہو و عجب حاصل ہوتا ہے اسکے فقیر پر مراعات

اس امر کی واجب ہے کیونکہ غالب مدح مجازفت وکذب سے خالی نہین ہوتی ہے شاعر کے قول پر خوش ہونا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ میںے کوئی الحکہ پاکیزہ تر رائحہ خالط فلان سے نہین دیکھا جبکہ وہ داخل خلا ہوتا ہے اور وہ شخص یہ بات سنکر خوش ہو حالانکہ اوسکی بدبو سے واقف ہے فھو الی السخریۃ به اقرب امام شافعی نے فرمایا ہے من مدحك بما لیس فیك فكذلك لا بدان یذمك بما لیس فیك علی خواص فرماتے تھے لیس فی حل من یمدحنی فی غیبتی او حضوری فان مثلی لو لطقت کل ذرۃ من جمیع الکائنات بلھجوہ لکان ذلك قلیلا انتھی مین بھی اپنی حقیقت ایسی ہی جانتا ہون اور مجھے معلوم ہے کہ جس کسیںے میری مدح کی ہے وہ جاہ ظاہری دیکھکر کی ہے نہ کسی اعتقاد علم وعمل کی وجہ سے اور میںے اگر اوسکو پسند کیا ہے تو اسلئے کہ بلاغت نظم ونصاحت الفاظ اچھے معلوم ہوئے نہ اسلئے کہ مین ممدوح ہون اور مجھمہ مین وہ اوصاف مفتری موجود ہین یہی حال تقاریظ کتب ورسائل کا ہے وھا انا اتوب الی اللہ من جمیع ذلك شیخ عبد القادر شطوطی نے فرمایا ہے لا ینبغی للعبد ان یفرح بما آتاہ اللہ من العلوم والمعارف والجاہ الا بعد مجاوزۃ الصراط وما ذا ینفع المدح لمن یسقط یوم القیامۃ من الصراط فی النار انتھی فافھم واعمل علی الخلق بہ ترشد واللہ یتولی ھدایك ✦

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ جس شخص سے مین ناخوش ہوتا ہون اگر کوئی شخص اوسکی تعریف کرتا ہے تو مین بھی اوسکی مدح مین شریک ہوکر ذکر خیر اوسکا کرنے لگتا ہون اور بشاشت وطلاقت وجہ ظاہر کرتا ہون تاکہ کوئی نکتہچین نہ کہے کہ مین متغفل ہون وفی ذلك من حسن السیاسۃ مالا یخفی علی عارف دوسرے اسمین سد باب غیبت ونمیمہ بھی ہے اس زمان مین جو مخالط مردم ہو اوسکو عقل وافر وسیاست عظیمہ درکار ہے ورنہ دشمن جو نقائص چاہیگا بیان کریگا ولھذا الخلق حلاوۃ یجدھا الانسان فی نفسہ اشد من حلاوۃ العسل فافھم ذلك ترشد ✦

دیگر ایک نعمت الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جو لوگ مواکب الٰہیہ مین حاضر ہوتے ہین جیسے قوام لیل یا موذنین یا ذاکرین خدا یا میقاتی مین اونسے بغض وعداوت نہین رکھتا نہ اونکو ستاتا ہون کیونکہ عنایت ربانیہ کبھی اونکو گھیر لیتی ہے تو ذنوب ماضیہ وستقبلہ اونکے معاف ہوجاتے ہین اور وہ اللہ کے دوست ٹھیر جاتے ہین سو جسکو اللہ چاہے اوسکو کون مکروہ ومبغوض رکھے اور ستائے اور اوس سے عداوت کرے ✦

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ جو کوئی میرے شیخ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتا ہے مین اوسکو دوست رکھتا ہون اور جو کوئی اونکو دشمن رکھتا ہے مین اوسکو دشمن رکھتا ہون یہ قیام ہے ساتھہ حق واجب اون دونون کے اور اگر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ مین اونکے اعداء کے ساتھہ اظہار محبت کرتا ہون تو اس لئے

کہ وہ اس محبت کی وجہ سے میری طرف مائل ہوتے ہیں اور سکو ادب اور نکے حق میں سکتا دون کچھ اونکی خیانت کی راہ سے یہ اظہار نہیں کرتا امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رح اور سعید بن جبیر رح اسی قدم پر تھے چنانچہ خلیفہ نے امام صاحب کو فتوی دینے سے منع کر دیا تھا ایک شب اونکے بیٹے نے اونسے مسئلہ پوچھا کہ اگر مسوڑوں میں سے خون نکلے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں کچھ جواب نہ دیا اور فرمایا اپنے چچا حماد سے پوچھ کیونکہ امام نے مجکو فتوی دینے سے روکدیا ہے میں اوسکی خیانت پس پشت اوسکے منکر ہونگا سعید بن جبیر کو حجاج نے قید کر دیا تھا اونکی اولاد روتی ہوئی دروغہ قید خانہ نے کہا تم اپنی اولاد کے پاس جاؤ میں اس امر کو مخفی رکھونگا کہا معاذ اللہ کہ میں خلاف اپنے ولی امر کے کچھ کروں اوسنے کہا حجاج ظالم ہے اوسکی اطاعت تمپر لازم نہیں ہے کچھ نہ سنا اور یہ کہا کہ اگر حجاج کو یہ بات معلوم ہو جائیگی تو وہ تجکو ستائیگا میں نہیں چاہتا کہ کوئی مسلمان بھائی میرے سبب سے ستایا جائے شعرانی کہتے ہیں ولم ار لھذا الخلق واعلا فی عصر ھی من اقرانی الا النادر انتھی میں کہتا ہوں شعرانی بظاہر منسوب طرف امام شافعی کے تھے مگر اونکے مقام وادب کو دیکھنا چاہئے کہ عدو امام اعظم کے عدو تھے یہی بات ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جو شخص کسی امام کا ائمہ اربعہ مجتہدین یا ائمہ محدثین میں سے دشمن ہو یہی اونکو دوست رکھے یا دشمن جانے اسلئے کہ سب ائمہ و سلف مقام ادب و حفظ مرتبہ میں ایک حکم رکھتے ہیں اور سب ہمارے پیشوا تھے ہمنے حق و باطل کو اونہیں کے طفیل سے تمیز کیا ہے ہم تک دین اسلام اونہیں کی سعی و جہد سے پہنچا ہے رضی اللہ عنھم اجمعین وعفا عنا جمیع مفوانا واللہ ارحم الراحمین آمین +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ میں طریقہ مالکیہ کا بہت ادب کرتا ہوں اسلئے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کو یہ امام پر شیخوخت حاصل ہے سو جسطرح ہمارے امام اپنے شیخ اور اونکے اتباع کا ادب کرتے تھے جیسے اشہب اور ابن القاسم وغیرہما کا اسی طرح اونکے مقلدین مذہب کو چاہئے کہ وہ اتباع امام مالک کا ادب کریں نووی رح نے بعض مالکیہ کے ساتھ جو شکی تھی مالکی نے اپنے غصہ کیا خفا ہوا اسنے کہا تو فرمایا ان امامہ شیخ امامی فالادب معہ کالادب مع امامہ انتھی ولم ار لھذا الخلق واعلا فی عصر من اقرانی الا القلیل فالزمہ واعمل علی التحقق بہ ترشد واللہ الھادی +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ میں اون لوگوں کا کہا نہیں کہتا ہوں جو اپنے مکاسب میں متہور ہیں خواہ وہ مجکو بلا کر کہا لیں یا میرے گھر جا کر اور اگر ہوا کا لیتا ہوں تو قے ہو جاتی ہے قبل اسکے کہ عروق میں منتشر ہو علامت متہورین فی المکاسب کی یہ ہے کہ وہ طرح طرح کے الطعمہ طیار کرتے ہیں اگر توزع کرتے تو نان خشک پر بھی قادر نہ ہوتے جیسے بنی ذریاتین ہو ظالمون کے ہاتھ سامان فروخت کرتے ہیں اور مکاسین اور رشوت خوار کہ قیمت ان اشیاء کی اونکے اموال سے لیتے ہیں حالانکہ مذہب متورعین میں کچھ فرق درمیان حرام و شبہہ کے

نہین ہے خواہ بواسطہ سے یا بلا واسطہ اور یہ جو بعض علما حنفیہ نے کہا ہے کہ ان الحرام لا یتعدی ذمتین سو اسکے معنی
ہینے شیخ شہاب الدین شلبی حنفی سے پوچھے تھے کہا ھذا محمول علی من لم یعلم بذلک اما من علم المکاس
مثلا باخذ من احد شیأ من المکس ثم یعطیہ لآخر ثم اخذ ذلک الآخر فھو حرام وازم ہ

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جو فقیر اس زمانے مین دنیا کو دین کے نام سے کہاتا ہی مین اوسکا طعام نہین کہاتا
خصوصا جبکہ وہ کوئی مولد کبیر کرتا ہے کیونکہ اوسمین وہ حلال وحرام کو نہین دیکھتا لوگ اگر اوسکے ساتھ اعتقاد صلاح
نرکھتے تو کبھی اوسکو کچھ نہ دیتے ومعلوم ان من یاکل الدنیا بدینہ اقبح ممن یاکلھا بدنیاہ فضیل بن عیاض
مکہ مین اونٹ پر پانی چشمہ سے لاکر لوگون کے گھر پہنچا تے اس مزدوری سے اپنا اور عیال کا قوت کرتے کسیسے کہا فلان
شخص نے حرفہ ترک کردیا اللہ نے اوسکو ضائع نہین کیا وہ اپنے رب کی عبادت پر متوجہ ہے فرمایا یہ ایسا شخص ہے
کہ کبھی اپنے دین کی وجہ سے روٹی سالن کہاتا ہے پھر فرمایا کان اکل الدنیا بالطبل والمزمار احب الی
من ان اکلھا بدینی انتھی علی خواص کو جب کوئی فقیر طرف طعام کے بلاتا جب تک معلوم نکر لیتے کہ وہ کونسی کسب
شرعی کہتا ہے جیسے تجارت یا زراعت یا صنعت تب تک اجابت نکرتے ایکبار طعام علی موالہ ایک شیخ کا کھایا تھا
فقے کرکے فاقہ کیا اعمل بذلک ونحمد اللہ الذی جعلنی کرہ طعام المعتقدین ؛

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین طعام نذور واعراس ومولدین وموتی وجمع وختام شہر نہین کہاتا مجھے یاد نہین کہ کبھی
مینے ایسا کہانا کہایا ہو مگر ایکبار جبکہ مینے اوسکو قے کردیا وجہ اسکی یہ ہے کہ ایسا طعام غالبا شبہ سے سالم نہین ہوتا ہے اور
نذر کے بارہ مین حضرت نے فرمایا ہے ان النذر لا یقدم شیئا ولا یؤخرہ وانما یستخرج بہ من البخیل او
کما ورد اور یہ بات معلوم ہے کہ طعام بخیل دار ہے نہ دوا خصوصا جبکہ کسی عورت نے اپنی کمائی سے تیار کیا ہو وقد نقدت
وصایا الاشیاخ رضی اللہ عنہم بالنھی عن الاکل من کسب النساء فی سائر اقطار ربنا لوامن رضی
لنفسہ بالاکل من کسب امرأۃ فامر فضوا امرہ فانہ لا یحی منہ شیئ فی الطریق مین کہتا ہون مراد اس
کسب سے رزق حلال ہے نہ مہر البغی کہ وہ قطعا حرام ہوتا ہے رہا حضرت علام کا گھر مین بعض عورتون کے مع اصحاب
کے جاکر کہانا سو ہو کچھ دنیا مین ہے وہ سب آپ ہی کی بالاصالت ملک ہے ہی ساری خلق آپ ہی کے رزق مین
سے کہاتی ہے انتقلے یعنی مخلوق کو حضرت کے طفیل مین رزق ملتا ہے نہ یہ کہ حضرت رازق یا مالک ہین ساری دنیا
کے کیونکہ سارا ملک اللہ کا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر
علاوہ اسکے حضرت ایسی چیز کے تناول سے معصوم ہین جو آپکے دین مین نقصان لائے رہے اطعمہ وسمعہ عرس
سو غالبا تکلف سے خالی نہین ہوتے فوق عادت وفوق طاقت اوسمین کہانا پکایا جاتا ہے اور شارع نے ہمکو اکل
طعام متکلفین ومتباہین ومتفاخرین سے منع فرمایا ہے مان باپ وغیر وعرس کے گھر کا سامان ہیکر یا قرض لیکر

کھانا طیار کراتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم اس عرس مین زیر بار ہو گئے یہ طعام ریا نہین ہے تو پھر کیا ہے اور لوگ کہتے ہین کہ فلان شخص کا کھانا بہت عمدہ طیار ہوا تھا اسی طرح طعام عزا وجمع وتمام شہر مین مفاخرت داخل ہوگئی ہے اور فطیر و بجیہ وسنبوسک وحلوا آرزو طیار کرتے ہین اس ڈر سے کہ لوگ عتاب کرین +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین طعام صنایعی نہین کھاتا ہون خصوصًا جبکہ وہ بوڑہا ہو کیونکہ وہ بڑی مشقت ومحنت سے کسب کرتا ہے مگر یہ کہ مین مکافات اوسکی قیمت سے کرون اسی طرح جو شخص کہ قرضدار ہے اور باوجود قدرت کے ادائی قرض مین دیر کرتا ہے یا قدرت وفای قرض کی نہین رکہتا ہے اوسکا طعام بہی نہین کھاتا کیونکہ طعام اول مین حق غیر ہے اور طعام ثانی مین احجاف ہے بلکہ اگر طیب خاطر سے بہی بلائے تو بہی مین قبول نہین کرتا اسلئے کہ وہ اس مسئلہ سے جاہل ہے +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین تنہا کھانے کو مکروہ رکہتا ہون جسطرح تنہا نماز پڑہنے کو بلا ضرورت مکروہ جانتا ہون تنہا اکل و تنہا نماز سے میرا سینہ تنگ ہو جاتا ہے حالانکہ شارع نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم ہمراہ جماعت کے کہائین جسطرح کہ نماز جماعت کا حکم فرمایا ہے اسمین ایتلاف قلوب وکثرت رزق ومدد و امثال امر شارع ہے صلعم +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین خادم کے ساتہہ مباسطت رکہتا ہون اگر اوسکو کہتا ہون کہ آمیرے ساتہہ کہا تو وہ ہیبت نہین کرتا میرے ہمراہ کہا لیتا ہے ورنہ اکثر خدام ہمراہ سادات کے نہین کہاتے اسلئے کہ وہ اپنے سید مین رائحہ کبر کا پاتے ہین اگر شہود رحمت ولیست کرین تو کیون اونکے ساتہہ نہ کہائین عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن ایک جوان کو بلایا کہ آمیرے ساتہہ کہا اوسنے انکار کیا یہ بیٹہہ کر رونے لگے اور کہا ولا اندعلم منی الکبر ما ابی انتھی +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ جب مین حج کو جایا کرتا ہون تو مجاورت مکہ سے بچتا ہون اسلئے کہ مین قیام کرنیسے ساتہہ آداب مجاورت کے عاجز ہون مکہ ایک خاص درگاہ ہے اللہ تعالی کی زمین پر اس ادب کا لحاظ اکثر علما و فقرا نہین کرسکتے عوام وجہال کا کیا ذکر ہے بلکہ مجاورت مکہ کو ایک بڑی نعمت جانتے ہین اور تفتیش آداب نہین کرتے ومن جالس الملوک بلا ادب جرّہ ذلک الی العطب ٥

حافظا علم وادب ورز کہ در مجلس شاہ		ہر کرا نیست ادب لایق صحبت نبود	

مثلًا ایک یہ ادب ہے کہ دل پر مجاور کے تا زمانۂ مجاورت مکہ خطرہ کسی معصیت کا نگذرے اگرچہ اپنی منزل مین ہو چہ جای مسجد الحرام کے پہر طواف ونماز کے اندر اور یہی یہ خطرہ بدتر ہوتا ہے کیونکہ یہ شخص اللہ جل وعلا کے دربار مین حاضر ہے جو سارے جہان سے اشرف تر ہے مگر تربت رسول صلعم سو جس شخص کو اپنی سلامتی

اس خطرہ سے معلوم نہو وہ کیون وہان اقامت کرے شیخ ابن العربی نے کہا شیخ سلیمان ذیلی پچاس برس مکہ مین رہے اونکے دل پر کبھی خطرہ سوء نہوا قرآن کریم مین فرمایا ہے ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم فقط ارادۂ ظلم پر وعید عذاب الیم فرمائی ہے اگرچہ وہ ظلم عمل مین نہ آیا ہو یہ مستثنی ہے اوس حدیث سے نزدیک بعض اہل علم کے ان اللہ تجاوز عن امتی ما حدثت بہ انفسہا ما لم تعمل پر جسطرح کہ کتب اصول مین مقرر ہے اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عباس مکہ مین نرہے طائف مین جا بسے حالانکہ اونکا مرتبہ اولیا سے کہین بڑہکر تہا وہ بنسبت اولیا کے وقوع فی المعاصی سے محفوظ تر تہے امام مالک وشعبی مجاورت مکہ کو مکروہ کہتے ہین اور فرماتے ہین ما کنا ولبلد تضاعف فیہا السیئات کما تضاعف الحسنات ویؤاخذ الانسان فیہا ما لا یؤاخذ بہ فی غیرہا انتہی دوسرا ادب یہ ہے کہ وہان مدت اقامت تک رزق حلال کمائے خواہ کوئی حرفۂ شرعیہ کرے جسطرح فضیل بن عیاض وسفیان بن عیینہ وابراہیم بن ادہم کرتے تہے یا اللہ کی طرف متوجہ ہوکہ وہ اوسکے لئے حلال درمیان سے فرش حرام ودم شبہات کے استخراج کرے وسیر زقہ من حیث لا یحتسب کطعام الانبیاء والاولیاء کیونکہ جو حلال نہین کہاتا ہے اوسکا دل سخت وغلیظ وتاریک ہوکر دخول حضرت الٰہیہ سے محجوب ہوجاتا ہے وہ ایک لحظہ اوس بارگاہ عالیجاہ مین ٹہیر نہین سکتا پہر زیادہ دیر تک توقف کرنے کا کیا ذکر ہے اس طرح کے اور بہت آداب ہین جنکو شعرانی رحمہ اللہ نے اس جگہ ذکر کیا ہے سو وہ سکو ان آداب کے بجالانے پر قدرت ہو وہ مجاورت کرے والا فلا شعرانی رحمہ کہتے ہین مینے اہل مصر کو سنا کہ حق مین ایک شخص مقیم مکہ کے اونہون نے کہا ہنیئا لفلان ترک الدنیا واستراح جب مین ۹۵۳ مین حج کو گیا حرم مین بیٹہا تہا کہ اوس شخص نے ایک شخص سے جو مدینۂ رسول صلعم مین تہا استغاثہ کیا مینے اوس سے کہا اگر اہل مصر جان لین کہ تو اس امر مین پڑا ہے ہرگز تمنا نکرین کہ وہ تیری جگہ پر ہون تو یہان حرم شریف مین ایک شخص سے منجملہ حیران رسول خدا صلعم کے استغاثہ کرتا ہے تجھے اللہ ورسول سے شرم نہین آتی تو نے کیا حاصل کیا وکذلک ونعلی مع شخص آخر فی ایجیر تحت المیزاب فصار یستغیث بالشریف عبد الرحیم البیروتی فقلت لہ قم واخرج من الحرم کیف تستغیث ولا در رسول اللہ صلعم فی حضرۃ اللہ تعالی واللہ ان البہائم احسن حالا منک انتہی یہ حکایات دلیل ہین اس بات پر کہ بہت لوگ حرم شریف مین بہی اپنے شرک سے نرہین چوکتے پس جبکہ ۹۵۳ ہجری مین یہ عموم شرک وعدم نہی عن المنکر موجود تہی تو اب ہم اپنے عہد شرک مہد کو کیا روئین کہ اوس حال پر ساٹہ برس سے کچہ زیادہ زمانہ گذر چکا ہے اور ہم ساحل ساعت پر آلگے ہین ہمراہ ابو العباس غمری رحمہ کے چودہ اولیا نے حج کیا تہا پہر اونسے اذن مجاورت مکہ مکرمہ چاہا فرمایا ان قدرتم علی ادبہا فجاوروا پہر کچہ آداب بیان کئے کسیکو

قدرت مجاورت کی ہو ئی واللہ الہادی +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین تنگیٔ دنیا پر بہت سا شکر کرتا ہون جسطرح کہ اوسکی وسعت پر شکر گذار ہوتا ہون بلکہ یہ شکر اولیٰ تر ہے اسلئے کہ جب دنیا مجھسے روک لیجاتی ہے تو مین مقتدی انبیاء و اصفیاء کا ہوتا ہون اور جب دنیا کی کشایش ہوتی ہے تو پہ یروی وتعلبہ کا ٹھہرتا ہون فالتاسّی بالانبیاء والاصفیاء فی الفقر اسلم عندی من توسعۃ الدنیا وانفاقہا واقل حسابًا وقد قال السلف الصالح یا طالب الدنیا التبرّبہا غیرك تترکك لہا ابرا انتھی وقال الجنید رح خلوالبیداسرق للعبد عند اللہ من توسعۃ الدنیا علیہ ولونوی بہ التصدق انتھی وقال الفضیل بن عیاض اذا احب اللہ عبدا حماہ من الدنیا واذا ابغض عبدًا وسّع علیہ دنیاہ وشغلہا عنہ پھر اگر بے سوال تحویل کئے ہوئے نہ بنے اور کوئی غرض منجملہ اغراض شرعیہ کے ہو تو یون کہے اللھم وسع علینا الدنیا ان کان لنا فی ذلك مصلحۃ او ضیقہا علینا ان کان فی ذلك مصلحۃ جسطرح کہ طلب موت وحیاۃ مین کہا جاتا ہے اسکے بعد اگر دنیا آئیگی تو انشاء اللہ تعالیٰ اوسمین خیر ہوگی کیونکہ ہمنے تفویض امر کی طرف اللہ تعالیٰ کے دونون حال مین کردی ہے اور آپنے اختیار کو اللہ کے اختیار مین فنا کردیا ہے صالحین کا تجربہ ہے کہ جسکے پاس دنیا زیادہ ہوتی ہے اوسکی غفلت بھی اللہ سے زیادہ ہوتی ہے ہان جسکے حق مین توسع دنیا مذکور ہے ہو اور وہ اللہ کا شکر بجالائے تو یہ توسع واسطے اوسکے اولیٰ و اعلیٰ ہوگا لیکن یہ مقام خطر کا ہے اس جگہہ سوا انبیاء و کمل اولیاء کے کوئی دوسرا ٹھہر نہین سکتا ۵

بادہ نوشیدن و ہشیار نشستن مہلست	گر بدولت رسی و مست نگردی مردی

ولذلك اختار العقلاء کلہم التقلل من الدنیا والزھد فیھا تبعًا لرسول اللہ صلعم وثم مقام رفیع و مقام ارفع والسلامۃ مقدمۃ علی الغنیمۃ فاقدم واعمل علی التخلق بہ ترشد +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین جسکے ساتھہ کچھہ سلوک واحسان کرتا ہون وہ میری نظر مین تھوڑا نظر آتا ہے اور شہود اپنے فضل کا اوسپر نہین کرتا مثلاً اگر کسی کو مین ایک ہزار دینار زردون تو وہ زر اور ایک مشت خاک اوسکو دنیا نزدیک میرے برابر ہے مین دیگر پھر التفات نہین کرتا کیونکہ میری نظر اوس معنی پر ہے جو حدیث مین آئے ہین کہ دنیا نزدیک اللہ کے برابر ایک پر لیشہ کے بھی نہین ہے ورنہ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی کا اوسمین سے نہ دیتا تو یہ پر لیشہ جو سارے اہل ارض پر تفریق کیا گیا ہے کیا چیز ہے کہ مین اوسمین سے کچھہ دیکر منت رکھون یا اوسکا ذکر کرون یا اوسکی طرف ملتفت ہون اور اوسکو عطا سمجھون وھذا خلق غریب فی ھذا الزمان لا یوجد الا فی الفقراء الصادقین کیونکہ فقیر صادق قدم ملوک پر ہوتا ہے شہامت نفس و کرامت ذات مین اوسکا مقام اس سے جلیل تر ہے کہ وہ طرف عطا کے التفات کرے فاعمل بذلك واللہ یتولی ھداك +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مخفی صدقہ دینے پر میرا سینہ کشادہ تر ہوتا ہے بہ نسبت جہر بالصدقہ کے مگر یہ صدقہ فرض ہو یا واسطے کسی غرض صحیح شرعی کے ہو یہ اسلئے کہ صدقہ مخفیہ معلانیہ پر بہتر گنا ہوتا ہے لیکن مجکو کچھ یہ مضاعفت اس امر پر باعث نہین ہوتی ہے کیونکہ مین اللہ کے ہوتے ہوئے کسی شئے کا دارین مین مالک نہین ہون بلکہ امتثال امر شرع کرتا ہون اور شارع نے اعلان زکوۃ فرض پر حث کیا ہے مثل نماز کے کقولہ تعالی اقیموا الصلوۃ و اٰتوا الزکوۃ اور حضرت کے پاس جب مال آتا مسجد مین جمع کرکے سب فقرا و مہاجرین و انصار کو دیتے خواہ طعام ہوتا یا زر و سیم ہمارے شیخ الاسلام نہ کہ یا صدقہ مین اتنا اسرار کرتے کہ لوگ اونکو بخیل خیال کرتے حالانکہ مین دس برس تک اونکے پاس اوٹھا بیٹھا علماء مصر مین اونسے زیادہ کوئی صدقہ دینے والا نہ تھا جب کسی کو کچھ دیا چاہتے کہتے آؤ مصافحہ کرین کہ سنت ہے اور اوسکے کفدست مین چپکے سے رکھدیتے اور اگر کوئی شخص بیٹھا ہوتا تو اوس سے کہتے کہ تم پہر ہمارے پاس آنا ہمکو تمسے کچھ کام ہے وھذا الامر لا یثبت فیہ الا من صدق مع اللہ تعالی و عامل مخلصا علی خواص فرماتے تھے ایک صورت صدقہ سترکی یہ ہے کہ تو کسی شخص سے، کچھ چیز خرید کرے اور قیمت سے زیادہ کچھ اوسکو دے یا کسی کے واسطہ سے خرید کرے اور وکیل سے، کہدے کہ قیمت سے زیادہ کچھ دیدینا ولیس فی مسائل الاخفاء اخفی من ھذا ولا ممن اعطی صدقتہ لعامل السلطان فان الفقیر لا یعلم من ھو المتصدق علیہ علینا ابدا فافہم و اعمل بذلک ترشد +

باب فی جملۃ اخری من الاخلاق

ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ جب مین سفر حجاز و نحوہ سے پھر کر آتا ہون اور کسی کو کوئی ہدیہ دیتا ہون تو میرا نفس شغف طلب مکافات کی اوس ہدیہ و تحفہ وارمغان و رہ آورد پر نہین کرتا اور اگر معلوم کرلیتا ہون کہ وہ اہتمام عوض مین ہے تو اوسکو اطلاع دیدیتا ہون کہ مینے عزم کرلیا ہے کہ مین اسپر مکافات نہ لونگا تاکہ دل اوسکا تعب سے راحت مین ہوجائے ورنہ بعض لوگ حلف کرتے ہین کہ ہم طالب مکافات نہین ہین حالانکہ یہ حلف اونکا ریا و سمعہ سے ہوتا ہے انتہے مین کہتا ہون اللہ نے فرمایا ہے ولا تمنن تستکثر یہ صریح نہی ہے اس بات سے کہ منت رکھکر زیادہ لے اوسکو واسطے استکثار کے کچھ دے وما توفیقی الا باللہ +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جو شخص میرے اخوان مین سے متقی ہوکر متغیر و متبدل ہوجاتا ہے اور بعد صلاح کے فاسق شریر بنجاتا ہے مجکو اوسپر بہت رحمت و شفقت آتی ہے کیونکہ وہ بسبب اس لغزش کے زیادہ تر ہمارا محتاج ہے فالاعوج اولی بالرحمۃ من المستقیم لاسیما ان صار یحط فی اخوانہ

الذین فارقہم الی شیخہ الذی فارقہ فانہ تجب مداواتہ والا فذھب دینہ بالکلیۃ انتھی
غرضکہ فقیہ وہ ہے جو دل سے کام کرے نہ ہاتھ و زبان سے شیخ جیلی نے فرمایا ہے کل الطیور تقول ولا تفعل والیاسمی یفعل ولا یقول ولذلک کانت الملوک سدۃ یجلس علیہا انتھی +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین کفران نعمت پر کسی شخص سے قطع برّ و احسان نہین کرتا کیونکہ مین سمجھتا ہون مجھ کمینہ پر فضل کسی پر نہین ہے مین تو اللہ کے امر مین متعمل ہون کچھ خود عامل نہین ہون علی خواص فرماتے تھے اعظم الناس اجرا من یحسن الی من لا یشکرہ اولی من یؤذیہ من الاعداء انتھی ۵

بدی را بدی سہل باشد جزا		اگر مردمی احسن الی من اسا	

اور یہ بھی فرماتے تھے من اراد النصرۃ علی اعدائہ فلیحسن الیہم ولیتامل الذی یعاقب ولدہ او عبدہ مثلا یقطع الاحسان الیہ نفسہ یجد الحق تبارک وتعالی یرزقہ لیلا و نہارا سرا و علانیۃ من حیث لا یحتسب فیجب علی العبد ان یعامل عبید سیدہ کما یعامل سیدہ من الحلم والعفو والصفح وعدم المعاجلۃ بالعقوبۃ فان الامر الواقع لمن یعاقب ولدہ مثلا یقطع رزقہ انما ھو من حیث قصدہ ھو لا فاعبد لا یقدر ان یرزق نفسہ انما اللہ تعالی غیرہ ایاہ انتھی فافہم واعمل بہ

چہ جرم دید خداوند سابق الانعام		کہ بندہ در نظر خویش خوار میدارد	
خدائی را ست مسلم بزرگی و الطاف		کہ جرم بیند و فرمان برقرار می دارد	

قرآن کریم مین فرمایا ہے ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم لیکن جو یہ مقام سخت مشکل ہے اور ہر کسی کا کام نہین کہ اس منزل مین قدم رکھے اسلئے بعد اس ارشاد کے یون فرمایا وما یلقاھا الا الذین صبروا وما یلقاھا الا ذو حظ عظیم سو جو شخص دشمن کی ایذا پر صبر کرے اور عوض عداوت کی موالات بجا لائے وہ بڑا بختاور صاحب نصیب ہے جس کتاب عزیز اللہم وفقنا وارحمنا +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین بلی کتے کو اور سگ کو شہ مرغ مین سے جو سامنے پیرے ہوتا ہے دیکر خوشدل ہوتا ہون جب دیکھتا ہون کہ وہ اپنا سر اونچا نیچا کرتے ہین اور مین کہا نا کہاتا ہون بلکہ کبھی پوری مرغی دیدیتا ہون جبکہ اونکو بھوکا پاتا ہون اور اگر وہ کچھ اچک لیجاتے ہین تو اوسکو نہین چھوڑاتا اور نہ کسیکو چھوڑا دیتا ہون بلی جو ہمارے ساتھ سے مثلاً مرغی کو اوچک لیتی ہے تو اسی لئے کہ اوسکو ہمارے بخل و شح کا تجربہ ہو چکا ہے وہ دیدیتی ہے کہ ایک شخص ہم مین کا ہڈی کو یہانتک نوچتا ہے کہ اوسپر کچھ گوشت پوست باقی نہین چھوڑتا تو جب وہ ہمارے احسان کرنیسے اپنے ساتھ مایوس ہو جاتی ہے حالانکہ اوسکی اقامت

ہمارے پاس اس گمان پر بیٹھی کہ ہم مین کرم و تبر ہے اور ہم اوسکے سامنے کچھ ہڈی وغیرہ ڈالدینگے اور وہ ہمارے سامنے اوسکو کھائیگی تب کہین وہ کچھ خطف کرتی ہے اوسکو فہم امور کا ہے لکن نطق سے عاجز ہے بعض محققین نے کہا ہے ان البھائم ما سمیت بھائم الا لابہام امرھا علینا کالابہام الامور علیھا نا مل للعنکبوت والنحل فانھا تطلعک علی ان للحیوانات تدبیرا و سرویۃ بالھام من اللہ تعالی وان لم تکن کلفۃ انتھی علی خواص اپنی عیال کو وصیت کرتے کہ بلی کو کھانا دیا کرو خصوصاً نہار رمضان مین اسلئے کہ لوگ دن کو نہین کھاتے ہین تو اوسکو یہی کھانے کو کچھ نہین ملتا اوسکی مصلحت ضائع جاتی ہے بلکہ مینے اونکو دیکھا کہ وہ چوہیٹون کو آہستہ آہستہ گھات یا ریزہ ہائے نان اونکے سوراخون کے دروازے پر ڈالتے تھے اور رکھتے تھے ہم انکو نکلنے سے واسطے سعی کے قوت پر مع رفقہ کے بے نیاز کرتے ہین کیونکہ یہ اسی ارادہ سے نکلتے ہین کہ بے کچھ لئے نہ پھرین اور اپنے نفس کو واسطے وقوع حافر یا نعل کے عرض کرتے ہین کبھی دب کر مرجاتے ہین کبھی انکے ہاتھہ پاؤن ٹوٹ جاتے ہین یا اضلاع مین چوٹ لگتی ہے تو ایک زمانۂ دراز تک بیمار رہتے ہین اور اوس قدر دکھہ کھینچتے ہین کہ اگر ہم مین کسی کا ہات یا پہلو ٹوٹ جاتے تو وہ اوس قدر مقاسات الم نہین کرتا ہے کہ سات ماہ یا زیادہ تک صاحب فراش ہو ہمکو یہ بات پہنچی ہے کہ امام غزالی رح کو بعد موت کے دیکھا پوچھا کہ اللہ نے تمہارے ساتھہ کیا کیا کہا مجھے بخشدیا بسبب میرے صبر کرنے کے کتابت سے جبکہ کوئی مکھی قلم پر بیٹھکر سیاہی پیتی جب تک کہ وہ پیکر خود نہ اوڑ جاتی تب تک مین لکھنے سے باز رہتا قال الشعرانی ما احتقرت شیئا من الاحسان الی الدواب والحیوانات التی لم یامر الشارع صلعم بقتلھا انتھی علی خواص فرماتے تھے کہ اگر تمہارے پاس کچھہ شکر و شہد ہو تو اوس کو دروازۂ سوراخ مور چہ پر گرادیا کرو یا اونکی راہ مین رکھدیا کرو تاکہ آسانی سے اونکو رزق ہاتھہ آئے جو کوئی کسی حیوان پر رستہ پہنچنے کا طرف اوسکے رزق کے مشکل کرتا ہے اللہ اوسپر طریق اوسکے رزق کا دشوار کردیتا ہے جزاء وفاقا عدل الٰہی کا یہی حکم ہے فراعلم ان اولی الناس بالعمل بھذا الخلق حملۃ القرآن والعلم لان الناس یقتدون بھم فی ذالک ولا ینبغی لھم ان یترکوا الاحسان الی الدواب والخلق الا بطریق شرعی بعض محدثین نے تربیت گربہ کو مستحب کہا ہے یہ مستدعی ہے اس بات کو کہ اوسکو کھانا پینا دیا جائے اوسپر بخل نکرین کیونکہ احسان کرنا مستحب ہوتا ہے فافہم ذالک واعمل علی التخلق بہ ترشد وباللہ التوفیق ✦

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین وقت اکل و شرب کے ہمراہ خدا کے حاضر دل رہتا ہون میرا مشہود یہ ہوتا ہے کہ یہ اللہ کا فضل ہے مجھپر مین ایک ذرہ کا مستحق نہ تھا بلکہ جو حق واجب اس رزق کا ہے مین اوسکو بجا نہین لاسکتا ہون پھر اگر کبھی مین اس مشہد سے غافل ہوکر کھاتا یا پیتا ہون تو اسقدر استغفار کرتا ہون کہ میرے گمان پر یہ بات غالب ہوجاتی ہے کہ اللہ نے اپنے فضل سے میری استغفار قبول فرمالی اور ایکبار کی استغفر اللہ کہنے پر

بس نہین کرتا اسلئے کہ ہمسے لوگون کو استغفا مین حضور نہین ہوتا مگر بعد ستر بار یا زیادہ استغفار کرنے کے علی خواص نے فرمایا ہے طعام مثل نماز کے ہے نماز اسی لئے مشروع ہوئی ہے کہ بندہ ہمراہ اپنے رب کے دل سے حاضر ہو سو یہی حکمت مشروعیت اکل و شرب مین ہے کہ بندہ ہمراہ اوسکے جسنے اسکو طعام و شراب دیا ہے حاضر ہو واعلم اللہ وما اظن احدا علی الحضور مع اللہ تعالی حال اکلہ وشربہ الا اورثہ اللہ القناعۃ والزھد فی الدنیا وکفاہ شرنفسہ شیخ افضل الدین فرماتے ہین ان شکر المتلبسین بالنعمۃ اعظم من شکر من یرجوھا قبل ان یتلبس بھا انتھی اب آس خلق پر عامل ہونا چاہیے جو کوئی اسپر مواظب ہوگا تو یہ خلق اوسکی عادت ہو جائیگی کودیر سے ہو پھر بے تکلف حاضر ہا کریگا ہمنے کوئی چیز اس سے زیادہ لذیذ نہین دیکھی کہ وقت اکل کے دل ہمراہ خدا کے حاضر ہو اور نہ اقل اللذۃ تراس سے کہ وقت اکل کے غافل ہو علی خواص نے کہا ہے ما ادمن احد الحضور مع اللہ الا قل اکلہ وصار تکفیہ اللقمۃ واللقمتان انتھی فاعمل علی التخلق بہ ترشد ان شاء اللہ تعالی +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ اگر مین کسی کی ملاقات کو جاتا ہون اور وہ مجھکو اذن داخل ہونیکا نہین دیتا ہے عالم ہو یا صالح یا امیر یا اور کوئی تو مین متکدر نہین ہوتا اگرچہ پس باب سے یہ سنون کہ بئس من جاء یا فلان سے کہدو کہ وہ شخص یہان نہین ہے یا اسوقت کام مین ہے خالی نہین ہے یا دروازہ بند کرلو کہ وہ اندر نہ آئے یا مانند اسکے یہ خلق غریب ہے کہ لوگ اسکے ساتھ متخلق ہوتے ہین ورنہ اکثر لوگ متکدر ہو جاتے ہین حالانکہ یہ ایک جمل عظیم ہے ساتھ قرآن کے کیونکہ اللہ تعالی نے جو اصدق القائلین ہے یون فرمایا ہے وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم سو جس چیز کی نسبت اللہ تعالی نے یہ شہادت دی ہو کہ وہ ازکی ہے واسطے عبد کے تو پھر اوس سے متکدر ہونا کب لائق ہے ولہذا یہ خلق اوسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جسنے ہاتھہ پر کسی شیخ صادق کے ریاضت کی ہے یہانتک کہ رعونت اوسکی جاتی رہے یا جذبۂ الٰہیہ اوسکو حاصل ہوا ہے ورنہ اکثر لوگون کو تکدر خاطر بسبب عدم فتح باب لازم حال ہوتا ہے پھر وہ مجالس مین اوسکی مجو کرتا ہے بلکہ بعض جاہل یون کہنے لگتے ہین کہ تم ایسے شخص کے لئے دروازے کا نہ کھولنا کب اوسکو زیبا تھا گدا آنے والے کا ایک حق صاحب خانہ پر ثابت کرتے ہین اوسکو یہ بات سنکر اور زیادہ غیظ آتا ہے بسبب حماقت کے کاش یہ لوگ اوس سے یہ بات کہتے کہ تیرا خفا ہونا صاحب خانہ پر حمق ہے اسلئے کہ اللہ نے اختیار اس امر کا صاحب دار کو دیا ہے نہ تجکو اگر تجکو اختیار دیا ہوتا تو صاحب دار کو اس کہنے سے کہ یہہ جانہی فرماتا ایک بار ایک شخص جو مدعی علم تھا آیا مینے دو آپی تھی لوگون نے اوس سے کہا کہ اوسنے دو آپی ہے کچھہ نہ سنا اور دروازے کو اس زور سے کھڑکھڑایا کہ مین سخت مشوش ہوا کیونکہ دق باب فقیر پر مثل ضرب تیغ کے ہوتا ہے اس بات کو ارباب بصیرت

جو اپنے دلون سے ساتھہ اللہ کے حاضر رہتے ہین پہچانتے ہین وہ شخص بعد چند روز کے بغیر میری بد دعا کرنیکے اندھا ہوگیا قدرت الٰہی کو اوسپر غیرت آئی ٭

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ اگر مین حرام یا شبہ کا مال کھاتا ہون تو خواب یا بیداری مین مجکو تنبیہ کردیجاتی ہے اسکے تین علامتین ہوتی ہین ایک یہ کہ شرع کو اوس طعام پر اعتراض ہو اس جہت سے کہ اوسپر ہاتھہ کسی غیر کا تھا دوسرے یہ کہ اپنے دل مین ظلمت اور اپنے پیٹ مین گرانی پاتا ہون گویا شکم مین ایک پتہر رکھا ہے تیسرے یہ کہ خواب سے جاگ ایک ساعت تک مخبوط العقل رہتا ہون مثل سودا خوار کے اور اکثر مین ایسے طعام کو قی کردیتا ہون انمین سے اگر ایک علامت چوک جاتی ہے تو دو علامت دیگر ضرور ہوتی ہین چونکہ اللہ نے ابتک مجکو طعام فلاحین و مکاسین و ظلمہ سے بچایا ہے ایک علامت شبہ کی یہ ہے کہ دل اوس طعام کے کھانیسے نفرت کرے **لقولہ صللم** استفت قلبك ولو افتاك المفتون لقمۂ حرام و شبہہ کو قلوب خلائق مین بحسب اختلاف طبقات و مراتب اثر عظیم دیتا ہے عوام مین یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اعمال مذمومہ مین جنکی عادت اونکو نہ تھی گرفتار ہوجاتے ہین طلبہ علم و طریق مین یہ اثر ہوتا ہے کہ اونکے دل مین قسوت اور طبیعت مین ثقل آجاتا ہے متوسطین مین یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ مصالح دارین کے نفع سے غفلت مین پڑجاتے ہین کاملین مین یہ اثر ہوتا ہے کہ اونکو کثرت سے خواطر گھیرتے ہین جنمین کچھہ منفعت نہین ہوتی ہے مکملین مین یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ دخول حضرت الٰہی سے ممنوع ہوجاتے ہین یہانتک کہ نمازمین بھی دل اونکا حاضر نہین ہوتا واللہ اعلم بالموفق ٭

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین طعام شبہہ مہمان کو نہین کھلاتا اگرچہ وہ مجھسے طلب کیون نکرے کیونکہ مومن ادیان و ابدان البشر پر موتمن ہے اور جو شخص طالب طعام یعنی بود و عقل مین مثل طفل کے ہے اسی طرح مین واسطے مہمان کے کچھہ تکلف نہین کرتا و لہذا کسی مہمان سے مین ملول نہین ہوتا ہون اگرچہ ہزار نفر آجائین اور جو شخص لوگون کے لئے تکلف کرتا ہے وہ اونکی ملاقات کو مکروہ رکھتا ہے ایک قوم نے مہمانون کے لئے تکلف کیا تھا انجام کار اونکا افلاس و ضیق معیشت ہوا اور کیون نہو تا کہ اونہون نے واسطے غیر خدا کے ریا و سمعہ سے کھلایا اگر اللہ کے لئے مہمانی کرتے تو مفلس نہوتے اللہ اونکے ہاتھہ پر ارزاق خلائق کو مرتے دم تک جاری رکھتا اور کئی گنا بدل سے زیادہ دیتا واللہ الہادی ٭

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جب مین ولیمہ عرس یا ختان یا سلامت من المرض و نحو ذلک کرتا ہون تو اپنی جان پہچان کے لوگون کو اوسکی خبر نہین کرتا اس ڈر سے کہ کہین کوئی میری بد خرچی اوس تقریب مین نکرے اور اوسکی نیت صالحہ نہو بلکہ اگر کوئی خبر کرنا چاہتا ہے تو اوسکو باز رکھتا ہون جب کھانا ہو چکتا ہے تب کسیکو معلوم ہوجائے تو ہوجائے وھذا الخلق عزیز قل من یتنبہ لہ من الفقراء ٭

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین کسی کافر کے اشارہ سے دوادار دنہین کرتا کیونکہ شرعاً قول اوسکا لائق اعتماد کے نہین ہے رقل من یسلو من ذالک فی ھذا الزمان علی خواص فرماتے تھے ضمنہ اوسی مین یا اشارہ کافر ایک نکتہ ہے جو اکثر علما پر مخفی ہے پہر غیر کا کیا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ اگر اتفاقاً مطابق اشارہ اوس یہودی کے مثلاً شفا ہوگئی تو یہ بیمار پہر اوسکو اپنے دل سے دوست رکھنے لگتا ہے اوسکا دشمن نہین رہتا حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذ واعدی وعدو کم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ شیخ محی الدین بن عربی نے فرمایا ہے اللہ نے لفظ عدو کم کہا اور لفظ عدو ی پر اکتفا نہ کیا یہ اسلئے کہ اکثر لوگ مودت کفار بسبب تنہا اوسکے عدو خدا ہونیکے منزجر نہین ہوتے ہین اسلئے عدو کم فرمایا تاکہ ہمارے لئے کوئی عذر مودت کافر مین باقی نرہے انتہے فاعمل علی التحقیق یرحمک اللہ یتولاک ویرینی برک فیما اراک الحمد للہ کہ مجھے بھی یاد نہین آتا ہے کہ مینے اپنے مرض مین صغرسن سے آجتک کسی غیر مسلم کا علاج کیا ہو قطع نظر اسکے کہ وہ مرتبۂ غیر مسلمیز مین شبہ حرمت یا نجاست کا ہوتا ہے ✤

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جو بلایا وہ من مجھپر آتے ہین شہود میرا اونمین یہ ہے کہ وہ کچھہ اسلئے نہین نازل ہوئی کہ اللہ کو مجھسے بغض ہے بلکہ یہ ایک طرح کی محبت ہے اللہ کے ساتھہ مری جس طرح کہ احادیث مین آیا ہے سوای معاصی کے کہ اللہ اونمین اوسی شخص کو مبتلا کرتا ہے جسکو مکروہ رکھتا ہے صاحب اس مشہد کا سارے آلام کو اللہ کی طرف سے ایک تادیب و مصلحت جانتا ہے جیسے آدمی واسطے صحت کے دوای تلخ پیتا ہے کیونکہ صاحب بلا مین حال سے خالی نہین ہوتا ہے یا تو کفارۂ خطایا ہے یا رفع درجات ہے یا عقوبت بے گناہ گزشتہ پر وباللہ التوفیق ✤

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین مدت مرض اور اوقات تحمل مصائب زمان مین ہاتھہ سے اخوان کے اور دون مرجانے کسی ولد کے و نحو ذلک نماز پڑہنے سے اول وقت نماز مین غفلت نہین کرتا وھذا من اکبر نعم اللہ تعالی علی ورنہ بہت سے لوگ تو ایسے دون مین مرے سے نماز ہی ترک کردیتے ہین یا بے وقت پڑہتے ہین مین شدت مرض مین ہوتا ہون کہ وقت نماز کا آتا ہے مجھسے الم خفیف ہوجاتا ہے اور جب تک نماز سے سلام پھیرون تب تک ہوشیار رہتا ہون حضرت نماز مین کھڑے ہونیسے راحت پاتے تھے اور فرماتے ارحنا یا بلال وعلامہ صحت علی المقام ان لا یعرف طبیب لشخص لہ مرضا فافھم ذلک ✤

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے رب سے راضی رہتا ہون جبکہ وہ میری قسمت مین تھوڑی سی طاعت مقدر کرتا ہے جسطرح کہ مین رزق یسیر پر اوس سے راضی رہتا ہون علی حد سواء اس مقام مین وہی شخص ثابت قدم رہتا ہے جو متحقق ہے ساتھہ کمال اعتماد کے اللہ کے فضل پر نہ اعمال پر اسلئے کہ جو کوئی اپنے عمل پر معتمد ہوتا ہے

اوسکو غالبًا نکمہ نقص طاعات سے لازم حال رہتا ہے اور یہ بات اوس سے غائب ہو جاتی ہے کہ طاعت فوت شدہ اوسکے قسموں مین سے ہے نہ تھی اور جس چیز کو حق نے واسطے بندہ کے قسمت نہین کیا ہے اوسپر حزن کرنا زیبا نہین ہے مگر بطریق شرعی نہ شکہ معتمد علی فضل اللہ پر مگر نقص طاعات سے متکدر نہین ہوتا ہے مگر یہ کہ طالب زیادت طاعات ہو اسلئے کہ اللہ کی محبت حاصل ہوتا ہے کہ یہ شے مطلوب ہے جسکا نفس قادر ہو محافظت ادب مع اللہ پر وہ یہ طلب کرے ابراہیم بن ادہم رح ایک رات بے ورد کے سو گئے صبحکو نہایت محزون ومہموم اوٹھے دوسری شب مین اونسے کہا گیا یا ابراھیم کن لی عبدًا تسترح فان امنامك نم وانت راض وان اقمنامك قم وانت شاکر ولیس لك فی الوسط شیٔ ابراہیم کہتے ہین فصرت عبدًا لله فاسترحت انتھی شیخ افضل الدین ساری رات قرات کرتے پھر کہتے واللہ ان النائم احسن حالا منی لقلة ادبی فی صلاتی انتھی علی خواص نے فرمایا ہے من شان المحب تبارك وتعالی ان یری عبده مقدارا لوصل بتقدیره علیه الجھر واللہ الموفق +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ جو کلام واعظ یا خطیب کا مین سنتا ہون اوسکو بالاصالة اپنے حق مین زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اخذ کرتا ہون اسلئے کہ وہ نائب ہین رسول صلعم کے ورنہ اکثر لوگون کی بصر نائب پر مقصور ہوتی ہے ایسے لوگ تھوڑے ہین جنکی نظر حضرت تک پہنچے کہ گویا حضرت ہی سے سنتے ہین فدا کا شکر ہے کہ اوسنے بچاکر لوگون مین نہ کیا جو کہ کلام واعظ وخطیب کو حق مین اپنے غیر کے اخذ کرتے ہین جسطرح کہ غالب لوگون کا یہی عمل ہوتا ہے کہتے ہین آج واعظ نے ظالمون منافقون ریاکارون کی خوب ہی خبر لی اور اپنے نفس کے بارہ مین ایک کلمہ بھی اوس وعظ کا خیال نہین کرتے گویا کہ نزدیک اوس خطیب کے حاضر ہی نہین ہوئے ہین شیخ افضل الدین رح جو بات زجر کی خطیب سے یا کسی اور سے سنتے اوسکو اپنے ہی حق مین سمجھتا کیا ایک تاجر کو سنا کہ وہ اپنے غلام سے کہتا تھا تعصینی وانا اطعمك واکسوك ولا اواخذك علی سوء ادبك یہ بیہوش ہو کر گر پڑے یہی سبب ہے وجوب یا استحباب انصات مین واسطے خطیب کے فاعلم ذلك وافھم واعمل علی التخلق بمترشد +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جتنے فضائل وکرامات میرے ہاتھہ پر واقع ہوتے ہین مین اونکو اپنا فعل نہین سمجھتا ہون بلکہ ترے اللہ پاک کا فعل شہود کرتا ہون مثل سائر افعال اپنے کے بجز نسبت شرعیہ کے کیونکہ ظہور اوسکا میرے ہوا جو ہر ہوا ہے خواہ اللہ کرامات کو میرے ہاتھہ پر جاری کرے یا نکرے دونون حالتین میرے نزدیک برابر وبکسان ہین علی خواص فرماتے تھے العارف باللہ تعالی لا یزعم ادبا بالسلب الا تمکینا لانه مع اللہ تعالی بما احب لا مع نفسه بما یحب سو جس شخص کا مقام یہ مشہد ہوتا ہے وہ استدراج سے امن مین

رہتا ہے استدراج اوسی شخص کے لئے واقع ہوتا ہے جو فعل کو اپنے نفس کے لئے شہود دیکھتا ہے اور رب کے لئے ایمانا
اسلئے بعض اوقات مین رب اوس سے متواری ہوجاتا ہے ایکبار مجھسے یہ کرامت ہوئی کہ مین تہجد کے لئے اوٹھا
پانی بقدر غسل وجہ بہی نہ تہا مینے کہا اے رب تو جانتا ہے کہ مراد میری اس وضو سے اسوقت یہی تعظیم تیری جناب
کی ہے کہ مین حدث پر تیرا تہشین نہون اوسی دم برتن مین اتنا پانی بڑہ گیا کہ بعد وضو کے بہی بچ رہا اور بعض
اوقات مین واسطے افراش آب کے متوجہ الی اللہ ہوتا ہون ایک قطرہ بہی زیادہ نہین ہوتا لکن ذرہ برابر میرا
یقین نہین گھٹتا کیونکہ فعل دونون حال مین طرف اللہ کے ہے نہ طرف میرے اسی طرح بعض اوقات مین سوسم
سرد کے رات کو نماز کے لئے اوٹھتا ہون اور آب سرد کا استعمال نہین کرسکتا کہتا ہون اللہم خفف عنی
برحہ وہ گرم پانی کی طرح ہوجاتا ہے اور کبہی باوجود توجہ الی اللہ کے اوسی طرح ٹہنڈا رہتا ہے جزاء وفاقا
بحکم العدل الالہی علی عمل ترکتہ فالحمد للہ الذی جعلنی ممن یدور مع الحق تبارک وتعالی حیث
دار لا مع حظ نفسی ۱۳۱۹ مین ایکبار میرے جی کو شوق عظیم وقوع کرامت کا ہوا سینے اون ایام مین طرف اللہ پاک
کے توجہ کی تیسری شب مین مسجد شیخ احمد ابار یقی مین درمیان روضۂ سقیاس نیل کے سورہا تہا مجھسے کہا گیا
لو اطلعک اللہ تبارک وتعالی علی ملکوت السموات والارض وعلی عدد الرمال وادراق الاشجار
وعلی النبات واعمارہ والحیوانات واعمارہا وعلی مایقع لاہل الجنۃ والنار حال وجودہم فی الدنیا
والبرزخ والجنۃ والنار وانزل المطر بدعائک واحیی المیت علی یدیک واجری علی یدیک جمیع
ما اکرم اللہ تبارک وتعالی بہ عبادہ المومنین لیس من عبودیۃ فی شیء فاستقم علی طاعۃ ربک
عزوجل وقد بلغت الغایۃ فی الکرامۃ انتہی یہ کلام تمام نہوا تہا کہ بجذبہ تعالی کوئی مقام وحال پاس میرے
باقی نرہا ساری خواہش کرامت کی یکبارگی دل سے جاتی رہی مینے شرح مین اس ہاتف کے ایک رسالہ دین حق
کا لکہا ہے اور وہ اول تصنیف ہے علم قوم مین فاعلم ذلک وافہم واعمل علی التخلق بہ ترشد
واللہ یتولی ہداک +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ اگر مین کسی عالم یا صالح کو دیکھتا ہون کہ وہ لباس ابناء دنیا کا پہنتا ہے محررات
وغیرہا سے اور نفائس خیل وبغال پر سوار ہوتا ہے اور منعمات وسراری سے نکاح کرتا ہے تو مین مبادرت طرف
انکار کے اوسپر نہین کرتا کیونکہ یہ حال شرعا جائز ہے پس منکر اوسکا جاہل مخطی ہوگا یا حاسد ممقوت ان ملابس
ومراکب ومناکح کا صاحب اپنے سید کے مال مین اوسکے اذن سے متنعم کرتا ہے اب جو کوئی اوسپر حسد کریگا وہ شقی
محروم ہوگا اللہ کے غلام متواضع ذلیل کبہی صورت مین اغنیاء متکبرین کے ہوتے ہین اللہ اونکے لئے خیر دارین
فراہم کردیتا ہے جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ علی بن وفا اور شیخ مدین اور شیخ ابوالحسن بکری اور شیخ

محمد حنفی رضی اللہ عنہم کہ یہ لوگ اکل و تمتع کرتے تھے اونکے رئس الملل مین کچھ کمی نہوتی تھی دلیل اسپر یہ ہے کہ اونکے علوم و معارف بڑھتے رہتے تھے حالانکہ وہ کچھ مطالعہ کرار لیس پر زیادہ سرنگون نہ تھے بلکہ کوئی اونمین ہمراہ اپنی زوجہ کے بہت نرم و نفیس فرش پر صباح تک سوتا رہتا تھا پھر جب اوٹھتا تو اوسکے دل سے چشمے حکمت کے جاری ہوتے اونکی زبان حال حاسدین سے یون کہتی تھی موتوا بغیظکم سو اگر ان لوگون کی کرامات نظیر عمل مین ہوتی تو چاہیے تھا کہ جب وہ سوتے اور عمل مین قصور کرتے تو اونکی کرامات باطل ہوجاتی بلکہ یہ لوگ جس حال مین ہین وہ حال اونکو بے طلب و بے ذل طریقہ کے حاصل ہوا ہے غرضکہ صاحب اس مقام کا اپنے نفس مین بندہ ذلیل اور لوگونکی آنکھ مین سید جلیل ہوتا ہے وکم من صاحب مرقعۃ ھو لاکبر نفسا من صاحب ثیاب الخز و رفیع الکتان وکم من صاحب مرقعۃ لبسھا بنفس قد یترک احد بھا فاحفظ یا اخی لسانک وقلبک عن الانکار علی من خالف عوائد العلماء والصوفیۃ فی ملابسہ ونحوھا ولا تنکر علیہ الا ما صرحت الشریعۃ بتحریمہ او کراھتہ واعلم ذلک واعمل بہ ترشد ۔

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین صدف پر بیٹھنا اندر مسجد کے رات یا دن مین مکروہ رکھتا ہون اسلئے کہ روایت مین آیا ہے کہ جب تک کوئی تم مین سے اندر مسجد کے مہارت پر بیٹھتا ہے تب تک فرشتے اوسپر صلوۃ بھیجتے ہین اور صلوۃ یعنی استغفار کرتا اونکا ہمارے لئے بلاشک مقبول ہے اسلئے کہ وہ گناہون سے معصوم ہین پھر جس کسی کا مشہد یہ ہے کہ وہ ساری زمین کو مسجد دیکھتا ہے اوسکے نزدیک کچھ فرق درمیان اماکن کے نہین ہوتا ہے مگر جسکو شارع نے خاص کردیا ہے جیسے مسجد اس خلق پر عمل کرنیکی قدرت اوسکو ہوتی ہے جسکو اللہ ثقل غفلت سے بچاتا ہے اور وہ دائم مراقب اپنے رب کا رہتا ہے کیونکہ مسجد خاص دربار و درگاہ خداوندی ہے سو جب کہ یہ حکم حدث اصغر مین ہے تو پھر اوسکا کیا ذکر ہے جو مسجد مین بیٹھکر معصیت الٰہی کرتا ہے جیسے غیبت یا اور فواحش پھر جو عاقل مسجد مین بیٹھے اوسکو ضرور ہے کہ وہ اللہ تعالی کی رویت سے شرمائے اگرچہ طاعت مین ہو چہ جای اسکے کہ کسی معصیت مین ہو جیسے نمیمہ و سوء ظن و کبر و عجب و حسد و حقد و غل و ریا و سمعہ اکثر ایسے عاصی کو اللہ اپنی درگاہ سے مطرود و مردود کردیا کرتا ہے جسطرح کہ ابلیس کے لئے واقع ہوا پھر وہ کبھی کسی خیر مین فلاح مند نہین ہوتا ہے کوئی شخص اگر تامل کرے تو عاصی فی المسجد کو مثل اوس شخص کے پائے کہ جسپر ایک حبار شدید البطش داخل ہوا اوسنے دیکھا کہ وہ اوسکے عیال مین فسق کر رہا ہے اب یہ حبار اوسکو قتل کر ڈالیگا یا اوسکی ناک اور کان کاٹے گا یا اوس کو اپنے گھر سے نکال دیگا پھر وہ مرتے دم تک اوسکے گھر مین آنے نہ پائیگا یا تمام عمر اوسکی صورت نہ دیکھیگا فواللہ لقد خلفا لامر عظیم ولولا ان رحمۃ تعالی سبقت غضبہ لاھلکنا من اول معصیۃ تقع منا فی بیتہ واللہ سبحانہ یتولی ھداک ۔

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین خروج ریح کو مجھسے اور غیر سے مسجد مین مکروہ رکھتا ہون واسطے تعظیم جناب حق کے اور واسطے اس خروج کے خارج مسجد ہوجاتا ہون ہان جسپر مراعات اس ادب کی بسبب مشقت ظاہر کے جیسے سلس الریح وغیرہ ہے مشکل ہو تو وہ معذور ہے معذا تحققین نے کہا ہے اذا صدقت المحبۃ تاکدت شروط الادب وھذا اولی من قول بعضھم اذا تاکدت المحبۃ سقطت شروط الادب +

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین حاضر و غائب نہایت تعظیم و تبجیل اپنے اخوان کی کرتا ہون اور کسی کے منہ پر جو اوسکو برا لگے نہین کہتا اسمین مجکو اللہ کی رضا اور اخوان کی رضا اور عدم تنفیر اونکی میری نصیحت سے مقصود ہوتی ہے لکن شیخ ابوسعود جارحی اپنے اصحاب پر اونکے سامنے اور پیچھے جرح کرتے تھے اور کہتے تھے میری صحبت مین وہ شخص نہ بیٹھے کہ مین اوسکی آبرو مین جو چاہون بحسب مصالح کہون اور وہ برا نہ مانے ورنہ مجھسے دور رہے اسی طرح علی خواص نے فرمایا ہے کہ لابد لکل داع الی طریق اھل اللہ تعالیٰ من صدح المستقیم دم الاعوج ترغیبا و تحذیرا ولیس ذلک من باب الغیبۃ فی شیٔ +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے سارے اقران کی ملاقات کرنیکو دست کرتا ہون مگر حسود کہ شفقت کی راہ سے اوسکی زیارت نہین کرتا اسلئے کہ مین جانتا ہون کہ غالبًا بہ زیارت اوسکے غم کو زیادہ کریگی خصوصًا جبکہ مین جامۂ فاخر و لباس معطر پہنکر پاس اوسکے جاؤنگا یہ بھی ایک اللہ کا احسان ہے کہ مین کسی شخص کو اپنے اصحاب مین سے تکلیف اپنی زیارت و عیادت کے وقت بیماری کی نہین دیتا بلکہ اونکو اپنے مرض کی خبر بھی ہونے نہین دیتا کہ مبادا وہ متحمل کسی مہم یا شئے کے میرے لئے ہون اور اگر کوئی از خود آگیا تو یہ اوسکی مجھپر مہربانی ابتدا اگر میرے رغم انف پر ہوئی کیونکہ مین اوسکے مکافات سے عاجز ہون ؎

براہ دوستی ہر کس اینی سنت قدم سازد		بہر گامی کہ بردارد زو پای زمن چشمے	

غرضکہ اگر کوئی میری عیادت کو نہین آتا ہے تو مین اوس سے متنفر نہین ہوتا ایک شخص نے ایک بیمار کی عیادت کی تھی جب یہ بیمار ہوا تو وہ نہ آیا تب تو اسنے آفاق مین اوسکی آبروریزی کرنی شروع کی اور قسم کھائی کہ اب مین کبھی اوسکی عیادت کو نہ جاؤنگا اور یہ شعر پڑھا ؎

من جا الیک فرح الیہ		ومن قلاک فصد عنہ	

ولکن اگر یہ شخص واسطے اللہ کے اوسکی عیادت کرتا تو ہرگز اپنی عیادت پر واسطے اوسکے پشیمان نہوتا و باللہ التوفیق +

دیگر ایک نعمت اللہ تعالیٰ کی مجھپر یہ ہے کہ مین ایسے محافل مین جنکے حضور کے لئے شارع نے ندب نہین کیا ہے حاضر ہونے کو مکروہ رکھتا ہون خصوصًا جبکہ قرائن سے معلوم کرلیتا ہون کہ وہان کوئی شخص میری تعظیم میرے

مقام سے زیادہ یا میری تحقیر میرے مرتبہ سے کمتر کریگا مثلاً اہل دنیا پر سلام بشاشت سے کرے یا میرے سلام کا جواب عبوست سے دے علمائے حضور ولیہ عرس مین یہ شرط کی ہے کہ وہان کوئی ایسا شخص نہو جسکے پاس بیٹھنا لائق نہین ہے یا اوس سے ایذا ہو غرضکہ بے ضرورت مواضع جمعیات مین جانا اچھا نہین مگر اوس صورت مین کہ جمیع آفات سے سلامت رہے یا اللہ اوسکو اتنی قوت دے کہ وہ لوگون کو اپنے پاس سے جدا کرسکے جب چاہے شیخ ابو الحسن شاذلی رحمہ اسکندریہ مین گئے ایک مدت تک رہے کسی نے اونکی طرف التفات نہ کیا اتفاقاً شہر مین ایک فیل اور ایک زرافہ آیا لوگ اوسکے دیکھنے کو گئے اونہون نے کہا سبحان اللہ ابن آدم فیل و زرافہ سے اکمل تر ہے معذلک اوسکی طرف کوئی ملتفت نہوا پھر جو دیکھا تو یہ نکتہ معلوم ہوا کہ وجہ اوسکی یہ ہے کہ زرافہ و فیل دیکھنے مین کم آتا ہے ولہذا اہل مکہ تعظیم کعبہ مین قاصر ہوتے ہین اونکو کعبہ دیکھکر رونا نہین آتا بخلاف آفاقی کہ اوسکو کعبہ دیکھکر رونا آتا ہے ۵

بکعبہ رفتم و شوق درت فزود انجا		بگریہ آمدم و جائی گریہ بود آن جا	

واللہ الہادی ✤

دیگر ایک سنت خدا کی مجھ پر یہ ہے کہ مین بے نماز وتر کے نہین سوتا واسطے تعظیم امتثال امر شارع و مسارعت حصول مقام محبت الٰہی کے نہ کسی اور وجہ سے حدیث مین آیا ہے ان اللہ وتر یحب الوتر اور فرمایا ہے اوتروا یا اہل القرآن ولہذا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے وتر کو واجب کہا ہے سو جو کوئی وتر پڑہ کر سوتا ہے اوسکا عمل امر محبوب خدا پر ختم ہوتا ہے اگر وہ اوس رات مین مر جائیگا تو اون لوگون کے دین پر مریگا جنکو اللہ دوست رکھتا ہے پھر کبھی بعد موت کے کوئی برائی نہ دیکھیگا کیونکہ اللہ جسکو دوست رکھتا ہے اوسکو عذاب نہین کرتا بلکہ اوس سے راضی ہوتا اور بخشدیتا ہے بدلیل قولہ تعالیٰ وقالت الیھود والنصاری نحن ابناء اللہ واحباؤہ قل فلم یعذبکم یعنی اگر تم اس بات مین سچے ہوتے کہ تم اللہ کے احباء ہو تو وہ تمکو عذاب نکرتا و باللہ التوفیق ✤

دیگر ایک انعام الٰہی مجھ پر یہ ہے کہ جو شخص مجھسے مجادلہ کرتا ہے مین اوس سے مجادلہ نہین کرتا خصوصاً وقت ثوران نفس کے اسلئے کہ مین جانتا ہون کہ وہ مجھسے مجادلہ نہین کرتا ہے مگر اسلئے کہ اوسکے نفس مین وہ امر حق ہے سوا ایسے شخص سے اعراض کرنا ادب ہے یہانتک کہ اوسکا نفس رقیق ہو جائے پھر جب وہ رقیق ہو جاتا ہے تو اوس سے مجادلہ احسن کرتا ہون بغیر طلب مغالبہ کے امام شافعی نے فرمایا ہے ماجادلنی احمد الا ودت ان یکون الحق علی یدی یہ دونی انتہی معلوم ہوا کہ جب تک نفس اپنے صاحب پر قائم برعونات ہوتا ہے تب تک ابلیس اوسپر سوار رہتا ہے اوس شخص کی زبان سے میری بات کا جواب دیتا ہے اسمین کچھ شک نہین کہ وہ مجھسے حیا مین اقل ہوتا ہے کیونکہ کسی طرح وہ رعایت شرع کی نہین کرتا ہے واللہ الموفق ✤

دیگر ایک انعام الٰہی مجھ پر یہ ہے کہ جبر امر مین کوئی امر و نہی شرع نہین ہوتی ہے مین اوسمین اپنے اصحاب سے بہت مشورہ

کیا کرتا ہون اگرچہ مین یہ جانتا ہون کہ مجکو اونسے زیادہ عقل ہے اسلئے کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا تھا وشاورھم فی الامر حالانکہ آن حضرت صلعم بالیقین اونسے اعلم تھے پھر فرمایا فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ای لا علی اشارتہم مع غفلتک عنا طرانی مین مرفوعاً آیا ہے انا فیما لم یوح الیّ کاحدکم اسی طرح فقیر کو چاہیے کہ بے اشارہ شیخ کے کسی علم وصلوٰۃ وذکر مین مشغول نہو واللہ الہادی +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین کسی مسلمان کو واسطے حظ نفس کے تین دن سے زیادہ نہین چھوڑتا اکثر لوگ اپنے ہجران کو اللہ کے لئے خیال کرتے ہین نہ حظ نفس کے لئے حالانکہ امر برخلاف اسکے ہوتا ہے اسکی میزان یہ ہے کہ جب تو دیکھے کہ تو اپنے محسن عاصی کو دوست رکھتا ہے اور بسبب عصیان کے اوسکو ترک نہین کرتا پھر جب وہ تیرے ساتھ برائی کرتا ہے تو تو اوسکو چھوڑ دیتا ہے تو یہ ہجران تیرا واسطے غیر اللہ کے ہے +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین وقت اجتماع کے ساتھ اپنی زوجہ کے حاضر مع الحق رہتا ہون جسطرح کہ نماز مین مجکو حضور رہتی ہے اسلئے کہ یہ دونون امر عبادت مامور بہا ہین اللہ نے ساری مامورات شرعیہ اسی لئے مشروع کئے ہین کہ بندہ ہمہ اوہ اپنے رب کے حاضر رہے صراحت حضوری جماع مین شارع نے اسلئے نہین فرمائی کہ ذکر تسمیہ پر وقت جماع کے اکتفا کیا اللہ کا نام لینا وسیلہ ہے حضور کا علی مرضی فرماتے تھے کہ جو وجہ عبودیت عارف کو وقت جماع کے ذوقاً متحقق ہوتی ہے وہ کسی عبادت مین نہین ہوتی کیونکہ وہ اپنے نفس کو نیچے حکم شہوت طبعیہ کے مقہور پاتا ہے اور قدرت دفع حکم مذکور کی نہین رکھتا اور سوا اوس امر کے کسی اور شئے کو یاد نہین کرتا اور لہذا شان اکابر کی اکثار جماع ہے کیونکہ اوسمین وہ تحقق عبودیت کو پاتا ہے جسمین سوای ضعف کے کوئی شائبہ دعوی قوت کا نہین ہوتا ہے مینے ایک شخص مدعی قطبیت کو دیکھا کہ وہ ہر دن تین بار حمام کرتا تھا مجکو اوسکے حق مین اعتقاد بڑھ گیا اور مین اوسکی زیادہ تعظیم کرنے لگا اہل کشف نے کہا ہے کہ سچا اللہ کی قدرت سے اوس صورت حال پر ہوتا ہے جس حال پر باپ اوسکا وقت جماع کے ہوتا ہے ھذا من باب ربط الاسباب بالمسببات اس بارہ مین اگرچہ شارع سے کچھ نہین آیا لکن کلام اہل کشف پر احتیاط رکھنا اولیٰ ہے شیخ احمد مغربی حین حمل سے پھر جماع اپنی زوجہ سے نکرتے لوگ جب اونکی تعریف اس کام پر کرتے تو کہتے وھل ذلک الا لاخلاق البھائم فان البھیمۃ بمجرد ما تحمل لا تمکن الفحل یعلوھا ابدا انتھی علی خواص کہتے تھے آدمی اپنی اولاد کی صفات مین تامل کرے اگر صفات حسنہ پائے تو یہ خود اوسکے اخلاق ہین اور اگر صفات سیئہ پائے تو بھی اوسکے اخلاق ہین اسلئے کہ نطفہ اوسکی پشت سے اونہین صفات کے ساتھ نازل ہوا ہے اب ملامت نکرے مگر اپنی جان کو لکن انبیا اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہین ولہذا یہ بات نہین کہی جائیگی کہ عصاء بنی آدم صلب آدم مین تھی کیونکہ آدم ابوالبشر اس سے معصوم تھے ولذلک

لم یکن علیہ من وزرا ولادہ شیٔ بالاجماع فافہم ذلک ۔

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین جسکی زیارت وملاقات کو جاتا ہون اوسکے پاس زیادہ نہین ٹھیرتا علی خواص کہتے تھے تو جب کسی سے ملے تو ذکر اپنی محاسن کا اوس سے نکرے مگر کسی غرض شرعی کے لئے سلف نے جو کثرت زیارت اخوان کو ترک کردیا تھا سو اسی خوف سے کہ کہین ترین یکدیگر مین نہ پڑجائین بشرحافی کہی مشتاق بعض اخوان کے ہوتے لکن ملنے کو نہ جاتے کہتے اخاف ان اتزین لہ ویتزین لی اذا اجتمعت بہ انتہی شیخ الاسلام زکریا نے فرمایا ہے کان السلف الصالح یحبون المراسلۃ بالسلام ویقولون ھی احب الینا من اللقاء لانہ ربما ازکی کل انسان نفسہ عند اخیہ فیخلو قلب کل منا من النور ویقع کل منا فی ذنب ابلیس الذی ھو الفخر علی غیرہ انتہی ایک بار مجسے فرمایا اے ولد اکثار زیارت مردم سے دور رہ مگر واسطے کسی مصلحت کے پھر وشعر پڑھے ؎

لقاء الناس لیس یفید شیئاً	سوی الھذیان من قیل وقال
فاقلل من لقاء الناس الا	لاخذ العلم او اصلاح حال

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین عیوب اون مسلمانون کے جو کہ متجاہر بالمعاصی نہین ہین بہت مستور رکھتا ہون اور اس بات کو منجملہ واجبات کے اپنے اوپر جانتا ہون سیر احوال ہر شخص کے ساتھہ جو اپنے گناہ کو لوگون کی نظر سے چھپاتا ہے یہی ہے مگر یہ کہ کوئی مصلحت شرعیہ اوسکی عدم ستر پر مترتب ہو یہ خلق اس زمانے مین بہت غریب ہوگیا ہے کوئی شخص کسی شخص کے عیب کو مستور نہین رکھتا اسی وجہ سے کثرت کشف سوءات اخلاق کی ہوگئی ہے ہم ایسے زمانے مین ہین کہ شارع نے وعدہ ظہور معاصی وفتن وکثرت زنا ولواط وقتل وشرب خمر وغیر ذلک کا اوسمین کیا ہے شیخ احمد زاہد رح کہتے تھے جب تم کسی کو متجاہر بالمعصیۃ دیکھو تو حکم ستر کا دو اگر وہ تمہاری بات نہ سنے تو اوسکو حاکم تک نہ پہنچاؤ اور جو شخص نہین جانتا ہے اوسکو نہ جتلاؤ کیونکہ نفس مجاہرت بالمعصیت ایک دوسری معصیت ہے مگر یہ کہ وہ شخص درمیان خاص وعام کے متجاہر بالمعاصی ہو کہ ایسا شخص خالع ہے ربقہ حیا کا اپنے گلو سے اور مستحق اسکا ہے کہ حکام تک اوسکو پہنچایا جائے اور لوگون کو واسطے حذر کرنے کے اوس سے اعلام کیا جائے خصوصاً جبکہ وہ عورتون سے زیادہ لگا لگا رکھتا ہو کہ اوس سے ہمسایون کو تحذر کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے نصیحۃً للہ ولرسولہ وللمؤمنین پھر جب حاکم تک خبر اوسکی پہنچ گئی تاکہ وہ اوسپر حد یا تعزیر شرعی جاری کرے تو یہ چاہئے کہ قصد ہمارا اس رفع سے تطہیر اوسکی ذنوب سے ہو نہ اپنی تشفی خاطر کیونکہ ایسا نہو کہ اللہ ہمکو بھی اوسی طرح کے گناہ مین واقع ہونیسے عقوبت کرے کیونکہ تشفی ایک مرض معایرت ہے اور معائر مبتلا ہوتا ہے حدیث مین آیا ہے لو عیر احدکم اخاہ برضاع کلبۃ لم یمت حتی یرضعہ

من تلك الكلمة انتهى فافهم ذلك ترشد ٭

ویگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین ستر عورت عدو اپنے کو بانشراح صدر و مطاوعت نفس دوست رکھتا ہون اور کشف اوسکا مکروہ جانتا ہون یہ خلق غریب پایا نہین جاتا مگر افراد معدوم مین ورنہ غالب لوگون پر یہی اظہار کرنا شماتت عدو کا ہوتا ہے اور کشف و اشاعت کرنا عورت عدو کا خاص و عام مین تعریضاً و تصریحاً بخلاف میرے کہ مین بحمد اللہ اپنے دشمن کا عیب بہ نسبت اپنے دوست کے زیادہ چھپایا کرتا ہون کیونکہ مجکو دوست سے یہ امید ہے کہ اگر مین توبہ و استغفار کرونگا تو وہ مجکو معاف کردیگا اور دشمن کا یہ حال نہین ہے وہ ہرگز دنیا و آخرت مین مجکو برئی الذمہ نکریگا اسی جگہہ سے یہ کہا ہے ما کل ما یعلم یقال ٭

ویگر ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بعض حاسدین سے کوئی کلام غلط نقل کرتا ہے جو خلاف نقل کے ہے تو مین اوسکے انکار کرنے مین شتابی نہین کرتا بلکہ غایت درجہ کا تثبت کرتا ہون خصوصاً جبکہ وہ غلط مقتضی طرف تکفیر یا تعزیر کے ہو وھذا الامر قلیل من یثبت فیہ بعض لوگون نے ذکر کیا کہ شیخ عبد المجید سالمی رح نے درود پڑھنے والون سے کہا تھا کہ تم اللھم صل علی سیدنا محمد افضل مخلوقاتك نہ کہا کرو کیونکہ یہ الفاظ حدیث مین نہین آئے ہین لوگون نے انکی تکفیر مین اور بعض نے اونکے متکبر ہونے مین اور بعض نے اونکی تعزیر مین جلدی کی اور فتوی دیا ہے اونکو خط لکھکر اطلاع دی کہ حاسدین یون کہتے ہین تم حقیقت حال سے مطلع کرو اونہون نے لکھا وبعد فما نسب الی العبد من نھیہ المصلین عن قولہم افضل مخلوقاتك لم یقع منی وانما صورۃ ذلك انہ قدم الی سوال مضمونہ ھل الافضل الصلوۃ علی رسول اللہ صللہ بما ورد من الکیفیات ام الصلوۃ علیہ بالکیفیات التی فیھا زیادۃ التفخیم والتعظیم فاجبت الافضل الصلوۃ علیہ صللہ بما ورد فان الوقوف علی حد السنۃ اولی من تعدی السنۃ وھذا الذی قلناہ لا ینافی اعتقادنا التفضیل الذی اجمع علیہ الامۃ فنقل عن الشیخ عز الدین بن عبد السلام الاجماع علی ان نبینا محمدا صللہ افضل الخلق اجمعین فلا مخلوق افضل منہ فکیف لی ان اخرق الاجماع ولکن اقول کما قال یعقوب علیہ السلام فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون انتھی اینے وہ جواب خط متعصبین کو دکھایا کسینے کان نہ رکھا فایاك یا اخی والتعصب علی احد الا بعد اجتماعك علیہ وسماعك منہ ما یخالف ظاھر الشرع واعلامك لہ بمخالفتہ فی ذلك ظاھر الشریعۃ او کلام الجمھور مثلا واللہ الموفق

ویگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین نہ سوال کرتا ہون نہ حلال کو رد کرتا ہون جو کچھہ میرے پاس بغیر میرے سوال حال و قال کے آتا ہے اوسکو جمع نہین کرتا بلکہ محتاج پر صرف کرتا ہون خواہ اپنے نفس پر یا اپنے

غیر پر بروجہ شرعی یہی طریقہ شیخ ابو الحسن شاذلی اور اونکے اصحاب کا تھا یعنی طمع نکند و منع نکند و جمع نکند ایام رخصتی
ہم اسی طرح کرتے ہین بخلاف ایام ضرورات کے کہ اوس دم اس ہیزان کا حکم بدل جاتا ہے شاذلی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے
احل الحلال ما لم یخطر لك علی بال ولا سألت فیه احدًا من النساء والرجال فافهم واعمل
علی التخلق به +

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین ایک سوت کی مدح و شکر گزاری سامنے دوسری سوت کے نہین کرتا ہون
کیونکہ اس سے ہر ایک کی آتش غضب بھڑکتی ہے اور وہ خیال کرتی ہے کہ ایسے ہی امور سبب میل خاطر زوج
کے طرف اوس سوت کے ہین لہذا وہ اپنی سوت پر حمق و غیظ مین بڑھجاتی ہے اسی طرح دونون کو ایک گھر مین
جمع نہین کرتا اور نہ ایک کو پاس دوسرے کے لیجاتا ہون کہ اوسکے سامنے وہ کھانا پکائے بلکہ اگر ایک اظہار رضا
کرکے پاس دوسرے کے جانا چاہے تب بھی منظور نہین کرتا کیونکہ حکم ضرتین کا حکم دنیا و آخرت کا ہے کہ اگر ایک راضی
ہوتی ہے تو دوسری خفا ہو جاتی ہے شیخ عبد العزیز دیرینی نے خوب کہا ہے ؎

تزوجت اثنتین لسرط جهلی	وقد حاز البلا زوج اثنتین
فقلت اعیش بینهما خروفا	انعم بین اکرم بنعجتین
فجاء الحال عکس الحال دوما	عذاب دائم بلیتین
ارضی هذی یحرك سخط هذی	فلا اخلو من احدی السخطتین
لهذی لیلة ولتلك اخری	تقارفها فی اللیلتین
اذا ما شئت ان تحیی سعیدًا	من الخیرات مملو الیدین
فعش عزبًا وان لم تستطعه	فواحدة تکفی عسکرین

باب فی جملة من الاخلاق

ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ جو شخص طرف شرف کے منسوب ہوتا ہے یا انصار مین سے ہوتا ہے اور وہ مجکو گو کیسے
ہی ایذا دے تو مین اوسکو دشمن نہین رکھتا ہون اسلئے کہ اولاد رسول یا اولاد انصار کو اپنے حظ نفس کے لئے دشمن
رکھنا عداوت ہے ساتھہ رسول خدا صلعم کے اوعداوت ہے ساتھہ اپنے ایمان کے اور حکم معادی رسول خدا و معادی ایمان
کا مخفی نہین ہے قرآن عظیم مین فرمایا ہے قل لا اسألکم علیه اجرا الا المودة فی القربی والمودة هی
نبات الجنة ودوامه اور حدیث مین فرمایا ہے الله الله فی اهل بیتی اور حق مین حسن و حسین
علیہم السلام کے ارشاد کیا ہے من احبهما فقد احبنی ومن ابغضهما فقد ابغضنی اور بخاری وغیرہ

ہین مرفوعًا آیا ہے حبّ الانصار من الایمان وفی روایۃ الایمان حبّ الانصار وما ثبت حکمہ للاصل ثبت حکمہ للفرع وان تفاوت المقام الا ما اخرجہ النص والحمد للہ علی ذلک علی خواص فرماتے تھے ادب یہ ہے کہ اگر شریف ہم پر ظلم کرے تو ہم اوسکو منجملہ بمقادیر الہیہ کے عباد پر جانکر راضی رہین اگر رضا پر قدرت نہو تو صبر کرین اگر صبر نہو سکے تو اللہ سے سوال مدد کا صبر پر کرین کیونکہ پھر بعد صبر کے نہین ہے مگر سخط مقادیر پر اور یہ جائز نہین ہے انتہے +

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین حرمت مشائخ کو زندہ ہون یا مردہ محفوظ رکھتا ہون اگرچہ مین فرضًا اونکے مقام سے تجاوز کر جاؤن ہرگز اپنے نفس کو اونسے فوق نہین دیکھتا بلکہ اپنے نفس کو صالح اونکی خدمت کا بھی نہین جانتا بلکہ جسکو سنتا ہون کہ وہ آپکو کسی اپنے شیخ پر رفیع بتاتا ہے تو اوسکو دل و زبان سے جزبلیغ کرتا ہون فلیحذر العارف الفقیر من مثل ذلک

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین مشائخ عصر کے ساتھ کسی شئے پر انواع صفات شیخت سے مزاحمت نہین کرتا جیسے تلقین ذکر اور اخذ عہد و اخذ عہد خصوصًا جبکہ وہ اقدم الہجرۃ ہوتے ہین طریق مین مجھسے یا عمر مین زیادہ ہوتے ہین اسی طرح مین فتح مجلس ذکر جہر نہین کرتا اگر اوس جگہ کوئی اکبر السن مجھسے ہوتا ہے یا کوئی شریف وہان تشریف رکھتا ہے اگرچہ بچہ ہی کیون نہو اسلئے کہ کبیر السن کے حق مین حدیث لکبر کبر آئی ہے اور شریف بضعۂ رسول ہے وللہجرۃ من الحرمۃ والتعظیم ما للاصل اسی طرح اگر کوئی مرید بیعت اپنے شیخ کی توڑ کر آتا ہے اور میرا مرید ہونا چاہتا ہے تو مین اوسکو مرید نہین کرتا اور نہ اس بات پر اظہار رضا کرتا ہون وفاءً بحق شیخہ الذی نکث عہدہ اسی طرح مین کسی شخص سے اس بات پر تعرض نہین کرتا کہ وہ میری ہی صحبت کا متقید رہے اور میرے ہی پاس نماز جمعہ آکر پڑہا کرے یا کسی کو میری صحبت مین لایا کرے مگر بطریق شرعی نہ بطور حظ نفس ولکن اس زمانے مین ایسے لوگ پیدا ہوئے ہین جو سوا اپنے دوسرے کے معتقد ہونیسے لوگون کو ناحق روکتے ہین اور ابنار دنیا کا نسب وحیل سے شکار کرتے ہین اور سوا اپنے باقی مشائخ کی تحقیر کرتے ہین وذلک حرج عن سیاج اہل الطریق +

دیگر ایک سنت الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین کسی شئے مین بغیر قلب شیخ اپنے کے نہین پڑتا اسمین مرید کو مدام ترقی ہوتی رہتی ہے بخلاف اوس شخص کے جو شیخ سے بے ادب ہوتا ہے کہ اوسکی ترقی منقطع ہوجاتی ہے

از خدا جوئیم توفیق ادب		بے ادب محروم گشت از فضل رب	

اسی طرح اگر کوئی مرید میرا کسی میرے اقران کی زیارت کرتا ہے تو مین اوسپر متغیر الخاطر نہین ہوتا یا اگر کوئی شیخ مجلس ذکر اوس جامع مین مقرر کرتا ہے جہان مین ذکر کرتا ہون تو میرا سینہ کشادہ ہوجاتا ہے مین اوس شیخ

سے متکبر نہین ہوتا بلکہ مین مع اپنی جماعت کے اوسکے پاس جاکر افتتاح مجلس ذکر اوسکی طرف سے چاہتا ہون اور اوسکے دست پا کو مع جماعت کے بوسہ دیتا ہون تاکہ دل ذاکرین کے پراگندہ نہون ودل شیخ تکدر نہ ہو من جاء یذکر اللہ عزوجل بجاہ مجلسہ فھو دلیل علی انہ طالب بذلک الریاسۃ والصیت عند الناس وذلک الی الاثم اقرب انتھی +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین مجلس ذکر وعلم مین اخوان سے تمیز ہوکر بیٹھنے کو مکروہ رکھتا ہون ولہذا کسی سجادہ ومصر یہ پر نہین بیٹھتا مگر کسی عذر شرعی سے پھر اوس عذر پر لوگون کو مطلع کردیتا ہون اس ڈر سے کہ کہین وہ بہ گمانی مین نہ پڑین اور اپنے دین مین ہلاک ہوجائین عذر یہ کہ دو میل ہو یا مین لاغر کمزور ہون یا فلاحین وغیرہم کو جواب اونکے سوال کا دیتا ہون +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین کسی مرید کے گھر کا کھانا نہین کھاتا جب تک کہ اوسکو متمکن اپنی محبت مین نہین پاتا خواہ وہ طعام ولیمہ ہو یا اور کچھ +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جب خادم یا زوجہ مخالفت کسی اصحاب میرے کی کرتے ہین یا معاصی وقاذورات ونشوز مین پڑتے ہین تو مین اپنے یارون سے کہتا ہون کہ تم اپنے نفس مین نظر کرو اور سلف صالح کی راہ پر چلو ابو یزید بسطامی جب اپنے اصحاب مین کچھ نقص دیکھتے کہتے بشومی وقعوا الی ما وقعوا فیہ شیخ عبد الحلیم سے جب کوئی کہتا کہ فلان مجاہدہ مستعاطی غیر حلال ہے تم اوسکو نصیحت کرو فرماتے ھل رأیتم قط بخاستہ تطھر بخاستہ انتھی دلیل قوم کی اس باب مین یہ آیت شریف ہے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر وقولہ صلعم انما ھی اعمالکم ترد علیکم شیخ ابو النہا اپنے اصحاب سے کہتے تھے اعلموا ان جمیع الوجود یقابلکم بحسب ما برز منکم من الاعمال فانظروا کیف تکونون فان الظل تابع للشاخص فی العوج والاستقامۃ لکن یہ قاعدہ اکثریہ ہے نہ کلیہ اسلئے کہ کبھی ابتلاء بندہ کی طرف سے اللہ کے ابتداً ہوتی ہے واسطے آزمایش صبر کے واللہ ھو العالم بما یکون قبل ان یکون +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جو جماعت ذکر یا قرآن یا علم مین مشغول ہوتی ہے مین اونکو ساکت نہین کرتا جب تک کہ حق جل وعلا سے اذن نہ لون مین اپنے دل وزبان سے بہ آہستگی یون کہتا ہون دستور یا اللہ اسکت عبادک وانقلم الی غیر ذلک من الخبرات فانہم ضجروا اوملوا من الشیٔ الفلانی وھذا الامر وان لم تصرح بہ الشریعۃ فھی تقبلہ ولا ترفضہ وکل ما کان فعلہ ادبا مع الخلق ففعلہ مع الحق تبارک وتعالی اولی +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مجکو میرے شیخ محمد شناوی نے اذن دیا کہ مین بیٹھکر تلقین ذکر ونسبت

مرین سعد برو شیخ ابن حجر مکی وغیرہ مشائخ کے کرون لفظ اونکے یہ تھے اشھد واعلی انی اذنت لولدی هذا ان یلقن ویربی المریدین علی طریق القوم ثم انشد هذا البیت ؎

اهیم بلیلی ما حییت وان امت		اوکل بلیلی من یهیم بها بعدی
خدانا کردہ گر آید اجل پیش	؎	باسید کہ بگزارم جنون را
ہمارا تذکرہ لازم ہے قیس کے مابعد	؎	خبر ضرور ہے جس طرح مبتدا کے لئے

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے مشائخ علم وطرق کے اولاد واصحاب کی نہایت تعظیم ومحبت کرتا ہون حیات مشائخ مین اور بعد اونکی ممات کے قیاماً بواجب حق اشیاخی واولادھم واصحابہم شیخ محمد شناوی کہتے تھے مین جب کسی شخص کو اولاد واصحاب اشیاخ اپنے سے دیکھتا ہون لگتا ہے کہ مارے خوشی کے اوڑ جاؤن گویا مینے شیخ کو دیکھا عصای پیر بجای پیر ع لعلی ارا هم او اری من یراهم +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے معلم کے فضل کا اپنے اوپر شہود کرتا ہون اگرچہ ترقی مین غایت درجہ کو پہنچ جاؤن کیونکہ مادۂ ترقی معلم ہی نے مجھے عطا کیا ہے اوسی کے طفیل سے مینے پہچانا جو کچھ کہ پہچانا ہے فوائد کا فضل معلم لئیم ہوتا ہے جسطرح کہ امام شافعی نے کہا ہے اور محققین نے اوسکو اختیار کیا ہے

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جب امراء وسباشرین اعمال اپنے وظائف سے معزول ہو جاتے ہین تو مین اونکو وہ کام بتاتا ہون جس سے پھر وہ منصوب ہو جائین کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ کوئی شخص اپنے وظیفہ سے معزول نہین ہوتا ہے جب تک کہ شرائط وظیفہ مین اخلال نہین کرتا ہے وہ اخلال یہ ہے کہ جو حق خدا واجب ہے اوسکے ساتھ قیام بجا نہین لاتا وہ حق یہ ہے کہ معاصی ترک کرے قضاء حوائج رعایا وتفریج کرب برایا بجا لائے لیل ونہار کثرت سے استغفار کرے اور بلا ضرورت شرعیہ کسی اور کام مین مشغول نہو کیونکہ استغفار سے اللہ کا غضب بجھ جاتا ہے وکثیرا ما تزول النعمة عن بعضهم بالذنوب التی کان یستهین بها لکثرة وقوعها کشرب الخمر والزنا واللواط والتعاون فی الناس عند الحکام واخراج الصلوات عن وقتها ونحو ذلک فیعتقد ان الله تعالی غفرها له من زمان والحال انها باقیة علیه وربه علیه غضبان ومن غضب علیه ربه فلا یقدر شافع یشفع فیه الا اذا رأی المحل قابلا للشفاعة کما هو مشاهد فی بیوت الحکام فلیفتش الفقیر نفسه ویتوب من کل ذنب یعلمه الله تعالی ثم بعد ذلک یشفع فربما کان الشیخ نفسه له فیها ذنب لم یتب منه فلا یصلح ان یکون شافعا فی غیره والعاقل من یأتی البیوت من ابوابها فافهم فانه نفیس جدا والحمد لله +

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین احترام اولیا کا بعد اونکی موت کے کرتا ہون اونکی بی بی سے بجمال

غیرت الٰہی نکاح نہین کرتا کہ کہین مین ہلاک نہوجاؤن شیخ شہاب الدین کمکی نے مجکو وصیت کی تہی کہ مین اونکے بعد اونکی زوجہ سے نکاح کرلون مین راضی نہوا اگرچہ بی بی نے بہی سوال کیا اور کہا مین راضی ہون لیکن مینے کہا کہ اگرچہ تم راضی ہو مگر مین راضی نہین ہوتا جو شخص نساء اولیاء یا نساء ملوک و امراء سے نکاح کرتا تہا شیخ علی خواص اوس سے سخت متنکر ہوتے اور کہتے اکابر کے ساتہہ مراعات ادب درکار ہے فایاك یا اخی ان تتزوج امرأة ولي الا ان کنت تعلم ان حاله کلا تؤثر فیك والحمد لله ٭

دیگر ایک سنت اللہ کی مجہہ پر یہ ہے کہ میرا نفس اس بات کو محبوب کہتا ہے کہ مین محافل مین حلقہ سے ایک طرف کو بیٹہون نہ جامی صدر پر بیٹہتا مین اس بیٹہنے مین کچہہ فضل واسطے اپنے جالس صدر حلقہ پر نہین دیکہتا اس راہ سے کہ بیٹہنے خاکساری اختیار کی ہے اور اگر صدر حلقہ مین ہوتا ہون اور کوئی شیخ میرے اقران مین سے آجاتا ہے اور مجکو لوگ مؤخر کرکے اوسکو مقدم کرلیتے ہین تو مین بحمد تعالیٰ کچہہ متاثر نہین ہوتا یہ خلق اس زمانے مین غریب ہے کیونکہ اکثر لوگ جامی صدر سے اوٹہا دینے پر اور طرف حلقہ مین بٹہانے سے متکبر ہوتے ہین حالانکہ شان اہل اللہ کی یہ ہے کہ وہ اپنے نفوس کو ہر جلیس سے کمتر جانتے ہین اور اپنے لئے کوئی مقام عالی نہین دیکہتے پہر اوس سے بہی کمتر درجہ پر نزول کرلیتے ہین یہانتک کہ اگر کوئی اونکو صف نعال مین بٹہا دیتا ہے تو بہت خوش ہوتے ہین کیونکہ رحمت اپنی نزول مین اور پہر ہر اوس جگہہ مین شتابی کرتی ہے جہان کہ وہ اپنے نفوس کو مرضات الٰہی مین ذلیل و خوار کرتے ہین

دیکہا تو خاکساری ہی عالی مقام ہے	؎	جون جون بلند ہم ہوئے پستی نظر پڑی	

اللہ تعالیٰ کہتا ہے انا عند المنکسرة قلوبهم من اجلی بخلاف صاحب کبر کہ مقت خدا طرف اوسکے شتابی کرتا ہے سو جسطرح چہ جنت مین وہ شخص نجائیگا جسکے دل مین ذرہ برابر کبر ہوگا اسی طرح درگاہ الٰہی مین وہ شخص داخل نہین ہوتا ہے جسکے دل مین ذرہ برابر کبر ہوتا ہے فان حضرة الله تعالیٰ کالجنة علی حد سواء تخصیص اس خلق کی ریاضت کرنا چاہیئے تاکہ متوافع خالص ہو سلیمان دارانی رح فرماتے تہے لو جهل الناس ان یرفعونی فوق ما اعلم من نفسی من الحقارة ما قدروا انتهی من آنم کہ من دانم فاہم خدائ ترسد ٭

دیگر ایک سنت خدا کی مجہہ پر یہ ہے کہ جب مین کوئی آیت یا حدیث یا کوئی شئے رقائق مین سے سنتا ہون تو میرا فہم طرف التفات کے جاتا ہے نہ طرف استخراج احکام و اعراب وغیرہما کے علی خواص فرماتے تہے جو شخص مراعات مین مخارج حروف و ترقیق و تفخیم و ادغام و نحو ذلک کے مشغول ہوتا ہے اوسکا حضور ساتہہ اللہ کے صحیح نہین ہوتا حالانکہ روح نماز کی حضور ہے نفس کو قدرت اشتغال کے ساتہہ دو شئے کے ایک آن مین نہین ہوتی ہے لوگون کا حال وقت تلاوت کے کئی طرح پر ہوتا ہے کسی کا ذہن طرف اعراب کے جاتا ہے کسی کا طرف جناس کے کسی کا طرف احکام کے کسی کا طرف اعتبار کے کسی کا طرف مخارج حروف کے کسی کا طرف حضور قلب مع الحق عزوجل کے

فھم علی مراتب بحسب ما ھو الغالب علی کل واحد منھم واعلاھم مرتبۃ من حضر مع اللہ تعالی فی حضرۃ الاحسان نماز محل استنباط احکام نہین ہوتی ہے استنباط کرنا تو خارج نماز کے ہوا کرتا ہے حدیث مین آیا ہے ان فی الصلوٰۃ لشغلا قال تعالی الذین اتیناھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ ای الذین یتعبدلھم فی کل قراءۃ معانی اٰخر جدیدۃ فھذا ھو تلاوۃ القران حق تلاوتہ یہ بات کہ ہمراہ انغام و مراعات ادغام و اقلاب و تفخیم وغیرہا کے حضور مع اللہ بھی ہو یہ کام اکابر اولیا کرام کا ہے نہ عوام کا بلکہ ضعیف کے لئے قرارت ساذہ اولی ہے والسلام ✦

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین کسی ملہوف مکروب سے احتجاب نہین کرتا کسی شغل مین کیون نہون اوسکو چھوڑکر اوسکے کام کرنیکے لئے شتابی کرتا ہون ظاہر امور سے بھی اور توجہ باطن الی اللہ سے بھی پھر اگر وہ کرب اس قسم کا ہوتا ہے کہ اوسکا استدراک صحیح نہین ہے تو مکروب کو حکم صبر کا کرتا ہون اور تسلی دیتا ہون اور احوال صابرین دربارۂ شدت اور سے بیان کرتا ہون کہ دیکھو انبیاء اولوالعزم سے بلایا و محن پر کیسا شکیب کیا تھا فقد مال و ولد پر کس طرح وہ صابر رہے تھے و نحو ذلک اذا التسلی بما یحصل بالتاسی بھم فیخف الھم ضرورۃ قال تعالی ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا و اوذوا حتی اتاھم نصرنا و قال تعالی فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل اور جن اشیاء سے انبیاء نے احتجاب کیا تھا اوسکو محل اونکے تکبر پر نکرنا چاہیئے بلکہ محامل حسنہ پر اونکو اوتارنا چاہیئے جیسے شدت اشتغال باللہ و عدم التفات الی غیر اللہ و غیر ذلک شیخ یوسف عجمی رح کے دروازۂ زاویہ کو جب کوئی کھڑکھڑاتا تو فرماتے دروازہ نہ کھولو الا ان کان معہ فتوح للفقراء والا فھی زیارات فشارات ایک دن ایک فقیر نے کہا تم یہ کیا کرتے ہو تم تو دنیا کو چھوڑ بیٹھے ہو کہا یا ولدی اعز ما عند الفقیر فنتدا عز ما عند ابناء الدنیا دنیا ھم فان بذلوا لنا اعز ما عندھم بذلنا لھم اعز ما عندنا انتھے اذا علمت ذلک فلا تحتجب الا بوجہ شرعی ولا تخرج الا بوجہ شرعی واللہ یتولی ھداک ✦

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اصحاب حضرت الٰہیہ کا ادب کرتا ہون موقف مین اونپر سقدم نہین ہوتا اسلئے کہ وہ بطور امام کے ہین اونسے پہلے احرام نماز نہین باندہتا اسلئے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ مین اونکے کھڑے ہونیسے پہلے سامنے اللہ کے جا کھڑا ہون علی خواص رح جب تک موذن سے حی علی الصلوٰۃ نہ سنتے دخول مسجد پر جرأت نکرتے پھر جب کسی کو مسجد مین جاتے دیکھتے تو اوسکے ساتھ ہو لیتے ورنہ دروازہ پر کھڑے رہتے کہتے مثلی لا ینبغی لہ ان یدخل المسجد بین یدی اللہ الا تبعا للناس ✦

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین ساری طاعات سے محبت رکھتا ہون اسلئے کہ اونمین مجالست حقتعالی ہے نہ اسلئے کہ ثواب ملتا ہے اور سارے معاصی سے بغض رکھتا ہون اسلئے کہ اونمین حجاب ہے حقتعالی سے

نہ اسلئے کہ اونپر عقاب ہوتا ہے کیونکہ جو چیز حق نے ہمارے لئے کسی وقت مین مشروع کی ہے وہ گویا ہمارے لئے اذن صریح ہے داخل ہونیکا حضرت حق مین خواہ فرائض ہون یا نوافل علی خواص فرماتے تھے ایاك ان تبتدع لك وردًا فان الحق لا یحالس عبده الا فیما شرعه لنبیه صلعم بعض فقرا نے حزب البحر شاذلی رح پر اعتراض کیا تھا فرمایا واللہ لقد اخذته من رسول اللہ صلعم حرفًا بحرف انتھی فان کنت من اھل ھذا المقام فابتدع لك حزبًا والا ففیما ورد فی الشریعة غنیة عن ذلك ٭

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مجھے یاد نہین آتا کہ مین کسی عالم یا صالح کے پاس گیا ہون اور مینے اپنے نفس کو مثل اوسکے دیکھا ہو بلکہ اپنے نفس کو خاکپا اوسکا جانا اور شہود اوسکے فضل کا علم و عمل مین اپنے اوپر کیا تاکہ وہ اپنی لفظ و کلام سے مجکو کامل بنائے اسی قدم پر ایک جماعت مشائخ منتہی ابو تراب نخشبی کہتے ہین اذا الف القلب الاعراض عن حضرة اللہ تعالی صحبة انوقعه فی اولیاء اللہ شیخ جیلی نے فرمایا ہے من وقع فی عرض ولی ابتلاه اللہ بموت القلب عبد اللہ عشی نے کہا ہے من غض من ولی ضرب فی قلبه بسهم مسموم ولم یمت حتی تفسد عقیدته فیموت علی اسوء حال انتھے ایک شخص نے میرے سامنے شیخ عمر بن الفارض رح کو برا کہا اور ذمت کی مینے کہا تلك امة قد خلت اوسنے کہا انی اتقرب الی اللہ بسبه فی المجلس پھر وہ میرے پاس سے طرف نواحی اسکندریہ کے سفر کر گیا اور ستہم الفجور واقاضی عسکر نے نصف ریش ابرو اوسکی حلق کرا کر ایک گدہے پر اولٹا سوار کرایا پھر بعد ایک مدت کے وہ حمام مین گیا وہین مرا اوسکو مثل ایک قرن یا بس کے پایا حالانکہ منجملہ منقبین کے تھا انتھے مین کہتا ہون مراد اسسے وہ لوگ ہین جنکی ولایت اونکے حال و قال و شہادت صاحبان سے ثابت ہے اونسے دشمنی کرنا اللہ سے لڑنا ہے پھر جو لوگ مغلوب الحال گذرے ہین اور اونکی نسبت اقوال مختلف ہین اونکو بھی حمل کرے اونکے کلام کی تاویل کرے اگر نکر سکے خاموش رہے حسن ظن کرے احادیث السکاری تطوی ولا تروی ٥

	نتوان عربده با چشم تو کردن آسے		بتواضع گزرانند ز خود دستان را

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ جن امور کی صلحاء خبر دیتے ہین جو عادۃً عقول مین محال معلوم ہوتے ہین مین اونکی تصدیق کرتا ہون اور جو بات میری عقل مین نہین آتی ہے مین اوسکو بمنجملہ اوس علم کے جانتا ہون جسکو مین نہین پہچانتا ولا اکذب الا ما خالف النصوص الصریحة او خرق اجماع المسلمین اہل کشف کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص خواہل کشف کا انکار کرتا ہے وہ اوس امر منکر سے محروم ہو جاتا ہے اگرچہ سلوک مین غایت درجہ کو کیون نہ پہنچ جائے یہ اوسکی عقوبت ہے انکار و تکذیب اولیاء اللہ پر الذین ھم آیاته فی الارض وبھم یرزق الناس وبھم یمطرون وبھم یدفع اللہ البلایا عن عبادہ وباللہ التوفیق وھو المستعان

باب ۹ فی جملۃ من الاخلاق

ایک انعام اللہ کا مجھپہ یہ ہے کہ مین اہل حرف نافعہ کا اکرام کرتا ہون کسی کو حقیر نہین جانتا مگر بطریق شرعی مراد حقیہ جاننے سے اونکے افعال کا محقر جاننا ہے نہ اونکے ذوات کا کیونکہ جہل وذم منوط ہوتا ہے ساتھہ وجہ نسبت فعل کے طرف عبد کے بحیثیت تکلیف نہ اس حیثیت سے کہ وہ مخلوق حقتعالی ہے حضرت صلعم نے حق مین درخت ثوم کے فرمایا تھا کہ مین اوسکی بو کو ناپسند کرتا ہون یعنی اوسکی صفت کو نہ اوسکی ذات کو علی خواص اکثر تھے ان پیشہ ورون پر اثقال مملکت وتاروپود سلطنت کے ہین جنمین لوگون کے منافع ہین یہ لوگ فقیر متعبد پر مقدمہ ہین اگر ایک وجہ سے ناقص ہین تو دوسری وجہ سے کامل ہین ایک دن واسطے ایک قنواتی کے کھڑے ہوگئے کہا یہ اہل فضل مین سے ہے اور قیام واسطے اہل فضل کے معلوم ہے اگر حمام گرم کرنے والا اور آگ جلانے والا نہ ہوتا تو ہم کیونکر پاتے اور نماز جمعہ کی فوت ہوجاتے فقہ وسنا ایام سرما مین کیونکر شخص اپنے گھر مین پانی گرم نہین کرسکتا ہے اور نہ آب سرد سے نہا سکتا ہے تھے ان الذی یاکل من کسبہ ولو صکرد ھا کالحجام والقنوانی احسن من المتعبد الذی یاکل بدینہ ویطعمہ الناس بصلاحہ +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپہ یہ ہے کہ مدت مرض کی مجھپہ خفیف وقصیر ہوجاتی ہے بسبب میری کثرت ضجیج کے طرف اللہ کے بان اگر مین اس شہود سے محجوب ہوجاتا ہون تو یہہ کمپہ حرج مجھپر تصبر وتجلد سے نہین ہوتا قشیری نے ایک بزرگ سے نقل کیا ہے کہ اونکو عسر بول ہوگیا تھا وہ مکتب مین جاکر اطفال سے کہتے ادعوا العکہ الکذاب مراد اس کہنے سے ستر حال وقیام بادب عبر دیتے تھا کسیننے حکیم ترمذی سے حقیقت خلق کا سوال کیا تھا کہا ضعف ظاہر ودعوی عریضۃ اللہ نے فرمایا ہے ولقد اخذ ناھم بالعذاب فما استکانوا لربہم وما یتضرعون معلوم ہوا کہ ایک مقام صبر ہے اور ایک مقام عدم صبر ہے جبکہ فعل رب سے راضی ہوا سلئے نہ مطلقا تجلد افضل ہے اور نہ مطلقا عدم صبر بلکہ خواص عباد سے دونون مقام فوت نہین ہوتے اجر صبر واجر رضا ملتا ہے کبھی جرعہ تلخی نوش کرتے ہین اور کبھی جرعہ شہد لکن آخر امر یہی تجرع مرارت ہے بدلیل **قولہ صلعم** انی اوعک کما یوعک رجلان منکم ۵

دوشینہ تنم زآتش ہجر تو تبی داشت	تب دوش ہمن صحبت گرمی عجبی داشت

ایوب علیہ السلام کو دیکھو کہ وائل حال مین تصبر وتجلد کیا چنانچہ اللہ نے اونکی مدح فرمائی انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب پھر آخر امر مین کہا رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین فافھم ذلک فانہ نفیس جدا +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ جو کوئی مجکو ہدیہ بھیجتا ہے مین اوسکے مکافات کرنے مین تہاون نہین کرتا اور جب یہ جانتا ہون کہ وہ میرے ہدیہ کو پہیہ دیگا تو مین اوسکے ہدیہ کو قبول نہین کرتا علی خواص نے فرمایا ہے جو شخص ارادہ مکافات ہو تو اوس سے یہ کہہ کہ جو شخص مجھسے زیادہ حاجتمند ہے اوسکو دے کہ اسمین تجکو زیادہ اجر ملیگا بہ نسبت مجھسے شخص کے دینے کے دانا واللہ احب لك كثرة الاجر یہ ذکر اوس ہدیہ کا ہے جو مال حلال ہو جیسے تجار متورعین کا ہدیہ اور جو متورع نہین ہین جیسے قضاۃ وغیرہم کہ کہلم کہلا رشوت وغیرہ لیتے ہین اونکا ہدیہ تو کسی حال مین بھی لائق قبول کے نہین ہوتا ہے وقد صار هذا الخلق غريبا في هذا الزمان فقل من يتخلق به لتعودهم الاخذ من الناس دون العطاء

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ مین تحمل سے من اخوان کے گزر کرتا ہون گو وہ مجھپر سنت نرکہین یہانتک کہ مین اوسکے عمل اونکے صحائف اعمال مین ابدا ذکر کرتا ہون تاکہ بسبب میرے اونسے خیر فوت نہو **قال تعالی** فان لم يصبها وابل فطل یہ بات باب حسن ظن باللہ سے ہے ورنہ بندہ کو اپنے قبول عمل پر کب یقین ہے کہ وہ اوسکا ثواب دوسرے کو ہدیہ کرے فاعلم ذلك

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے ہمسایہ کی بلا خود تحمل کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ وہ بلا کسی اور پر آتی نہ اپر بشرطیکہ اللہ میری مدد کرتا ہے رضا و صبر پر ۵

ہمسایہ شنید نالہ ام گفت		خاقانی را دگر شب آمد	

وهذا الخلق غريب لم ار له فاعلا غيري ويتأكد فعله على من يقدر عليه من العلماء والصالحين لانهم اولى من دفن بحر الجار فالله يوفقنا واياهم

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین حامل قرآن کے ساتھ کثیر المحبۃ والاکرام ہون اسلئے کہ وہ حامل شریعت مطہرہ ہین نیز اسلئے کہ وہ میرے معاشر و صاحب جالس ہین مین انکی محبت مین اونکے کمال عمل مین علم پر موقوف نہین ہوتا کیونکہ کوئی عالم قدیم یا حدیث ضرور اونسے علم مین زیادہ موجود ہوتا ہے حسن بصری نے کہا ہے لون الانسان توقف عن سماع الوعظ وقال لا اسمع ذلك الا ممن اتعظ بذلك قبلي لفاته خير كثير

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ اگر مین تقریر کسی شئے کی کلام صوفیہ سے کرتا ہون اور کوئی طالب علم آجاتا ہے کہ وہ اس علم کو نہین جانتا تو مین اوس تقریر کو مستور رکھتا ہون اس ڈر سے کہ مین حاضرین پر جہل اوسکا نمایان نہو شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ کہتے ہین وقعۃ منصورہ مین جو بحر صغیر ہین ہوا تھا ایک خیمہ مین شیخ عز الدین بن عبد السلام و شیخ تقی الدین بن دقیق العید و شیخ مکین الدین اسمر جمع ہوئے رسالہ قشیریہ ہی پڑہا جاتا تھا ہر شخص کو جو بات ظاہر ہوتی وہ کہتا اتنے مین شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ آنہون نے چاہا کہ وہ کچھ تقریر اصطلاح صوفیہ پر کرین شیخ

نے فرمایا انتم بحمد اللہ مشائخ الاسلام وکبراء الوقت وقد نکلتم فما بقی لکلام مثلی محل انہون نے کہا نہین ضرور کچھ فرمائیے بعد حمد وثنا کے کلام شروع کیا شیخ عزالدین نے خیمہ سے نکلکر خوب چلاکر کہا ھلموا الی ھذا الکلام القریب العھد من اللہ فاسمعوہ انتھی ۵

	اے نفس خرم باد صبا		از بر یار آمدہ مرحبا

وھذا الادب قلیل من یفعلہ من الفقراء +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین واسطے امامت نماز فرائض ونوافل وجنازہ کے پیش قدمی نہین کرتا اس ڈر سے کہ اونکو میرے حق مین گمان خیر ہو اور مین برخلاف اوسکے ہون وربما انہم لو اطلعوا علی ما لا تاتی التی نعلتھا طول عمری لکانوا لا یصلون فط خلفی وفی الحدیث اجعلوا ائمتکم خیارکم لانہم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم او کما قال حالانکہ مین اوس جماعت سے جو مجکو آگے کرتی ہے کسیطرح بہتر نہین ہون سیوطی جب تنہا نماز پڑہتے کسی کو اپنے پیچھے نماز پڑہنے نہ دیتے اور نہ نماز جنازہ پڑہاتے مگر جبکہ کشف سے جان لیتے کہ اللہ اونکی شفاعت حق مین اوس میت کے پیہ اکر لیگا ورنہ کہدیتے کہ جاؤ اور خود حاضر ہوتے معروف کرخی کو پہاڑہا تھا کہ نماز جنازہ پڑہائین کہا مجھے تین برس سے یہ گمان ہے کہ اللہ میری طرف نظر سخط وغضب سے دیکھتا ہے بہلا مین سامنے خدا کے غیر کی شفاعت کرنے کو کس منہہ سے کہڑا ہون غرضکہ مین تقدم کو نماز جنازہ پر مگروہ رکھتا ہون سہی دعا واسطے میت کے سو وہ بیرے ماءوم ہونے مین بہی حاصل ہے فافہم ذلک ترشد +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپہ یہ ہے کہ جب مجھے بتقدیر الٰہی کوئی خیر ہوتی ہے تو مین طرف اوسکے شکر کے مبادرت کرتا ہون اور جب کوئی معصیت ہوتی ہے تو استغفار مین بلا مہی کرتا ہون یہ استغفار نقص طاعت سے نہین ہوتی بلکہ بعد شکر کے اور یہ معصیت سے مین انہی ہوتا ہون بلکہ بعد استغفار کے لان ذلک ھو الجانب الذی کلفت بہ من حیث الکسب وکذلک القول فی النعم والنقم علی خواص رح اپنے اصحاب کو نیت قیام لیل پہ بہت آمادہ کرتے اور کہتے کہ نماز وتر کے لئے اجر برابر قائم اللیل کے لکہا جاتا ہے اور وہ مناقشہ سے سلامت ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوی تعلیق اجر کی اس حدیث مین نیت پر کی ہے یہ نہین فرمایا لکل امرء ما عمل یہ توسع ہے امت پر فکل عمل لہ قسم لھم مباشرۃ یحوزون ثوابہ بالنیۃ انتھی وبالجملۃ فسدی العبد ومحمتہ نعم کما ان سداہ ولحمتہ من جھۃ اخری ذنوب فافہم ذلک ترشد +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ جب نرخ غلہ کا گران ہوجاتا ہے تو مین اس بات کا تشکر کرتا ہون کہ اس سے زیادہ قحط ہوا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ہمارے سارے گناہ اون لوگون کے گناہون سے بہت اعظیم ترہین جو ہمسے سابق الزمان تہے سنہ ۴۵ مین بزمانہ مستنصر ایسا قحط پڑا تہا کہ آدمی جب کلاب ودواب کہا چکے تو اپنی اولاد کو

اونہون نے کہا یا پھر قبور کھود کر مردون کو کھایا کئی سال تک یہی حال رہا بادشاہ نے سارا سامان اپنا کیا کپڑے یا گھوڑے کیا متاع خانہ فروخت کر دیا شہر مین پیادہ چلنے گدا نہ ملتا کہ اوسپر سوار ہوتے ایک آدمی اپنے ایک دوست کے پاس گیا دیکھا کہ وہ اپنے ولد کو ذبح کر کے کھا رہا ہے اپنی جان پر ڈر کر بھاگا کہ کہین اوسکو بھی وہ پکڑ کر نہ کھا جاوین یہ قحط ایام سلطان شعبان مین واقع ہوا تھا فالاستبعد یا اخی وقوع مثل ذلک فی ھذا الزمان فانا للہ وانا الیہ راجعون من عظم ذلک فالحمد للہ الذی عافانا من مثل ذلک ۔

استخارہ حرکات و سکنات

دیگر ایک انعاض کا مجھ پہ ہے کہ مین ہر دن مصطلح قوم پر استخارہ کیا کرتا ہون اس قصد سے کہ اللہ تعالی ساری حرکات وسکنات میرے آج کے دن یا آجکی رات یا اس جمعہ یا ماہ یا سال مین صالح محمود کرے شیخ ابن عربی و ابو العباس مرسی اسی طرح کیا کرتے تھے صورت اس استخارہ کی جسطرح کہ آخر کتاب فتوحات مکیہ مین بذیل وصایا لکھی ہے یہ ہے کہ جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو تب دو رکعت نماز پڑھے یا بعد مغرب کے یا ہر جمعہ کو یا ہر ماہ یا ہر سال مین پہلی رکعت مین بعد فاتحہ کے یہ آیت پڑھی وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ وتعالی عما یشرکون وقل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت مین فاتحہ اور یہ آیت پڑھی وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان تکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا وقل ھو اللہ احد پھر بعد سلام کے دعای ماثورہ استخارہ پڑھے اور جس جگہ حکم حاجت کے نام لینے کا ہے وہان یون کہے اللھم ان کنت تعلم ان جمیع ما اتحرک او اسکن فیہ فی حقی وحق اھلی وولدی واخوانی وجمیع من شاء اللہ فیسر لی ھذہ الی مثلھا من الیوم الآخر الی اللیلۃ الاخری خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری وعاجلہ وآجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی وان کنت تعلم ان جمیع ما اتحرک فیہ او اسکن فی حقی الخ شرری الی آخرہ اشیاخ طریقت نے کہا ہے جو کوئی یہ استخارہ پڑھا کرے گا تو ہر حرکت اوسکی اور سکون اوسکا اوسکے حق مین بلاشک انشاء اللہ تعالی خیر ہوگی قالوا وقد جربنا ذلک وراینا علیہ کل خیر لما فیہ من الادب مع اللہ تعالی والتفویض الیہ پھر جب یہ استخارہ کر چکے تو جو فعل یا ترک کرنا چاہتا ہے اوسکو ساتھ انشراح صدر کے کرے اگر اوسمین خیر ہوگی تو اللہ تعالی اوسکے اسباب اوسپر سہل و آسان کر دیگا اور انجام اوسکا بہتر ہوگا اور اگر اوسمین کچھ شر ہوگا تو اوسکا دل تنگی کر دیگا اور اسباب اوسکے تحصیل کے اوسپر مشکل ہو جائینگے اب وہ جان لیگا کہ اللہ نے اوسکے لئے ترک کرنا اوس امر کا واسطے اوسکے اختیار کیا ہے اب اوسکے نقد سے متالم نہ ہو بلکہ اللہ کی حمد کرے کیونکہ وہ مصالح عبد سے زیادہ دانا ہے فاعمل یا اخی بذلک ولو فی کل اسبوع او شھر او سنۃ او سنتین او اکثر وتقول فی الدعا اللھم ان کنت تعلم ان جمیع ما اتحرک فیہ او اسکن من یومی ھذا الی مثلہ من الاسبوع الآخر

او من الشهر الآخر او من السنة الاخرى وهكذا والله يتولى هداك وهو يتولى الصالحين +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپہ یہ ہے کہ مین خواب مین بکثرت اموات سے ملا اور اونکا حال دریافت کیا کہ وہ قبور مین کس کیفیت پر ہین اور یہ سنا ات اس کثرت سے ہوئے کہ گویا بمنزلہ بیداری کے تھے گو حال حیات مین مجکو اونکا حال معلوم نہ تھا لکن بعد ممات کے وہ حال مجھسے مجہول نرہا وھذا من اکبر نعم اللہ علی لکی اتھیأ لدخول البرزخ بفعل الحسنات وترك السيئات والندم على ما فات من الطاعات وان كنت لا اعتمل الا على عفو الله فان لقاء العبد المطيع عادة لسيده ليس هو كلقاء العبد الآبق المخالف وقد عمل الصحابة والتابعون رضى الله عنهم بما يرونه فى المنام من الاعتبارات كما هو مشهور فى كتب الاحاديث مینے ایک بار خواب مین دیکھا کہ مین زیر زمین اوترا ہون مینے اہل قبور کو احوال مشاہدہ مین پایا نسأل الله العافية کسی کو ایک کتا کاٹ رہا تھا اور کسی کو گرگ اور کسی کو کچوا اور کسی کو بچھو اور کسی کو اژدہا اور کسی کو بچھو اور کسی کو مچھر اور کسیکو پسو اور کسی کو جون مینے ملائکہ سے جو وہان پر تھے پوچھا کہ اصل ان معذبات کی کیا ہے جو انکی قبور مین اس تفصیل پر متطور ہوئی ہین کہا یہ غیبت وچغلخوری وسخریہ وسوءظن وخواہ مخواہ فاخبرونى باصولها دوسری بار نزول میر اقبور روضہ مین ہوا دیکھا کہ موتی حلقہ حلقہ ریگ سفید پر بیٹھے باتین کرتے ہین ایک شخص نے مجھسے کہا جب تو پھر کر دنیا مین جائے تو یہ دعا کرنا مینے پوچھا کون دعا کہا اللهم انى انزلت بك ما يهمنى من امور الدنيا والآخرة کیونکہ بلا کو وہی دور کرتا ہے جو اوسکو پیدا کرتا ہے انتہے حبیب سے مین ہر کرب مین یہ دعا کیا کرتا ہون علی خواص فرماتے تھے ان هذه الوقائع التى تقع للانسان فى المنام جند من جنود الله تقوى الايمان صاحبها بالغيب اذا كان اهلا لذلك وان كان ذلك نقصا فى حق كامل الايمان الذى لو كشف الغطاء لم يزدد يقينا فان من شرط المؤمن الكامل ان يكون ما وعده الله به او توعده عليه عنده كالحاضر على حد سواء فافهم ذلك ترشد

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپہ یہ ہے کہ میرا نفس کسی طرف کسی شئے کے اون مقامات اولیاء سے جنپر بندہ کو کچھ ثواب نہین ملتا ہے تشوف نہین کرتا جیسے اطلاع اوقات حوادث زمان مستقبل پر بطریق کشف کے مثل انقراض دولت بعض ملوک ونحو ذلك مما ورد به الاخبار ترمذی مین حذیفہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے حضرت نے خطبہ پڑہا اوس خطبہ مین ذکر ما کان ومایکون کا تا قیام ساعت فرمایا جسکو یاد رہا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا فان وقع لاحد من الاولياء مكاشفة بشئ من حوادث الزمان المستقبلة سلمناه ذلك مالم يعارض شيئا من شرعه صلى الله عليه وسلم ولعل ما كوشف به ذلك الولى من جملة ما نسيه الناس لقوله ونسيه من نسيه انتهى وصاحب هذا المقام لا احد اتعب قلبا ولا اجسما عنه لاطلاعه

علی الاحوال قیل وقوعها ۔

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے ورد مین مواظبت ملائکہ عمار سموات کی کرتا ہون مین نہین جانتا کہ میرے اقران مین کسی شخص کا بھی ورد شب تسبیح پر ملاء اعلی کے مشتمل ہو صورت ترتیب ورد کی یہ ہے کہ مین ہمیشہ یون کہتا ہون سبحان مرسبقت رحمته غضبه کیونکہ طبرانی مین آیا ہے کہ ان صلوة الحق تعالی سبقت رحمتی غضبی اسلئے مین یہ کلمہ ہزار بار کہتا ہون پھر کہتا ہون سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ہزار بار پھر کہتا ہون سبحان اللہ وبحمدہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم استغفر اللہ العظیم ہزار بار کیونکہ روایت مین آیا ہے کہ یہ دونون صیغے اللہ کو محبوب ہین پھر کہتا ہون اشهد ان لا الہ الا اللہ و اشهد ان محمدا رسول اللہ ہزار بار پھر کہتا ہون اللهم لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك ولعظيم سلطانك ہزار بار کیونکہ یون آیا ہے کہ اس کلمہ کو دو فرشتون پر عرض کیا گیا تھا اون نے مقدار اسکے ثواب کا نہ بتائی آخر اللہ نے فرمایا اکتبوها كما قال عبدي وعلي جزاؤها پھر کہتا ہون جزی اللہ سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنا خیرا بما هو اهله ہزار بار کیونکہ اس طرح آیا ہے کہ جو کوئی اسکو ایکبار کہیگا وہ ستر کاتب کو ہزار صبح تک ثواب مین ڈالیگا پھر کہتا ہون سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقه سبحان اللہ وبحمدہ رضا نفسه سبحان اللہ و نفس ہ زنة عرشه سبحان اللہ وبحمدہ مداد کلماته کیونکہ وارد ہوا ہے کہ یہ باقیات الصالحات طوبی لہا تک ہے پھر ہزار بار یون کہتا ہون سبحان من اظهر الجميل وستر القبيح کیونکہ یہ تسبیح ہے ملائکہ ستور کی پھر ہزار بار یہ کہتا ہون سبحان العلي الديان سبحان الشديد الاركان سبحان من يذهب الليل ويأتي بالنهار سبحان من لا يشغله شان عن شان سبحان الحنان المنان سبحان اللہ فی کل مکان یہ اوس فرشتہ کی تسبیح ہے جو نصف آگ کا اور نصف برف کا ہے پھر ہزار بار یون کہتا ہون الحمد للہ بجمیع محامدہ کلها ما علمت منها وما لم اعلم وعلی جمیع نعمه کلها ما علمت منها وما لم اعلم عدد خلقه کلهم ما علمت منهم وما لم اعلم کیونکہ اثر مین آیا ہے کہ ایک شخص نے یہ کلمات دن عرفہ کے کئے سو سال دیگر مین جب وہ حج کو آیا تو پھر یہی تحمید کرنے لگا ہاتف نے اوسکو پکار کر کہا یا فلان من العام الماضی الی الآن نکتب لك فی ثواب هذه التحمیدة فما فرغنا پھر یہ کہتا ہون اللهم صل علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آله وصحبه وسلم ہزار بار کیونکہ یہ درود اون فرشتون کی ہے جو طلف بحار محیطہ بتے مین رات دن اس معلوم سے تمکتے نہین ہین ذکرہ الثعلبی فی کتاب العرائس پھر کہتا ہون سبحانك اللهم وبحمدك علی عفوك بعد قدرتك سبحانك اللهم وبحمدك علی حلمك بعد علمك ہزار بار کیونکہ یون آیا ہے کہ شتر اول تسبیح ہے نصف حملۂ عرش کی اور شتر آخر تسبیح ہے نصف آخر کی پھر ہزار بار یون کہتا ہون لا الہ الا انت ربی ما اعظم شانك واسبغ نعمائك

فضل تسبیح ملائکہ علیہم السلام

کے مجرب ہے اسلئے میں کہتا ہوں یہ سب تیرہ درود مختصر ہونے جو رات کو پڑھے جاتے ہیں مگر ہر درود ہزار بار ہے اس حساب سے تیرہ ہزار بار ہوا اگر ہزار بار نہ پڑھ سکے تو دو تین تین ہی بار پڑھ لے کہ اجر مزید سے محروم نہ رہے علی خواص نے کہا ہی بندہ کو چاہئے کہ جب اوسکی عمر تنگ ہو یا اوس سے قیام کرنا وقت اول نصب مرکب الٰہی کے فوت ہو تو جوامع کلم کو آیات واخبار سے لیکر صلوٰۃ وتسبیح کرے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے بمکو خبر اونکے فضل کی نہیں دی مگر اسی لئے کہ ہم بہت سا اہتمام اونکا کریں آیا ہے کہ آیۃ الکرسی برابر ہزار آیت کے ہے اور آخر سورۂ حشر برابر ہزار آیت کے اور قل ہو اللہ ثلث قرآن ہے اور قل یا ایہا الکافرون نصف قرآن ہے تو وقت ضیق عمر کے مراعات ہدایت کے ساتھ انکے لایق تر ہے سو جیسے مثلاً آیۃ کرسی وآخر سورۂ حشر کو پڑھا اوسنے گویا ہزار آیتیں پڑہیں یہ برابر ہے جزب کے ہوا کیونکہ مینے جو آیات کو اول بقرہ سے تا نصف سورۂ انفال گنا تو ہزار آیتیں ہوئیں اور جیسے قل ہو اللہ احد کو ہر رکعت میں تین بار پڑھا تو گویا اوسنے سارا قرآن پڑھا اسی پر باقی سور کو قیاس کرلے مقادیر ثواب قیاس کی راہ سے ادراک میں نہیں آتے ہیں اسلئے جسطرح شارع نے خبر دی ہے ہم اونکو اوسی طرح پر کہیں اور جو وعدہ ثواب کا اونپر دیا ہے ہم اوسپر ایمان لائیں اللہ کو پہنچتا ہے کہ وہ ثواب جزیل ایسے عمل پر دے جسمیں بہ نسبت غیر کے تعب اقل قلیل ہو واللہ اعلم +

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ میں اپنے اعمال کے نظر پر بصور حسنہ وقبیحہ بحسب طاعت ومعاصی ایمان رکھتا ہوں گویا اونکا مشہود بطور احساس کے کرتا ہوں اور اکثر یہ شہود یوں ہوتا ہے کہ جب وہ ایک حالت پر ظاہر ہو کر مستغنی ہو جاتے ہیں اور غیر کی طرف متوجہ کرتے ہیں تو میں شاکر یا مستغفر ہوتا ہوں علی خواص فرماتے تھے بندہ کا ایمان جب کامل ہوتا ہے کہ وہ ہر حرف قرآن وغیرہ کو جسکو کہتا ہے ایک فرشتہ دیکھے اپنی صورت حال پر اخلاص وریا وحسن وقبح سے اور یہ شہود خالی نہو موافقت احکام خمسہ دین سے مثلاً مندوب مقارب واجب ہے حسن ہیں اور مکروہ مقارب حرام ہے قبیح ہیں پس ملک حسن الصورۃ واسطے ناطق کے استغفار کرتا ہوا اوپر چڑھتا ہے اور ملک قبیح الشکل ناطق پر لعنت کرتا ہوا صعود کرتا ہے شیخ افضل الدین نے رحمت کو ایک جماعت ذاکرین خدا پر اوترتے دیکھا میں نے سکینہ وحیا کو مینہ سفید کی طرح قبر امام شافعی پر نازل ہوتے دیکھا شیخ احمد سروی نے دیکھا کہ ملائکہ اقلام نور سے ہر حرف درود کا حضرت پر ایک صحیفہ میں لکھ رہے ہیں ولکن یہ شہد نہیں ہوتا مگر اوسشخص کو جسکا نفس کدورات بشریت سے صاف وپاک ہو جاتا ہے اور اوسکا باطن مثل ملائکہ کے ہوتا ہے وصن لم یکن کذلک فھو محجوب عن مثل ذلک +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ میں اعمال صالحہ سے محبت رکھتا ہوں بوجہ غیبت کے مجالست حقتعالیٰ میں اسلئے کہ اللہ نے بمکو یہ خبر نہیں دی کہ وہ کسی کے پاس بیٹھتا ہے مگر اوسکے پاس جو اوسکا ذکر کرتا ہے گویا اللہ یہ فرماتا ہے کہ جو کوئی طالب میری مجالست کا میری شرع کے سوا ہوگا تو یہ بات نہیں ہو سکتی ہے پہ کہیں میں طلب مجالست

حق تعالیٰ سے کسی شئے مین عبادات سے استغفار کرتا ہون اور حجاب کو اس مشہد سے دوست تر رکھتا ہون اجلالاً للہ تعالیٰ عن مجالسۃ مثلی اور اکثر عبادات کو اسلئے دوست رکھتا ہون کہ اللہ اونکو میرے لئے دوست رکھتا ہے تاکہ مجھکو ثواب دے ورنہ مین یقیناً جانتا ہون کہ مین اللہ کے ہوتے ہوئے دارین مین کسی شئے کا مالک نہین ہون واعظم احوال العبد مع ربہ عزوجل ان یطلع الحق علی قلبہ فلا یری فیہ محبۃ لشئ یشغلہ عنہ فافہم ذلک ترشد +

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین کسی شریف پر بد دعا نہین کرتا پہلے اسکا کیا ذکر ہے کہ اوسکی شکایت کسی حاکم سے کرون اور جب دو شریف باہم خصومت کرتے ہین تو مین کسی ایک کی بھی اون دونون مین سے مدد نہین کرتا بلکہ درمیان اونکے طالب صلح ہوتا ہون لاغیر والحمد للہ ۵

مرو بجنگ چو اول بصلح آمدہ	دمی بلطف نشین تا ز خویش برخیزم

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جب ابنار دنیا مجھپر جفا کرتے ہین جیسے امرا و اغنیا ریا وہ لوگ جنمین کوئی نفع دنیا و آخرت کا نہین ہے تو مجھکو فرح و سرور حاصل ہوتا ہے عمر میری بسا سطت سے اون لوگون کے جنکا کلام اکثر لغو و ہذیانات ہوتا ہے تنگ آگئی ہے بڑے مسرت کا دن نزدیک میرے وہ ہوتا ہے کہ اوسدن کوئی شخص اونمین سے نزدیک میرے نہین آتا اور جب کسی شخص کے پاس لوگ کثرت سے آتے جاتے ہین تو اونکے حقوق بھی اوسپر بہت ہوتے ہین حالانکہ جسے لوگون کو یہ ڈر بھی لگا ہوا ہے کہ کہین ہم اعجاب نفسہ مین نہ پھنس جائین جسے احمقون کے لئے یہ اعجاب سم قاتل ہے اللہ کی طرف سے حجاب ہوجاتا ہے کیونکہ اقبال ہمارا حقتعالیٰ پر اور خلق پر معاً سخت مشکل ہے قال تعالیٰ ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ جو شخص مدعی محبت وحدت نفس کا ہو وہ اپنا استحان اس طرح مین کرے اگر نفس کو مشتاق اوس شخص کی رویت کا پائے جسکی رویت اللہ کو یاد نہین دلاتی ہے تو جان لے کہ وہ اپنے دعوی مین کاذب ہے ومن تامل حال اکثر المتزاورین الیوم من الفقراء وغیرھم زرھا وجد زیارتھم معلولۃ فاللہ یتولی ھداک وھو یتولی الصالحین +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین سماع غنا کا آلات مطربہ پر بچپن سے مکروہ رکھتا ہون عملاً بنھی الشارع صلعم عن ذلک پھر جب مین طریق محبت فقرا مین داخل ہوا تو اوسی نفرت مجلوبہ کو کئی گنی بڑھا دیا اپنے نفس کو متہم کیا کہ مبادا وہ سماع سے متاثر ہوکر اللہ سے غافل ہوجائے اور ذکر و نماز سے باز رہے باآنکہ جب شارع سے کوئی نہی ثابت ہو تو وہ کچھ متوقف معرفت علت پر نہین ہوتی ہے یہ اسلم تر ہے اس سے کہ علت تحریم کی غفلت ذکر و نماز سے ٹھیرائی جائے اور جسکو غفلت نہ ہو اوسکے لئے لاباس یہ کہا جائے وعلی ذلک جماعۃ من الصحابۃ والتابعین وتابعی التابعین والفقہاء والصوفیۃ ذکرھم الشیخ ابوالمواھب الشاذلی فی کتابہ فی ذلک

وبالجملة فقد استقر ظاهر المذاهب الاربعة على الفتوى بالتحريم فى نحو العود فليس لمقلدان يخالفهم شيخ افضل الدين سماع آلات مطربہ سے بہت منع کرتے اور کہتے تھے ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ علت تحریم کی عدم سماع اوسکا حق تعالیٰ سے ہے سو یہ مذہب فاسد ہے فافہم ذلك وایاك وسماع ماذکرنا میں کہتا ہون نفس غنا بدون آلات مطربہ کے جبکہ کسی منکر پر مشتمل نہو بلکہ مذکر حق و مرغب صدق ہو اگرچہ شرعاً جائز معلوم ہوتا ہے لکن بحکم المومنون وقافون عند الشبہات احتیاط اولی ہے پھر جنکو اللہ نے ذوق شوق اپنی محبت و یاد کا دیا ہے وہ محتاج قول مغنی کے نہین ہین اونکو بغیر غنا کے وہ ذوق دامنگیر حال رہتا ہے جو سماع قوال سے حاصل نہین ہوتا ۵

ومن بك وجده وجدا صحيحا		فلم يحتج الى قول المغنى	
له من ذاته طرب قديم		وسكر دائم من غير دن	
کسانے کہ نیز دان پرستی کنند	۵	بر آواز دولاب سستی کنند	

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھ پہ یہ ہے کہ جتنی طوائف طرق فقر کے منسوب ہین عموماً مین سب کی نسبت حسن ظن رکھتا ہون اور کسی طائفہ پر حکم خروج کا شریعت سے بحکم اشاعت نہین کرتا کہ شاید وہ شخص نعت استقامت پر ہو مگر یہ کہ وہ مخالفت سنت کی کرتا ہو یا بدیہ عادلہ اور قائم ہو کیونکہ ہر گروہ کے اندر جیدو ردی لوگ ہوتے ہین ایک شخص کے سبب سے سارے طائفہ پر حکم کرنا جور و تہور ہے فالامر یحتاج الی التفصیل ۵

بر آستانہ میخانہ گر سرے بینی		مزن بباہی کہ معلوم نیست نیت او	
بیار بادہ کہ دوشم سروش عالم غیب		نوید داد کہ عام ست فیض رحمت او	

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھ پہ یہ ہے کہ جسکے ساتھ مین ایک لقمہ نمک کھاتا ہون کسی وقت مین بھی اوقات سے تو پھر اوسکی خیانت پس پشت اوسکے نہین کرتا یہ خلق اس زمان مین گوگرد سرخ سے بھی زیادہ تر عزیز الوجود ہے کیونکہ اب تو اگر کوئی شخص دس روپے نان کسی کے ساتھ کھاتا ہے تو حفظ اوسکے مقام کا نہین کرتا بل تجعل فيه العجب اذا وقع بينه وبينك نفس بخلاف میرے کہ مین بحمد اللہ ذکر دشمن کا نہین کرتا مگر بخیر حفظا للعشير فاعرف زمانك يا اخى ولا تركن الى احد حتى تجربه وقد كان هذا الخلق فى اللصوص ايام السلطان قايتباى رح +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھ پہ یہ ہے کہ جب ظالم لوگ بیمار ہوتے ہین تو مین اونکی عیادت بہت کم کرتا ہون اسلئے کہ غالباً اونکا مرض عقوبت ذنوب گزشتہ ہوتا ہے ہمکو تحمل کرنا اونسے کچھ ضرر نہین ہے عیادت مین ایک اینا اس بھی ساتھ اونکے ہوتا ہے سو اینا س ظلمہ و فسقہ کا جو بادہ خوار زانی آمد اموال بالباطل ہین لائق نہین سو

عالم وفقیر پر بابت عدم عیادت ظالم کے کچھ اعتراض نہین آتا گو بعد شفا کے بھی نہ پوچھے اسلئے کہ عیادت نزدیک ہمارے واسطے شکستہ دلون کے مشروع ہے جسکی عیادت مین امید ثواب ہے شافعی نے فرمایا ہے اذا رایتہ فی احیاء نفع لک ولا للعالم فلا علیک من مقاطعتہ انتہے سو غیر نافع کا یہ حکم ہے تو مقاطعت سوذی وترک عیادت وزیارت اوسکی بالاولی جائز ہے وانا بحمد اللہ لیس لی حاجۃ عند احد من ھؤلاء الولاۃ فی الدنیا ابدا فاعلم ذلک واعمل علی التخلق بہ ترشد +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین کجروی ونشوز وگریز از اتباع وزوجہ وخادم اپنے پر صبر کرتا ہون وذلک لعلمی بان الوجود یعاملنی علی صورۃ ما عاملت بہ ربی فاللوم علی لا علیہم فی الاصل لانہم کظل الشاخص علی حد سواء فان کان الشاخص مستقیما فالظل مستقیم اذا عوج فالظل اعوج (من ۱۲ علیہا مستقیما الظل اعوج الشاخص فقد رام المحال انتہی +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ اگر میری بی بی کنیز بیمار ہوتی ہے تو مین اوسکی قاذورات اوٹھا کر پھینک آتا ہون جبکہ وہ چلنے یا طشت پر بیٹھنے سے عاجز ہوتی ہے جسطرح کہ یہی معاملہ وہ میرے ساتھ کرتی ہے وھل جزاء الاحسان الا الاحسان اور اگر وہ بیمار ہوتی ہے تو مین باوجود احتیاج کے اوسپر دوسری عورت نہین لاتا تاکہ دو مرض حسی ومعنوی کو اوسپر جمع نکرون فاعلم ذلک واعمل بہ +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین خلوت کو ساتھ اجنبیہ کے مکروہ رکھتا ہون ہر بال میرا اوس سے نفرت کرتا ہے جکو اپنے نفس پر یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہین اوسکی طرف میل خاطر نکرے حدیث شریف مین آیا ہے ما خلا رجل بامرأۃ الا کان الشیطان ثالثھما شیخ ابو القاسم نصر آبادی شیخ خراسان سے کسیسے پوچھا تھا کہ ایک شخص کہتا ہے ما علی لوم فی مجالستی للنسوان لعدم میلی الیھن شیخ نے کہا ما دامت الاشیاء قابلۃ فان الامر والنھی باق والتحریم باق مخاطب بہ کل مکلف ولن یجترئ علی الشبھات الا من تعرض للمخالفات ایک مرد نے ایک زن اجنبیہ سے بات کی تھی اوسکو لذت ملی ایک ماہ تک لذت عبادت سے محروم رہا فساق جو دین مین تہتور ہوتے ہین اونسے ایسے کام ہوا کرتے ہین اللہ نے صحابہ کو جو خیار امت تھے حق مین ازواج حضرت کے جو امہات المومنین تھین یہ خطاب فرمایا ہے واذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب ذلک اطھر لقلوبکم وقلوبھن پھر کسطرح کوئی احمق یہ دعوی کرسکتا ہے کہ رویت اجانب نساء ومردین کی مثلا اوسکو ضرر نہین کرتی ھذا مما لا یقبلہ الدین بعض سلف نے سفیان ثوری کو رابعہ عدویہ کے پاس بیٹھنے پر عیب لگایا تھا حالانکہ دونون کے دل کا حفظ اونکو مشہود تھا اور بعد اوسکا معاصی سے معلوم تھا فاعمل علی التخلق بہ ترشد +

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین ہر صبح وشام اپنے ہر جارحہ کے جوارح ظاہر وباطن مین سے تفتیش کرتا ہون

کہ کس جانتہ نے آجکے دن یا آجکی رات کیا کام طاعت یا معصیت کا کیا ہے تاکہ اللہ کا شکر یا استغفار کرون جسطرح کہ صرف بلایا پر اونسے شکر بجالاتا ہون ابراہیم متبولی رح جب مصر مین آتے پہلے بیمارستان مین جاتے سب بیمارون مین طواف کرتے تاکہ اللہ کا شکر کرین کہ اللہ نے اون بلایا و امراض کو اونسے پہیر دیا حالانکہ وہ اپنے نزدیک اونکے مستحق تھے اور کہتے جو شخص یہ بات دیکھنا چاہے کہ مقدار اون بلایا و محن و امراض و معاصی و جرائم کا جو اللہ نے اوس سے پہیر رکھے ہین معلوم کرے تو وہ سوا نطبت کرے دخول خانہ والی و حبس دیلم و بیمارستان پر پہر حملہ ابتلایات کو جنمین غیر اوسکے مبتلا ہین دیکھے کر اللہ کی حمد اون آفات کے صرف پر اپنی ذات سے بجالائے فکم استحقت العین القلع او العمی بنظرها الی ما لا یحل لها وکم استحقت لاذن الطرش وطلوع الخراجات فیها حتی تزود بسماعها ما لا یحل لها وکم استحق اللسان من القطع او طلوع الدما مل فیه وتشقق حتی لا یصیر صاحبه یقدر علی بلع الماء بکلامه فی اعراض الناس وکم استحق الفم من طلوع الاکلة فیه حتی یصیر کالطاقة من تقبیل ما لا یحل له وکم استحقت البطن من الغص والقولنج والنفاخ وتقریح المصارین وجرح الکلاد الاستسقا وغیر ذالک بادخال الحرام والشبهات فیها وکم استحق الفرج من طلوع الاکلة فیه والقروح وحبس البول وتربیة الحصی فیه بمباشرته ما لا یحل له وکم وکم وکم فلیتامل الانسان فی اعضائه کلها وما صرف الله عنها وینظر کیف حاله اذا طلع فی وجهه الحب الفرنجی فاکل انفه وفمه وصار القبیح والصدید یقطر منه کیف حاله مع امرأته التی کان یحبها اذا انفرت منه وقذرته مع ارتکاب الدیون وقلة من یقتدیه بشئ یاکله هو وعیاله اولیتامل حاله اذا طلع فی ذکره الاکلة فسقط کله او طلع فی دبره باسور او ناصور من خارج السفرة وداخلها حتی انه یحسبان شخصا یشرح بسکین فی دبره لیلا ونهارا ولا یصل احد الی مداواة تلک الجراح الباطنة فیتمنی الموت فلا یجاب انتهی یعنی جو آفات و امراض جملہ اعضاء بشر مین ہوا کرتے ہین جنسے وہ آزردہ موت کی کرتا ہے اور وہ سب اوسکے حق مین ممکن بلکہ متوقع الحصول ہین اور ہو سکتا ہے کہ ہر جارحہ بسبب اوس گناہ کے جو اوس سے صادر ہوتا ہے ایک مرض یا چند مرض مین اوس عضو کے مبتلا ہو تو اب اس شخص کو اللہ کا شکر بجالانا چاہیے کہ باوجود استحقاق ان عقوبات دنیاوی کے اللہ نے اوسکو ان بلایا و محن سے براہ حلم و عفو بچا رکھا ہے یہ شکر نہایت ضروری ہے الحمد لله الذی عافانی مما ابتلاهم به وصلی الله علی نبیه الامی وآله وصحبه وسلم +

باب ۱۰ فی جملة من الاخلاق المرضیة

ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین کسی شخص کو اپنے اصحاب مین سے قدرت رد کرنے کی کسی ایک فرقہ

پر فتوای اسلام سے نہین دیتا مگر یہ کہ کلام اوسکا خلاف صریح سنت محمدیہ یا قواعد علما و سنت ہو کہ ایسے شخص پر رد کرنا
واجب ہے کیونکہ یہ دلیل ہے اوسکے عدم کمال پر اگر وہ کامل ہوتا تو ظاہر شریعت پر غیرت کہاتا اسلئے کہ شارع نے بعد
اپنے اوسکو اپنی شریعت پر امین کیا ہے فتوحات مکیہ مین فرمایا ہے اجماع المحققین علی ان من شرط الکامل
ان لا یکون عنده شطح عن ظاهر الشریعة ابدا بل یری ان من الواجب علیه ان یحق الحق ویبطل الباطل
ویعمل علی الخیر وجهر من خلاف العلماء ما امکن انتهی شعرانی کہتے ہین جو کوئی اس عبارت کو تامل و فہم
کریگا وہ جان لیگا کہ جمیع مواضع جنمین شطح ہے وہ مدسوس ہین کتب شیخ رضی اللہ عنہ مین خصوصاً فتوحات مکیہ
مین کہ اوسمون سنتا و سکو حال بحال یقین مین لکھا تھا اور اوسکی تالیف سے تین برس پہلے فارغ ہوئے تھے باجملہ
مطالعہ کرنا کتب توحید خاص کا حلال نہین ہے مگر عالم کامل یا سالک طریق قوم کو ورنہ اوسپر خوف دخول شبہ کا
ہے جس سے ہوشیار ہی بچ نہین سکتا پھر اوسکا کیا ذکر ہے جو ہوشیار نہین ہے لکن شان نفس کی کثرت فضول و
خوض ہے مالا یعنی مین بعض علما سلف نے ایک کتاب مین وہ کلمات جمع کئے ہین جو عوام کہتے ہین اور نوبت کفر کی
پہنچتی ہے جیسے یا من یرانا ولا نراہ اور جیسے یا ساکن هذه القبة الخضراء اور جیسے سبحان من کان
العلا مکانه اور جیسے یا دلیل الحائرین یا من لیس له دلیل یا دلیل الدلیل یا جیسے یا من لا یوصف
ولا یعرف یا جیسے یا من هو فی عرشه یرانا یا جیسے اطلاق خمار وساقی و راہب دیر و صاحب دیر و قسیس ولیل
ولیلی و سعدی و اسماء و غیرہ و ہند و کنز اکبر و نحو ذلک یا جیسے انا فی امة تدارکها الله غریب کصالح فی
ثمود معری و ابو نواس کے شعر مین ایسی تشبیہات بہت آئی ہین یا جیسے فلان حجة الله فی ارضه علی
عباده کیونکہ یہ شان رسل کی ہے لا غیر یا جیسے ما فی الوجود الا الله یا ان الله فی قلوب العارفین
یا جیسے ما یسعنی ما یسع الله من یسعنی قلب عبدی مؤمن یا جیسے هذا زمان سوء یا جیسے قول بعض خطبا سبحان من لم یزل
معبودا عند من لم یعلم کونه معبودا الی القوة یا جیسے یا قدیم الزمان یا جیسے کل ما یفعل الله خیر
ایک شخص نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ما نهاک ان تقاتل اعداءک حتی یطلع لک القمر فرمایا هو قمرهم ایضا
یا جیسے فلان یطلع علی الغیب ولہ کشف والہام علی الغیب کیونکہ اولیاء کے پاس سوا ظن صادق کے
اور کچھہ نہین ہے اسی کو وہ الہام و فتح و کشف کہتے ہین یا جیسے نام رکھنا کسی کتاب کا کتاب الاسرار
والمعارج یا مفاتح الغیب یا آیات بینات امام عمر بن محمد اشبیلی اشعری نے کتاب لحن العوام مین
فرمایا ہے ولیحذر من العمل بمواضع من کتاب الاحیاء للغزالی وغیر ذلک من توالیفه فانها
اما مدسوسة علیه اووضعها اوائل عمره ثم رجع عنها کما ذکره فی کتابه المنقذ من الضلال
وکذلک یحذر من مواضع فی کتاب قوت القلوب لابی طالب المکی نحو قولهم الله قوت العالم

ومن مواضع فی تفسیر مکی ومن مواضع کثیرة فی کلام ابن میسرة الحنبلی وقد صنف الناس فی الرد
علیه ولیحذر من مطالعة کلام منذر بن سعید البلوطی فانه مخلوط بکلام اهل الاعتزال ومن مطالعة
کتب ابن برجان وکذا مواضع من تفسیر الزمخشری وبعضها کفر صراح وکذلک یحذر من مطالعة کتاب
اخوان الصفا وهو مشتمل علی اثنین وخمسین رسالة وهو تالیف المجریطی وقد ذکروا انه کان من الملحدین
المجابین بطریق الاسلام وکذلک یحذر من مطالعة کلام ابراهیم النظام وابن الراوندی ومعمر بن المثنی و
من مطالعة قصیدة عبد الکریم الجیلی التی روّیها العین المضمومة ومن مطالعة کتاب خلع النعلین
لابن قسی لعلوم راقیة عن الفهم وکذلک تائیة سید محمد وفا وکذلک ینبغی ان یحذر من مطالعة
کلام المفید بن رشد لان غالب کلامه فی المعتقد فاسد وکذلک فلیحذر من مطالعة کتب الشیخ
محی الدین بن عربی لعلوم راقیها اولیحذر ایضاً من مطالعة کتب عبد الحق بن سبعین لما فیها مما
یوهم الحلول والاتحاد والتشبیه واقوال الملحدین ومنع بعضهم من سماع کلام عمر بن الفارض
فی التائیة وحمل علی جواز ذلک مع التاویل فهذه عدة نصائح وتحذیرات فاعمل بها وعلیک
بمطالعة کتب الشریعة من حدیث وتفسیر وفقه والائمة اعنی ائمة الدین من الصحابة والتابعین و
تابع التابعین وایاک والاجتماع بهولاء الجماعة الذین تظاهر والبطریق القوم فی النصف الثانی
من القرن العاشر من غیر احکام قواعد الشریعة فانهم ضلوا واضلوا بمطالعتهم کتب توحید القوم
من غیر معرفة مرادهم انتهی ملخصا منجملہ ان کتب کے تمام کتب محمد بن فرغ طاہری رح کا بھی لیا ہے لیکن ظاہر یہ ایک
گروہ ہے متبعین سنت کا وجہ تحذیر کی یہ ہوگی کہ اہل فقہ مصطلح واہل رای بسبب انکار قیاس کے اونکو پسند نہیں
کرتے وہ یہ فرقہ اتباع سنت میں پیشقدم جملہ طوائف اسلام سے ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ تحذیر مطالعہ کتب اقوام مذکورہ سے
اسلئے کی ہے کہ بعض کتب تو بالکل مخالف ظواہر شریعت حقہ ہیں اور بعض نہایت غامض ہیں فہم عامہ سے عالی تر
ہیں اونکے مطالعہ کرنے میں خوف فساد عقائد کا ہے اسلئے قصر کرنا کتب فقہ تفسیر وحدیث وفقہ سنت پر موجب حفظ
دین ہے واللہ الموفق +

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ میں اپنے غصہ کو جسپر خفا ہوتا ہوں وقت قدرت کے جاری نہیں کرتا کمال خلق مومن
یہ ہے کہ وعید میں تخلف کرے یہ تخلق حضرت سلیم کا ہے فرمایا ہے من حلف علی یمین فرأی غیرها خیرا منها
فلیأت الذی هو خیر ولیکفر عن یمینه مگر یہ کہ کوئی حد شروع ہو کہ وہاں پھر اختلاف نہیں ہے کیونکہ ایعاد بالیقاع
حد فقط ایک صورت وعید ہے ورنہ حقیقت میں وعد ہے کیونکہ اوسمیں تطہیر ہوتی ہے اس حدیث میں
تامل کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ ہمکو حکم دیا ہے خلف وعید کا اور اس خلف کو خیر ثمہ ایا ہے بات یہ ہے کہ جسنے

ہمارے ساتھ برائی کی اوسنے ہمکو خیر آخرت دی جسکے ہم محتاج تھے اگر کشف غطا ہو تو معلوم ہو جائے کہ ہمکو کسی نے کچھ نہ دیا اور نہ ہمسے احسان کیا جیسا کہ اس شخص مسئی نے ہمسے احسان کیا پس جبکا مشہد یہ ہوا وسکو لائق ہے کہ وہ بھی مجازات اوسکے ساتھ احسان و فضل کی کرے پھر صفح یا حرمان کا کیا ذکر ہے قال تعالیٰ ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا بلی احب ان یغفر اللہ لی اور مسطح کو اوزکا نفقہ دینے لگے اسلئے کہ اللہ نے مسطح کی شفاعت پاس اسکے فرمائی فاعلم ذلک واعمل علیہ +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنی ذات سے کبھی اہتمام عمارت بیت یا مرکب یا بستان و نحو ذلک کا نہین کرتا بلکہ وقت بنیاد رکھنے کے حاضر بھی نہین ہوتا کیونکہ امر دنیا خوار ہے حضرت صلعم دنیا سے گئے اور ایک خشت بھی خشت پر نہین رکھی اسیطرح کبھی اہتمام ملابس کا نہین کرتا اور بازار مین جاکر کسی دوکان پر نہین بیٹھتا کہ خود کپڑا خرید کرون یا دوشنبہ و پنجشنبہ کو بازار مین جاؤن کہ اوسدن کپڑا ارزان ملجاتا ہے اسی طرح اگر احباب واسطے تفرج بساتین کے کہتے ہین ایام فواکہ و ثمار مین تو مین مبادرت طرف اجابت دعوت کے نہین کرتا اور راہ مین تنہا چلنے سے شرماتا ہون شاید مراد شارع کی اس حدیث سے یہی ہے لو تعلمون ما اعلم ما سافر احد کم وحدہ سفر مین جماعت کا ہونا مستحب ہے فرمایا ہے الواحد شیطان والاثنان شیطانان والثلثۃ رکب سمعنا اگر سفر مین رات کو چلتا ہون تو کچھ خوف نہین کرتا کہ چور میرے کپڑے لتے چھین لیگا وھذا من حیث حیائی من اللہ فھذا مشھد وذاک مشھد اعمل علی ذاک ترشد +

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جن اعراس مین ضبط قوانین شرعیہ نہین ہوتا ہے بلکہ وہ مجالس ملحوظ بچند محرمات ہوتے ہین جیسے ضرب آلات و حکایات سخریات و اختلاط رجال بالنساء وہان مین اپنی زوجات کو نہین جانے دیتا وھذا لامر قد کثر وقوعہ فی الاعراس والموالد وما ھکذا کانت ولائم السلف الصالح رضی اللہ عنھم +

دیگر ایک سنت الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین شرفاء اہل بیت کو دوست رکھتا ہون اگرچہ وہ فقط طرفسے مان ہی کے شریف ہون اور اگرچہ غیر قدم استقامت پر ہون اسلئے کہ وہ بالیقین اللہ و رسول کو دوست رکھتے ہین اور جو کوئی اللہ و رسول کو دوست رکھے اوسکو مبغوض رکھنا یعنی چہ فیمان جب شراب پیتے اونکو لاکر حد مارتے ایکبار بعض لوگون نے اونپر لعنت کی حضرت نے فرمایا لا تلعنوا فانہ یحب اللہ ورسولہ معلوم ہوا کہ شرفاء پر اقامت حدود سے یہ لازم نہین آتا کہ ہم اونکو مبغوض رکھین بلکہ یہ اقامت اونکے لئے ہمارے ہی محبت ہے کہ ہم اونکو مطہر کرتے ہین شیخ ابن عربی کہتے ہین الذی اقول بہ ذنوب اھل البیت الماھی ذنوب فی الصورۃ لا فی الحقیقۃ لان اللہ غفرلھم

ذنوبہم بسابق العنایۃ لقولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا
ولا رجس ارجس من الذنوب انتھی لکن آیمین تامل ہے پھر کہا ہے وجمیع مایقع منھم من الاذی لنا
یجب علینا فی الادب معھم ان نجعلہ شبیھا بالمقادیر الالھیۃ فیجب علینا الرضاء او الصبر علیہ
وان اخذوا اموالنا ولم یعطوھا لنا لا ینبغی لنا حبس احد منھم ولا رفعہ الی حاکم لانہ بضعۃ من
رسول اللہ صلعم انتھی حدیث صحیح مین زید بن ارقم سے مرفوعاً آیا ہے انشدکم اللہ فی اھل بیتی تین بار اسیطر
فرمایا تھا زید نے تفسیر اہلبیت کی آل علیؑ و آل جعفرؑ و آل عقیلؑ و آل عباسؓ کے ساتھ کی ہے سیوطی نے کہا وھولاء
ھم الاشراف حقیقۃ عند سائر الامصار وتخصیص الشرف بآل علی فقط اصطلاح لاھل مصر انتھی
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے تھے ارقبوا محمداً فی اھل بیتہ صلعم اور کہتے تھے والذی نفسی بیدہ لقرابۃ
محمد صلعم احب الی من قرابتی ایکبار عبداللہ بن حسن بن حسینؑ پاس عمر بن عبدالعزیز کے کسی کام کو آئے کہا آپ کو
جب حاجت ہو ہمارے آپ آدمی بہیجکر مجکو بلالیا کرین یا رقعہ لکھکر بہیجا کرین مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ تجکو میرے دروازہ
پر دیکھے بلکہ دختر اسامہ بن زید ایک دن پاس عمر بن عبدالعزیز کے گئین اونکو اپنی نشست کی جگہہ بٹہایا اور آپ اون کے
سامنے بیٹھے اور سب کام اونکے پورے کردیئے یہ حال سلف کا ساتھہ دختر مولی رسول خدا صلعم کے تہا پھر حضرت کی
اولاد و ذریت کا کیا ذکر ہے حسن بصری کہتے تھے اگر جنکو کہیمہ دخل عصبہ مین ہمراہ قاتلان حسین بن علی کے ہوتا اور
مجکو درمیان جنت و نار کے اختیار دیا جاتا تو مین دخول نار اختیار کرتا اس شرم سے کہ حضرت کی نگاہ جنت مین مجھپر
پڑتی جعفر بن سلیمان نے امام مالک کو مارا تہا بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا کہا مینے اپنے ضارب کو معاف کیا مجھے
خوف ہے کہ اگر مرجاتا اور حضرت سے ملتا تو مجھے شرم آتی کہ میرے سبب سے کوئی شخص اونکی آل کا دوزخ مین جائے
جب منصور خلیفہ ہوئے چاہا کہ عوض امام مالک کا لین امام نے کہا اعوذ باللہ واللہ ما ارتفع منھا سوط عن
جسمی الا وقد جعلتہ فی حل منہ نقرابۃ من رسول اللہ صلعم ابن عباس کہتے تھے اگر ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ
میرے پاس کسی کام کے لئے آوین تو مین پہلے علی کا کام کرونگا لقرابۃ من رسول اللہ صلعم اور اگر مین آسمان
سے زمین پر گرون تو یہ مجکو دوست تر ہے اس بات سے کہ مین علی کو اون دونون پر مقدم کرون شیخین رضی اللہ عنہما واسطے
ملاقات ام ایمن کنیز آنحضرت کے جاتے اور کہتے کہ حضرت اون کی ملاقات کو جایا کرتے تھے حلیمہؓ
پاس شیخین کے آئین اونہون نے اپنا کپڑا اونکے لئے بچہادیا علی خواص فرماتے تھے حق الشریف علینا ان نفدیہ
بارواحنا لسریان محمد رسول اللہ صلعم ودمہ الکریمین فیہ فھو بضعۃ من الرسول صلعم و
للبعض فی الاجلال والتعظیم والتوقیر مالکل وحرمۃ جزءہ صلعم بعد موتہ کحرمتہ جزءً حیاً علی
حد سواء بعض علماء نے کہا ہے ومن حقوق الشرفاء علینا وان بعدوا فی النسب ان نوشرھم رضا ھم

علی اھوائنا وشھواتنا وتعظم ام ونوقرھم ولا نجلس فوق سریر وھو علی الارض انتھی شیخ ابراہیم تبولی رح فرماتے تھے من اذی شریفا فقد اذی رسول اللہ صلعم ویجب علی کل صاحب مال اذا سرأی شریفا علیہ دین ان یفدیہ بمالہ لانہ جزء من رسول اللہ صلعم اور فرماتے تھے لا ینبغی لمن یؤمن باللہ ویحب رسولہ ان یتوقف عن تعظیم الشریف والاحسان الیہ حتی یعرف صحۃ نسبہ بل یکفیہ تظاھرہ بالشرف وذلک او جہ للمؤمن عند رسول اللہ صلعم من حیث انا عظمناہ ووقرناہ من غیر توقف علی صحۃ النسب امام مالک نے فرمایا ہے جو شخص دعوی شرف کا کاذب ہو کر کرے اوسکو خوب پیٹ کر تشہیر کر کے مدت تک محبوس رکھنا چاہئے یہانتک کہ وہ توبہ کرے کیونکہ یہ استخفاف ہے اوسکی طرف سے حق مین حضرت صلعم کے بعض علمانے کہا ہے کہ جو شریف متعاطی محرمات ہو اوسکی تعظیم کرنا نچاہئے لکن معظم علما برخلاف اسکے ہین اور کہتے ہین کہ تعظیم شریف کی مطلوب ہے اگرچہ اوس سے زنا یا لواطت یا شرب خمر و سحر و اکل ربا و سرقہ و کذب و اکل مال یتیم و قذف محصنات و ایذای مؤمنین و مومنات واقع ہوئی ہو خصوصا جبکہ ان امور کا ثبوت نزدیک حاکم کے نہو بلکہ حاسدین نے ان امور کی اشاعت کی ہو کما ھو الغالب فی الناس الیوم فقل من یثبت عندہ شیء مما یوجب الحد لاستتار اھل ھذہ المعاصی عن الناس بفعلھا فی بیوتھم وھی مغلقۃ علیھم شعرانی فرماتے ہین نہیں دیکھا کہ ہمارے اقران مین کوئی شخص متخلق باخلاقہ اس خلق کے ہو مگر تھوڑے لوگ بلکہ بعض کو ہمنے دیکھا کہ وہ شریف سے کاہ خدمتگاری کا لیتے ہین اور اوسکو سائیس بناتے ہین اور سواری کے پیچھے دوڑاتے ہین اور مصلی دیکر اپنے ہمراہ لیچلتے ہین وھذا من ادل دلیل علی شدۃ جھلہ بالادب مع اللہ ورسولہ فکیف یدعی القرب من حضرۃ اللہ وانا ندید عوالناس الیھا فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہاتم کرنا حدود کا شرفا پر سو کچھ منافی اونکی تعظیم و توقیر کی نہین ہے اس حیثیت سے کہ وہ ذریت رسول ہین اونکی تعظیم کرے اور اس حیثیت سے کہ حد شرعی مین سب لوگ برابر ہین کسی کی خصوصیت نہین ہے اونپر قیامت حد کرے بدلیل قولہ صلعم ولایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت رسول اللہ سرقت لقطعت یدھا واللہ اعلم ف ایک ادب یہ ہے کہ ہم مین کوئی شخص کسی شریفہ سے بیاہ نکرے مگر جبکہ اپنے نفس سے اس بات کو پہچان لے کہ مین زیر حکم و اشارہ شریفہ موصوفہ ہونگا اور اوسکی جوتیان سیدھی کرونگا اور جب وہ میرے سامنے آئیگی تو مین اوسکے لئے کھڑا ہو جاؤنگا اور اوسکے اوپر دوسری عورت نہ لاؤنگا اور نہ رنڈی کی تنگی نکروزنگا اور اگر اجنبی ہوگی تو اوسکی طرف نہ دیکھونگا اور نہ اوسکے منہ اور ہاتھہ اور پاؤن کی طرف نظر کرونگا اور اگر وہ کچھہ مانگے گی تو اوسکو منع نکرونگا مگر بطریق شرعی جمیع امورین وتخوذ ذلک فاعلم ذلک واعمل علی التحلق بہ ترشد۔

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر عدم شہود ہے میرا اس امر کو کہ میرے کسی عمل کا اعمال مین سے حق اللہ تعالی کا یا کوئی حق کسی

خلق کا وفا کیا ہو نکمیت کی راہ سے اور نہ مصفار معاملہ کی راہ سے آدمی کو اگر کشف ہو تو وہ دیکھ لے کہ سارا جہان حقوق خدا و حقوق عباد سے پر ہے اور وہ مطالب ہے ساتھ وفا کل حقوق کے جب یہ جان لیگا تو دل اوسکا خوف وخدر سے بھر جائیگا اور وہ اقامت کر نیسے دنیا مین گریز کریگا کیونکہ وہ بعض حقوق مین تادیۂ اخلاص سے عاجز ہے پھر سارے حقوق کا کیا ذکر ہے ومن تحقق بھذا المشھد فعیشہ دائما منغض لا یتھنا آدمی کا کوئی حق خالص ایسا نہین ہے کہ جسمین حق خدا خلط نہو جو کوئی یہ چاہے کہ وہ کسی بندہ کے حق سے بالکل بری الذمہ ہو جائے تو یہ اوسکا جہل ہے اس راہ سے کہ وہ اللہ کے حق کا تمیز بندہ کے حق سے کرتا ہے فتامل ✦

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مجکو شہود اپنے کمال کا مقام نہین اپنے اسلام وایمان واحسان کے نہین ہے کیونکہ شرط اسلام کامل کی یہ ہے کہ مسلمان اوسکے ہاتھ وزبان سے سلامت رہین اور شرط مومن کامل کی یہ ہے کہ غائب وحاضر وعد و وعید شرعی نزدیک اوسکے ایک حد سوا پر ہون شرط احسان کی یہ ہے کہ اللہ کی عبادت یون کرے جیسے کہ اوسکو دیکھتا ہو علی الدوام نہ یہ کہ کسی وقت مین دیکھے اور کسی وقت مین نہ دیکھے واتی لمثلی ان یکون بھذہ الصفۃ حسن بصری فرماتے تھے واللہ حلف حالف ان اعمال الحسن اعمال من لا یؤمن بیوم الحساب لقلت لہ صدقت لا تکفر عن یمینک انتھی مین کہتا ہون حسن رح نے یہ بات براہ کمال اخلاص ونہایت تواضع کہی تھی اسلئے کہ مقام اوزکا دین مین معلوم ہے اور صدیق حسن اس بات کو اپنے حق مین تحقیقاً کہتا ہے مگر یہ کہ اللہ اوسکو مرنے سے پہلے اور وقت زہوق روح کے اپنے پردۂ دراز رحمت سے چھپا لے اور دنیا سے ایمان کے ساتھ اوٹھا لے وما ذلک علیہ بعزیز ✦

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مجکو یہ شہود ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے نفس پر مجھسے زیادہ تر رحیم ہے یہانتک کہ یہ شہود نزدیک میرے مقرر ہو چکا ہے بادی الرائی مین حاجت تفکر کی اوسمین نہین ہوتی وقد من یقع لہ مثل ذلک ولہذا کبھی مجکو اللہ کی رحمت سے کسی وقت مین بھی ناامیدی واقع نہین ہوتی کہ مین اوسکی مداوات کا رجا سے محتاج ہون کما یقع فیہ کثیر من الناس اہل علم نے کہا ہے لو وزن خوف المومن ورجاؤہ لاعتدلا وما تقرب العبد جانب بجرم بانتھاء امرہ الیہ مع الحق تعالیٰ ابدا ✦

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنا اکل ولبس اپنے مال سے خرید کر کے کرتا ہون نہ کسی سے کچھ قرض لیکر گو مین بھوکا یا ننگا رہون مین اپنے صبر کو برہنگی وگرسنگی پر اولیٰ تر لوگون کے صبر سے مجھپر دیکھتا ہون وھذا من اکبر نعم اللہ علی ✦

قرض از مرتب مردمی انداخت مرا		بسکہ این راہ گران بود سبک ساخت مرا	

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ نہ تو مین معاشرت مردم پر جھک پڑتا ہون اور نہ بالکل اوسسے رک جاتا ہون

اگر وہ میرے ملنے کو نہین آتے تو مین بھی بہت اونکے پاس نہین جاتا اور نہ بالکل اونسے ملنا چھوڑ دیتا چونکہ یہ دونون باتین ٹھیک نہین ہین امام شافعی نے فرمایا ہے الانبساط الی الناس مجلبۃ لقرناء السوء والانقباض عنہم مکسبۃ للعداوۃ فکن بین المنقبض والمنبسط ٥

الناس داء دفین لا دواء لہ		العقل قد حار فیہم فہو مضمحل	
ان جئت منبسطا سمیت مسخرۃ		او کنت منقبضا قالوا بہ ثقل	
وان تخالطہم قالوا بہ طمع		وان تجانبہم قالوا بہ ملل	
وان تھور یلقوہ بمنقصۃ		وان تزھد قالوا زھد ہ حیل	

علی خواص کہتے ہین اذا ابتلی احدکم بصحبۃ من لا بد لہ من صحبتہ فسلموہ تارۃ وناصحوہ اخری وادعوہ تارۃ وتجنبوہ اخری واسألوا اللہ فی الخلاص منہ تارۃ فما زال الناس کذلک انتھی وتامل انت نفسک تجد نفسک تفعل معک ما تکرہ فی الدنیا والآخرۃ مع ان نفسک اقرب الاقربین الیک وکم تقع انت فی فعل وتندم علیہ فالعاقل من عرف غیرہ بما یعرفہ بنفسہ وللہ الحمد ٭

دیگر ایک انعام الٰہی مجھ پر یہ ہے کہ اگر میرے اخوان میرے ادب مین اخلال کرتے ہین تو مین اونکے ساتھ مسامحت کر جاتا ہون اور اگر میرے غیر کے حق مین ترک ادب کرتے ہین تو اوسکو قلت ادب مع الغیر پر چند روز تک مہجور رکھتا ہون یہ اسلئے کہ مین اور وہ ایک سید کے غلام اور ایک رتبہ مین ہین اور ہر شخص اپنے اقوال وافعال مین خطا سے خالی نہین ہوتا ہے کیونکہ وہ زیر مجاری اقدار ہے لیلا ونہارا اعطار اسلمی کا غلام جب کسی کام مین خلاف اونکے کرتا تو اوس سے فرماتے ما اشبہ فعلک مع مولاک بفعل مولاک مع ربہ عز وجل انتھی فافہم ترشد ٭

دیگر ایک سنت خدا کی مجھ پر یہ ہے کہ مین کوئی رویائی صالحہ دیکھتا ہون یا دوسرا میرے لئے دیکھتا ہے تو اوسپر رہو کا نہین کھاتا اسلئے کہ کبھی سبب رویای صالحہ کا ضعف ایمان رائی ہوتا ہے تو اللہ واسطے تقویت ایمان کے اوسکو وہ خواب دکھا دیتا ہے کامل وہ ہے جو شناخت اپنے کمال یا نقص حال کی شہود اعمال ظاہرہ سے کرتا ہے محتاج رویا کا مرائی حسنہ یا سیئہ سے نہین ہوتا کسی نے مالک بن دینار سے کہا تمہارا تیک اللیلۃ تخطر فی الجنۃ فرمایا اما وجد الشیطان احدا یسخر بہ غیری وغیرک ٭

دیگر ایک انعام الٰہی مجھ پر یہ ہے کہ مجکو شہود محاسن عامہ محترفین کا اور اونکی تفضیل کا میرے نفس پر ہے کشفاً وتقیناً نہ ظناً وتخمیناً خصوصاً جبکہ وہ اپنے حرف مین ناصح اور ہمدرد فرض ہون شیخ ابراہیم متبولی اسی قدم پر رہتے کہتے تھے المومن المحترف عندی اکمل من العالم اذ یب ومن مشائخ الزوایا الذین یاکلون بدینھم ولیس بیدھم حرفۃ دنیویۃ تعفہم عن صدقات الناس واوساخھم انتھی پھر کہا کہ اللہ نے اہل حرفہ کو سات طرح پر

مدم کیا ہے وہ وجوہ فقیر کو میسر نہین ہوتی ایک یہ کہ اپنے کسب دست سے کہاتا ہے اور غنی و فقیر و ظالم و محسن و عالم و جاہل کو کہلاتا ہے دوسرے یہ کہ اکل صدقات و اوساخ مردم و اوقاف سے بچا رہتا ہے تیسرے یہ کہ اپنے نفس کے جہل کو شہود کرتا ہے اور اپنی بلا فعالی یاد کرکے قبح معاصی سے خالف رہتا ہے کسی تاویل مین پڑکر تخفیف ندم کی نہین کرتا اور نہ خیال کرتا ہے کہ یہ اگناہ صغیرہ ہے نماز پنجگانہ سے کفارہ ہو جائیگا بلکہ ہمیشہ مشاہدہ اپنی زلت کا رہکر کسی فعل کو بکفر گناہ نہین دیکھتا چوتھے یہ کہ ہمیشہ اپنے نفس کی حقارت کا مشاہدہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ مین اللہ کے نزدیک سب لوگون سے ادنی درجہ ہون اور اگر اوسکو کسی مجلس ولیمہ وغیرہ مین صدر مجلس پر بٹھادین تو وہ مارے پشیمانی کے پانی پانی ہو جائے یہ حال برعکس اصحاب النفس غویہ ہے پانچوین یہ کہ علماء و صالحین کی تعظیم کثرت سے بجالاتا ہے اور جو کچھ اونسے ظاہر ہوتا ہے اوسکے لئے عقل کی ترازو نہین کھڑی کرتا بلکہ خیال کرتا ہے کہ اونمین کوئی عیب نہین ہے یہ سب ثمرہ ہے اوسکے حسن ظن کا ساتھہ مسلمین کے چھٹے یہ کہ عبادت ساتھہ ہمت خشوع و ذلت و انکسار و کثرت تضرع و ابتہال کے آسمان کی طرف ہاتھہ اوٹھاکر بجالاتا ہے یہانتک کہ سواد البطین نظر آتا ہے اوسکی عبادت مین وسوسہ و شک اور دن کی طرح واقع نہین ہوتا ساتوین یہ کہ شبہ عقلیہ و تخیلیات ہوائیہ و اعتقادات فاسفیہ و ہجوم وہمیہ سے سلامت رہتا ہے بلکہ اوسکا ایمان عین ایمان فطرت اور اوسکا عمل کلام علماء پر محض اقتدا و بر وجہ تعظیم ہوتا ہے کوئی شبہ آکر اوسکو ضعیف نہین کرتا انتہے فایاك اذا تفقهت ان ترى نفسك على احد من العوام الا بطريق شرعی

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جب کسی برادر مسلمان سے کوئی خلق ردی بسبب دوسرے کے ظاہر ہوتا ہے تو مین باطناً اوسکے لئے اقامت عذر کرلیتا ہون خصوصاً جبکہ وہ شخص علم و ادب مین قدم نرکھتا ہو اور عتاب مین جلدی نہین کرتا کہ شاید یہ خلق اوسکا بمقابلہ فعل خصم کے ہو علی خواص فرماتے تھے اپنے اخوان کو عدم صبر پر اوس اذی کے جو اس زمانہ مین حاصل ہوتی ہے معذور رکھو کیونکہ احوال فاسد اور مراسم متغیر ہو گئے ہین اکثر لوگون نے عوض اعمال کے اقوال پر اکتفا کیا ہے اور بلاء شیئے کو عام ہو گئی اور لوگون سے کبھی اخلاق ذیاب ظاہر ہوتے ہین اور کبھی اخلاق ثعالب اور کبھی اخلاق کلاب اور کبھی اخلاق خنازیر اور کبھی اخلاق اسد اور کبھی اخلاق بہائم اور کبھی اخلاق شیاطین اور کبھی اخلاق فاسقین اور کبھی اخلاق ظالمین رہے اخلاق کُمل مومنین و صالحین سو وہ نادر کسی بندہ مین نظر آتے ہین اب یہ عجوبہ کسی اقتدار سے حکم تو اغلب کو ہے اگر کوئی عاقل انصاف کرنے پر آئے تو جو اخلاق حیوانات کے ہمنے ذکر کئے ہین اونکو رات دن اپنے اوپر بتواتر و توالی پائے اور جس طرح اپنے نفس کو معذور رکھتا ہے اسی طرح اور لوگون کو بھی معذور رکھے شیخ افضل الدین کہتے تھے والد مینے اپنے نفس مین سائر اخلاق بہائم و فجرہ و شیاطین کا مشاہدہ کیا ہے قبل اسکے کہ مینے اپنے غیر مین بعض اون اخلاق کا مشاہدہ کیا ہو اس زمانے مین اگر کوئی ممکن استقامت پر چلنا چاہے تو وہ قاصد محال ہے جب تک عنایت ربانیہ اوسکو نہ گیر لے تم اپنے اخوان کے اعمال

کا وزن اونکی میزان اعمال یوم ماضی مین نکرو کہ یہ وزن درست نہ نکلیگا پہر اونکا وزن میزان صحابہ و تابعین مین بھلا کیسے ہوسکتا ہے فحسبکم و اخوانکم فی ھذا الزمان التوحید و سلامۃ القلب من الشک و النفاق و ان تاتوا بصور العبادات بحسب ما تطیقونہ من النیات اقامۃ لشعائر الدین و قولوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم انتہی یہ ذکر شدہ کا ہے اب اوپر ساڑہے تین سو برس اور گزر گئے اور فتن آخر زمان کا ظہور کلی ہوا اسوقت مین اگر کسی کا فقط عقیدہ توحید مطابق دین خالص کے درست ہو اور وہ صرف نماز روزہ حج و زکوۃ پر بحسب فرضیت مواظبت کرے اور ریا و دیا و شرک و نفاق سے نجات پائے تو اسکو غنیمت کبری سمجھے واللہ الموفق +

دیگر ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین کسی فعل یا ترک مین عورتون سے مشورہ نہین لیتا ہون اگرچہ میری بی بی ہی کیون نہو کیونکہ وہ بھی ناقص العقل ہے خصوصا جبکہ وہ مجھ چاہتی ہوگی محب سے بسبب غلبہ مراعات ہوائی محبوب کے مشورہ لینا نچاہئے شیخ افضل الدین فرماتے تھے جو لوگ امور دنیا سے بالکل متجرد ہین اونسے اور جو لوگ بالکل دنیا مین منہمک ہین اونسے مشورہ نہ لے بلکہ اوس سے مشورہ کرے جو جامع ہو درمیان معرفت دنیا و آخرت کے ایسے کامل کی رائی پر چلے خلاف اوسکے مشورہ کے نکرے اسیطرح بخیل و معجب سے مشورہ نہ لے جو کوئی عورتون سے مشورہ لیتا اوسپر وہ عتاب کرتے اور کہتے اذا کان غالب الرجال لم یقل رأی سدید فکیف بالنساء یہ اسلئے کہ مرد کی عقل تو بسبب اون شہوات کی محبت کے جو اوسکے دل مین نازل ہین چلی گئی رای سدید جب ہو کہ دل ذکر خدا اور محبت اعمال صالحہ سے آباد ہو رہی عقل عورتون کی سو وہ اصل ہی سے جا چکی ہے کیونکہ شہوات اونکی جبلت مین اصل نشاۃ سے مرکوز ہین بان یہ اور بات ہے کہ مرد اپنی بی بی پر کوئی بات واسطے اوسکے مداوات خاطر کے پیش کرے مگر اوسکے اشارہ پر نہ چلے کہ یہ لاباس بہ ہے انتہی +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین بچپن سے تعلم علم حرف و علم رمل و ہندسہ و سیمیا و کیمیا و غیرہ علوم فلاسفہ کا مکروہ رکہتا ہون اور آپنے اصحاب کو ان علمون کے سیکہنے سے زجر کرتا ہون کیونکہ یہ کام وہ لوگ کرتے ہین جو کہ صفات صالحین سے مفلس متیدست ہین اسلئے وہ یہ چاہتے ہین کہ اونکو کچہہ تاثیر وجود مین واسطے تشبہ بالصالحین کے ہاتہہ آئی حالانکہ یہ سارے علوم نرے ظنون ہین اگر اہل ان علوم کے رائحہ ادب کا ساتہہ اللہ تعالی کے سونگھتے تو جناب حقتعالی کا احترام کرتے اور ہرگز اپنے ابدان و قلوب کو تعب تحصیل مین ان اغراض نفسانیہ کے نڈالتے اور حروف کی تعظیم کرتے اور اونکو ایسے کام کے اندر استعمال مین نہ لاتے اسلئے کہ اللہ تعالی نے حروف کو واسطے مراتب کلیات عالم کے ایک اسم مقرر کیا ہے ابراہیم متبولی رح فرماتے تھے کہ ان لوگون سے بت پرست اکثر الادب ہین اللہ نے اونسے حکایت کی ہے کہ اونہون نے کہا تا ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی اور یہ ان

امور سے طالب اغراض نفوس ہوتے ہین علی خواص کتابت حروف اعجمیہ سے حروز مین منع کرتے اور کہتے علیکم باستعمال ما ورد فی السنۃ من ذلک فان فیہ کفایۃ وغنیۃ عن مثل ذلک معلوم ہوا کہ جو تعویذ ایسا ہو کہ اوسمین حرف یا ہندسہ لکھا جاتا ہے نہ کوئی عبارت کسی آیت یا دعای ماثور کی اوسکا استعمال کرنا ممنوع و مکروہ ہے فالحمد للہ الذی حمانا من الاشتغال بذلک وھو حسبنا ونعم الوکیل ٭

باب ۱۱ فی جملۃ من الاخلاق

ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ میرے نفس کو نفرت ہے تلبس سے ساتھہ اون صفات کے جنکو اللہ تعالی مکروہ کہتا ہے اور محبت ہے اون صفات کی جو اللہ تعالی کو محبوب ہین یہ اسلئے کہ اللہ کی نظر مجھپر ایسے حال مین نہ پڑے کہ مین کسی مکروہ کے ساتھہ متلبس ہون پھر وہ مجھکو بنظر غضب دیکھے اور مین دارین مین خاسر ہو جاؤن امام زین العابدین بن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے اللہ تعالی ہر رات دن مین تین سو ساٹھہ بار طرف اپنے بندون کے نظر کرتا ہے امر دین و دنیا مین اونکو مدد دیتا ہے اگر یہ نہو تو سارا عالم طرفۃ العین سے بھی کم مدت مین متلاشی ہو جاوے اسلئے عاقل کو چاہئے کہ ان نظرات کی مراعات رکھے تاکہ اللہ کی نظر اوسپر نہ پڑے مگر اوسی حال مین کہ وہ متلبس بمحبوب الٰہی ہو تنزیہا کجناب ربہ عز وجل شیخ افضل الدین کہتے ہین کوئی مسلمان کسی حال مین کبھی تلبس سے ساتھہ کسی صفت محبوب اغر وجل کے خالی نہین ہوتا ہے اسلئے کہ مدام نظر اللہ کی طرف اوسکے رہتی ہے اور اگر کسی معصیت مین گرفتار ہوتا ہے تب بھی متلبس بایمان ہوتا ہے جانتا ہے کہ وہ معصیت ہے اور مین محل نظر الٰہی ہون اور جو زیادہ ہے وہ عوارض سے ہے انتہی کہتے ہین واسطے حضرت تکوین کے مراقبہ و مشاہدہ کیا اللہ نے مجھکو عدد نوع بشر پر اطلاع دی ذریت آدم سے جسقدر سعداء داخل جنت ہونگے اونکی تعداد بتائی مینے کہا کیونکر فرمایا تضرب کلیات العالم فی ثلثمأۃ وستین من النظرۃ الرحمانیۃ تعثر علی ذلک مینے پوچھا عدد کلیات کیا ہے کہا عددھا سبعمایۃ الف الف الف ثلاث مرات ونصف وستۃ عشر الف وستمأۃ وستۃ وستین وسدس یضرب ذلک فی ثلاثمائۃ وستین فما یحصل من ذلک فھو عدد السعداء الذین کانوا فی ظھر آدم علیہ السلام لا یزیدون واحدا مینے پوچھا کہ عدد اشقیاء کا جو داخل نار ہونگے کیا ہے کہا ذلک لا یحصیہ الا اللہ عز وجل انتھی وھو کلام ما رایتہ قط لغیرہ فافہم واللہ یقول ھدانا اللہ انتھی مین کہتا ہون اس سے یہ ثابت ہوا کہ سعداء متناہی ہین اور اشقیاء غیر متناہی لیکن اگر کوئی محاسب حساب کر سکے تو ایک حدیث صحیح سے اندازہ عدد اشقیاء کا بھی ہو سکتا ہے وہ حدیث یہ ہے کہ ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا یقول اللہ یا آدم فیقول لبیک وسعدیک والخیر کلہ فی یدیک قال اخرج بعث النار قال وما بعث النار قال من کل الف تسعمأۃ وتسعۃ

وتسعین فعنده یشیب الصغیر وتضع کل ذات حمل حملها وتری الناس سکاری وما هم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید قالوا یا رسول اللہ وانیا ذلک الواحد قال ابشروا فان منکم رجلا ومن یاجوج ومأجوج الف الحدیث متفق علیہ میری دعا خدا سے یہ ہے کہ اے رب اگر تو نے مجکو اشقیا مین لکھا ہو تو اب میرا نام وفقرا شقیا سے محو کر کے وفقرا سعدا مین لکھدے مین تیرا بندہ ہون اگرچہ سارے جہان سے زیادہ عاصی واثم ہون اور امت مین تیرے رسول مقبول صلعم کے ہون اگرچہ ہیچکارہ محض ہون ؎

گر نرفتم طریق سنت تو		ہستم از عاصیان امت تو	

میرا خاتمہ توحید اسلام پر کر تو مجیب الدعوات قاضی الحاجات ارحم الراحمین اکرم الاکرمین ہے ؎

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو		ایمنی از تو مخافت ہم ز تو	

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین بیماری سے مسرت کرتا ہون کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ مرض منظف ہے واسطے میرے جسد و روح کے اوس قذر سے جو مخالفات خدا سے مجکو حاصل ہوا ہے کیونکہ اللہ تعالی مجکو اسی لئے بیمار کرتا ہے کہ مجکو ہمارے ذنوب سے پاک کردے اور ہم حال مرض مین اظہار عبودیت وکثرت مناجات واستغاثہ وکثرت تضرع وابتہال کرین آدمی حال مرض مین غم اولاد صغار کا نکرے اللہ اسکو مکروہ نہ کہتا ہے بلکہ وصیت ذریت کی اللہ کو کر جاوے بلسان حال نہ بلسان قال اسلئے کہ ہر شئے واقع علم خدا مین سابق ہو چکی ہے اوسمین تغیر نہین ہو سکتی فاعلم ذلک وأت البیوت من ابوابها واللہ یتولی هداك شیخ فضل الدین رح نے مجھسے فرمایا تہا یا ولدی لأن تاتی اللہ وانت فقیر من سائر العلوم والمعارف والاحوال الموضوعة للزینة ومعك الایمان افضل لك من ان تاتیه بعلوم الاولین والآخرین وفی ایمانك نقص تنقص فعلیك یا اخی بالتوجه الی اللہ تعالی فی کل امر یصیبك ولا تعون علی احد من اخوانك فی هذا الزمان فلا ینالك منه الا سواد الوجه وان شککت فجرب فانی جربت هذا الامر قبلك مرارا وهو یتولی الصالحین ✦

فضیلت ایمان

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ میری فکر اخبار صفات متشابہ مین سیاحت نہین کرتی ہے اسلئے کہ مین جانتا ہون کہ مطلوب خلق سے ایمان لانا ہے ساتھہ اوس بات کے جسکی خبر اللہ نے اپنے نفس سے زبان پر اپنے رسل کے دی ہے نہ تعقل اوس امر کا کہ یہ ممکن نہین ہے غایت خائضین کی یہ ہے کہ وقوف علی الحیرۃ کرین باوجود یکہ مستعاطی ہین اوس شئے کے جس سے اللہ نے بطریق اشارہ منع فرمایا ہے بقولہ ویحذرکم اللہ نفسہ یعنی ان تتفکروا فیها اور حضرت نے فرمایا ہے تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ علی خواص فرماتے ہین لیس الحق الا معرفة قدر الحق وامن بما انزل اللہ علی رسوله من غیر تاویل فان التاویل قد لا یکون مراد الشرع انتہی وقد بسطنا الکلام علی ذلک فی کتاب الیواقیت والجواهر فراجعه تظفر بالمراد ✦

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ میرا نفس اکل اطعمۂ فاخرہ سے ظروف چینی و زجاج فرنجی مین کراہت کرتا ہے اسیطرح اصواف رفیعۂ موج بندی عالی و شاشات تنذیرہ کہ متاہل اسلئے کہ اسوقت مین ارتکاب وجہ حلال سے میسر آنا مشکل ہے حضرت صلعم کا عمامہ قطن غلیظ کا تھا جسکا نام قطریہ ہے عیسی علیہ السلام نے حواریین سے فرمایا تھا بحق اقول لکم ان اکل نخالۃ الشعیر وسف الرماد ولبس المسوح الخشنۃ والنوم علی المزابل لکثیر علی من یموت انتھی ٥

داشت لقمان یکی کریچہ تنگ	چون گلوگاہ نائی و سینہ چنگ
بوالفضولی سوال کرد از وے	کین چہ خانہ ست یک بدست و سہ نے
بادم سرد و چشم گریان پیر	گفت ھذا لمن یموت کثیر

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ میں رؤیت الٰہی سے خواب مین پانچ بار مشرف ہوا اور حضرت صلعم کو تو بارہا دیکھا اور حضرت عیسی و خضر اور مہدی علیہ السلام کو بھی دیکھا اور جسنے مجکو ایذا دی جیسے اوسکا شکوی نہ طرف اللہ کے کیا اور نہ طرف اپنے نفس کے بلکہ اوس ایذا پر راضی رہا اگر رضا حاصل نہ ہوئی تو صبر کیا اور جسنے میرے غیر کو ناحق ستایا مجکو اوسپر انکار کرنا واجب ہے کیونکہ وہ عاصی ہوا اور تغییر منکر کے لئے تین مرتبے ہین ایک مقاتلہ اگر اس سے عاجز ہو تو انکار بلفظ ہے اگر اس سے بھی عاجز ہے یعنی خوف قتل یا جرح یا اخراج کا وطن سے ہے تو پھر دل سے یون کہے اللھم ھذا منکر لا ارضاہ میرا شہود یہ ہے کہ جو اذیت مجکو پہنچتی ہے وہ بعض استحقاق ہے اللہ تعالی حاضر ناظر ہے جو کچھ اوسکے بندے کرتے ہین وہ اوسکو دیکھ رہا ہے فلا حاجۃ لنا الی الشکوی الیہ فافہم ذلک ترشد +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مجھے وارث شریعت محمد صلعم کیا ہے کیونکہ یہ شریعت جامع جمیع مقامات رسل ہے کوئی مقام اس شریعت سے خارج نہین ہے وما من فقیر یعطی ذلک انما یکون احدھم وارثا لموسی او عیسی او زکریا او یحیی وغیرھم فنعلم ان من کان محمدی المقام فقد اعطوی عندہ جمیع مقامات الرسل بقدر حظہ ونصیبہ منھا لانہ لا یصح لغیر نبی ان یرث مقام نبی علی التمام ابدا +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین دنیا مین زاہد ہون اسلئے کہ دنیا سپرد خدا ہے نہ کسی اور علت سے جیسے راحت بدن یا تخفیف حساب جسنے دنیا مین اسلئے زہد کیا کہ وہ نعیم آخرت پاوے وہ زاہد کامل نہین ہے اسلئے کہ اوسنے باقی کو عوض فانی کے لیا رغبت فیما سوی اللہ سے طرف دوسری رغبت کے انتقال کیا جو اعلی ہے رغبت اولی سے سو یہ سب بنجا معاملہ اگون کے ہے اللہ کا معاملہ خالص نہ ہوا اللہ کے ساتھ معاملہ جب خالص ہوتا ہے مقام زہد مین زہد کرتا بمعنی اندم یرد ملکا شیئ فی الدارین حتی یزھد فیہ وفوق ذلک مقام آخر اعلی وارقی عند بعضھم +

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین بغیر حاجت کے واقع ہونیسے اپنے ہاتھ کے میری شرمگاہ پر ڈرتا ہون

اکراما للقرآن وکتب العلم والسبحۃ التی اسبح علیہا جس ہاتھ سے میں مس فرج کرتا ہوں اوس ہاتھ سے کوئی شئے نہیں اوٹھاتا ایکبار سیر اپاؤں سبحہ پر پڑ گیا قریب تھا کہ میں ہلاک ہوجاؤں اسلئے میںنے سر اویل پہننا شروع کیا کہ اسمیں ہاتھ طرف ذکر کے نہیں پہنچتا ہے زمین سے ستر رہتا ہے وکذلک بلغنا عن بعض الصحابۃ انہ لم یمسک ذکرہ بالید التی بایع بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا بحائل الی ان مات رضی اللہ عنہ فافہم ذلک واعمل علی التخلق بہ ٭

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جب میں مجلس فقرا میں بیٹھتا ہوں تو اپنے نفس کو سب سے زیادہ ترگنہگار دیکھتا ہوں اور اکثر یہ کہتا ہوں اللھم ان اعترفت بین یدیک بانی الکذھولاء ذنوبا فحق القاسم الطاھرۃ اغفر لی فان نبیک صلعم اخبرنا انہم ھم القوم الذی لا یشقی بہم جلیسہم اور کبھی اونسے مصافحہ کرکے اپنا ہاتھ اپنے منہہ پر واسطے برکت کے پھیرتا ہوں ٥

بلائیں ہاتھوں نے میرے جو لیں تمہاری بلائیں		بلائیں ہاتھوں کی لیتا رہا میں ساری رات	

فافہم ذلک واعمل علیہ ترشد ٭

باب ۱۲ فی جملۃ اخری من الاخلاق المحمدیۃ علی صاحبہا والتحیۃ

ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ میںنے جناب حق جل وعلا کو اپنے نفس کے جناب پر اختیار کیا ہے اس بات میں کہ میں مرید کو اس امر کی قدرت نہیں دیتا کہ میری محبت اوسکے دل میں راسخ ہو تو مرے سے شائخ و مریدین ایسے ہیں جنکو اس امر پر تنبیہ ہے شیخ کو چاہئے کہ مرید کو اپنی محبت کا اس راہ سے اور کرے کہ وہ ایک واسطہ ہے درمیان اوسکے اور حق کے لیکن وقوف ساتھ شیخ کے نکرے کہ اکثر تخلف فتح کا مرید پر اسی سبب سے ہوتا ہے شیخ ابو مدین مغربی کا ایک مرید قدوہ عظیم پر اجتہاد میں تھا لیکن اوسپر فتح نہ تھا شیخ نے اوس سے فرمایا یا ولدی ان ارت سرعۃ الفتح فارفع محبتی من قلبک یفتح علیک ففعل ففتح اللہ علیہ تلک اللیلۃ کیونکہ دل کے لئے ایک ہی جہت ہے جب اوس طرف متوجہ ہوتا ہے تو غیر سے حجاب میں ہوجاتا ہے اس مقام سے استیناس اس امر کا بخوبی ہوتا ہے کہ جلب نفع و دفع مضرت کے لئے تصور شیخ نکرے کہ یہ بھی ایک طرح کا حجاب بلکہ شرک خفی ہے وباللہ التوفیق ٭

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ میں فقرا کو یہ ارشاد کرتا ہوں کہ وہ کسی شیخ زندہ پر تلمیذ کریں متقید باموات نہوں اس لئے کہ اموات کا منہہ طرف برزخ کے اور پشت اونکی طرف دنیا کے ہے فلا علیہم ان خربت الدنیا وعمرت مگر یہ کہ وہ شیخ بمجاز اون لوگوں کے ہو جنکے اقوال کی اقتدا کیجاتی ہے جیسے ائمہ مجتہدین و اصحاب

رسائل کہ ہمکو اونکے اقوال کی اقتدا پہنچتی ہے لکن یہ اقتدا ناقص ہے اس حیثیت سے کہ ہم مین سے ہر ایک کے لئے وہ امراض ہین جو سوا مشافہ کے شناخت نہین ہو سکتے ایک شیخ حی چاہئے جو ہمکو کیفیت دوا کی بتائے اور ہم اوس سے اور وہ ہمسے خطاب کرے علی خواص فرماتے تھے لا یجوز العمل بقول الاشیاخ الذین ماتوا الا بعد عرض ذالک علی علماء الشریعۃ فربما کان الناطق من القبر شیطان لعدم عصمۃ الولی عن مثل ذلک اور اکثر یون کہا کرتے تھے لا یشترط فی صحۃ الاقتداء باقوال العلماء معرفۃ صورتہم الظاہرۃ فانا اقتدینا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وباصحابہ وبالائمۃ بعدھم وما احد منا اجتمع باحد منہم ولم یمنع جمہور العلماء من مثل ذلک امام غزالی نے کہا ہے ان من الذنوب ما یورث سوء الخاتمۃ وھو ادعاء الولایۃ مع فقدھا منہ +

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مجکو اطلاع دی کہ جو لوگ میری صحبت مین منتفع ہوئے اور وہ آخرت مین ہمراہ میرے ہونگے وہ گنتی مین اسقدر ہین مین اونکو مع النساب پہچانتا ہون لکن مجکو اذن اونکے تعیین کا کا دیا نہین ہے وھی بشری معجلۃ فی ھذہ الدار ولکل فقیر دائرۃ کما ان لکل نبی دائرۃ ثم ان الدوائر تختلف سعۃ وضیقا بحسب الارث النبوی صلعم وقد ذکر الشیخ ابن عربی فی الفتوحات ان اللہ اطلعہ ومشہدا قدس علی عدد الانبیاء والمرسلین وجمیع امتہم وعرفہم بوجوھہم من مات ومن یوجد الی یوم القیامۃ وعلی عدد اھل الجنۃ قال واما عدد اھل النار فلا یحصیہم الا اللہ تعالی لکثرتہم انتہی +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین تقریب طریق کی اپنے اصحاب صادقین پر براہ اشتغال بالتوحید کرتا ہون نہ براہ تنفل صلوۃ وتلاوت قرآن ونحو ہا کہ یہ امور اوراد کاملین ہین جو کہ عارف خدا ہین بمعرفت نسبیہ اور غیر کاملین کا تعبد بغیر توحید کے عادۃً نہ عبادۃً بسبب جہل باللہ تعالی کے ہوتا ہے بندہ جبتک نسبت امور کی ذوقاً طرف اپنے نفس کے کرتا ہے اور علماً طرف اللہ تعالی کے تب تک وہ محجوب ہے ستر ہزار حجاب سے پھر جب یہ حجب اوٹھہ جاتے ہین تو سارے اپنے افعال کو ذوقاً خلق الٰہی بادی الرای مین شہود کرتا ہے نہ اپنے نفس مین فتامل فوھذا التقریر واعمل علی جلاء مرآۃ قلبک فان اللہ لا یرضی عنک الا بتوحیدہ لا مور لہ صاعدۃ نسبۃ التکالیف واللہ یتولی ھداک +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین وقوع خوارق عادات کو اپنے ہاتھہ پر اس دنیا مین مکروہ رکھتا ہون اسلئے کہ محل اسکا دار آخرت ہے جو کوئی اسمین عجلت کرتا ہے وہ گویا عرض فانی کو جوہر باقی پر اختیار کرتا ہے لکن وقوع خارق کا واسطے فقیر کے ضرور ہے اگرچہ ایک ہی بار کیون نہو کہ یہ ایک بشارت ہے طرف سے اللہ کے کہ وہ

منجملہ اہل جنت کے ہے اسلئے کہ اہل نار سے وقوع خوارق کا نہوگا فافہم ذالک ۔

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین اولاد اصحاب نبوی صلعم کو اوسی آنکھہ سے دیکھتا ہون کہ اگر اونکے والد ماجد کو پاتا تو اوسیطرح دیکھتا گویا بحمدہ تعالی مین صاحب جمیع اصحاب حضرت ہون اونکی تفاوت حیات مین مع اونکی تفاوت مراتب کے جو حضرت سے ظاہر ہوئی نہ اوس تعظیم کی راہ سے جو ہمارے نفوس مین واقع ہوتی ہے کیونکہ اکثر شیطان اونکی محبت مین ہمپر عصبیت داخل کردیتا ہے بخلاف اوس شخص کے جسکی محبت ساتھہ صحابہ کے تابع اخبار آنحضرت صلعم ہو فانہ یکون سالما من العصبیۃ فی عقیدتہ محب طبری مفتی حرمین شریفین رح سے شریف ابونمی نے کہا تم کس طریق سے ابوبکر کو علی رضی اللہ عنہما پر باوجود اوس غزارت علم و قرب رسول خدا صلعم کے مقدم کرتے ہو کہا ہمنے ابوبکر کو اپنی رای سے مقدم نہین کیا ہے اور نہ اس امر مین کچھہ ہمارا بس ہے بلکہ ہمارے جد امجد صلعم نے فرمایا ہے سدوا عنی کل خوخۃ فی المسجد الا خوخۃ ابی بکر اور یہ ارشاد کیا ہے کہ مروا ابابکر فلیصل بالناس اور ہمنے یہ حدیث بسند صحیح مرفوع پڑہی ہے اور جب حضرت نے انتقال فرمایا تو صحابہ نے کہا من رضیہ رسول اللہ صلعم وقدمناہ لدیننا رضیناہ لدنیانا شریف ابونمی نے کہا درست ہے محب طبری نے کہا رہے عمر سو ابوبکر نے اونکو مرتے وقت واسطے مسلمانون کے پسند کیا کہا درست ہے بلا عثمان کو کیون مقدم کیا کہا اسلئے کہ عمر نے امر خلافت کو شوریٰ پر اون لوگون کے چھوڑا جنسے حضرت صلعم راضی گئے اسلئے عثمان مقدم ہوئے کہا درست ہے بلا تم معاویہ کے لئے کیا کہتے ہو کہا وہ مجتہد تھے جسطرح کہ علی رضی اللہ عنہ مجتہد تھے پوچھا اگر تم اون دونون کے وقت مین ہوتے تو کسکے ساتھہ ہوکر مقاتلہ کرتے کہا ہمراہ علی رضی اللہ عنہ کے شریف نے کہا جزاک اللہ تعالی خیرا وانظر ہذا الکلام النفیس من ہذا العالم الذی لا یخرج عن التبعیۃ فی شیء فانہ لم یجعل لنفسہ اختیارا فی ذالک اس سے معلوم ہوا کہ ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم اصحاب سے محبت رکھنے مین تابع حب نبی صلعم رہین اسیطرح اولاد اصحاب کو بحب رسول اللہ صلعم بحکم طبع دوست رکھین اور اولاد فاطمہ علیہا السلام کو اور اولاد ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مقدم کرین جسطرح کہ ابوبکر اونکو اپنی اولاد پر مقدم کرتے تھے عملا بحدیث لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من اہلہ وولدہ والناس اجمعین کسیسے ایکبار علی مرتضی سے کہا تھا کہ تمپر ابوبکر و عمر کو کیون مقدم کیا کہا اللہ نے اون دونون کو مجھپر مقدم کیا ہے لقولہ تعالی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار سو حضرت نے طرف اونکے رکون کیا اور اونکی بیٹیون سے بیاہ کیا اگر وہ ظالم ہوتے تو حضرت نہ اونکی بیٹیون سے بیاہ کرتے اور نہ اونکی طرف جھکتے علی خواص کہتے ہین محبت اصحاب رسول خدا صلعم مین یہی محبت عادیہ کافی نہین ہوتی ہے بلکہ واجب ہمپر یہ ہے کہ اگر ہم اونکی محبت مین تعذیب کئے جائین تو بھی رجوع اونکی محبت سے نکرین جسطرح کہ ہمارے ایمان پر عذاب ہونیسے نہین پھرتے بلال و صہیب و عمار نے یہی کیا تھا مسئلہ خلق قرآن مین امام احمد نے کیا کچھہ عذاب پایا فمن لم یحتمل

فی حب الصحابۃ مثل ما حمل ھولاء محبتہ مدخولۃ انتھی فتامل یا اخی فی نفسک فربما تکون محبتک مجازیۃ لا حقیقیۃ لتجنی ثمرتھا یوم القیامۃ واللہ یتولی ھداک +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین تفسیر قرآن کی جو عارفین سے بطریق کشف کے ہوتی ہے تسلیم کرتا ہون یہ نہین کہتا کہ یہ خلاف جمہور مفسرین ہے کیونکہ انکی تفسیر کشف سے ہوتی ہے اور اونکی تفسیر فکر و فہم سے شیخ افضل الدین بارہا فرماتے تھے کہ اقل درجہ یہ ہے کہ کلام اہل اللہ کا معنی مین آیت و حدیث کے ایک مقالہ اوس مسئلہ مین ٹھیرایا جائے بالکل اہمال کرنا اوسکا جسطرح کہ ایک جماعت نے کہا ہے ٹھیک نہین ہے اسلئے کہ یقیناً علماء رہین کریمہ اخوانا علی سرر متقابلین مین کہتے تھے کہ مراد اس سے ویسا تقابل ہے جیسا کہ صورت کا تقابل آئینہ مین ہوتا ہے نہ وہ تقابل جو دو جسم کا اسجگہ ہوتا ہے کیونکہ آئینہ مین چشم راست رائی کے برابر چشم مری کے ہوتی ہے اگرچہ منافی عمل بسیار کے نہین ہے گو مقابل کو اجنبی فرض کرین بخلاف تقابل دو جسم کہ تیری چشم راست مقابل مین چشم بسیار جلیس کے ہوتی ہے یہی حال سائر اعضاء جسد کا ہے کہ ہر عضو دوجسم کا اس دار فانی مین مقابل اپنے ضد کے ہوتا ہے بخلاف دار آخرت کہ وہان اسطرح نہین ہوتا کیونکہ اوسجگہ تقابل بالمعنی صحیح ہے صورت محسوسہ واسطے تیری رؤیت کے تیری صورت آئینہ مین ہوگی علی حد سواء وھذا ھو حقیقۃ التقابل لانکشاف الامور فی الدار الآخرۃ کشفاً کلیاً اذ الغالب ھناک یکون لصور المعانی والارواح فکما انک ھنا ظاھر بجسمک باطن بروحک تکون فی الآخرۃ بالعکس +

دیگر ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے اخوان سے جو محبت رکھتا ہون وہ براہ ایمان و اسلام رکھتا ہون نہ براہ طبع و احسان اسلئے کہ اللہ نے فرمایا ہے انما المؤمنون اخوۃ درمیان مومنین کے اللہ نے مواخات کرادی ہے اور حضرتؐ نے فرمایا ہے المسلم اخو المسلم مسلمانون کا نام اخوان رکھا مگر یہ خلق اس زمان مین عزیز الوجود ہے بجز بعض افراد کے پایا نہین جاتا غالب محبت لوگون کی آجکل طبعی ہوتی ہے بسبب احسان وغیرہ حظوظ النفس کے ولہذا جلد آپس مین جدائی پڑ جاتی ہے اگر بنیاد اس محبت کی قواعد صحیحہ پر ہوتی تو دنیا و آخرت مین اخوت پر مداوم رہتے +

دیگر ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جو فقیر یا فقیہ یا عامی نزدیک میرے آکر بیٹھتا ہے مین اوسکو کچھ نہ کچھ افادہ کرتا ہون اگرچہ وہ اوس فائدہ کے ساتھ اعتنا نکرے اسی قدم پر شیخ تقی الدین بن دقیق العید وغیرہ تھے فافہم ذلک وافد الناس ولا تبخل علیھم ترشد +

دیگر ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ جو شخص تکفیر حلاج کی یا کسی اور شخص کی قوم مین سے کرتا ہے مین اوسکی بات پر کان نہین رکھتا بلکہ جو امر قوم سے ثابت ہوا ہے اوسکی تاویل کرتا ہون اور جو ثابت نہین ہے اوسکی نفی کرتا ہون

کل ذلك احیاما مع الله الذی اشتهر هو بالصلاح ولو بین بعض الناس واخذ ابالاحتیاط شیخ ابو العباس مرسی فرماتے تھے انکرہ من الفقہاء خصلتین قولهم بکفر الحلاج وقولهم بموت الخضر علیه السلام اما الحلاج فلم یثبت عنه ما یوجب القتل وما نقل عنه یصح تاویله واما الخضر فهو حی وقد صاحبته بکفی هذا فلو جاء فی الآن الف فقیه یجادلونی فی ذلك ما رجعت الیهم انتهی میں کہتا ہوں بعض محققین نے کہا ہے کہ خضر نام ایک مقام کا ہے مقامات ولایت سے اور اوسمیں شک نہیں ہے کہ موت خضر علیہ السلام کی بدلالت مطابقی کسی دلیل سے پائی نہیں جاتی ہاں تضمناً والتزاماً موجود نہونا اونکا بعض احادیث صحیحہ سے مستنبط ہوتا ہے بحث اس مقام کی تفسیر فتح البیان میں بسط سے کی گئی ہے مذہب بخاری کا بھی یہی ہے کہ اب خضر موجود نہیں ہیں فقط رہا کشف اہل طریق کا سو ہم نہ اوسکا اقرار کرتے ہیں نہ انکار اسلئے کہ کشف معترک اخطا یا ہوتا ہے جیسے خضر علیہ السلام کو زمانہ موسیٰ علیہ السلام میں ظاہر کیا تھا وہی جانے کہ اب وہ خارج میں موجود ہیں یا مفقود ہم کیا جانیں ہمارے لئے یہی عدم خوض ایسے مسائل میں اقرب بسلامت دین ہے واللہ یعلم وانتم لا تعلمون +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ اللہ نے مجکو محیی سنت ممیت بدعت کیا ہے بعد اوس فترت کے جو بعد موت اشیاخ کے واقع ہوتی ہے وہ مرگئے اور ہم اطفال تھے کیونکہ دعاۃ طریق الی اللہ اقدام رسل پر ہوتے ہیں سو جسطرح ہر ایک اللہ کا رسول بعد فترت کے آتا تھا اور ناسخ شریعت ماقبل یا مؤید اوسکا ہوتا تھا اسیطرح حال طائفہ دعاۃ الی اللہ کا منجملہ اقسام کے ہے وعلی هذا القدم جماعة من اهل عصرنا محمل الله احیوا الدین واقاموا معالمه وان لم یسمع لهم وایضاح الفقرات الحاصلة بین کل داع وداع من الاولیاء انه لما مات الائمة المجتهدون حدث بعدهم اهواء وبدع وحجب علی القلوب حتی ساء الناس کانهم فی فترة بالنسبة الی السلف فاتی الله تعالی بالمشائخ المذکورین فی رسالة القشیری فاحیوا معالم الطریق واظهروا ما اندرس منها کالسری والجنید وابی سلیمان الدارانی واشباههم وکذلك کمل العارفین والعلماء العاملین الذین کانوا فی عصرهم فلما ماتوا وقعت الفترة مدة حتی اتی الله تعالی بالطبقة الثانیة کالشیخ عبد القادر الجیلی والشیخ احمد الرفاعی والشیخ ابی مدین المغربی واضرابهم فلما ماتوا حصلت الفترة العظیمة حتی اتی الله بالسادة الشاذلیة والوفائیة وکانت سلسلة القوم انقطعت فی مصر حتی جاء سیدی یوسف العجمی فتسلسلت منه الطریق فمصروا فزارها الی عصرنا هذا فکانت الفترة الحاصلة بعدهم ولاء فی الدیار المصریة انما کمی یعد موت سیدی علی المرصفی واضرابه رحمهم الله تعالی فاتی الله یعدهم بالجماعة الذین قدمناهم فاحیوا الدین والطریقة

بعد موت هولاء فالحمد لله الذی جعلنا منهم اس سے معلوم ہوا کہ فترت ایک مدت تک بعد ہر داعی الی اللہ کے موجود ہوتی ہے یہانتک کہ اللہ کسی کو بعد اوسکے ظاہر کرے وهذا مع استمرار الاولیاء اصحاب الدولة الکبری اذ لو خلی الوجود من هولاء لخرب الوجود کله دفعة واحدة حتی ان الوقت الذی تقوم فیه القیامة لا یکون فیه احد یقول فیه الله الله یہ بھی طرح درمیان فترات رسل کے بت پرستی ترک شرائع ارتکاب محارم استحلال وما ہکذا بالہوی وغیر ذلک ہونے لگتے تھے اور وہ اپنے زعم میں عبادت اصنام کو موجب تقرب خدا کا سمجھتے تھے اسی طرح حال فترات اولیاء کا ہے بلکہ بدتر اس سے کوئی کہتا ہے ان کل شیء فی الوجود هو الاله وان عین هذا الوجود الحادث هی عین الله کوئی کہتا ہے خالق عین مخلوق ہے یہ ایسی بات ہے کہ کوئی دیوانہ بھی اسکو قبول نکریگا شیخ علی خواص فرماتے ہیں هو اخس من ان یذکر والا نهم خالفوا سائر الادیان التی جاءت بها الرسل عن الله تعالی ولا نعلم احدا من الکفار اعتقد اعتقاد هولاء فان طائفة من النصاری قالت المسیح ابن الله وکفرهم القوم الآخرون وطائفة من الیهود قالت العزیر ابن الله وکفرهم القوم الآخرون فلم یجعلوا الوجود عین الله تعالی شیخ محی الدین بن عربی کو لوگوں نے بدنام کیا کہ وہ قائل وحدت وجود تھے حالانکہ یہ بالکل غلط ومردود ہے سب سے زیادہ اشاعت کلام رد اہل حلول واتحاد پر اونہیں نے کیا ہے فرماتے ہیں ما قال بالاتحاد الا اهل الالحاد وما قال بالحلول الا من دینه معلول شیخ منجملہ اکابر اولیاء راسخین فی العلم اور متبعین ظاہر سنت مطہرہ کے تھے وہ اور یہ عقیدہ کفر معنی جو اونکا کلام تو فتوحات میں یہ ہے من اراد ان لا یضل فلا یرمی میزان ظاهر الشریعة من ید ه طرفة عین ویعتمد ما علیه الائمة المجتهدون ومقلدوهم ویرفض ما عداه شیخ افضل الدین کہتے تھے لو کنت حاکما لضربت عنق کل من قال لا موجود الا الله ونحو ذلک من الالفاظ لانه لم یات بذلک شریعة واعلم الناس بالحقائق الاولیاء ولم ینقل لنا عن احد منهم انه کان یعتقد خلاف ما جاءت به الرسل بل لو اعتقد احد منهم خلاف ما جاءت به الرسل ما وقع لاحد منهم کرامة ولا خرق عادة انتهی فایاک ومخالطة اهل البدع الا لقصد هدایتهم الی طریق الحق والله یرشدک میں کہتا ہوں داعی الی اللہ بعد فترت کے دو طرح پر ہوتے ہیں ایک وہ گروہ ہے جو ظاہر احکام اسلام کی تجدید کرتے ہیں دین میں جو سنن مر جاتے ہیں اونکو زندہ اور جو بدع جاری ہو جاتے ہیں اونکو مردہ کرتے ہیں انکو حدیث میں مجدد فرمایا ہے دوسرا وہ گروہ ہے جو تجدید مراتب ایمان ومقاصد احسان کی کرتا ہے یہ کام مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ تعالی کا ہے جسطرح کہ پہلا کام علماء اسلام کا ہے تاہم کوئی شخص ایسا بھی آتا ہے جو تجدید دونوں طریق ظاہر وباطن کی کرتا ہے سیوطی رح نے ابتداء صدر اول سے اپنے وقت تک کے سارے مجددین کو نام بنام ذکر کیا ہے مابعد سیوطی رح سے

جتنے لوگ میرے زمانے تک جس کسی قطر ارض مین عرب وعجم سے مجدد ہوئے ہینے اونکو نام بنام کتاب حج الکرامۃ مین ذکر کیا ہے ہند مین مجدد تیرہوین صدی کے سید احمد بریلوی رح تھے اب چودہوین صدی آئی ابتک کوئی مجدد اس صدی کا ظاہر نہین ہوا وقت موجود ہے لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا وجود مجدد کا اس صدی مین نہ میان ابتک معلوم ہوا نہ کسی اور جگہ لکن ہونا مجدد کا راس ہر مائۃ پر بنص حدیث ضرور ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ یرفعہ ان اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا رواہ ابوداؤد علی قاری حنفی رح نے مرقات مین پیچے اس حدیث کے فرمایا ہے ای یبین السنۃ عن البدعۃ ویکثر العلم ویعز اھلہ ویقمع البدعۃ ویکسر اھلھا انتھی یہ صفت ہے تجدید کی پس جسمین یہ وصف موجود ہوگا وہ مصداق مجددیت کا ٹھیرایگا اور یہ بات کہ وجود خالی اصحاب تجدید سے نہین ہوتا ہے اس حدیث سے ثابت ہے عن معاویۃ قال سمعت النبی صلعم یقول لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذلک متفق علیہ وفی روایۃ عنہ یرفعہ لا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعۃ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح قال ابن المدینی ھم اصحاب الحدیث معلوم ہوا کہ مجدد علم ظاہر وجدد علم باطن کے لئے محدث وعامل بالحدیث ہونا درکار ہے اگر کوئی اس علم شریف سے واقف نہین ہے تو وہ مجدد نہوگا اور یہ ظاہر ہے کیونکہ تجدید دین خواہ ظاہر احکام اسلام کے ہو یا مراتب احسان کے بدون علم کتاب وسنت کے ممکن نہین ہے واللہ اعلم +

دیگر ایک سنت خدا کی مجیبہ یہ ہے کہ مین جزم ساتھ تفضیل کسی شخص کے علماء عصر واولیاء عصر اوسکے غیر پر نہین کرتا بلکہ ادب کو ساتھ ہر اوس شخص کے جسکو اللہ نے کسی رتبہ مین منجملہ مراتب کے قائم کیا ہے واجب جانتا ہون رہے حقائق وفضائل اونکے نزدیک اللہ تعالی کے سو ہمکو اونکا علم نہین ہے اور نہ افضلیت ظاہرہ سے افضلیت باطنہ لازم آتی ہے ہمکو جو بات چاہیے وہ یہی ہے کہ ہم سب سے یکسان محبت رکھین اور اطاعت اولی الامر بالائین خواہ اوراد ہون یا اولیا، حدیث مین فرمایا ہے التقوی ھھنا اور اشارہ طرف دل کے کیا ہے معلوم ہوا کہ دل کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین ہے اور اس حدیث مین ھلا شققت عن قلبہ کفایت ہے واسطے رد علم حقائق کے طرف اللہ کے الغرض جو کسی فقیر کے ساتھ بدگمان ہوتا ہے وہ کبھی خیر نہین پاتا واللہ یرشدک +

دیگر ایک سنت خدا کی جبہ یہ ہے کہ مجھے ایتام وعمیان وفقراء مین وعوجان وسائر آفت زدگان پر بہت شفقت آتی ہے مین اوہ پر سخت مہربان ہون خصوصا جو لوگ اونمین میرے ہمسایہ ہین یہانتک کہ مین دوست رکھتا ہون کہ اگر سارے ہمسایہ میرے یہی اندھے لنگڑے لولے اپاہج نیز کالبہ ومجاذیم ہوتے تو بہتر ہوتا اسی قدم پر شیخ احمد رفاعی رح وغیرہ بھی تھے کہتے تھے الشفقۃ علی خلق اللہ صما یقرب العبد الی اللہ وفی الحدیث الخلق کلھم عیال اللہ

واجهر اليه انفعهم لعياله فاعلم ذلك واشفق على خلق الله لاسيما من ذكرنا هم والله يتولى هداك +

دیگر ایک سنت اللہ تعالیٰ کی مجھپر یہ ہے کہ میںنے صغر سن سے اس دم تک کبھی کوئی شئے عمل قوم لوط وعمل قوم ہود و صالح علیہم السلام سے نہیں کی جن گناہون پر اللہ نے امم سالفہ کو عذاب کیا ہے اور اونکا قصہ قرآن پاک مین آیا ہے اون سب سے مین محفوظ رہا سب ذنوب مین وہ گناہ بہت شدید ہے جسپر اللہ نے خسف کیا عاصی کو زمین مین دھنسا دیا کیونکہ یہ فعل اللہ کے غضب شدید سے خبر دیتا ہے بخلاف مینڈھے لڑانے مرغ لڑانے لعب نرد شیر و نخود نک کرنیکے فنو سجدت الله تعالى على الجهر منذ خلق الدنيا الى زوالها ما أودى شكره على ما ذوى عنى من صفات هؤلاء الهالكين جبرئیل علیہ السلام نے مدائن قوم لوط کو سات طبقہ زمین سے اوکیڑ کر اور طرف آسمان کے اونچا کر کے قلب کر دیا تہا وہ قوم آسمان سے اتنے نزدیک ہوگئی تہی کہ آسمان والون نے آواز مرغ و سگ کی سنی اب وہ جگہ طریق شام مین ایک حوض آب ہے اوس چشمہ سے نہ کوئی طیر پانی پیتا ہے نہ کوئی وحش نہ کوئی انسان نہ کوئی شئے اوس جگہہ اوگتی ہے ایک شخص نے مجسے کہا کہ مجکو ضرورت وضو کرنے کی تہی بسبب شدت بدبو کے اوس سے وضو نکر سکا ایک فقیہ کا گزر ہوا کہ قوم لوط پر ہوا تہا ایک مرد نے کہا ہذا اصکان اصحابنا ایک مچھلی نکلی اور اوسکا پاؤن گھسیٹ کر اندر پانی کے لیگئے ہم دیکھتے رہے جو لوگ رات یا دن مین اوس جگہہ پر گزرتے ہین وہ آواز پتہر گرنیکی سنتے ہین پانی موج زن ہوتا ہے کہتے ہین کل من عمل عمل قوم لوط ينتقل اليها بعد الموت تنقل الملائكة الموكلون باهل النار رسال الله العافية واسأل الله من فضله ان يحمينا وجميع اخواننا وذريتنا من مثل ذلك بكرامة محمد صلعم +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مجکو اون فقرا کامل الایمان کی صحبت میسر ہوئی کہ میرے دلمین اونکی طرف کوئی تہمت نہین آتی نہ مال وعیال کی طرف سے نہ کسی اور طرف سے معذالک اونمین سے کسیکو اپنی عیال کے پاس بیٹھنے نہین دیتا مگر اپنے رو برو حدیث مین آیا ہے الموصى من اصنه الناس على انفسهم واصوا لهم وذويهم یعنی عیالهم ایک فقیر نے ایک فقیہ کی جاریہ کا بوسہ لے لیا تہا یہ جا رہے اوسکے تصرفات دیکہہ کر تعجب کیا سید جا رہے کہا اعلمى يا امة الله ان اخصائص الوهبية لا يشوبها النقائص الكسبية وتقبيل لك من الصغائر والتوبة تجب ما قبلها من الصغائر والكبائر والعصمة لا يتحدى بها الا الانبياء عليهم السلام انتهى معلوم ہوا کہ عصمت نبوت مین شرط ہے نہ ولایت مین شیخ ابو العباس مرسی کہتے ہین کہ ان شخصا من الاولياء نام عنده فرنا بجاريته تلك الليلة ثم اغتسل وخرج يمشي على الماء في بحر اسكندرية حتى غاب عنا فقلت له ما هذا فقال هذا عطاؤه وذاك فضاؤه انتهى ومن هنا قال الجنيد رضى الله عنه لما قيل له الزنى العارف قال وكان امر الله قدرا مقدورا والحكم للسوابق لا للواحق انتهى والله يرشدك ويتولاك

باب ۱۳ فی جملۃ من الاخلاق المحمدیۃ

ایک انعام الٰہی یہ ہے کہ مین شہود اصل ولاۃ زمان کا کرتا ہون وقت اونکی ولایات کے ایک حال اونکا دوسرے حال سے مجھے حاجب نہین ہوتا ہے کبھی شہود امیر کی خاک ہونے کا کرتا ہون کبھی اوسکو نطفہ یا علقہ یا مضغہ یا عبد مملوک غیر قادر کسی شے پر دیکھتا ہون یہ شہود اقران کو بہت کم حاصل ہوتا ہے اسافل ہمیشہ زمین مین مرتفع ہوتے ہین قدیما وحدیثا نمرود بن کنعان کو دیکھو کہ اوسکی مان اوسکو جن کر جنگل مین چھوڑ کر چلی گئی تھی ایک پلنگ نے اوسکو دودھ پلایا پھر جو تجبر اوسنے کیا وہ ظاہر ہے فرعون ایک مزور تھا بطیخ فروش اوسنے دعوی خدائی کا کیا تھا حالانکہ بدصورت صغیر جسم تھا ڈیڑھ گز کا آدمی داڑھی ناف تک تھی وہی سبز رنگ اسیطرح بخت نصر یتیم تھا باپ اوسکا بیڑہ کشتی کرتا تھا اوسکا زور شر معلوم ہے وکذلک القول فی سائر الجبابرۃ من الملوک الی عصرنا ھذا ھم کالتراب فی حال صلکھم وامرتھم ومن ھذا المشھد نزھد فی الدنیا من زھد وقالوا اف لک یا سبقنا بھا ھؤلاء السفلۃ دنیا کے سارے احوال فانی ہونیوالے ہین اسلئے اہل اللہ نے تنزیہ اپنے نفوس کی تعلق اشیا دنیہ سے کی اور باقی کو اختیار کیا قال تعالی تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین نہ عنکہ تعالی خاص ساتھ باہتمالی کے ہے اور قدرت الٰہیہ متقیدا ایک نسق کی نہین ہے اللہ کی خرق عادت ہر شے مین ہوتی ہے بسبب اطلاق مشیت وارادہ کے بلکہ جمادات مین فرق عادات ہوا کرتا ہے پانی پتھر اور پتھر پانی ہوجاتا ہے حالانکہ جمادات محل تصریف نہین ہین پہ انسان جو محل اعظم جریان اقدار الٰہیہ ہے اور سب گویا اوسکے تابع ہین اوسکا کیا ذکر ہے ایک لمحہ بصر مین غنی فقیر عزیز ذلیل قوی ضعیف امیر مامور وبخود ذلک بالعکس ہوجاتا ہے بعض تجار نے جو سفر ہندوستان کو گئے تھے ہمسے ذکر کیا کہ وہان ایک ندی ہے جو چیز کہ وسمین پھینکدو وہ پتھر ہوجاتی ہے چنانچہ ہمنے مندیل اسکندرانی اوسمین ڈالی ایک ہلکا سا پتھر ہوگیا ایک ولوا وسمین لٹکایا بقدر پانی مین گیا وہ متحجر ہوگیا ایک عصا اوسمین ڈالا پتھر بنگیا جتنا ہاتھ مین رہا وہ بدستور چوب بنا رہا دریا سے اگر کوئی پھل اوسمین بہکر آجاتی ہے پتھر ہوجاتی ہے اسکو صاحب کتاب الوحید نے بھی تجار ثقات سے نقل کیا ہے اونمون نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ اس ماجرا کا کیا تھا خواجہ علاء الدین کولمی کہتے ہین مینے ہند مین ایک حوض آب دیکھا جو عورت اوسمین داخل ہوتی ہے بغیر زوج کے حاملہ ہوجاتی ہے فانظر الی ھذہ الاسرار والخوارق اب کسی حال پر امان ویقین کرنا نچاہیئے کہ ہمارا حال نزدیک اللہ کے ایسا ہے کیونکہ جب جمادات مین انقلاب لگا ہے تو پھر تقلب قلب انسان کا کیا ذکر ہے کہ ہر دم پلٹتا رہتا ہے ایمان سے طرف کفر کے اور کفر سے طرف ایمان کے جاتا ہے فما اعظم ھذہ الحالۃ لمن یشعر بھا وما اغفل الناس عنھا سو جبکا دل درمیان

دواصلاح جس کے ہے اور وہ جس طرح اسکو چاہتا ہے اولیٰ پیدا کرتا ہے تو پھر کس طرح وثوق سعادت وشقاوت وفقر وغنا وقوت وعجز ونیابت ونقصان وطاعت وعصیان وکفر وایمان پر ہوسکتا ہے کما اشار الیہ حدیث ان احدکم لیعمل بعمل اھل الجنۃ الحدیث المشہور اللہ کے علم میں جو شخص ولی اللہ ٹھہر گیا ہے اوسکی ولایت کسیطرح متغیر نہیں ہوسکتی ہے اوس سے اگر کوئی معصیت سرزد ہوتی ہے تو فی الفور توبہ کرتا ہے یہ کچھ قادح اوسکی ولایت میں نہیں ہے اور نہ اس سے ولایت زائل ہوتی ہے اگر وہ اصل ایمان میں داخل ہے کیونکہ حقائق وضعیہ میں نقائص کسبیہ قادح نہیں ہوتے ومن فہم ذلک علم ان لیس للعبد اعتراض علی شئ تفعلہ القدرۃ الا لعصیۃ الا بالطریق الشرعی وان العقل معزول عن ذلک فاعلم ذلک ترشد واللہ یتولی ھداک ✦

دیگر ایک انعام الٰہی مجھ پر یہ ہے کہ میں کسی فقیر کو ستاتا نہیں ہوں اگرچہ میرے اعمال خیر مثل جبال کے ہوں ولہذا یزل یقع ھذا الامر من بعض العلماء فی حق اھل اللہ ولا یحصل لہ عطب فیتعجب الناس من ذلک وغاب عنھم انہ لم یقصد بالانکار علی الفقیر الا نصرۃ جانب الشرع ولولا ذلک لغارت القدرۃ علیہ فاھلکتہ واللہ اعلم میں کہتا ہوں کلام شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح اور کلام ابن القیم رح اور اونکے اشباہ ونظائر میں جو حط بعض صوفیہ وفقراء پر ہے وجہ اوسکی یہی صیانت شرع اور حفظ اسلام ہے نہ بغض اولیاء کہ وہ خود اونکے نزدیک محاربہ خدا ورسول ہے لیکن اس حط میں اخلاص ایمان شرط اعظم ہے جو لوگ غیر مخلص ہوکر طاعن وقادح ہوتے ہیں وہ تجویز ہلاک میں گرفتار ہوجاتے ہیں اہل دین قدیماً وحدیثاً افعال واقوال پر رد کرتے آئے ہیں بوجہ مخالفت شرع وصادمت نصوص کتاب وسنت انکو کچھ بحث فاعل وقائل خاص سے نہیں ہوتی ہے اسلئے وہ نزدیک اللہ کے زمرۂ مجاہدین میں داخل ہوتے ہیں اور طاعن وراد بغرض نفسانی معرض ہلاک میں آجاتا ہے یہ میزان لائق لحاظ کے ہے مگر اکثر لوگ محق ومبطل میں تفاوت نہیں کرتے فعلیک یا اخی بحسن الظن للفقراء وحسن التاویل لاحوالھم فان الانکار لا یکون الا مع الیقین بشرط ان یکون ذلک الشخص یتتبع علی افعالہ واسرار الاحوال من الفقراء احوالھم مجھولۃ ولا یتتبعھم احد علی ما یفعلونہ مخالفا لظاھر الشرع فاعلم ذلک ترشد ✦

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھ پر یہ ہے کہ جو شخص کہ ٹھہرے ہوکر تواجد کرتا ہے اگرچہ ظالم ہو اور اوسکو عادت وجد کی نہ ہو میں اوسپر انکار کرنے میں جلدی نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی بعض قلوب سے کشف حجاب کردیتا ہے اوسکو وطن اوّل کی طرف شوق اوٹھتا ہے وہ مثل درخت کے تمایل کرنے لگتا ہے گویا اپنے عروق کو زمین سے قلع کرنا چاہتا ہے ؎

ما فی التواجد ان حققت من حرج		ولا التمائل ان اخلصت من باس	

فقمت تسعی علی رجل وحق لمن	دعاہ مولاہ ان یسعی علی الرأس

اسلئے ان امور پر انکار بچا ہے کیونکہ کبھی عقوبت مین اس انکار کے یہ ہوتا ہے کہ وصول سے محروم ہوجاتا ہے اہل اللہ وجود مین مختص ساتھ کسی شئے کے نہین ہوتے ہین کیونکہ واسطے ہر کلمہ کے وجود مین اور واسطے ہر حرکت کے حرکات مین سے ایک معنی لطیف اور مرائق ہے یہانتک کہ وہ ہبوب ریاح وتمایل اشجار وخریر مار وطنین ذباب وصریر ابواب ونغمات اطیار وحنین اوتار وصفیر مزمار وسماع انین وصوت حزین وصیاح صائح ونوح نائح سے استماع کرتے ہین کچھ تفاوت بعض ان امور کا بعض سے نہین کرتے مگر بحیثیت موافقت طباع ہان علماء کو سماع مین بہت کچھ گفتگو ہے بعض مائل طرف تحریم کے ہین اور بعض نے اوسکو مداخلت ہوس ونفاق پر حمل کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ کچھ فرق درمیان سماع اوتار اور سماع صوت ہزار کے نہین ہے ہان سماع عود وطنبور وغیرہما مما شاکلہا ظاہر کلام ائمہ اربع حرام ہے درمیان محب ومحبوب کے ایک علاقہ ہوتا ہے جس سے ہر محب کا دل طرف محبوب کے منجذوب ہوتا ہے عشق بعض اشیاء کا ساتھ بعض کے اور بادار ہونا تخلی کا اور جذب کرنا مغناطیس کا آہن کو ایک آیت دالہ ہے اباحت سماع پر شیخ عزالدین بن عبدالسلام اشعار قوم سنکر تواجد واہتزاز کرتے تھے فایاك والمبادرة الی الانکار الا بطریق شرعی بعد تدبر وتفکر واللہ علیم حلیم مین کہتا ہون تحریم سماع پر کوئی دلیل صریح صحیح حدیث نبوی یا آیت قرآنی سے قائم نہین ہے بلکہ فی الجملہ جواز سماع کا سنت مطہرہ سے نکلتا ہے لیکن یہ بھی ثابت نہین ہے کہ سلف اوسکا اشتغال رکھتے تھے یا اونکے اشعار مضامین زلف وعارض ورخسار وذکر وصل وہجر وکرشمہ وغمزہ اور خدود وقدود ونحو ہا پر مشتمل ہوتے تھے بلکہ اونمین مضمون حمد وثنا یا نعت یا شوق حرب وضرب یا نصیحت یا جو کفر یا مدح اسلام ونحو ہا ہوتا تھا سو اس طرح کا سماع ایک عمر دراز سے سننے مین نہین آیا اسلئے احتیاط اولی تر ہے ✦

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین قاضی یا حاکم یا شاہد نہین بنتا اور اپنے یا دونکو جھوٹ بولنے پر سخت زجر کرتا ہون مین اس گناہ کو سب سے بدتر جانتا ہون اور دارین مین مضر سمجھتا ہون حضرت ایک کلمہ دروغ پر دو دو تین تین ماہ تک انسان کو چھوڑ دیتے تھے اور مین کسی شخص سے نیمہ قبول نہین کرتا ہون اگرچہ قائل مشائخ عصر سے کیون نہو اور جب کسی کی غیبت میرے دل مین آتی ہے فی الفور توبہ کرلیتا ہون اسلئے کہ جسطرح غیبت کرنا زبان سے حرام ہے اسیطرح دل سے بھی حرام ہے حد غیبت مین علماء نے حدود بیان کئے ہین سب سے اخصر واحصر حدود وہ حد ہے جو حضرت صلعم نے فرمائی ہے ذکرك اخاك بما یکرھہ انتھی اسی طرح مینے اپنی طبیعت کے قفص کو توڑ ڈالا ہے مین زنان اجانب کو تعلیم کرنے آداب جماع سے شرم نہین کرتا حضرت کو اوری عورت سے بھی پردہ مین زیادہ تر حیا تھے سعد لک عورتون کو تعلیم کرتے کہ حیض مین اسطرح کپڑا فرج پر رکھا کرین اور دربارہ غسل زنان ام عطیہ سے فرمایا تھا اشمی ولا تھکی فانہ احظی عند الزوج وای احسن فی جماع المرأۃ اس سے معلوم

ہوا کہ جو شخص ایسے فعل سے شرم کرے جو حضرت نے کیا ہے تو وہ جاہل کثیف الطبع ہے اور شاید کہ وہ چند کبائر میں گرفتار ہو جاتا ہے پہ نہ اللہ سے شرماتا ہے اور نہ خلق سے +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھ پہ یہ ہے کہ جو اخوان میرے مہموم محزون مغموم ہوتے ہیں میں اونکو ارشاد کرتا ہوں کہ وہ تخفیف ہموم میں سعی کریں یا کثرت استغفار و حفظ جوارح سے اونکو زائل کریں کیونکہ کثرت ہموم کی بدن کو تضعیف کر دیتی ہے واسطے زوال ہم و غم کے شیخ محدث امام امین الدین نے مجکو یہ حدیث سنائی اور مجکو اوسکا تجربہ بھی ہوا قال رویناہ بالسند المتصل الی علی بن ابی طالب قال رأنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حزیناً فقال یا ابن ابی طالب مالی اراک حزیناً فقلت ھو ذاک یا رسول اللہ قال فمر بعض اھلک یوذن واذنک فانہ دواء لکل ھم قال علی ففعلت ذلک فزال عنی انتھے یعنے اس روایت کو کتاب الزاہر تالیف شیخ ابو الحسن بن فرحون مالکی میں بھی دیکھا ہے کہ اونھوں نے اسکو بسند متصل روایت کیا ہے اور کہا ہے جربتہ فوجدتہ صحیحا کما اخبر بہ جمیع رجال سندہ فوجدوہ کذلک ولو تدبر ان احد اطعن فی سندہ کان العمل علی التجربۃ انتھی

دیگر ایک انعام الٰہی مجھ پہ یہ ہے کہ جو کوئی مجھسے اس بات کی شکایت کرتا ہے کہ مجھے محبت ہے معاصی سے اور مجھ پہ وقوع فی المعاصی غالب ہے اور یہ دل سخت ہو گیا ہے اور وا سطے توبہ کے انشراح صدر نہیں ہوتا تو مجکو اوسپر بہت رحم آتا ہے اسلئے کہ وہ مثل بیمار کے ہے کہ اپنا حال طبیب سے کہتا ہے طبیب کو نچاہئے کہ اوسکو زجر کرے اور اوس سے نافر ہو بلکہ اوسپر صبر کرے اور سارا حال مرض کا دریافت کر کے دوا بتلائے یہ خلق لوگون میں بہت کم ہے خصوصاً اونمیں جو اہل حدت و غیرت ہیں شریعت غرا پر لیکن اگر وہ اخلاق نبویہ میں نظر کرتے تو سارے غصے کے ساتھ تلطف فرماتے ایک اعرابی نے حضرت کی مسجد میں موت دیا تھا لوگون نے اوسکو گھڑکا حضرت نے فرمایا انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین پھر ایک دلو آب لیکر محل بول پر بہا دیا دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک جوان نے آکر حضرت سے کہا یا رسول اللہ ائذن لی فی الزنا لوگ چلائے کہ کیا کہتا ہے فرمایا ٹھیرو ٹھیرو پھر اپنے قریب بلا کر فرمایا کیا تو اسبات کو دوست رکھتا ہے کہ یہ کام تو اپنی ماں سے کرے کہا لا یا رسول اللہ وجعلنی اللہ فداک فرمایا اسی طرح اور لوگ بھی اپنی ماؤن سے یہ کام کرنا دوست نہیں رکھتے ہیں پھر کیا تو اپنی دختر سے ایسا کام کرنا چاہتا ہے کہا نہیں کہا لوگ بھی اپنی دخترون سے یہ بات کرنا نہیں چاہتے یہانتک کہ ذکر بھی نہ فرمایا وبھنپی کا فرمایا اور کہا کذلک الناس لا یحبونہ پھر اپنا ہاتھ اوسکے سینہ پر رکھکر کہا اللھم طھر قلبہ واغفر ذنبہ وحصن فرجہ اسکے بعد یہ کوئی شے اوسکو زنا سے زیادہ مبغوض نہ تھی حافظ دمیاطی نے کہا اسناد ھذا الحدیث حسن یہ دلیل ہے اسپر کہ جب کوئی عاصی دوا پوچھے تو اوسکو زجر و تہکر سے اللہ کی صنعت و حکمت میں تامل کرے کہ اگر وہ حمایت بعض عبید کی نکرتا تو وہ ہر محظور میں گرفتار ہو جاتے خصوصاً جسکو اللہ نے مخلع بخلعت جمال بارع و حسن

فائق کیا ہے عورتین اوسپر عاشق ہونیسے نہین تہمتین ہین بلکہ حیلہ نکالتی ہین ابلیس درمیان ان دونون کے واسطہ ہوتا ہے ولہذا حدیث مین آیا ہے ان اللہ یحب الشاب التائب اور فرمایا ان ربک لیعجب من شاب لیست لہ صبوۃ غرضکہ جوان عاصی محتاج رفق ورحمت وشفقت وملاطفت کا ہوتا ہے ورنہ یہ ہوگا کہ وہ زنا مین پس جائیگا اسلئے کہ ذکر کو طرف انثی کے بالطبع میل کثیر ہوتا ہے وبالعکس +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے کان پر غیرت کرتا ہون کہ وہ زور وباطل کو سُنے یا سماع امر غیر حلال کرے کیونکہ مین اس کان سے کلام اللہ ورسول کا اور کلام ائمہ دین کا سنتا ہون نہ کسی اور علت سے اسی طرح اپنی آنکھ وزبان پر غیرت کرتا ہون کہ ایسی چیز دیکھے جسکے دیکھنے کا حکم نہین ہے یا ایسی بات کہے جسکے کہنے کا امر نہین ہے وھذا خلق غریب فی ھذا الزمان فان استعمال العضو فی الاشیاء الشریفۃ وھو بخس قذر فی غایۃ سوء الادب +

دیگر ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ میرے ماں باپ دونون میرے بالغ مکلف ہونیسے پہلے مرگئے اگر وہ میرے بلوغ تک زندہ رہتے تو مین قلت ادب مین گرفتار ہوتا یا عقوق کرتا اگرچہ ایک ہی بار کیون نہوتا حالانکہ بعد حق خدا کے کسی کا حق ماں باپ کے حق سے اعظم تر نہین ہے خواہ آبا روح جسم ہون یا آبا روح جسم نبی صلعم اور وہ لوگ جو کہ بعد حضرت کے داعی الی اللہ ہین شیخ الاسلام سراج بلقینی نے کہا ہے لیس للعقوق ضابط فی الشرع انما ھو عام فی سائر ما یخالف غرض الوالدین من سائر المباحات انتھی +

دیگر ایک انعام اللہ کا مجھپر یہ ہے کہ مین اللہ پاک سے سوال عطا منازل عالیہ کا جنت مین نہین کرتا بلکہ یہ کہ اپنے نفس کو کثرت صبر وبلا پر متوطن کرون کیونکہ بلا اس سوال سے مقرون ہے شیخ جیلی نے فرمایا ہے اذا اراد اللہ ان یصافی عبدا لم یذرہ اھلا ولا ولدا ولا مالا ثم بعد ذلک یصطفیہ انتھی اور حضرت نے فرمایا ہے اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل +

دیگر ایک نعمت الٰہی مجھپر یہ ہوئی کہ ایک شخص نے ائمہ اثنا عشر اہل بیت کو دیکھا کہ وہ مصر مین آئے ہین تو مجھا آپکا آنا ان دونون مین یہان کس طرح سے ہوا فرمایا جعفر الزور الشیخ عبد الوھاب الشعرانی فانا لا نعلم احدا فی مصر یجیئنا کحبتہ دیکھنے والا کہتا ہے میں نے دیکھی زمین پر کسی شخص کو اولسے زیادہ نُور صورت پاکیزہ لباس خوش رائحہ نہین دیکھا گویا اونکے سُنہ سے انوار ساطع تھے سب سے آگے امام علی ابن ابی طالب تھے اونکے پاس حسن حسین تھے اونکے متصل امام زین العابدین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق پھر موسی کاظم پھر موسی رضا پھر محمد تقی پھر علی نقی پھر حسن عسکری پھر مہدی جو آخر زمان مین ظاہر ہونگے رضی اللہ عنہم اجمعین فما سررت بعد رؤیۃ رسول اللہ صلعم سرورا بمثل ھذہ الواقعۃ فانہ دلیل علی ان اھل البیت کلام یحبونی ویاخذون بیدی فی عرصات القیامۃ فانہم لا یفارقون جدھم صلعم ومن کان فی زمرۃ الحبیب الشفیع المشفع سید المرسلین علی الاطلاق

لایخشاہ کرب ان شاء اللہ تعالیٰ والحمد للہ علیٰ ذلک ۵

الٰہی بحق بنی فاطمہؓ	کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول	من و دست و دامان آل رسولؐ

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھ پر یہ ہے کہ محبت تیری ساتھ عیال کے محبت اخوت اسلامی ہے جب وہ اعمال صالحہ زیادہ کرتے ہیں تیری محبت زیادہ ہوجاتی ہے اور جب اونکے اعمال مین نقصان ہوتا ہے تو تیری محبت بھی کم ہوجاتی ہے یہ خلق لوگون مین قلیل ہے ولہذا مشائخ نے محبت نساء سے بتبعیت قرآن عظیم تحذیر کی ہے ہمکو چاہیے کہ ہم اونکی محبت طبعیہ سے نکلکر طرف محبت شرعیہ کے آجاوین علی خواص نے فرمایا ہے کہ تو عورت خوبصورت سے بچ کہ اوسکا فتنہ تیسرے عورت بدشکل کی نسبت زیادہ تر ہے زن بدشکل کی محبت تیرے دل مین داخل نہوگی اور زن مہین کی محبت تیرے دلمین ساکن ہوجائیگی پھر حق اوس دلمین آنیسے باز رہے گا اور شیطان اوسکے نہ نکلنے سے بچے دیگا +

دیگر ایک سنت اللہ تعالیٰ کی مجھ پر یہ ہے کہ مین مشائخ عارفین وعلماء عارفین سے اونکے حوالہ احوال پر طالب دلیل کا نہین ہوتا ہون کیونکہ وہ لوگ اکثر فعل بدعت نہین کرتے ہین جو شخص ہر مسئلہ مین اونسے مطالبہ دلیل کا کرتا ہے اوس سے خیر کثیر فوت ہوجاتی ہے خصوصاً ایسے فعل پر جو باب احکام شرع نہین ہے جیسے تسبیح کرنا سبحہ پر ہمنے مسئلہ بعض فقہاء سبحہ رکھنے پر عیب لگاتے ہین ہمنے کہا امر سہل ہے اور علماء سے استفتا کیا اونکے فتاوے مختلف پائے رسالہ شیخ جلال الدین سیوطی ہاتھ آیا دسمین جواز سبحہ کا پایا معلوم ہوا کہ سب سے پہلے سبحہ پر حسن بصری نے تسبیح کی ہے اور ابو الحسن صوفی نے کہا ہاتھ مین عمر بن علوان کے تسبیح رہتی تھی وہ کبھی اوسکو نہ چھوڑتے ہمنے کہا اوستاد یہ کیا بات ہے کہا جنید رضی اللہ عنہ تسبیح رکھتے تھے ہمنے پوچھا تو کہا ہمارے اوستاد حارث بن اسد کے ہاتھ مین بھی تسبیح تھی ہمنے اونسے پوچھا تو کہا ہمنے عامر بن شعیب کو اسی طرح پر دیکھا ہے اونکے ہاتھ مین بھی تسبیح رہتی تھی جب ہمنے سوال کیا تو کہا یا بنی ھذا شیٔ کنا استعملناہ فی بدایۃ امرنا وصانا بالذی نترکہ فی نھایۃ امرنا فاذا احب الآن ان اذکر اللہ تعالیٰ بلساتی وقلبی وبیدی وبسبحتی انتھی شعرانی کہتے ہین ھذا شیٔ تداولہ التابعون ومن بعدھم الی عصرنا ھذا من غیر نکیر فیما بینھم لا ینبغی انکارہ وھو نظیر ما ورد فی التسبیح علی الحصی وعقد الانامل بل اشارک نافھم ذلک واللہ یتولی ھداک +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھ پر یہ ہے کہ مجھے اللہ عزوجل کے حق مین یہ گمان ہے کہ وہ میری دعا قبول کرتا ہے گو مین سارے اہل ارض سے خطایا مین اکثر ہون کیونکہ مین بندہ ہون بندہ اپنے سید کے دروازہ سے کسی دم بھی نہین ہٹتا اور نہ اوسکے صدقہ سے اپنے اوپر کبھی تا زندگی مستغنی ہوتا ہے سفیان بن عیینہ کہتے تھے لا یمنع احدکم من الدعاء ما یعلم من نفسہ من فعل القبیح فان اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین وارحم الراحمین +

استعمال سبحہ

دیگر ایک منت اللہ کی مجھ پہ یہ ہے کہ مین کسی مسلمان کے ساتھ خدیعت وغدر نہین کرتا ہون بعض علما کا تجربہ ہے کہ اثر اسکا سات پشت تک رہتا ہے اور سہ قہ وخیانت بھی نہین کرتا ہون اور حرام صرف کے کھانیسے بچتا ہون اور ایک امیر کے سامنے دوسرے امیر کی بُرائی ذکر نہین کرتا اگر کرتا ہون تو ذکر خیر اوسکا کرتا ہون اور اپنے اصحاب کو طاقت سے زیادہ تکلیف اعمال کی نہین دیتا علی خواص فرماتے تھے بنی آدم اخلاق مین چار طرح پر ہین ایک وہ ہین جنکی عقل شہوت وہوی پر غالب ہے یہ لوگ ملتحق ہین ساتھ عالم ملائکہ کے جیسے انبیا واولیا وصالحین وقلیل ماھم دوسرے وہ جنپر شہوت غالب ہے لذت نے اونکو اپنا اسیر کرلیا ہے لذات وشہوات مباحہ مین رات دن غرقاب رہتے ہین جیسے مطاعم وملابس ومناکح کما اشار الیہ قولہ تعالیٰ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ الآیہ یہ لوگ عالم بہائم سے ہین اگرچہ حلال کماکر مباح مین خرچ کرین اسلئے کہ یہ تنعم واکل مثل اکل بہائم کے کرتے ہین انکو ہمنے ملحق بہائم اسلئے کیا ہے کہ جسطرح بہائم پر کچھہ تکلیف نہین ہے اسی طرح کچھہ حرج شریعت مین متعاطی وستمتع پر ان مباحات کی بوجہ شرعی نہین ہے تیسرے وہ جنپر اخلاق شیاطین کے غالب ہین جیسے کبر وفحش وغل وحقد وحسد ومکر وغش وخداع وغیرہا یہ عالم شیاطین سے ہین چوتھے وہ جنمین افراط شہوت واتباع ہوی واخلاق مذمومہ مجتمع ہین ومعذلک مال غیر حلال کماکر غیر حلال مین خرچ کرتے ہین ایسا شخص صورت مین آدمی سیرت مین شیطان شہوت مین بہیمہ ہوتا ہے یہ قسم ارذال اقسام ہے ونعوذ باللہ من عمی البصیرۃ وظلام السریرۃ واتخاذ الھوی الھاصر دون اللہ پہ ہر قسم کے لئے ان اقسام مین سے ادویہ وعلل متناسبہ ہین جنکو سلوک کرانیوالے جانتے ہین کہتے تھے بنی آدم مین عقول ملائکہ واخلاق شیاطین وبہائم جمع ہوئے ہین جسپر شہوت لطن وفرج غالب ہے وہ منجملہ بہائم کے ہے اگر خلق چارطرح پر ہے ملائکہ آدمیین شیاطین بہائم ملائکہ عقول بلاشہوت وہوی ہین بہائم شہوات بلاعقول ہین شیاطین عقول وشہوات ہین اسیطرح بنی آدم لیکن شیاطین مین شہوات عقول پر غالب ہین اونکی عمر نہین اخلاق مذمومہ مین منقطع ہوتی ہے بنی آدم مین جسکی شہوت عقل پر غالب آتی ہے وہ شیاطین مین ملحق ہوتا ہے اور جسکی عقل شہوات پر غالب ہوتی ہے وہ ملائکہ مین ملتحق ہوجاتا ہے غزالی نے احیا مین لکھا ہے کہ توزیع عباد دار آخرت مین چار طبقات پر ہوگی ایک فائزین دوسرے ناجین تیسرے معذبین چوتھے ہالکین صلحا جنکی عقل شہوات پر غالب ہے اہل فوز ہین اطفال ومجانین اہل نجات ہین جنکی سیئات زیادہ حسنات کم ہین وہ معذبین ہین جو کفار ہین وہ ہالکین ہین اللھم احفظنا وارحمنا +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھ پہ یہ ہے کہ مین مجالست اقلا پر صبر کرتا ہون اور اونسے یہ بات مخفی رکھتا ہون کہ وہ یہ جانین کہ وہ مجھ پہ بھاری ہین اور جب وہ میرے پاس سے اوٹھہ جاتے ہین تو مین اونکی غیبت نہین کرتا بلکہ اونکی بعض محاسن کا ذکر کرتا ہون شیخ الاسلام یحییٰ انصاری جسکو اپنے پاس بھاری جانتے لاٹھی لیکر مارتے اور کہتے ضیعت علینا الزمان فیھا لا یعنینا شیخ افضل الدین جب کسی ثقیل کو دیکھتے کہ اونکے پاس آنا چاہتا ہے تو

اوٹھکر چلدیتے اوسکی آنکھوں سے چھپ جاتے اسیطرح شیخ امین الدین جب کسی ثقیل کو جماعت عمری مین آتے دیکھتے اوٹھکر اپنے گھر مین چلے جاتے اور کہتے انہ یحصل لی بمجالسته تالم فی باطنی لا اطیقه انتہی سیوطی نے ایک تالیف مین اخبار و آثار اسقدر جمع کئے ہین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو ثقیل پاتے کہتے اللہم اغفر لنا ولہ و اجرنا منہ طبیب شامی نے کہا ہے ہمنے اپنی کتابون مین پایا ہے ان مجالسة الثقیل محو الروح سفیان ثوری نے کہا ہے مجلس مین اگر دس النفس ہوتے ہین اور اونمین ایک ثقیل ہوتا ہے تو وہ سب پر راجح ہوجاتا ہے اور مجمیر وہ سب بیمار ہوجاتے ہین اعمش نابینا ہوگئے تھے کسیسے پوچھا کہ اللہ نے اسکے عوض تمکو کیا دیا کہا یہ دیا کہ مین اب کسی ثقیل کو نہین دیکھتا ابن ابی عتیق جب کسی ثقیل کو دیکھتے اپنی آنکھین بند کرلیتے کہ اوسکو نہ دیکھین ابن عبد ربہ نے عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت فاذا اطعمتم فانتشروا حق مین ثقلاء کے نازل ہوئی ہے جالینوس نے کہا ہے مرد ثقیل بار ثقیل سے بھی زیادہ ثقیل ہوتا ہے اسلئے کہ ثقل الانسان ثقیل کا دل پر ہوتا ہے اور ثقل بار کا دل اور بدن دونون پر ہوتا ہے حماد بن سلمہ جب کسی ثقیل کو دیکھتے کہتے ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون اصمعی کے پاس ایک آدمی بیٹھا اور دیر تک جما رہا اوسنے کہا العلی قد اضجرتکم کہا نعم ثم نعم اوسنے کہا قد ثقلتکم کہا ثقل فوق الثقل کہا مین جاتا ہون کہا العجل ثم العجل یا حبلا من جبل و جبل فوق جبل ابن الانباری نے ایک ثقیل کو دیکھکر کہا اگر آدم علیہ السلام غیب دان ہوتے تو کبھی اپنا نطفہ حوا مین نہ رکھتے بلکہ اونکو طلاق بائن دیدیتے بسبب اس شخص کے لیکن اونکو معلوم نہ تھا کہ یہ شخص اونسے پیدا ہوگا شاید اسیکی ثقل کی وجہ سے اونکو ہبوط ہوا غرضکہ علماء کا کلام حق مین ثقلاء کے بہت ہے وما ذکرت لک الا لتعرف ان من تحمل مجالسة الثقلاء واخفی عنہم ادراکہ ثقلہم فہو من اوسع الناس خلقا فتنبہ لذلک ترشد لفظ ثقیل دونون کو شامل ہے ایک وہ جو سخت فربہ اندام ہو دوسرے وہ جو مجلس مین جم جائے دیر تک نشست کرے واللہ تعالی اعلم ✦

باب ۱۴ فی جملة اخری من الاخلاق

ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ مین جس اونٹ یا گدھے وغیرہ ہمپر سوار ہوتا ہون اوسپر بہت شفقت کرتا ہون اور ہاتھ مین کوڑا نہین لیتا کہ شائد غلبۂ صدت نفس مین اوسکو چابک مار بیٹھون اور نہ اوسکو گالی دیتا ہون اور نہ اوسپر بد دعا کرتا ہون اگرچہ وہ مجکو زمین پر گرادے اور ٹھوکر کھائے علما بحدیث ان اللہ کتب الاحسان علی کل شئ شیخ الاسلام زکریا نے کہا ہے اسمین شک نہین کہ طاقت سے زیادہ دابہ پر لادنا اور سفر مین فوق طاقت چلانا اور مارنا حرام ہے اسی سے سب براغیث بھی ملحق ہے کہ اوس سے بھی نہی آئی ہے شیخ افضل الدین طریق مکہ مین جس جمل پر سوار ہوتے کبھی اوسکا منہ اور کبھی اوسکا پاؤن چومتے اور کہتے جزاک اللہ عنی خیرا فاصدک بالقوة والکثر

علیك العلف وخفف علیك الحساب یوم القیامة اور راہ مین اوسکی پشت پر سے اکثر اوتر پڑتے ہ

دیگر ایک سنت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین ہمیشہ باوضو رہتا ہون کوئی شئے بے طہارت کے نہین کرتا اور اگر کوئی کام بے وضو کرتا ہون تو استغفار پڑہتا ہون اور سوء ادب سے توبہ کرتا ہون غرض وضو سے تعظیم امر الٰہی ہے جیسے قرارت قرآن یا سماع حدیث وعلم یا قرارت ورود وخول مسجد وذکر خدا وسعی ووقوف عرفہ وزیارت قبر مطہر منور بلکہ بعض نے واسطے زیارت جمیع قبور کے طہارت کو مستحب کہا ہے ہ

دیگر ایک نعمت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مینے نور ایمان وسر ایقان سے یہ شہود کیا ہے کہ ہمارے نبی محمد صلعم افضل خلق اللہ بین علی الاطلاق کوئی شخص اہل سموات واہل ارض سے کسی مقام مین مقامات ترقی سے مساوی اونکے نہین ہے اس دعوی کی دلیل مین وہی شخص توقف کرتا ہے جسکی بصیرت نابینا اور ابصارت مثل خفاش کے ہے کیونکہ نور آپکی شریعت کا روشن تر نور آفتاب ہے وقت نیمروز کے ہے سنہ ۹۶۰ مین ایک شخص نے طلب علم سے انکار آپکے فضل کا اور رسل پر کیا تہا اور سنہ ۹۴۱ مین ایک شخص نے ابراہیم علیہ السلام کو آپ پر فاضل بتایا تہا علماء مصر نے انتصار کیا اور دونون شخصون پر تالیف مستقلہ سے رد کیا وقد قال صلعم لا تجتمع امتی علی ضلالة وللہ الحمد ہ

دیگر ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ وضو ونیت وقرارت وغیرہ مین مجکو وسوسہ نہین ہوتا ہے حالانکہ مین اتنا تورع کرتا ہون کہ اوس حد تک موسوسین نہین پہنچتے ہین یہ نعمت اللہ کی مجھپر بہت بڑی ہے اسلئے کہ غالب مردم مین وسوسہ عام ہوگیا ہے یہانتک کہ بعض لوگون نے وضو کرنا ونماز پڑہنا چہوڑ دیا اور کہا لا یعجبنی وضوء اصلی یہ ولا قراءة اقرؤها شعرانی رح نے اس جگہ بیان احوال موسوسین مین بسط مناسب کیا ہے حاجت ذکر کی ہمجگہ نہین ہے یہ وسوسہ طرفے خناس وسواس کے ہوتا ہے تاکہ آدمی عبادات فرض ونفل سے باز رہکر گمراہ ہوجائے ہ

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین جب کسی شخص کو عصیان رب عزوجل کرتے دیکہتا ہون تو اوسکو حقیر نہین سمجہتا مگر یہ کہ اللہ مجکو اوسکے سوء خاتمہ پر مطلع فرمائے جیسا وہ سبوث ہوگا بہتک مجکو اسپر اطلاع نہین ہوتی سبب مین اوسکا احتقار نہین کرتا اور نہ یہ معتقد اصرار کا ہوتا ہون بلکہ یہ کہتا ہون کہ شاید اوسنے سرا توبہ کرلی ہو اور شاید معصیت اوسکو مضرت نکرے اسلئے کہ اللہ کو اوسکی عاقبت امر مین اعتناء ہے شیخ ابن عربی نے کہا ہے ایاکم ومعاداة اهل لا اله الا الله فان لهم من الله الولاية العاصمة وهم اولياء الله وان جاؤا بالقراب من الارض خطايا لا يشركون بالله شيئا فان الله يلقاهم بمثلها مغفرة ومن ثلبت ولا يته حرمت محاربته انتهى على خوص نے کہا ہے لا تعاد وا احدا بالامكان وانكروا على فعله لا عينه بخلاف من اطلعكم الله على سوء عاقبته فاكرهوا عينه قال وليس ذلك الا المشرك فتبرء منه كما فعل خليل الله ابراهيم الخليل عليه السلام فى حق ابيه انتهى فاعلم ذلك ترشد ہ

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ اگر کوئی مست مسجد مین آجاتا ہے تو مین اوسکو نہ گالی دیتا ہون نہ مارتا ہون بلکہ سعی اوسکی اخراج مین برفق و رحمت کرتا ہون اس ڈر سے کہ کہین مسجد مین قے یا حدث نکر دے مسیح علیہ السلام فرماتے تھے تم کسی کو عار گناہ کا نہ دو کیونکہ لوگ دو طرح پر ہین ایک مبتلی دوسرے معافی سو اہل بلا پر رحم کرو اور عافیت پر اللہ کا شکر بجالاؤ انتہے شیخ عبد القادر جیلی رح نے ایک شخص کو اوائل سکر مین متمائل دیکھا اوسکی طرف نگاہ کی اوسنے کہا ای عبد القادر اللہ قادر علی ان ینقل الیک ما بی شیخ نے سرنگون ہوکر اللہ کا شکر اپنی عافیت پر کیا اس سے معلوم ہوا کہ مست کو بعد صحو کے سکر سے پاس حاکم کے پکڑکر نلیجائے احتمال ہے کہ اوسنے توبہ کرلی ہو جسطرح کہ جستجو عصاۃ کی اونکے گھرون مین جھانک کر کرنا بچا ہے ع محتسب را درون خانہ چہ کار ۔ بعض طرق حدیث نہ ال مین آیا ہے کہ اوسنے ایک مرد کو پاس اپنی بی بی کے دیکھکر حضرت سے شکایت کی فرمایا ھلا سترتہ بثوبک ایک شخص نے ابن عمر سے کہا میرے ہمسایہ اپنے گھر و نمین شراب پیتے ہین مین اونکی نصیحت سے عاجز آیا وہ کسی طرح توبہ نہین کرتے مین جیرا سی لاکر اونکو پکڑوا دونگا کہا لا تفعل وعظہم علی نصحک لھم انتہے فاعلم ذلک وارحم الخلق فان من لا یرحم لا یرحم واللہ یتولی ھدانا وھو یتولی الصالحین ۔

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ اگر پاس علماء کے استعفہ و وظائف دنیا کثرت سے ہوتے ہین تو مین اونکو کچھ بہت نہین سمجھتا اسلئے کہ یہ اشیا تابع ناموس علم ہین امام شاطبی کہتے تھے لابد للعالم من مال وجاہ حتی لا یذل لاحد من الخلق ولا یحتاج الیہ انتہے امام شافعی جب عراق مین گئے محمد بن حسن سے ملاقات ہوئی اونہون نے ایک خچر مخلی بزین و اسطے سواری کے بھیجا جب یہ اونکے گھر پر پہنچے ابواب عراقیہ و دہالیز منقوش بزر و سیم پائی محمد بن حسن نے کہا لا یرغث مالا یثمر فما ھو الا من حقیقۃ حلال ومکسب واخرج زکوۃ مالی کل سنۃ وما املک ان اللہ یطالبنی بفرض فیہ ونعم المال للرجل سیرہ الصدیق ویکمد بہ العدو پھر ایکہزار دینار کا خلعت دیا جب خصت ہوئے تو تین ہزار درہم دئے اور کہا کہ تم چاہو تو نصف مال میرا بانٹ لو امام صاحب نے انکار کیا امام مالک پر اللہ نے اسقدر دنیا کی وسعت کی تھی کہ تین سو جاریہ نزدیک اونکے تھین سالتمام مین ایک رات نوبت اونکی آتی شافعی کہتے ہین جب مین مدینہ کو گیا بعد نماز عصر کی ہمراہ امام مالک کے مسجد مین پہنچا دیکھا تو ایک کرسی لوہے کی وہان پر تھی جسپر قبا طی کا گدیلہ تھا اور اوسپر حریر سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا اور گرد کرسی کے چار سو یا زیادہ دفتر تھے اتنے مین امام مالک باب النبی صلعم سے آئے مسجد مین خوشبو اونکے عطر کی پھیل گئی چار شخص دامن اونکا اوٹھائے ہوئے تھے جب قریب کرسی کے آئے سارے حاضرین اوٹھ کھڑے ہوئے وہ کرسی پر بیٹھے اور علم مین کلام کرتے رہے جب کرسی سے اوترے سینے اوٹھ کر اونکو سلام کیا مجکو اپنے صدر سے لگالیا اور میرا ہاتھ پکڑکر اپنے گھر لائے سینے اونکا گھر بنا دال کے سوا پایا جسکو سینے قبل رحلت عراق کے دیکھا تھا مین رونے لگا

مجھسے کہا تم کیون روتے ہو شاید تمنے یہ گمان کیا ہے کہ ہمنے آخرت کو دنیا کے ہاتھہ فروخت کر ڈالا طب نفسا وقرعینا هذه هدایا خراسان وهدایا مصر تجیئنی من اقصی البلاد اور حضرت صلعم یہ ہدیہ لیتے اور قبضہ پہر دیتے میرے لئے تین سو خلعت خراسان سے اور تین سو خلعت قباطی مصر سے آئے ہین اور آتے ہی غلام میرے پاس ہین وهی کلها هدیة منی الیك اور میرے ان صناديق مین پانچہزار دینار ہین جنکی مین ہر سال زکوۃ نکالتا ہون تم نصف دینار میری طرف سے ہدیہ مین لیجاؤ یہ سنکے کہا تم اور ہین دونون مورد ش ہین مین کچھہ لیتے نہین آیا ہون امام نے تبسم فرمایا اور کہا ابیت الا العلم جب مین مکہ کو آنے لگا ہمراہ میرے پیادہ پا برہنہ پا نکلے مینے عرض کیا آپ سوار ہولین فرمایا استحیی من رسول الله صلعم ان اطأ مکانا قد صر بحافر ابتی شافعی کہتے ہین مین نہایت خوش ہوا اور مینے جان لیا کہ وہ بدستور اپنے ورع پر ہین اونکا تقوی کم نہین ہوا اور کثرت مال واسطے علماء کے جمال ہے کچھہ اونکو مضر نہین ہوتی ہے انشاء الله تعالی پہر اونہون نے مجکو بہت سا مال دیا مینے مکہ پہنچکر وہ سارا مال اپنے بنی عم پر تقسیم کر دیا مان کے کہنے سے تاکہ مین اوپر افتخار نکرون مالک کو جب یہ خبر پہنچی اس بات کو مجھسے بہت پسند کیا اور مجکو کہلا بہیجا کہ مین اتنا ہی مال ہر سال تمکو بہیجدیا کرونگا چنانچہ وہ ہر سال اتنا مال مجکو بہیجتے تہے کہ مجکو گیارہ سال تک کفایت کرتا جب امام مر گئے مجہپر تنگ ہو گیا مین مصر مین آیا الله نے ابن عبد الحکم کو مجھسے عوض اونکے دیا وہ مصر مین سارا خرچ بہیجا اور ثمانی سے انتہی شعرانی کہتے ہین تو سمجھہ لے کہ ناموس علما بغیر اتساع دنیا کے مثل ملوک کے تمام نہین ہوتا جسطرح بادشاہ اپنی لشکر پر صرف کرتا ہے اسی طرح عالم اپنے طلبۂ علم پر خرچ کرتا ہے اور جسطرح لشکر حافظ دین اسلام کا عدۂ وظایف سے ہوتا ہے اسی طرح طلبۂ علم حافظ عدد باطن سے ہوتے ہین اور کمال دین حاصل نہین ہوتا مگر ملوک و علما سے اسیطرح امام اشہب صاحب مالک بڑے وسیع الدنیا تہے عیشت اونکی مثل عیشت ملوک کے تہی اور امام لیث رضی الله عنه کی جاگیر مین بلاد جیزۂ مصر تہے خراج اونکا ہر سال ایک لاکھہ دینار آتا تہا سعد الکبہی اوپر زکوۃ واجب نہین ہوئی امام فخر الدین رازی کے پاس ایک ہزار مملوک تہے سوا جواری وخدم وحشم کے سو جب کوئی عالم توسع دنیا و ملابس ومراکب دنیا مین مثل امام مالک وغیرہ علما رسابقین کے ہو تو اوسپر اعتراض کرنا جہل ہے کیونکہ اولیاء و علما و اقدام رسل پر ہوتے ہین کوئی رسول و ولی و عالم مالدار نہا اور کوئی بے مال جیسے سلیمان و عیسی علیہما السلام و سید عبد القادر جیلانی و شیخ حدین و ابراہیم بن ادہم و شیخ احمد زاہد فکلواحد منهم قائم بمرتبة هو کامل فیها لا یطرء سعة الدنیا علیه ولا ضیقها ؎

چو فقر اندلباس شاہی آمد		بتدبیر عبید الله آمد	

سید محمد بکری و سید محمد علی خیول مسومہ پر سوار ہوتے ثیاب نفیسہ پہنتے دنیا پاس انکے بغیر سوال کے آتی تہی اونہون نے کبہی طلب دنیا مین کوئی ذلت اختیار نہین کی ولله الحمد ؎

میری جاگیر کا خراج بھی اس تاریخ میں قریب سوا لاکھ روپیہ سال کے ہے اور معاش اولاد کی ۳۲ ہزار سال ایک بزرگ کہتے تھے اللھم انی من عبادك الذین لا یصلحھم الا الغنا اور حدیث میں آیا ہے اللھم انی اسالك العفاف والغنی اور حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا تھا لا غنی بی عن برکتك یہ بحث کہ غنا افضل ہے یا فقر اور غنی شاکر افضل ہے یا فقیر صابر کتاب اداۃ المسکرین میں تفصیل لکھی گئی ہے فراجعہ ترہ العجب +

دیگر ایک انعام الٰہی مجھ پر یہ ہے کہ میں محاسن علما و صالحین و سائر مسلمین کو دیکھتا ہوں اور اونکی رؤیت ظاہر اعمال پر اعتماد کرتا ہوں تعرض حکم کا اونکے باطن پر نہیں کرتا مگر ساتھ خیر کے اسلئے کہ اللہ نے حکم کو مکلف بحکم علی البواطن نہیں کیا ہے یہ بات تو خاص ساتھ علیم بذات الصدور کے ہے نفتشوا انفوسکم تجدوھا لا تقدرون علی العمل بکل ما قرأت فکما تعذروا انفوسکم فاعذروا غیرکم وبالجملۃ فما من احد من الامۃ یعمل عملا من الاعمال الا واللہ تعالی علیہ فیہ الحجۃ مرجیث تقصیرہ فیہ حتی الصوم والحج والجھاد والامر بالمعروف والنھی عن المنکر والمجاورۃ بمکۃ والمدینۃ والزھد وسائر مقامات الطریق کما ھو مبسوط فی ربع المھلکات من کتاب الاحیاء فراجعہ واللہ یتولی ھداك +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھ پر یہ ہے کہ جن اعمال پر اللہ نے زیادت عمر یا رزق یا موت علی الایمان کو معلق کیا ہے میں ادبا مع اللہ تعالی اون اعمال کو بجالاتا ہوں عمل کرنا اونپر ترک نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا ہوں کہ اگر اللہ کے علم میں زیادت عمر یا رزق یا موت علی الایمان کی سابق ہو چکی ہے تو لامحالہ واقع ہوگی جسطرح کہ بہت سے مدعی طریق بلا شیخ یہ بات کہدیتے ہیں کہ یہ غایت درجہ کا جہل ہے اللہ نے ترتیب اسباب کی مسببات پر کی ہے اور ساری خلق پر رزق اسباب لازم کیا ہے کسی کو نہیں پہنچتا کہ وہ اون اسباب سے خارج ہو بلکہ بندہ کا ادب یہ ہے کہ ہمراہ امر سید کے دوران کرے اگر سید کہے کہ میں تجھکو نہ بخشونگا مگر جبکہ تو کذا و کذا کریگا تو بندہ کو نچاہئے کہ وہ یوں کہے کہ تو مجھ بے اون کلمات کے کہے بخشدے وقس علیہ ابو ادریس خولانی خضر علیہ السلام سے اور خضر آنحضرت صلعم سے راوی ہیں کہ جو شخص نماز صبح پڑھکر آیۃ الکرسی و آمن الرسول تا آخر سورہ اور شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو تا بغیر حساب پڑھے گا تو اللہ اوسکو ایمان پر مارلیگا اور صاحب بستان العارفین نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت سے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو بندہ پر ایمان کو محفوظ رکھے فرمایا من احب ان اللہ یحفظ علیہ الایمان حتی یلقاہ یوم القیامۃ فلیصل کل لیلۃ بعد سنۃ المغرب رکعتین یقرء فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وسورۃ الاخلاص ست مرات وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس مرۃ ویسلم منھما فان اللہ تعالی یحفظ علیہ الایمان حتی یوافی بہ یوم القیامۃ زاد فی روایۃ اخری انہ یقرء انا انزلناہ فی لیلۃ القدر مرۃ قبل قراءۃ قل ھو اللہ احد فاذا سلم سبح اللہ خمس عشرۃ مرۃ

حفظ الایمان

شعرانی فرماتے ہین نعلیك یا اخی بالمواظبة علی ذلك واسئالة ولا تغفل من خیر تجنی ثمرة ذلك سرورا یوم القیامة والحمد لله رب العلمین +

دیگر ایک نعمت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین اکرام لوگون کا موافق اونکی منازل کے ساتھہ ذل نفس کے کرتا ہون کیونکہ متکبرین سب سے کم درجہ مین ہونگے اس خلق کی رعایت کمتر لوگ کرتے ہین غالب لوگ تعظیم مطابق ثیاب وضخامت کی کرتے ہین سفیان ثوری ایکبار واسطے ایک شخص کے کھڑے ہوگئے یہ اوسکو پہچانتے تھے اونکے پاس ایک اور شخص تھا وہ بھی کھڑا ہوگیا تقلیدا للسفیان انھون نے کہا تو کیون واسطے اس شخص کے کھڑا ہوا کیا تو اسکے حال کو پہچانتا ہے کہا نہین مین تبعا کھڑا ہوگیا ہون فرمایا لا تفعل مثل ذلك بعد الیوم انتھی ابن عربی کہتے ہین تعرف مراتب الناس عند الله بطریقین احدھما الکشف والثانیة بکثرة طاعاته وما عدا ھذین الطریقین فھو ھزو ولعب انتھی یاقوت عرشی نے کہا ہے ینبغی للفقیر ان یعظم الناس بحسب دینھم فی الباطن لا بحسب دنیاھم شیخ ابوالعباس مرسی واسطے عاصین کے بہ نسبت بعض مطیعین کے اکثر کھڑے ہوجاتے پوچھا تو کہا کہ مطیع سے عز نفس وکبر نمایان ہوتا ہے اور عاصی سے ذل نفس واحتقار اسلیے ہر کسی کے ساتھہ مطابق اوسکے باطن کے معاملہ کیا جاتا ہے فاعلم ذلك ترشد +

دیگر ایک سنت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین تعظیم فقیر خامل الذکر مستقیم الحال کی بہ نسبت فقیر مشہور بالکرامات کے زیادہ کرتا ہون اسلیے کہ دنیا دار نتایج نہین ہے یہ تو دار تکلیف ہے ہر شخص اوسمین مشغول بنفسہ ہوتا ہے اسلیے کہ مطالب باوار تکلیفات کتاب وسنت ہے وہ کب طرف وقوع کرامات کے اپنے ہاتھہ پر التفات کرتا ہے یا طرف رجوع مردم کے ملتفت ہوتا ہے بلکہ وہ تو مواطن مدح سے بھاگتا ہے جس وطن مین اوسکی تعریف کرتے ہین وہانسے حرکت کرجاتا ہے اور جہان اوسکی ذم کیجاتی ہے وہان مقیم رہتا ہے نسئال الله العافیة +

دیگر ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین اپنے نفس کا شہود بمنجملہ عصاة کے علی الدوام کیا کرتا ہون کیونکہ یہ احوال دو حال سے خالی نہین ہے یا مین معصیت مین ہون تو یہ امر ظاہر ہے یا مین طاعت مین ہون تو عصیان میرا اوسمین یہی میری تقصیر ہے کہ مینے بذل نفس ریاضت مین نکیا یہانتک کہ خشوع وحضور مجھسے ترک ہوگیا شیخ افضل الدین کہتے تھے والله ما اخرجت نفسی عن الفاسقین فی ساعة من لیل او نھار یعنے کہا کیونکر فرمایا فسق لغت مین بمعنی خروج ہے سو جو شخص سنت محمدیہ سے ایک بالشت بہر کسی ماکل وملبس وکلام ونوم ومعاملہ حق ومعاملہ خلق مین خارج ہوتا ہے اوسپر نام فسق کا لگتا ہے اور سالم اس سے عزیز ترکیبت امر سے ہے یتحدث به ولایری +

دیگر ایک انعام خدا کا مجھپر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مجکو طریق صوفیہ سے نفی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فلان شخص اہل طریق

سے نہیں سنے اور نہ سنے کچھ بھی ذوق اس راہ کا نہیں پایا ہے تو میں متکدر نہیں ہوتا ہوں اسلئے کہ مجھے معلوم ہے کہ میں اس حال سے جس پر اسلاف صالح تھے جیسے زہد و خوف و ورع دور ہوں ہاں اگر فرضاً میں نے اس بات کا دعوی کیا ہوتا تو اسنے میرے افعال و اقوال کو مکذب میرا پایا اسلئے یہ ایسا کہتا ہے حسن بصری و ابراہیم نخعی وغیرہما کو جب کوئی کہتا ما تقول فی کذا یا فقیہ تو وہ کہتے واللہ ان زماننا صار مثلی ینادی فیہ بالفقیہ لزمان سوء انتھی کسینے جنید رح سے ایک مسئلہ تصوف کا پوچھا تو کہا ھذا علم طوی بساطہ من منذ ثلاثین سنۃ والناس یتکلمون فی حواشیہ انتھی علی خواص نے کہا ہے دیکھا تو کبھی مطالعہ کتب قوم اور معرفت مصطلح کا اونکے الفاظ میں سر کے یہ اعتقاد نہ کرنا کہ تو صوفی ہو گیا ہے تصوف تو تخلق ہوتا ہے ساتھ اونکے اخلاق کے اور معرفت ہے اون کے استنباط طرق کی واسطے سارے آداب و اخلاق کے جنکے ساتھ وہ متحلی ہیں کتاب و سنت سے بعض لوگ رسالۂ قشیری و احیاء العلوم کا درس علم تصوف میں دیتے ہیں اگر کوئی اونسے کہے کہ تم شرح کتاب ابی شجاع فقہ میں مثلاً لکھو تو وہ ہرگز اوسکو حل نہیں کر سکتے فکیف یدعی طریق الولایۃ ھذا غلط ظاھر انتھی ✦

باب ۱۵ فی خمسۃ اخری من الاخلاق

ایک انعام الٰہی مجھپر یہ ہے کہ میرے طعام میں لذت ہوتی ہے حالانکہ اوسمیں نہ گوشت ہوتا ہے نہ گھی جسطرح کہ اکابر اولیاء کے طعام میں لذت ہوا کرتی تھی مثل طعام امام لیث و امام شافعی وغیرہما کے دوسرے یہ کہ میرے زاویہ میں رات دن قرأت قرآن و حدیث اور ذکر اللہ کا علی الاتصال رہا کرتا ہے اور رزق زاویہ کا بڑھ جایا کرتا ہے تیسرے یہ کہ میری چاروں بی بیاں نہایت صالح ہیں زینب و حلیمہ و فاطمہ و ام حسن اور اگر صلاح زوجہ کی سنت نہ ہوتی تو اللہ زکریا علیہ السلام پر یہ سنت نہ کتاب و اصلحنا لہ زوجہ منجملہ اس اصلاح کے یہ ہے کہ وہ ایک دم بلا غسل جنابت کے نہیں بیٹھتیں اور بجز عذر حیض یا نفاس یا نسیان کے نماز دیر کر کے نہیں پڑھتی ہیں حتی کہ سفر حجاز میں بھی آتی جاتی اور نہ قیام میں تک کرتی ہیں اور نہ کسی عرس و جمعیت میں شدت حیا کی وجہ سے جاتی ہیں چوتھے یہ کہ جو فقراء از نزدیک میرے مشتغل بعلم و قرآن و ادب و اوراد رہتے ہیں میں اونکی خدمت خود اپنی ذات سے کیا کرتا ہوں پانچویں یہ کہ جو فقراء صادقین طالبین آخرت میرے پاس اقامت رکھتے ہیں مجکو اونسے محبت ہے چھٹے یہ کہ میں کسی مال وقف یا ہدیہ پر اعتماد نہیں کرتا نہ کسی مخلوق پر سوا اللہ پاک کے ساتویں یہ کہ میں بطیب خاطر ہدایا امراء و ظلمہ کو واپس کر دیتا ہوں آٹھویں یہ کہ میرے اخوان فلوس لیکر کسی قبر پر یا لوگوں کے گھروں میں قرأت نہیں کرتے اور نہ میں طعام تعزیت کھاتا ہوں نویں یہ کہ میری مجالست اللہ و رسول کے لئے کثرت سے ہوتی ہے مجالس کرد و رود شریف میں ۹۱۸ سے ۹۲۰ تک ✦

باب ۱۶ فی جملۃ اخری من الاخلاق

ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ اگر کوئی حاکم مجھسے میرے گھر مین یا رزق یا ذاویہ مین کچھہ منازعت کرتا ہے تو مین بمجرد دعوے کے اوسکو دیدیتا ہون خواہ اوسکے مقابلہ مین کتنا ہون نہ کسی وکیل کو کھڑا کرون ھوانا باموراللہ نیا دوسرے مین اسم اعظم الٰہی جانتا ہون لکن ادبا مع اللہ اوسمین تصرف نہین کرتا تیسرے یہ کہ افاضت خیر ملابس مین کرتا ہون ایک خلق کثیر کو مینے لباس پہنایا جنکی گنتی سوا اللہ کے کوئی نہین جانتا چوتھے اللہ نے مجکو غالب اوقات مین صاحب الہام صحیح کیا ہے پانچوین مین بغیر علم کے آیات صفات مین خوض نہین کرتا چھٹے مین آپکو دعوی ارادت مین کاذب جانتا ہون پہ جای دعوی مشیخت کے ساتوین جو کوئی مجکو کچھہ نصیحت کرتا ہے مین آپکو اوسکی نصیحت سے مستغنی نہین جانتا آٹھوین مین کسیکو نصیحت نہین کرتا جب تک کہ مجکو یہ بات تحقق نہین ہوتی ہے کہ وہ اوسمین گرفتار ہے نوین مین کسی کی طرف نسبت نقصان کے بعد اوسکے توبہ کرلینے کی نہین کرتا دسوین یہ کہ جب کوئی مجکو نصیحت کرتا ہے تو مین اپنے نفس کو سچا جانتا ہون کہ مین اہل خیر سے ہون یا اہل شر سے گیارہوین مین اپنے اعمال مین شہود علل کا کرتا ہون بارہوین جتنے اخلاق اس کتاب مین مینے ذکر کیے ہین اللہ نے وہ سب مجھہ مین جمع کردیے ہین +

خاتمہ فی جملۃ صالحۃ من المحن والبلایا

ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین بعد ادمان کے تحمل بلایا واذی پر مبادرت کرتا ہون طرف شکر خدا کے جب کوئی انسان مجکو کچھہ ستاتا ہے وتحمل البلایا والمحن وعدم مقابلۃ الناس بالاذی من اعظم اخلاق الرجال علی حسب قولہ تعالی لابد لاھل اللہ تعالی من عدو یوذیھم فان صبروا کانت لھم الامامۃ ودلیلنا قولہ تعالی وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا فما بلغوا مقام الامامۃ الا بعد ما بالغتم فی الصبر وتحمل الاذی ایک جماعت صحابہ وتابعین وخلفاء راشدین ومن بعد ہم سے عصر تک کیا کیا قتل براہ ظلم وعدوان واقع ہوئے اذیت ابدان واعراض واموال کا تو کچھہ ذکر نہین ہے ہمکو اونکی اقتدا کرنا چاہئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسموم ہوئے عمر رضی اللہ عنہ کو ابولولو غلام مغیرہ نے کمر مین خنجر مار کر زخمی کیا مقتول ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ گھر مین بیٹھے مصحف پڑھ رہے تھے اونکا محاصرہ کرکے سنگسار کیا وہ جامۂ خون آلودہ مدنون کئے گئے علی ابن ابیطالب کو ابن ملجم نے تلوار مسموم سے پیشانی پر زخم دیا وہ اوسمین مقتول ہوئے پھر وہ بعد موت علی کے مارا گیا حسن بن علی کو اونکی زوجہ نے باغوا جماعت معاویہ زہر دیا اوس سے یہ وعدہ تمارہ معاویہ تجھسے نکاح کرلے مگر اونہون نے یہ نکاح نکیا حسین بن علی کو تیرون سے مارا سر تن سے جدا کیا اور لاش مبارک کو گھوڑون سے پامال

کرایا پھر بسبب اونکے قتل کے مدینہ مین غارتگری قتل ہوا یہانتک کہ دس ہزار نفس مقتول ہوئے ہزار عورتون کو بغیر
شوہر کے حمل رہگیا اور ہزار بکر کو خراب کر ڈالا عبداللہ بن زبیر مکہ مین مقتول ہوکر کئی ماہ تک سولی پر لٹکے رہے اونکے سر کو
پھرایا اور نصب منجنیق سے ایک جانب کعبہ کو ڈھا دیا امام زین العابدین مقتول ہوئے اونکا سر مصر مین لائے
اسیطرح زید بن حسینؑ مقتول و مصلوب ہوئے اسیطرح حسن و الدسیدہ نفیسہ اسیطرح امام جعفر صادقؑ اسی طرح محمد باقرؑ اسی طرح موسی کاظمؑ
اسی طرح حسن عسکریؑ اسیطرح ابراہیم بن زید جنکے ہمراہ امام مالک نے مقاتلہ کیا تہا مارے گئے ابراہیم کا سر مصر مین لاکر
دفن کیا اسی طرح محمد بن ابی بکر کو اہل مصر نے قتل کرکے تنور مین جلا دیا عمر بن عبدالعزیز مسموم مرے ہشام بن
عبدالملک کی قبر کھود کر اور لاش نکالکر سولی پر چڑہائی حالانکہ وہ صالح و دیندار پرہیزگار تہے ولید بن یزید بن عبدالملک
کا سر کاٹا مگر وہ فاسق تہا اوسنے قرآن پہاڑ ڈالا تہا اور اپنی کنیز سے نماز جماعت پڑہوائی تہی ہمنے اسکا ذکر اسلئے
کیا کہ وہ خلیفہ تہا معذا اپنے دین مین مبتلا ہوا و هو اشد من بلاء الابدان والاعراض مروان بن محمد بن مروان کو بعد خلیفہ
ہونیکے مار ڈالا یہ آخر خلفا بنی امیہ دمشق و عراق مین تہا ابومسلم خراسانی مقتول مارا گیا منصور خلیفہ نے اوسکو قتل کیا بانی بغداد
اور پدر جمیع خلفا عباسیہ یہی منصور تہا اسی طرح محمد امین بن ہارون رشید کو صبر قتل کیا یعنی ہوکا پیاسا رکہکر مارا اور
سر کاٹ لیا یہ ثالث خلفا بنی ہاشم تہا بعد علی بن حسینؑ کے متوکل بہی مقتول ہوئے حالانکہ مظہر سنت ممیت بدعت تہے
اونکے فرزند منتصر نے اونکو اپنے خلیفہ ہونیکے لئے قتل کرایا اسیطرح خلیفہ مستعین باللہ مارے گئے اونکا سر کاٹا گیا قتل سے
پہلے اونکو معزول کرکے شہر واسط مین قید کیا تہا قاتل اونکے معتز باللہ تہے قاتل جب اونکے سینہ پر گردن کاٹنے کو بیٹہا
تو اونہون نے کما اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله خلیفہ معتمد باللہ حمام مین مارے گئے آب گرم
مین اونکو غوطہ دیا وہ مرگئے غوطہ دینے سے پہلے اونکے سر و چہرہ کو دباہیں سے خوب کچلا تہا اور مدت تک دہوپ مین ڈہالا تہا
مہتدی کو بہی قتل کیا حالانکہ جسدن سے وہ خلیفہ ہوئے تہے کبہی اونہون نے دن کو افطار نکیا تہا اور وقت افطار
سرکہ و ساگ کہاتے اور ایک جبہ دعبا تہا جسکو پہنکر وقت شب زیر زمین سرداب مین جاکر عبادت کرتے سبب اونکے
قتل کا یہ تہا کہ اونہون نے اپنے خواشی کو نظام سے منع کیا تہا خواشی نے حیلہ نکالکر اونکو قتل کر ڈالا خلیفہ ابن المعتز
کو بہ جبس دراز کے گلا گونٹ کر مارا جو ذلت اونہون نے اوٹہائی وہ بیان مین نہین آسکتی ہے اونکو مقتدر باللہ نے قتل کیا
اسطرح کہ حسین بن منصور حلاج ۳۰۹ مین قتل کئے گئے تہے پہر مقتدر باللہ بہواطات وزیر قتل ہوئے اونکے سر پر ایک تلوار
ماری اونہون نے قاتل سے کہا دعنی اکلم الخلیفة اوسنے کہا انا اعلم ذلك پہر اونکو تلوار سے ذبح کر ڈالا اور سر اونکا
ایک نیزہ پر رکہکر پہرایا اور سارے کپڑے بدن کے اوتار لئے وہ برہنہ رہگئے یہانتک کہ اونکو گہاس سے چہپایا
انہین کے زمانہ مین عبدان ابوطاہر قرمطی ہجر سے مکہ مین آیا اور خون ریزی کی اور حجر اسود کو ہجر لیگیا اور خانہ کعبہ کو برہنہ کرگیا
اور دروازہ اوسکا اوکھاڑ ڈالا اور بعض مقتولین کو چاہ زمزم مین ڈالدیا پہر طرف بلاد ہجر کے چلا گیا وہ دن ترویہ کے یعنی

ہاشتہ دیجہ کو داخل کیا۔ ہوا تھا قریب تیس ہزار نفر کے قتل کئے اور اسی قدر نساء و اطفال کو قید کر لیا پھر خلیفہ قاہر باللہ قتل ہوئے اونکی آنکھونمین سلائی آگ کی پھیری مرتے دم تک اندہے رہے حالانکہ عز و مال بے نہایت رکھتے تھے اونکے گھرمین دس ہزار خادم خصی تھے اور ایک ہزار ابل و بقر کی اور پچاس ہزار بکری کی قربانی کرتے پھر متقی باللہ بن مقتدر کی آنکھونمین سلائی پھیری اور قید خانہ بغداد مین اونکو محبوس کیا وہین چوبیس برس کے بعد مرگئے اسکے وقت مین ملک روم نے ایک سندیل جو کنیسہ رہا مین تھی الشے اس وعدہ پر طلب کی تھی کہ ہم دس ہزار قیدی تمہارے رہا کر دینگے چنانچہ انہون نے وہ سندیل اُسکو بھیجدی اور اوسنے قیدی چھوڑ دئے کہتے ہین کہ اوس سندیل سے مسیح علیہ السلام نے اپنے روی مبارک کو مسح کیا تھا پھر خلیفہ مستکفی باللہ پر ہجوم کیا وہ تخت پر اپنے دار الخلافہ مین بیٹھے تھے اونکا پاؤن پکڑ کر زمین پر گھسیٹا پھر آنکھونمین سلائی پھیری وہ مرگئے یہ کام دیلم نے کیا ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ جب پادشاہ روم نے اونکو دھمکی جنگ کی دی تو اونھون نے واسطے قاصدین پادشاہ کے اپنا لشکر بھیجا کیا کہ اونکو دھمکائین چنانچہ ایک لاکھ ستر ہزار لشکر میدان مین صف کش ہوا اور غلامان کمر بند زرین لگا کر نکلے اسی طرح خدم و خصیان اور دربان کھڑے ہوئے یہ سب سات صد دربان تھے اور دار الخلافہ کو آراستہ کیا ستر و بسط سے ۳۸ ہزار پردہ دیباج مذہب کے لٹکائے اور ۲۲ ہزار فرش بچھائے منجملہ آرایش کے ایک درخت سونے چاندی کا بھی تھا جسکی اشارہ شاخین تھین اور پتی سونے چاندی کی تھی وہ شاخین حرکات موضوعہ کے ساتھ تمایل تھین اور اون اغصان پر طیور زر و سیم بیٹھے تھے اونمین ہوا جاتی ہر پرندہ اپنی اپنی زبان مین آواز کرتا فانظر یا اخی ما وقع له بعد هذه الواقعة وانما ذکرت لك ذلك اعلاماً لك بان شدة البلا لا یکون علی ملوك الدنیا کاکابرها لشدة نعمهم ورفاهیتهم خلیفہ طائع للہ کو معزول کر کے قید کیا یہانتک کہ وہ مرگئے اونکے ایام ولایت مین ۳۵۸ھ مین ایک طائر بحجر عمان سے بقدر جثہ فیل کے نکلا اور ایک ٹیلے پر جو اوسکا مقابل تھا بیٹھ کر آواز فصیح بولا قد قرب الامر تین دن تک یہی آواز کرکے دیا ہین اوتر کر غائب ہو گیا ۳۶۹ھ مین ابو تمیم عزیز بن باديس آیا مصر لے لیا نام طائع للہ کا خطبہ سے نکالا الا خلیفہ مستر شد باللہ پنجرہ آدمی باطنیہ کی چڑھ آئی اور سناکین سے اونکو جنمی کیا سابان چھپر پھاڑ الاناک وہان کاٹ ڈالے پھر لوگون نے اون باطنیہ کو پکڑ کر آگ مین جلا دیا خلیفہ راشد باللہ کو بعد عتاب کے حبس مین قتل کیا وہ مسدود الفم پیدا ہوئے تھے اونکے باپ علماء کو جمع کر کے فتح سفتوح کرائی یہ پہلی بلا اونکو پہنچی تھی خلیفہ مستعصم باللہ آخر خلفا بغداد مین مولست وزیر سے اونکو قتل کیا ایک چرخی مین سع اولاد بند کر کے پامال کر ڈالا اعیان بغداد اس سے پہلے کئی لاکھ آدمیون کو بغداد مین قتل کر چکے تھے یعنی ما یزید علی الفی الف وثلثمائة الف پھر شہر کو آگ لگا کر جلا دیا دنیا کا اتنا سال تک بے خلیفہ رہی یہانتک کہ ملک ظاہر بیبرس قائم ہوا اور اوسنے بعض بنی عباس کو لائق خلافت کے پایا خلیفہ متوکل علی اللہ کو قلعہ جبل مین قید کیا پھر اونکو ایام سلطان برقوق مین نکالدیا پھر دوبارہ

اونکو خلیفہ کیا یہانتک کہ وہ مرگئے اور خلیفہ مستعین باللہ کو طرف اسکندریہ کے نکالدیا تھا یہانتک کہ وہ مرگئے سلطان صلاح
شیر نے اونکو مصر سے خارج کیا تھا سلطان فرخ بن برقوق کو بعد تعذیب و تبریح کے قتل کرڈالا خلیفہ قائم بامر اللہ کو مصر سے
طرف اسکندریہ کے نکالدیا تھا وہ اوسی جگہ مرگئے یہ کام سلطان تمیق نے کیا تھا حاکم بامر اللہ کو اوسکی بہن سیدۃ الملک
نے مروا ڈالا مامون صاحب جامع اقمر ۵۱۹ھ مین قتل کرکے سولی پر چڑہایا اور خلیفہ آمر بامر احکام اللہ کو سکا کین سے
سر تہ وب کرکے مارا خلیفہ حافظ لدین اللہ کو مرض قولنج تھا اونکو کھانا کہانے یہانتک روکا کہ وہ مرگئے خلیفہ ظاہر بامر اللہ
کو قتل کرکے ایک چاہ مین ڈالدیا عباس نائب مصر کو طلائع بن زریک ملقب بملک صالح نے قتل کرو اکر سولی پر چڑہایا
خلیفہ عاضد باللہ کو گرفتار کرکے ذلیل و خوار کیا وہ نگین انگشتری کو نگل گئے نہایت نکال و وبال کے ساتھ مرے
سلطان ملک عادل بن ملک کامل کو بعد طول حبس و عقوبت کے بحکم ملک صالح جو اونکا بھائی تھا قتل کیا جب وہ مقتول
ہوئے اونکے کال مین مرض اکلہ پیدا ہوا یہانتک کہ وہ مرگئے اور بعد بھائی کے کچھ تمتع اپنی ذات سے نکیا ملک معظم
توران شاہ شجر الدر کے کہنے پر تیرہ برس سنہ ۶۴۸ھ مین مار ڈالا یہ شجر الدر کنیز ملک صالح نجم الدین بن ایوب تھے مصر مین تین
ماہ تک منبر پر خطبہ مین نام اوسکا پڑہا گیا وہ سیاست لوگونکی کرتے تھے پہ اوسکو ممالیک ملک معز نے قتل کیا اسلئے
کہ وہ معز کو قتل کرنا چاہتے تھے ملک مظفر کو جسنے تاتار سے شہر غزہ پر مقاتلہ کرکے تاتار کو مصر سے پھیر دیا تھا قتل کرڈالا
ایک امیر نے کچھ سفارش نزدیک اوسکے کی تھی جب اوسنے قبول کی تو امیر نے سر جھکا کر ہاتھ چومنا چاہا پس پشت سے
اتنی تلوارین ماریں کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملک اشرف بن ملک منصور قلاوون کو قتل کرڈالا یہ عالم شجاع عادل تھا
اونکی خازن نے پہلے اونکا ہاتھ کاٹا پھر دوش پر تلوار ماری پھر اسفل سے تلوار داخل کرکے حلق تک چیر ڈالا دو ٹکڑے
کرکے جنگل مین پھینکدیا اونکے بعد اونکے بھائی ملک ناصر بادشاہ ہوئے انہون نے سارے امرا کو جو قتل برادر
مین متفق تھے گرفتار کیا اور آنکھون مین سلائی پھیر کر بہت سختی سے قتل کیا ملک منصور لاجین شطرنج کھیل رہے
تھے غفلت مین اونپر داخل ہوکر تلوار ماری سر کو دوش سے جدا کردیا ۵

	یہ سر کہ بارگران ہے بدوش جان حسن		لگا کہا ہے کسی تیغ آزما کے لئے

پھر اونکے ہاتھ پاؤن کاٹے یہ واقعہ سنہ ۶۹۳ھ مین ہوا اگلا سلطان بیبرس صاحب خانقاہ کا سامنے ملک ناصر
کے ایسا گھونٹا کہ وہ سنہ ۷۰۹ھ مین مرگئے ملک منصور سیف الدین بن ملک ناصر کو پہلے طرف قوص کے نکالدیا پھر
قتل کرکے سر اونکا مخفی طور پر پاس قوصون کے بھیجا یہ سلطان ایک مرد کریم معظم تھا لکن ارادہ قتل قوصون
کا کرتا تھا خود ہی قتل ہوگیا جب ملک اشرف بن ملک ناصر والی ہوئے مدبر اونکا قوصون تھا اوسنے ظلم کرنا شروع
کیا لوگون کو قتل کرتا تھا آخر طرف اسکندریہ کے نکالدیا گیا پھر وہان اوسکو مار ڈالا ملک ناصر بن ناصر محمد بن قلاوون کو
کرک مین قتل کیا اور سر اونکا مصر مین بعد قتال شدید کے بھیجا ملک کامل بن ملک ناصر کو اوسکے بھائی حاجی کے

پھڑکانیسے قتل کرڈالا ایک طرپس پشت ایسا مارا کہ سر و پشت خون آلودہ ہوکر مرگیا پھر حاجی پادشاہ ہوا اوسکو بھی ۸۴۸ھ مین قتل کیا سلطان شیخون صاحب خانقاہ کو قریب رسیلہ کے قتل کیا یہ عالم صالح تہا غفلت مین ایک مملوک نے ایک طبر مارا جس سے پھٹ گیا پھر ہاتھہ کاٹے اوس مملوک کو پکڑ کر بڑی طرح سے قتل کیا یہ واقعہ ۹۵۸ھ مین ہوا شیخ حسن صاحب مدرسہ کو اول اسکندریہ مین حبس و عقوبت کی پھر زیر جامع طولون قتل کرڈالا سلطان حسن جسنے ایسا مدرسہ بنایا تہا جسکا نظیر اسلام مین نہ تہا اونکو امیر یلبغا نے بعد حبس شدید کے رسیلہ مین شربت قتل دیکر یا ملک اشرف شعبان کو قتل کرڈالا یعقوب پھر مصر مین ایک مدت تک زندیک زندان بیوہ کے مخفی رہے تہے اونکے ہمراہیون نے اونکو نکالا اور سر کاٹ لیا یہ پادشاہ عادل عالم محب علما و صالحین تہا ملک ظاہر برقوق صاحب مدرسہ کو پہلے نکال دیا وہ سالہا سال تک مخفی رہے پھر ظاہر ہوکر سلطان ہوگئے فکان امرہ عبرۃ لمن اعتبر ایک ناصر فرج بن سلطان برقوق پر غالب ہوکر اونکو قلعہ سے خارج کردیا وہ مختفی ہوگئے کسیسے نہ جانا کہ ہر گئے پھر بعد ایک سال کے ظاہر ہوکر قابو لے لیا اور اکثر امرا کو قتل کیا پھر خود اونکو قلعہ دمشق مین چہپان ہونگ کر ہاتھہ پر مشاعلیہ کے قتل کرکے ایک مزبلہ پر ڈالدیا وہ بالکل برہنہ بدن تہے لوگ مدت تک اوپر گزرتے تہے پھر دفن کردیا سلطان مؤید شیخ مدت تک اپنے زمانہ ولایت مین برص مفاصل مبتلا رہے لوگ اونکو اپنے دوش پر اوٹہا لیجاتے تہے اطبا، علاج سے عاجز آگئے یہانتک کہ مرگئے اونکے بیٹے سلطان احمد مظفر کو مطرنائب شام نے قتل کرڈالا اسی طرح نائب شام کو لاجین نے بعد حبس عقوبت کے قتل کیا اور یلبک عزیز کو پکڑ کر قید کرکے برج اسکندریہ مین مجید یا وہ اوسجا مرگئے اس سے پہلے اونکو قلعہ سے نکالدیا تہا وہ مدت تک روپوش رہے تہے پھر ملک منصور عثمان کو قلعہ سے نکالکر اور قید کرکے برج اسکندریہ مین بہیجا وہ اوس جگہہ مرگئے سلطان یلبائی کو پکڑ کر قید کیا اور اسکندریہ کی طرف نکال دیا وہ بعد موت سلطان خشقدم کے مرگئے ملک ظاہر کو قبض کرکے روانہ و مبیاط کیا وہ اوسی جگہہ مرے فہذہ جملۃ صالحۃ من ملوک الدنیا الذین ابتلوا واما الفقراء فسلام لہم بما صبروا فنعم عقبی الدار ولہم فی الآخرۃ احسن منزل والسلام علیہم الصلوٰۃ والسلام شیخ ابو الحسن شاذلی فرماتے تہے اللہ کی سنت یون ہی جاری ہے کہ اپنے انبیاء و اولیاء پر دون کے ابتدا مامور مین اذی کو مسلط فرماتا ہے اوطان سے خارج کئے جاتے ہین بہتان و زور و ایذا پاتے ہین پھر جب وہ صبر کرتے ہین تو انجام کو دولت اونہین کے لئے ہوتی ہے یہی فرماتے تہے لا یکمل عالم فی مقام العلم حتی یبتلی باربع شماتۃ الاعداء وملامۃ الاصدقاء وطعن الجہال وحسد العلماء فان صبر علی ذلک جعلہ اللہ تعالی اماما یقتدی شاذلی رح کا حال جب بلاد مغرب مین شائع ہوا اعداء و حسدہ نے ہر طرف سے گروہ بندی کرکے بڑی بڑی تہمتین لگائین اور ایذا دہی مین مبالغہ کیا لوگون کو اونکے پاس بیٹہنے سے منع کردیا کہ یہ شخص زندیق ہے اور جب اونہون نے ارادہ سفر کا کیا سلطان مصر کو لکہہ بہیجا انہ سیقدم علیک مغربی من الصفۃ کذا وکذا فاخرجہ من بلادک

حسین الف عقائد المسلمین فایاکم ان یخدعکم بحلاوۃ منطقہ فانہ من کبار الملحدین ومعہ استخدامات
من الجان شیخ نے اسکندریہ مین پہنچنے سے پہلے یہ خبر سنی کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اہل اسکندریہ نے اون کو
خوب ستایا اور سلطان مصر تک مرافعہ اونکے اوکا کیا اور ایسے مراسیم نکالے جنمین اونکے خون کو مباح ٹھیرایا شیخ نے اپنا ہاتھ
سلطان مغرب کی طرف بڑہایا ایک مرسوم اونکا نکالا جسمین تجہیل وتعظیم شیخ کی بیحد وبحساب لکہی تہی اور تاریخ اس مرسوم
کی اونکے مراسیم سے پیچہے کی تہی سلطان مصر نے متحیر ہوکر کہا اسی مرسوم پر عمل کرنا اولی ہے اور شیخ کو باکرام تمام طرف اسکندریہ
کے رخصت کیا جب اونپر سخت ایذا گذری تو اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوکر استغاثہ کیا سلطان مصر نے اونکے پاس آدمی بہیجکر
سوال وجہ کیا اور لطف خاطر چاہا لوگون نے حرمت سلطان کو اونکی نسبت دیکہکر ہاتہہ اپنا ایذا دہی سے کمینچا اور بعض نے
یہانتک ایذا دی کہ سلطان کو لکہہ بہیجا کہ یہ شخص سیاہ دہی ہے بادشاہ متغیر ہوگئے پہر بہت سے خط لکہے کہ یہ شخص کیا دہی ہے
اہل اون کو اونکے پاس بہیجنے سے منع کیا اتفاقا خازن سلطان محمد بن قلاوون ایک امر موجب قتل مین گرفتار ہوگیا بادشاہ
نے اوسکے مارڈالنے کا حکم دیا وہ روپوش ہوکر اسکندریہ مین بہاگ آیا اور نزدیک شیخ کے ٹھیرا یہ خبر سلطان کو پہنچی کہا مالک
ضرب الرعل حتی اتاک تاوی غریم السلطان فارسلہ ساعۃ وصول کتابنا الیک والا فعلنا وفعلنا
شیخ نے اوسکو نہ بہیجا سلطان کو غصہ آیا اور وعید قتل سنائی اور کہا کیف تتلف مماليك السلطان حب یہ خبر
شیخ کو ہوئی ایک شخص خاصہ سلطان کی پہنچی تو شیخ نے کہا معاذ اللہ ان تتلف احد اصن مماليك السلطان و
انما نحن نصلحہ یہ قاصد سلطان سے کہا کہ تو جتنا تانبا چاہے لے آ ہم تجکو اصلی دکہائین وہ بہت سا تانبا لے آیا
شیخ نے خازن مذکور سے کہا اسپر پیشاب کرا وسنے پیشاب کیا وہ سب سونا ہوگیا قاصد سے فرمایا یہ اصلاح ہے یا افساد دشمن کہا
اصلاح ہے کہا یہ سب خزانہ سلطان مین پہنچادے یہ ہماری طرف سے ہدیہ ہے اور سلطان سے کہہ کہ وہ اپنے ملوک سے
راضی ہوجائے چنانچہ وہ راضی ہوگئے وزن کیا تو پانچ قنطار سونا تہا پہر سلطان اسکندریہ مین واسطے زیارت شیخ
کے آئے اور دل مین خیال کیا کہ شیخ اونکو صنعت کیمیا سکہادین شیخ نے فرمایا کیمیاؤنا التقوی فالتقوا اللہ یعلمکم
حرف کن سلطان ہمیشہ شیخ کی تعظیم کرتا یہانتک کہ مرگیا ہمنے مقدمہ کتاب الیواقیت والجواہر مین ذکر چند علماء واولیا
کا کیا ہے جنکو ایذا پہنچی تہی اور وہ مارے گئے تہے فراجعہ ترى العجب انتهى مین کہتا ہون کتاب مذکور مین
جلال الدین سیوطی سے نقل کیا ہے کہ کسی عصر مین کوئی شخص کبیر نہین ہوا لکن اوسکا کوئی نہ کوئی دشمن سفلون مین سے
ہوتا تہا اشراف ہمیشہ مبتلا باطراف ہوتے ہین آدم علیہ السلام کا دشمن ابلیس تہا نوح علیہ السلام کا دشمن حام وغیرہ
تہا داؤد علیہ السلام کا دشمن جالوت اور اوسکا لشکر تہا سلیمان کا دشمن صخر تہا عیسی علیہ السلام کا پہلا دشمن بخت نصر تہا اور پہلا
دجال ہوگا ابراہیم علیہ السلام کا دشمن نمرود تہا موسی علیہ السلام کا دشمن فرعون تہا اسیطرح حضرت صلعم تک رہا حضرت کا دشمن ابوجہل تہا
ابن عمر کا ایک دشمن تہا جب ابن عمر گذر اوسپر ہوتا وہ اونکے ساتہہ عیب کرتا ابن زبیر کہا کرتا کہ وہ ریاکار منافق ہین نماز پڑہنے مین اونسے

نقد بالقم فتوا کرد
چون کرد ازغل بول نقد
شد قوی فوق ہزار اکسیر

سر پر گرم پانی ڈالدیا جسکے سبب سے اونکا مُنہہ و سر جل گیا اونکو خبر ہنوئی جب سلام پھیرا کہا میرا یہ کیا حال ہوا لوگون نے قصہ بیان کیا فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل مدت تک مُنہہ و سر کے سبب سے درد ناک رہے ابن عباس کا دشمن نافع بن الازرق تہا اونکو سخت ایذا دیتا اور کہتا تہا کہ وہ تفسیر قرآن کی بغیر علم کے بیان کرتے ہین سعد بن ابی وقاص کے دشمن بہت سے جُہّال کوفہ تہے جو اونکو ایذا دیتے تہے حالانکہ وہ شہود بالجنۃ تہے اور حضرت عمر سے اونکا شکوہ کیا کہ وہ اچہی طرح نماز نہین پڑہتے ہین رہے ائمہ مجتہدین سو امام ابو حنیفہ رح نے جو کچہہ تکلیف ہاتہہ سے خلفاء کے پائی وہ مخفی نہین ہے امام مالک چالیس برس تک روپوش رہے جمعہ و جماعت کے لئے باہر آتے تہے امام شافعی نے ہاتہہ سے اہل عراق و اہل مصر کے تکلیف سخت اوٹہائی امام احمد مضروب و محبوس رہے بخاری کو بخارا سے طرف خرتنگ کے نکالدیا سخت ایذا پہنچائی ابو عبدالرحمن سلمی و احمد بن خلکان و شیخ عبدالرحمن قوصی وغیرہم کہتے ہین کہ ابو یزید بسطامی کو سات بار بسطام سے بواسطہ ایک جماعت علما کے نکالدیا ذی النون مصری کو مصر سے قید کرکے بغداد روانہ کیا گیا مین طوق پاؤن مین جولان تہا اور اونکے ہمراہ اہل مصر واسطے شہادت زور کے گئے اونکو زندیق ٹہیرایا سمنون محب جمع منجملہ رجال رسالہ قشیری کے ہین اونکو سی بالعظائم کیا اور ایک عورت فاحشہ کو رشوت دیکر گواہی دلوائی کہ وہ اونکے پاس مع اپنے اصحاب کے آتے ہین اسپر وہ ایک سال تک مختفی رہے سہل بن عبداللہ تستری کو اونکے شہر سے طرف بصرہ کے نکالدیا اور منسوب طرف قبائح کے کیا اور باوجود اونکی امانت و جلالت کے اونکو کافر ٹہیرایا وہ بصرہ ہی مین مرے ابو سعید فرزدق پر طرح طرح کی تہمت لگائی اور علماء نے اوپر فتوی کفر کا دیا بسبب بعض الفاظ کے جو اونکی کتابون مین تہے جنید پر بارہا کفر کا حکم لگایا اسلئے کہ وہ علی رؤس الاشہاد علم توحید مین کلام کرتے تہے پہر مجبور ہوکر گہر کے اندر تقریر کیا کرتے یہانتک کہ مر گئے بڑے بڑے منکر اونپر اور رویم و سمنون و ابن عطا پر مشائخ عراق تہے خصوصاً ابن دانیال کہ وہ ان سب اشخاص کا بہت حط کرتا تہا جب کوئی شخص انکا ذکر خیر کرتا تو وہ مارے غصہ کے متغیر اللون ہوجاتا محمد بن فضل بلخی کو بلخ سے نکال باہر کیا اسلئے کہ وہ مذہب اہل حدیث پر تہے آیات و اخبار صفات کو ظاہر پر بلا تاویل جاری کرتے تہے اور اللہ کے علم پر دربارۂ صفات ایمان رکہتے تہے جب اونکو نکالنا چاہا اونون نے کہا مین یون نہین نکلتا میرے گلے مین ایک رسّی باندہو اور شہر کے بازارون مین کہینچو پہراؤ اور کہو کہ ہم اس بدعتی کو اپنے شہر سے نکالنا چاہتے ہین اونہون نے ایسا ہی کیا اور نکالا تب اونہون نے اہل بلخ کی طرف متوجہ ہوکر کہا یا اہل بلخ نزع اللہ تعالی من قلوبکم المعرفۃ اشیاخ کہتے ہین بعد اس دعا کے پہر بلخ سے کبہی کوئی صوفی نہین اوٹہا حالانکہ سب سے زیادہ اسی شہر سے صوفی اوٹہتے تہے امام یوسف بن حسین رازی پرند باز و صوفیہ رازی نے بلوہ کرکے اونکو شہر سے خارج کیا ابو عثمان مغربی کو مکہ معظمہ سے نکالدیا حالانکہ وہ کثیر المجاہدہ تمام العلم والحال تہے اور اونکو خوب مارا پیٹا اور ایک خچر پر سوار کراکے طواف شہر کرایا وہ مرتے دم تک بغداد مین رہے شبلی پر بابا گو ہی کفر کی دی حالانکہ تمام العلم

شیخ المجاہدہ تھے اونکو جایستان مین بھیجدیا کہ اونکے اصحاب اونسے پھر جائین ایک مدت تک وہان رہے امام ابوبکر نابلسی کو
باوجود اوس فضل و کثرت عبادت و استقامت فی الطریقہ کے مغرب سے طرف مصر کے نکالدیا اور زندیک سلطان کے اونپر گواہی
زندقت کی دی سلطان نے حکم دیا کہ منگون کرکے کہال اونکے بدن کی بھر کر وہ سانتہ پر وحشی کے قرآن پڑھتے
تھے لوگ کہال اور ہڈیان دیکھتے تھے لوگون کے دل پارہ پارہ ہونے لگے قریب تھا کہ فتنہ مین پڑجائین اسیطرح حلب مین
بشمی نے کی کہال اور ہڈی اور ایک حیلہ اونکے قتل کا نکالا اس بات پر کہ وہ قوت حجج سے لوگون کو قطع کردیتے تھے
وہ حیلہ یہ تھا کہ موجب اخلاص لکھکر اونکو ایک کفش دوز کو بغوت دیکر کہا کہ یہ ورقہ محبت وقبول ہے تو اسکو ہمارے
پاپوش کے اندر کمر سیدھے پہر اوس پاپوش کو خراب بعیدسے بطور ہدیہ کے پاس بشمی کے بھیجا انکو معلوم نہ تھا انہون نے
اوسکو پہنا نائب حلب کو خبر دی کہ بشمی نے قتل هوالله احد لکھکر اپنے طباق نعل مین رکھی ہے اگر یقین نہو تو
کسی کو بھیجکر دکھلاو چنانچہ جاکر اوسکو نکال لائے شیخ نے اپنی جان اللہ کو سونپی کیمہ جواب ندیا اور جان لیا کہ وہ بیشک
اس صورت مین مارے جائینگے اونکے شاگردان شاگرد نے خبر دی کہ وہ توحید مین موشگافیان پڑھتے تھے چنانچہ پانسو
بیت بنا ڈالی لوگ اونکی کہال اور ہڈیان دیکھتے تھے اور وہ اونکی طرف نظر کرتے اور سکراتے شیخ بامدین پر تہمت زندقہ
کی لگائی اور بجایہ سے طرف تلمسان نے نکالدیا وہان رہے اسی طرح ابو محمد شاذلی کو مغرب سے طرف مصر کے
نکال کر شہادت زندقت کی اونپر ادا کی ملک الدین نے اونکو اونکے ملک سے بچالیا شیخ عزالدین بن عبدالسلام پر تہمت
کفر کی لگائی اور ایک کلمہ کے پیچھے جو اونہون نے دربارہ عقیدہ کہا تھا ایک مجلس منعقد کی اور سلطان کو اونسے
خفا کردیا لیکن پھر سلطان متلطف ہوا اسکا ذکر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح نے اپنے رسالہ مین کیا ہے شیخ تاج الدین سبکی
پر تہمت کفر کی لگائی اور کہا کہ وہ خمر و لواط کو حلال بتاتے ہین اور رات کو عیار و زنار پہنتے ہین پھر شام سے اونکو
مقید مغلول کرکے مصر مین لائے شیخ جمال الدین استونی نے نکل کر راہ مین اونسے ملاقات کی اور حکم دیا کہ انکو
قتل نکرو ابراہیم جعبری و حسین جاکی پر انکار کیا اور کرسی وعظ پر بیٹھنے سے منع کردیا وغیر ذالک مما ذکرناہ فی مقدمۃ
کتاب الطبقات انتھی جو محن اولیاء کے شعرانی رح نے طبقات کبری مین ذکر کئے ہین اونکا ترجمہ کتاب خیرۃ الخیرہ مین
ہوچکا ہے اسلئے اسجگہ نہین لکھا گیا اسی طرح جو بلایا و محن شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ رح
پر اور اونکی تلمیذ رشید حافظ محمد بن ابی بکر القیم رح پر بابت مسائل صفات و نیابت موتی و مسئلہ طلاق وغیرہا کے گزرے
وہ اونکے تراجم مین مذکور اور کتاب اتحاف النبلاء و تاج مکلل وغیرہما مین مسطور ہین حالانکہ یہ دونون امام اپنے عصر
برکت اثر مین علما و عملا و اولیا ایک آیت مہتی آیات الہی سے اسی طرح شیخ احمد سہرندی مجدد الف ثانی کو جہانگیر بادشاہ
ہند نے قلعہ گوالیار مین تین برس تک قید رکھا اونہون نے قید خانہ مین قرآن حفظ کرلیا قید اس بات پر ہوئے تھے
کہ اونہون نے دربار مین مثل دیگر اہل دربار کے بادشاہ کو سجدہ کرنا منظور نکیا تھا اور کہا تھا کہ سوا اللہ کے کسی کو سجدہ کرنا

درست نہین ہے حرام کہر ہے اسی طرح ہندوستان مین شیخ محمد اسمعیل بن عبدالغنی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تکفیر و تضلیل بابت کتاب تقویۃ الایمان کے طرفسے اہل بدایون وخیر آباد وغیرہما کے ہوئی اور مرزا مظہر جان جان ضرب قراین سے باشارۂ بعض روافض دہلی اپنی خانقاہ شریف مین بماہ محرم شہید ہوئے اگر کتب سیر و تاریخ سے استقصا اہل اللہ و اہل علم باللہ کا کیا جائے کہ کس کس پر کیا کیا آفات ہاتھہ سے اہل عصر و منکرین کے واقع ہوئی ہین تو ایک دفتر گران فراہم ہوجائیگا وانما ذکرنا لک یا اخی محن ھذہ الائمۃ من المتقدمین والمتاخرین تانیسا لک لتتاسی بذلک ف شعر انی رحمتے بعد بیان محن مذکورہ کے ذکر اپنے محن و بلایا کا کیا ہے جو ہاتھہ سے اہل عصر و اہل عصر کے اونکو پہنچے اور ذکر اپنے اخلاق و من کا نسبت اعداد و حسّاد کے لکھا ہے ایک جگہہ یہ کہا ہے کہ ایک بار بعض اقران نے میرا نام مشہور کردیا کہ مین مرگیا یہ ویسی بات ہے جو حسّاد نے شیخ برہان الدین بقاعی کے بارہ مین مشہور کردی تھی اوسپر انہون نے کچھہ اشعار کہے تھے وھو لسان حالی ایضاً ؎

الا رب شخص قد غدا لی حاسدا	ویرجو امانی وھو مثلی فانی
ویالیت شعری ان امت ما ینالہ	وما ذا علیہ لو اطیل زمانی
وما یبتغی الحساد منی وانني	لفی شغل عنھم باعظم شانی
نعوا انني عما قریب لمیت	ومن ذا الذی یبقی علی الحدثان

الی آخرھا قال حاسد بعد موت محسود کے اکثر مداح ہوتا ہے اسلئے کہ سارے فضائل محسود کے ظاہر نہین ہوتے مگر بعد اوسکی موت کے جبکہ وہ غل و حسد جاتا رہتا ہے محرر سطور یہی ایک جماعت اہل دنیا و اہل دین کا بحمدہ تعالی محسود ہے حالانکہ مجھہ مین کوئی فضیلت دینی و دنیاوی ایسی نہین ہے کہ مین لائق محسودیت کے ہون ؎

شایستگی عداوتم نیست		بس منفعلم زکینہ ورہا	

یہ بات کہ تیرہ برس تک مینے کام ریاست داری کا استقلالاً بہ تبعیت رئیسہ کیا کوئی نئی بات نہ تھی باآنکہ مین بذاتہ رئیس تھا اور نہ وزیر ریاست مین اوس حالت اشتغال مین بھی تہ دل سے ہمیشہ اس شغل سے نافر رہا یہانتک کہ اللہ تعالی نے میری چارہ گری فرمائی اور وہ تمنای دیرینہ قوت سے فعل مین آئی کہ مین اوس شغل سے کنارہ کش ہوکر صرف شاغل کتب علم رہگیا لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ؎

مرا بر سند جم می نشانند		الٰہی بر سر آن کو نشینم	

رہے مراتب دین سو واللہ باللہ مین آپکو بہائم سے بدتر اور سگ و خوک سے خسیس تر پاتا ہون مجھسے وہ لوگ ہزار درجہ بہتر ہین جو نام کے مسلمان کہلاتے ہین اسلئے کہ بحکم بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ ولغوی من آنم کہ من دانم جو عیوب و نقائص و ذنوب مجکو اپنے نفس کے معلوم ہین وہ دوسرے کو کب معلوم ہوسکتے ہین

گناہ ہین اگر ظاہر ہوتی تو کوئی شخص میرے پہلو مین نہ بیٹہہ سکتا لکن شان ستاری نے میرے معاصی باطن کو پردۂ رحمت سے مستور کر رکہا ہے اور جو معاصی میرے نظر خلق مین ظاہر ہین اونکا انکار مین کب کر سکتا ہون لکن وہ بہی اندکے ازبسیار وشتے زخروار ابوء بنعمتك علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانه لایغفر الذنوب الا انت وقد ذکر الشعرانی انه لیس لمن یدعی انه مظلوم دواء انفع له من کثرة الاستغفار لان العقوبات کالضرب والحبس والخزی انما هی من اثر غضب الحق تبارك وتعالی ولولم یشعر بعض العبید بذلك وصار خرج عن هذه القاعدة الا الانبیاء علیهم السلام ولیس لمن اغضب ربه دواء الا الاستغفار فاذا اکثر العبد من الاستغفار الی الحد الذی یطفی الغضب الالهی المعارض ذهبت له من وقتها میرے لئے بتحریک اعداء فکر حبس ونفی بلد واخذ اموال وغیرہا سب کچہہ عمل مین آئے تہے کثرت استغفار سے اللہ نے جمیع بلایا کو مجہسے دور کیا حالانکہ وہ استغفار بالیقین قلب غیر حاضر وزبان عاصی قاصر سے تہی ایسے استغفار خود محتاج استغفار کثیر کی ہوتی ہے پہر جو کوئی قلب حاضر سے استغفار کریگا تو اوسکا اثر خیر کیا کچہہ نہوگا وباللہ التوفیق شعرانی کہتے ہین ایک سنت خدا کی مجہہ پر یہ ہے کہ جو کوئی مجکو بہ نام مجرد بلا کنیت یا لقب یا شیاخت یا سیادت یا نحو ذلک لیکارتا ہے تو مین اوس شخص سے متکدر نہین ہوتا کیونکہ مین جانتا ہون کہ انسان کو اوسکے نام مجرد سے پکارنا صدق محض ہے بخلاف القاب دکنی کے کہ اکثر اونمین کذب داخل ہوجاتا ہے مگر تاویل بعید سے اور جمہور سلف کے لوگ اوسکو قبول کرتے ہین سلف صالح صحابہ وتابعین اسیکو دوست رکہتے تہے کہ لوگ اونکو اونکے اسماء مجردہ سے پکارتے اور وہ اوسکے جواب مین لبیک کہتے تہے شمس الدین نور الدین سراج الدین کہکر پکارنا کچہہ بکار آمد اوس شخص کے نہین ہوتا ہے جو اس پکار پر خوش ہوتا ہے کیونکہ کبہی علام الغیوب مین وہ شخص ایک گولا آتش جہنم کا ٹہیر چکا ہوتا ہے ہم یہ نہین کہتے ہین کہ تلقیب حرام ہے اسلئے کہ تاویل کو گنجایش ہے گو بعید ہو یہ گفتگو ہماری حق مین اقران کے ہے نہ شیوخ انسان کے کہ وہان یہی ادب ہے کہ اونکو بلفظ سیادت یا شیاخت یا درکے سلف صالح اسی پر گزرے ہین سیوطی نے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے لقب جو اسلام مین واقع ہوا وہ یہ تہا کہ حضرت صلعم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لقب عتیق بخشا بسبب عتاقت وجمالیعنی حسن صورت کے حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ حضرت نبوت نے ابوبکر رض کو لقب صدیق کا دیا اور عمر کو فاروق اور عثمان کو ذی النورین اور خالد کو سیف اللہ اور حمزہ کو اسد اللہ اور جعفر کو ذی الجناحین اور اوس وخزرج کو انصار کا لقب مرحمت فرمایا حسن بصری محمد بن واسع کو بالقب زین القراء یاد کرتے اور سفیان ثوری معافی بن عمران کو یاقوتہ العلماء کہتے اور محمد بن یوسف کو عروس الزہاد اور امام شافعی کو لقب ناصر الحدیث تہا اور ابن شریح کو لقب باز اشہب ہے اور بخاری کو لقب امیر المومنین فی الحدیث تہا واللہ اعلم پہر شعرانی نے کہا ہے کہ ایک انعام الٰہی مجہہ پر یہ ہے کہ مین عشرت مخنثین سے نفرت نہین کرتا

اسلئے کہ وہ صاحب امراض ہین کیا لگتا ہے کہ جو اونکو حقیر رکھتا ہے وہ بھی اسی بلا مین اونکی طرح مبتلا ہو جائے یہ مرض نزدیک
اطبا رکے اُبنہ کہلاتا ہے اس مرض کی علاج یہ ہے کہ پوست ماہی خشک کو تین دن نقوع کرکے آگ پر جوش دین اور تین بار
اوس سے حقنہ کرین کہ یہ علاج واسطے رذال اس مرض کے مجرب ہے عطا اسلمی معاشر محدثین تھے اور اون سے خدمت
لیتے اور کہتے واللہ لھو احسن حالا منی اور کسی اور شخص سے وقت ملاقات کے کہا تھا واللہ لھو اطھر عندی من
نفسی بعض سلف سجدہ مین کہتے تھے اللھم انک تعلم عجزی عن ذلک اقدارک النافذۃ فی فاغفرلی ما جنیتہ
او ادفع عنی لایدی من واحدۃ منھما انتہے مین بھی اپنے گناہان گزشتہ وحال واستقبال کو یاد کرکے یہ دعا
کرتا ہون اور امید رکھتا ہون کہ جنکو کلمہ توحید ودین اسلام پر موت آئے کیونکہ یہ زمانہ وہ عصر ہے کہ اگر آدمی صبح کو مومن
ہوتا ہے تو شام کو کافر ہو جاتا ہے وبالعکس اگر اللہ کی طرف سے دستگیری نہو تو قیام ایمان کا محال ہے شعرانی کہتے ہین
ایک منت خدا کی مجھپر یہ ہے کہ مین جمیع امور ظاہرہ وباطنہ اپنے کو سپرد خدا یہ تعالے کرتا ہون مجکو کسی شے پر اپنے
اعمال سے اعتماد نہین ہے بجز ذات باریتعالی شانہ کے خواہ تالیف کتاب ہو یا بنا مسجد یا حفر چاہ ونحو ذلک علی خواص
جب کسی کو تالیف کتاب کرتے دیکھتے فرماتے احذر یا اخی ان تنسی الاخلاص فی تالیفک فان الثواب مشروط
بہ ومن لم یخلص فی عملہ فلا ثواب لہ انتہی مین تحریر کتاب مین اتعاب نفس بہ نیت صالحہ کرتا ہون نہ اسلئے کہ لوگ
میری ستایش کرین کہ فلان کس نے کیا خوب تحریر کی ہے کچھ باقی نہین چھوڑا کیونکہ مین جانتا ہون کہ اسپر کتنا ہی مبالغہ
کتاب وتحریر مین کیون نکرے ضرور ہے کسی شے مسئلہ کو تا بعض اوقات مین یا اطلاق کو فعل تفصیل مین بھول جائیگا
قال تعالی ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اور ابن عربی نے فرمایا ہے ما صنفت
قط کتابا عن تدبیر وعن رویۃ انما اکتبہ بحسب ما یلقی اللہ تعالی علی بدیہ ملک الالھام وربما ذکرت مسئلۃ
مع غیرجنسھا بحسب الالھام کما فی قولہ تعالی حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی کہ اسکا ذکر اللہ
پاک نے درمیان طلاق وعدت متقدم ومتاخر کے فرمایا ہے شیخ احمد بردہ فرماتے تھے من الادب ان لا یجھد العبد
فی تحریر کتابہ ھو ولا من مضاھاۃ کلام اللہ عز وجل ما املی وحتی یجد من بعدہ فی کلامہ لطعن
فیشرحہ او یعمل علیہ حاشیۃ فمن فعل ذلک فھو بعد عن الزھو والعجب انتہی شعرانی فرماتے
ہین ایک منت اللہ کی مجھپر یہ ہے کہ مین روائح معاصی اپنے بدن وجامہ ومکان مین سونگھتا ہون جیسے کوئی شے سے کوئی معصیت
ہو جاتی ہے ہر معصیت کی بدبو بحسب تفاوت قبح کبائر وصغائر ومکروہ مجکو مشموم ہوتی ہے بلکہ خلاف اولی کا رائحہ بھی
پاتا ہون مجھسے شکر اس نعمت کا ادا نہین ہو سکتا پھر استغفار کرنا شروع کر دیتا ہون اور سخت نادم ہوتا ہون
یہانتک کہ اللہ میری توبہ قبول فرماکر اون روائح کو دور کر دے اکثر اوقات استغفار کا ایک ماہ تک یا کچھ کم رہتا ہے
وھذا الخلق کان لمالک بن دینار وسفیان الثوری وعلی الخواص مرحم ایک احسان وانعام اللہ پاک

کا مجھپر یہ ہے کہ کثرت علم سے میری عقوبت مین ذنوب پر عجلت نہین فرماتا حالانکہ وہ گناہ حصر سے متجاوز ہین اور مین مستحق خسف فی الارض یا مسخ صورت کا ہون لولا عفو اللہ وحلمہ واھمالہ اور جتنی صفات قبیحہ کا ذکر اس کتاب مین آیا ہے اور مینے عدم اتصاف اپنا ساتھہ اونکے بطور سنت وانعام کے ذکر کیا ہے اگر وہ ساری صفات مجھہ مین نہوتے تو مین دوسرون کو اونسے کسطرح تحذیر کرتا فلا تظنن یا اخی انی اری نفسی خیرا من احد منھم معاذ اللہ ان اری ذلک وبھذہ النعمۃ یکون ختام کتاب لطائف المنن والاخلاق فی وجوب التحدث بنعمۃ اللہ علی الاطلاق وھی من اکبر مامن اللہ تبارک وتعالی بہ علیّ بعد الاسلام والعافیۃ حدیث شریف مین آیا ہے لا یدخل احدا الجنۃ بعملہ قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ منہ بعض عارفین نے کہا ہے ینبغی لکل انسان ان یختم اعمالہ کلھا بالاستغفار لقولہ تعالی وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون پھر اگر ہمکو یہ بات ثابت ہوجائے کہ ہمارے استغفار قبول ہوئے تو ہمکو کچھہ طمانینت حاصل ہو لکن اسکا علم ہمکو کہانسے ہوسکتا ہے ہمارا حال تو وہ ہے جو کسی کہنے والے نے کہا ہے ؎

اذا کان المحب قلیل حظ		فما حسناتہ الا ذنوب	

اور دوسرے نے کہا ہے ؎

من لم یکن للوصال اھلا		فکل حسناتہ ذنوب	

جو شخص ہماری قلت حیا یا بالکل انعدام حیا کی طرف شب و روز اور اللہ کی کثرت احسانات وعدم سعاجلۂ عقوبت کی طرف نظر کریگا وہ ضرور خائف ہوجائیگا کیونکہ مین واللہ ثم واللہ نہین سمجھتا کہ کوئی شخص بھی جب سے کہ اللہ نے دنیا کو پیدا کیا ہے تب سے تا فنا دنیا مجھسے زیادہ اقل الحیا اکثر الجرائم علی الاطلاق ہوگا جسکو اس مشہد کا مذاق ہے اوسکا جسم و دل شدت خجل سے پانی پانی ہوتا ہے اور کچھہ نہین تو یہ بے شرمی کیا کم ہے کہ آدمی خلق سے شرما کر اونکے سامنے خدا کا گناہ نہین کرتا ہے اور اللہ کے سامنے بے دھڑک وبلا حجاب مجاہرت بالمعاصی کرتا ہے اور نہین جانتا کہ سب سے بڑا گناہ اوسکا یہی ہے کہ حق تعالی سے نہین شرماتا ہے اگر بنظر تحقیق دیکھیے اور اپنے حال مین غور کرے تو اپنے نفس کو پائے کہ وہ کافر باللہ تعالی ہے اس حیثیت سے کہ جو مراعات اوسکے عباد کی کرتا ہے وہ مراعات خالق عباد کی نہین کرتا مین اکثر یہ کہتا ہون اللھم ان ذنوبی قد رجحت علی ذنوب الاولین والآخرین لکنھا فی جنب عفوک کلا شیء اور یہ بھی کہتا ہون اللھم انی اعترف بین یدیک بانی اکثر عبادک معصیۃ فاکثرلی من المغفرۃ فی الآخرۃ فان اشقی الاشقیاء من اجتمع علیہ خزی الدنیا والآخرۃ مین دیکھتا ہون کہ میرے گناہ مثل جبال رواسی کے زمین مین ہین اور ساری خلق کے گناہ مثل ذرہ کے ہوا مین ہین مین سمجھتا ہون کہ جو بلا یا محن ان بلاد و قری پر نازل ہوتے ہین وہ سب فقط ایک میرے گناہ کے سبب سے ہین یوسف علیہ السلام نے آخر عمر مین

یہ دعا کی تھی رب انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما وألحقنی بالصالحین یہ دعا خوف سے حضرت اطلاق کے تھی کہ وہاں جو کچھ وہ چاہتا ہے سو بلا تجویز ہوتا ہے و نیز معصوم محبوب کو کچھ ڈر اپنی جان پر نہیں ہوتا سوا تغیر حال کے اسلیئے اونہوں نے اپنا مسلمان مرنا اور صلحا میں جا کر ملنا اللہ سے مانگا سو جب معصوم کا یہ حال ہو تو پھر تم کس خیال میں پڑے ہو ہمارے انبیاء و صالحین باوجود اوس بالغہ طاعات کے جو کسی خلق سے نہ ہو سکے سامنے اللہ عزوجل کے شکستہ نفس تھے خصوصاً وقت انتقال کے اس دار سے طرف اوس دار کے ولکل وقت مقال نعلون قولی فی قد استحقیت الخسف بی والمسخ بصورتی لیس ھو من باب التواضع وھضم النفس وانما قلت ذلک بحق وصدق فان اللہ قد خسف الارض بقوم کانت ذنوبھم دون ذنوبی بیقین فقد روی الامام احمد والبزار مرفوعا بینما رجل ممن کان قبلکم خرج زبرد ین اخضرین یختال فیھما اذ امر اللہ تعالی الارض فاخذتہ فھو یتجلجل فیھا الی یوم القیامۃ وفی صحیح البخاری عن ابن عباس مرفوعا بینما رجل یمشی فی حلۃ تعجبہ نفسہ اذ خسف اللہ تعالی بہ الارض فھو یتجلجل فیھا الی یوم القیامۃ قال ابن عباس وکان ذلک بزراق ابی لھب بمکۃ ومن رآہ خسف بہ العباس رضی اللہ عنہ وروی الترمذی وغیرہ یبیت قوم من ھذہ الامۃ علی لھو ولعب فیصبحوا قد مسخوا قردۃ وخنازیر وفی روایۃ لاحمد والبیھقی مرفوعا یبیت قوم من ھذہ الامۃ علی طعم وشرب ولھو ولعب فیصبحوا قد مسخوا قردۃ وخنازیر ولیصیبنھم خسف وقذف حتی یصبح الناس یقولون خسف اللیلۃ بدار فلان ولیرسلن علیھم حجارۃ من السماء کما ارسلت علی قوم لوط علی قبائل فیھا وعلی دور ولیرسلن علیھم الریح العقیم التی اھلکت عادا علی قبائل فیھا وعلی دور ولیشربن ھم الخمور ولبسھم الحریر واتخاذھم القینات والمعازف ولکلھم الربا وقطیعۃ الرحم رواہ البخاری تعلیقا وابو داؤد ولیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر بر مسخ منھم قردۃ وخنازیر الی یوم القیامۃ اب دیکھو کہ یہ امور جن پر خسف ہوا بالیقین ہمارے ذنوب سے کم ہیں فلکم نظر احد نا الی عطفیہ لما لبس ثوبا جدیدا او مضربہ جدیدۃ وکم نظر الی عمامتہ بعد ان عمھا علی رأسہ وکم نظر الی تبختر ہ فی مشیتہ سرا فعا نفسہ علی اقرانہ وکم یبیت عالم ضاحک ولعب ولھو وکم وکم وکم ابن الجوزی رح نے ذکر کیا ہے کہ ایام خلافت مطیع للہ میں بمقام مصر زلازل عظیمہ واقع ہوئے یہانتک کہ بہت سے شہر ویران ہو گئے اور لوگ جنگل میں جا بسے اور بمقام رسی میں ڈیڑھ سو گاؤں خسف ہو گئے اور وہ سب آگ بن گئے اور زمین پھٹ گئی وہاں سے دھواں نکلا اور زمین نے استخوان موتی نکال کر باہر پھینکے بلاد تبریز میں زلزلہ آیا مکانات گر پڑے قریب ایک لاکھ آدمیوں کے دب کے مر گئے لوگوں نے ٹاٹ پہنا اللہ سے پناہ مانگی بلاد خراسان میں ایک ٹکڑا لوہے کا وزنی سو قنطار کا آسمان سے زمین پر گرا اور آسکے دھماکے سے عورتوں کے حمل ساقط ہو گئے ایام ملک ظاہر میں سات جزیرہ دریا کے خسف ہو گئے بلاد جبال روم و عراق میں ابتک ہمکو خسف کی پہنچتی ہے حالانکہ گناہ اون لوگوں کے بہ نسبت ہمارے صغیر و قلیل العدد ہیں فکیف لا یخاف من جعل اللہ تعالی علامات القیامۃ علی کل

فی ھذا الزمان نسأل اللہ اللطف علی خواص کہتے تھے لایستبعد وقوع الخسف بہ فی ھذا الزمان الاجاھل
مواخذات اللہ معزز بحلم اللہ تعالیٰ میں کہتا ہوں ہمارے اس زمانے میں بھی اواخر تیرھویں صدی میں جا بجا
زلازل وخسوف اطراف روم وغیرہ میں سنے دیکھے گئے ذکر اونکا بقید تواریخ کتاب حدیث الغاشیہ میں لکھا ہے علی خواص
نے فرمایا ہے لوان احدا کان معہ شئی من الادب مع اللہ تعالیٰ والحیاء منہ لوجد ذلک فیہ کالجبال ولوان اللہ
تعالیٰ خسف بجمیع اھل الارض لاجلھا لکان ذلک لیسیرا شیخ افضل الدین رحمہ فرماتے تھے واللہ لوان ذنوبی قسمت
علی جمیع اھل الارض لوسعتھم واستحقوا بھا الخسف والھلاک فکیف بمن یحملھا وحدہ ولکن سبحان
من سبقت رحمتہ غضبہ انتھی نجاتی میں آیا ہے اذا سات العبد الفاجر استراحت منہ العباد والبلاد والشجر
والدواب انتھی ومعلوم انھا لاتستریح الا لما یصیبھا من البلا بواسطۃ اعمالہ وایضاح ذلک ان کل من اطاع
اللہ عزوجل فقد احسن الی جمیع الخلق ومن اساء فقد تسبب فی البلاء وانزالہ علی جمیع الخلق بقرینۃ
ان اللہ خسف بمدینۃ عظیمۃ فی بنی اسرائیل بذنب رجل واحد وبقرینۃ قولہ صلعم اذا کثر الخبیث
عم العقاب الصالح والطالح ومن ھنا قالوا الرحمۃ خاصۃ والبلاء عام معروف کرخی کہتے تھے میں مرجاؤں
یا اپنے چہرہ کی طرف دیکھا کرتا ہوں کہ کہیں بسبب تلث حیا من اللہ تعالیٰ کے سیاہ تو نہیں ہوگیا ہے شعرانی کہتے ہیں
کل ذلک من شدۃ الخوف من اللہ تعالیٰ وشھود ھما انھم استحقوا اضعاف ذلک لاقنوطا من رحمۃ اللہ
بل ھم طالبون رحمۃ اللہ تعالیٰ راجون لھا مستغفرون اللہ عزوجل راجون القبول سید عبد القادر جیلانی
نے وقت موت کے کہا تھا یا لیتنی لم تلدنی پھر کہا کہ میرا رخسار خاک پر کردو شاید اللہ میری خواری دیکھ کر مجھ پر رحم کرے
پھر فرمایا ھذا ھو الحق الذی کنا عنہ فی حجاب انتھے میں کہتا ہوں سارے سلف صورۃ نتیجۃ سے خائف تھے
میں رسالہ صدق اللجا خاص اسی بیان میں لکھا گیا ہے فنسأل اللہ تعالیٰ ان یفضل بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ان یسترنا بحمایتہ فی الدارین ولا یواخذنا بسوء افعالنا ولا یسلط علینا بذنوبنا من لا یرحمنا وان یدیم
لنا الزرع وان یدر لنا الضرع ویلطف بنا فی سائر حرکاتنا وسکناتنا انہ ولی ذلک والقادر علیہ وحسبنا اللہ علی الاسلام
وکلمۃ التوحید والایمان آمین آمین اللھم آمین آج روز جمعہ وقت سہ نیم ساعت آخر روز بعد نماز عصر تاریخ ۱۹ محرم ۱۳۱۵ھ
کو یہ ترجمہ اردو بطریق انتخاب اختصار بحمدہ تعالیٰ تمام ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی والخیر دعوانا ان الحمد للہ اولا وآخرا
وظاھرا وباطنا والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

تمت بالخیر

صحت نامہ فتح الخلاق

صفحہ	سطر	خطا	صواب		صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳	۱۲	احد	احلا		۳۲	۱۲	مجالسۃ	مجالستہ
〃	۲۱	الغاقر	الغافر		〃	۲۵	اللہ	للہ
۴	۹	تعدد	تعدوا		۳۴	۳	مسارقت	مساوقت
〃	۱۷	البدعۃ	البدعۃ		۳۹	۲	جزیہ	حزبہ
۵	۹	اوٹھائی ہو	اوٹھائی ہوئی ہو		۴۰	۲۳	نیل	ینل
۶	۱۷	حقیقہ	حقیقۃ		۴۲	〃	منیع	منع .
۷	۱	خیرہ	غیرہ		۴۳	۳	والیک	وعلیک
〃	۱۱	قنادی	تنادی		۴۵	۲	وز	واز
۸	۷	تی	نی		۴۸	۱۸	اپی	اپنی
۱۲	۸	اشقل	انتقل		〃	۲۵	نہین	نہین کرتے
〃	۵	یعنیہ	یعینہ		۴۹	۹	فلا	فلاناً
۱۴	۲۴	ذلیل	دلیل		۵۳	۱۲	الصراءا	الضراءا
۱۵	۱۹	تحریہ	تجریۃ		۵۷	۱۰	۔	۔
〃	۱۷	تیس	پچاس		۶۱	۹	لیبخلوا	لیبخلوا
۱۸	۱۴	باعتبا	باعتبار		۶۳	۲۰	تصیص	تخصیص
〃	۱۷	مثال	مثل		۶۴	۱۹	ارامند	ارادتمند
۱۹	۲۴	بلکہ وہ	بلکہ وہ مخلوط		۶۵	۶	الطا	لطا
۲۰	۱۷	کثرا	کثیرا		۶۹	۱	فیتقصل	فیتفضل
۲۱	۱۵	روایت	رواتب		۷۰	۱۷	کہہ	کچھہ
۲۳	۴	وارہ	دارہ		۷۱	۱۵	جانتے	مانتے
〃	۱۸	قلادون	قلاوون		۷۳	۲۰	لمنا	لما

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۷۴	۷	شخص	شخص اس
۷۷	۱۷	تدابیر	تدبیر
۷۹	۶	غرا	عزا
۸۳	۱۱	یدلد	مولد
۸۵	۸	ما بالخاطر	بالخاطر
۸۷	۱۳	علیناً	عیناً
۹۰	۴	وما اطلب	ما واطلب
"	۶	چاہے	چاہیے
"	۹	ارمن	ادمن
۹۲	۱۲	مری	میری
"	۲۲	علامہ	علامتہ
۹۳	۹	الحجر	الحجر
۹۷	۱۶	یعذبکم	یعذبکم بایدیکم
۱۰۱	۲۲	لمودۃ	المودۃ
"	۲۳	ابیتی	بیتی
۱۰۳	۱۵	فیما	فیما
۱۰۴	۱۶	تفریح	تفریح
۱۰۶	۱۱	اذا	اذ
"	۱۸	الشرعی	شرعی
۱۰۷	۱۱	مسامنے	سامنے
۱۰۸	۲۳	ارباب	اواب
۱۰۹	۲۴	رشالہ	رسالہ
۱۱۰	۱	کرراء	کبراء
۱۱۰	۱	تکلتم	تکلمتم
"	۲	ھلوا	ھلموا
"	۱۲	مگروہ	مکروہ
۱۱۱	۱۲	تکون	یکون
"	۱۷	بی	لی
۱۱۲	۱۶	الایمان	ایمان
۱۱۳	۲۲	ہتے	رہتے
"	۲۳	العرئس	العرائس
۱۱۴	۲۱	مثل	مثل باطن
۱۱۷	۴	جائز ہے	جائز ہوگی
"	۲۱	سألتموھن	سألتموھن متاعاً
"	"	ذلك	ذلکم
"	۲۴	اوسکا	اونکا
۱۱۸	۱۰	الغص	المخص
۱۱۹	۱	وسنت	سنت
"	۴	بحق	یحق
۱۲۰	۱۱	نصالح	نضائع
۱۲۱	۳	کرلے	کرے
"	۱۰	ھذ	ھذا
۱۲۲	۳	الرضاء	الرضاء به
"	۲۱	حلیہ	حلیہ مبارکہ صلعم
۱۲۴	۴	منخض	منغض
"	۱۱	حلف	لو حلف

صفحہ	سطر	خطا	صواب		صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۳۲	۱۱	کاادبا	ادبا		۱۵۵	۲۲	چرخی	خرجی
۱۳۴	۸	چشم	چشم راست		۱۵۷	۳	ہاٹھہ	ہاتھہ
۱۳۵	۵	اوسمین	اسمین		״	۸	لک	ملک
״	۲۳	الفطعت	انقطعت		۱۶۱	۱	حرام	×
۱۳۷	۳	امراء	امرا		۱۶۲	۷	المعارض	المعارض له
۱۳۹	۱۹	ثفات	ثقات		״	۲۳	یاقوتہ	یاقوتہ
۱۴۱	۸	صورت	صوت		۱۶۳	۳	رزال	زوال
۱۴۴	۶	نبساء	نساء		״	۶	لایں	لابد
״	۲۳	ہلتا	ہلتا ہے		״	۱۶	مایا	ما
۱۴۸	۷	طریق	طرق		۱۶۴	۱	علم	حلم
۱۵۱	۱	اصالہ	امثالہ		۱۶۵	۱۱	فیما	فبینما
۱۵۳	۱۷	پرہمارے	پرہمارے		۱۶۶	״	ھا	ھنا

تمت

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب نفع بخش نفس آفاق اعنی فتح الاخلاق کہ در حسن اخلاق بل اللہ ہادی کافہ انام است و راہنمائے خاص و عام بر لفظش اکسیر ہدایت است و بر سطرش کیمیای سعادت ترجمہ عالی کہ غوامض و دقائق اصل کتاب بزبان اردوی معلی چون عکس و آئینہ باہم جلوہ گر اند و الفاظ و معنی چون چشم و نظر نور بخش یکدیگر نامزد بہ کلک مشکین رقم عالی خاندان والا دودمان جناب نواب **سید محمد صدیق حسن خانصاحب** بہادر زاد اللہ بالمجد والاقتخار کہ دانش آفتاب فلک علوم است و صفائش روشن تر از نجوم اگر اہل بینش این کتاب را بہ بصیرت پسند ارند و دوست دارند و اگر ارباب انش بہ مایۂ عقل و دانش شمارند بجاست الحمد للہ کہ بماہ رجب المرجب ۱۳۰۵ ہجری این نفیس بہ نور از سنگ طبع جلوہ ظہور پذیرفتہ و مطالعہ انش عنقریب عصیان از دل ناظرین بر رفتہ فقط

تمت

لِسَانُ الْعِرْفَانِ النَّاطِقُ بِمَا يُهْلِكُ الْإِنْسَانَ

طُبِعَ فِي الْمَطْبَعِ مُفِيدِ عَامِ الْكَائِنِ
فِي بَلْدَةِ اكْرَه سَنَةَ ١٣٠٤
الْهِجْرِيَّةِ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ مقلب القلوب وغفار الذنوب وستار العیوب ومفرج الکروب والصلوۃ والسلام علی سید رسلہ و خاتم انبیائہ فی الشہادۃ والغیوب وعلی آلہ وصحبہ العائدین الی اول مصحوب **اما بعد** انسان کا شرف و فضل تمام اقسام خلق پر اسی وجہ سے ہے کہ بشر استعداد معرفت خدا کی رکھتا ہے دنیا مین فخر و کمال و جمال انسان کا یہی شناخت ذوالجلال والاکرام ہے اور آخرت مین یہی معرفت واسطے اوسکے ساز و برگ و سر و سامان غفران و رضوان کا ہے سو یہ معرفت اللہ کی دل سے ہوتی ہے نہ جوارح سے عالم باللہ متقرب الی اللہ عامل للہ عارف جلال اللہ یہی حضرت دل سلمہ اللہ تعالیٰ وعافاہ والی مدارج الکمال رقاہ ہے یہی دل ہے جو طرف اللہ کے دوڑتا ہے اسی کو کشف ما عند اللہ کا ہوتا ہے اعضا اسکے خدم و حشم و اتباع و آلات و اوزار ہین دل اسنے خدمت لیتا ہے یہ جوارح اوسکے خدمتگار ہین جس طرح بادشاہ کنیز و غلام سے یا اہلی عیت سے یا کاریگر آلہ سے کام لیتا ہے سو مقبول نزدیک اللہ کے یہی دل ہے جبکہ غیر اللہ سے سالم ہو الا من اتی اللہ بقلب سلیم اور یہی دل اللہ سے محجوب بھی ہوتا ہے جبکہ غیر اللہ مین ڈوب جاتا ہے

غیر حق ہر چہ دلت را ببرد بود	صد راہ تو ہمان خواہد بود

غرضکہ مطالب مخاطب معاتب مستعتب بالقلب جو کچھ کہو وہ یہی دل ہے پس پس اگر اسنے اسکو پاک صاف رکھا رستگار ہوا اگر میلا کچیلا کیا خائب و خاسر ہوا مطیع اللہ کا حقیقت مین یہی دل ہے جوارح پر جن چیزون کا انتشاء ہوتا ہے وہ انوار عبادات کے ہین اور عاصی سرکش بھی نفس الامر مین یہی دل ہے اعضا پر جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ تا قحمرش

کے ہین دل ہی کی تاریکی اور روشنی سے ظہور محاسن و مساوی ظاہر کا ہوا کرتا ہے کیونکہ جو کچھ اندر برتن کے ہوگا وہی باہر ٹپکے گا انسان جب اپنے دل کو پہچان لیتا ہے تو عارف نفس کا ہو جاتا ہے جب نفس کو پہچان لیتا ہے تو اللہ کا شناسا ہو جاتا ہے اور جب دل کو نہین پہچانتا ہے تو نفس سے بھی جاہل رہتا ہے اور جب نفس سے جاہل رہا تو سب سے بھی جاہل رہا اور جس شخص کو دل کی شناخت نہوئی تو وہ غیر دل سے جاہل تر رہیگا اکثر خلق کا یہی حال ہے کہ وہ نہ اپنے دل کو پہچانتے ہین اور نہ اپنے نفس کو جانتے ہین ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ یہ حیلولت یون ہی ہوتی ہے کہ بشر مشاہدہ و مراقبہ و معرفت صفات و کیفیت تقلب قلب سے درمیان اصابع جمن کے ممنوع ہو جاتا ہے کبھی اسفل سافلین و اوفق شیاطین مین جاگرتا ہے اور کبھی اعلی علیین و عالم ملائکہ مقربین تک چڑھ جاتا ہے سو جو شخص دل کا شناسا نہین ہوتا ہے کہ اوسکی نگاہبانی و رعایت کرے اور تاک مین لوائح ملکوت کی رہے تو وہ اونمین ہوتا ہے جنکے حق مین اللہ نے فرمایا ہے نسوا اللہ فانساھم انفسھم اولئک ھم الفاسقون اسی بنیاد پر پہچاننا دل کا اور معلوم کرنا حقیقت اوصاف قلب کا اصل دین اور اساس طریق سالکین ٹہیرا ہے اسکو علم باطن کہتے ہین جس طرح کہ معرفت عبادات و عادات جوارح کو علم ظاہر بولتے ہین صفات منجیات و مہلکات کا گزر اسی دل پر ہوا کرتا ہے اور دل کے حالات مہلکہ بدتر ہوتے ہین حالات مہلکہ اعضا سے جس طرح کہ حالات منجیہ اسکے بہتر ہوتے ہین حالات منجیہ جوارح سے نصف آخر کتاب احیاء العلوم اسی بیان علم باطن مین ہے جس طرح کہ نصف اول بیان علم ظاہر مین ہے ہم اس رسالہ مختصرہ مین چند فقرات کا ترجمہ متعلق مہلکات بطور حاصل مطلب کے جابجا سے لیکر لکھتے ہین اور منجیات کا بیان انشاء اللہ تعالی دوسرے رسالہ مین کرینگے اگرچہ ہمکو یہ بات حق الیقین ہے کہ اب دنیا مین نہ کسی کو طلب علم ظاہر کی باقی رہی ہے اور نہ کوئی غرض علم باطن سے بلکہ سالہا سال ہمارے اس قرن کے لوگون کا تخصیص مہلکات و ترک منجیات مین ہے لکن یہ لکھنا پڑہنا ہمارا فقط اس لئے ہے کہ اوقات فراغت کے بالکل ضائع نجائین عوض لموالحدیث کے کچھ اسی شغل مین رہین کیونکہ اہل علم نے کہا ہے للنفس اذا لم تشغلھا شغلتک شیطان انسان کا دشمن آبائی ہے اور نفس بشر کا بھیڑیا ہے جہان دل کو غافل عاطل فاہل خالی پایا وہین جھٹ پٹ اوسکو شکار کیا یا سواسکی علاج یہی ہے کہ علم و عمل مین اسکو لگائے رکھے انہین دو کام پر باطن و ظاہر کو مقصور کرے اگر اور کچھ نتیجہ اسکے ہاتھ نہ آئیگا تو اتنا تو ضرور رہی ہوگا کہ وقت حاضر ارتکاب ذنوب ظاہر سے بچ جائیگا اور تواتر استماع احوال عیوب باطن سے دل شرم کریگا طغیان فی العصیان مین نقصان آلگے گا اس وقت پر آشوب مین کہ اسلام غریب ہوگیا ہے اور کفر امیر اور معصیت ذریرا تنا ہی غنیمت ہے کہ مومن عشر عشیر علم و عمل کا دامنگیر ہو اور جس طرح بنے طوعا یا کرہا اللہ پاک کے در کا فقیر حقیر ہو کن للہ

ولا تکن

لنگ و لوک و خفتہ شغل و بے ادب		سوی او مگریز و او را می طلب	

مقدمہ اس بیان میں کہ طریق اہل تصوف کا انکشاف معرفت میں مشہود بشہود اشرع و تجارب وغیرہا سے

یہ الکتاب تعلم و طریق معتاد سے علحدہ شی ہے

جس شخص کو کشف کسی شے کا اگرچہ ذرا سی شے ہو بطریق الہام اور وقوع فی القلب اس طرح پر ہو کہ اوسے معلوم بھی نہ ہو تو وہ شخص عارف صحت طریق ہو جاتا ہے اور جسنے کبھی اپنے نفس سے اس امر کو نہ پایا تو اوسکو یہ چاہیئے کہ وہ اسپر ایمان لائے کیونکہ درجہ معرفت کا اوسکے دل مین نہایت کمیاب ہے شرع و تجارب حکایات اسپر شاہد ہین **قال تعالی** والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو حکمت دل سے بسبب مواظبت کرنیکے عبادت پر بغیر سیکھنے کے ظاہر ہوتی ہے وہ بطریق کشف والہام ہوتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم یعنی علم پر عمل کرنیسے بی سیکھا ہوا علم آتا ہے **وقال تعالی** ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب یعنی جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اوسکو اشکالات و شبہات سے نکال کر ایسا علم عنایت کرتا ہے جسکو اوسنے نہین سیکھا ہے اور ایسی فطنت بخشتا ہے جسکا تجربہ اوسنے نہین کیا ہے **وقال تعالی** یا ایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا مراد فرقان سے ایک نور ہے جو درمیان باطل و حق کے تفرقہ کر دیتا ہے اور شبہات و شکوک سے نکال دیتا ہے اسی لئے حضرتؐ اپنی دعا مین سوال حصول نور کا بہت کیا کرتے تھے اور فرماتے اللھم اعطنی نورا و زدنی نورا و اجعل فی قلبی نورا و فی قبری نورا و فی سمعی نورا و فی بصری نورا و فی شعری نورا و فی بشری نورا و فی لحمی و دمی و عظامی نورا کسی نے معنی اس آیت کے آپ سے پوچھے تھے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ کہ یہ کیا شرح ہے فرمایا یہ کشادگی ہے نور جب دل مین ڈالا جاتا ہے تو سینہ کشادہ و منشرح ہو جاتا ہے اور حضرتؐ نے ابن عباس کو دعا دی تھی اللھم فقھہ فی الدین و علمہ التاویل اور علی مرتضی نے کہا ہے ما عندنا شئی اسرہ النبی صلعم الینا الا ان یوتی اللہ عبدا فھما فی کتابہ سو یہ فہم کچھ تعلم سے نہین آتا ہے تفسیر **قولہ تعالی** یوتی الحکمۃ من یشاء مین کہا ہے کہ مراد حکمت سے فہم کتاب اللہ کا ہے **وقال تعالی** ففھمناھا سلیمان جو بات سلیمان علیہ السلام کو مکشوف ہوئی تھی اوسکا نام فہم رکھا ابو الدرداء کہتے تھے مومن ایک پردہ باریک کے پیچھے سے اللہ کے نور سے دیکھتا ہے واللہ وہ نور حق ہے اللہ اوسکو اونکے دلون مین ڈالتا ہے اور زبانون پر جاری کرتا ہے بعض سلف نے کہا ہے ظن المومن کھانۃ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ اسی طرف اللہ نے بھی اشارہ فرمایا ان فی ذلک لآیات للمتوسمین **وقولہ تعالی** قد بینا الآیات لقوم یوقنون اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کو محدث فرمایا ہے یعنی ملہم سو علم وہ شخص ہوتا ہے جسکے باطن قلب مین طرف داخل کی کشف ہو نہ طرف محسوسات خارجہ
کے قرآن نے تصریح کی ہے اس بات کی کہ تقوی مفتاح ہدایت وکشف ہوتا ہے اور یہ علم بغیر کسبکے آتا ہے **وقال تعالی**
وما خلق اللہ فی السموات والارض لآیات لقوم یتقون تخصیص ان آیات کی ساتھ اہل تقوی کے فرمائی ہے **وقال**
تعالی ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین **وقال تعالی** وعلمناہ من لدنا علما ہر علم اللہ ہی کی طرف سے
ہوتا ہے لکن بعض بوسائط تعلیم خلق اوسکو علم لدنی نہین کہتے ہین بلکہ لدنی وہ علم ہے جو سر قلب مین بغیر سبب مالوف
خارج کے منفتح ہوتا ہے فھذا شواھد النقل ولو جمع کل ما ورد فیہ من الآیات والاخبار والآثار لخرج
عن الحصر ہمارا مشاہدہ اسکا تجارب سے سو وہ بھی خارج ہے حصر سے سمجھا یہ تابعین ومن بعد ہم پر ظاہر اوسکا ہوا تھا
ابو بکر صدیق نے وقت موت کے عائشہ سے کہا تھا انما ھما اخواک واختاک اونکی بی بی حاملہ تھین ولادت سے پہلے اونکو
معلوم ہوگیا کہ بیٹی پیدا ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے اثنا خطبہ مین کہا تھا یا ساریۃ الجبل الجبل یہ اسلئے
کہا اونکو کشف اشراف عدو کا ہوگیا تھا اور سپہ دشمن سے تحذیر فرمائی پھر اونکی آواز کا پہنچ جانا جملہ کرامات عظیمہ کے تھا انس
بن مالک کہتے ہین مین پاس عثمان کے گیا راہ مین ایک عورت پر میری نظر پڑ گئی تھی مینے قدرے اوسکے محاسن مین تامل
کیا تھا عثمان نے کہا تو مین کوئی شخص میرے پاس آتا ہے اوسکی آنکھون پر اثر زنا کا ظاہر ہوتا ہے کیا نہین جانتا کہ
آنکھ کا زنا نظر ہے چاہئے کہ توبہ کرے ورنہ مین اوسکو تعزیر دونگا مینے کہا کیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر وحی
آنی کہا نہین بلکہ بصیرت وبرہان وفراست صادقہ ہے **حکایت** ابو سعید نے کہا ہے مین مسجد الحرام مین گیا ایک فقیر
کو دیکھا دو لنگی پہنے تھا مینے اپنے جی مین کہا یہ اور اسکے سے آدمی لوگون پر بوجھ ہین لوگون پر اوسنے جبھے پکا کر کہا واللہ یعلم خائنۃ
الاعین وما تخفی الصدور مینے چپکے سے دلمین ہنستا نظر پڑ ہی اوسنے پکار کر کہا وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ پھر غائب
ہوگیا مینے اوسکو نہ دیکھا **حکایت** زکریا بن داؤد کہتے ہین ابو العباس بن مسروق پاس ابو الفضل ہاشمی کے گئے
وہ بیمار تھے اور صاحب عیال کوئی سبب اونکی معیشت کا معلوم نہ تھا کہا جب مین اونکے پاس سے اوٹھا مینے اپنے
جی مین کہا یہ آدمی کہانسے کھاتا ہے چلا کر مجھسے کہا ای ابا عباس سر ھذہ الصنعۃ ان نیۃ فان للہ الطافا خفیۃ
حکایت خمرویہ بن عبد اللہ علوی نے کہا ہے کہ مین پاس ابو الخیر تیانی کے گیا اور دل مین ارادہ باندھا کہ فقط
سلام کرونگا اور اونکے گھر مین کچھ نہ کھاؤنگا جب اونکے پاس سے باہر نکلا ناگہان طبق طعام ایک پیچھے سے آنے اور
کہا ای جوان اسدم تو اپنے ارادہ سے باہر ہوگیا اب کھانا کھالے یہ ابو الخیر مشہور کرامات تھے **حکایت** ابو ابراہیم
رقی نے قصد کیا تھا کہ ابو الخیر کے پاس سلام کو جائین نماز مغرب کا وقت آیا ابو الخیر نے سورۂ فاتحہ اچھی طرح برابر نہ
پڑھی مینے اپنے جی مین کہا میرا سفر ضائع ہوا مین سلام کرکے طہارت کے لئے نکلا ایک درندہ نے میرا قصد کیا مین
پھر کر پاس ابو الخیر کے آیا اور کہا کہ درندہ مجھے پھاڑ کھایا چاہتا ہے انھون نے نفس کر ایک چیخ ماری اور کہا کیون

مینے تجھے نہین کہا تھا کہ تو میرے مہمانون کو سست چھوڑکر وہ شیر رستہ سے الگ ہوگیا جب مین پھر کر آیا مجھسے فرمایا اشتغلنا بتقویر الظاہر فخفتم الاسد واشتغلنا بتقویر الباطن فخفنا الاسد ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ		کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ	

حکایات تفرس مشائخ وسماع صوت ہاتف ومقولون کرامات کے خارج از حصر ہین ان حکایات کا کچھ نفع نہین ہے جب تک کہ خود مشاہدہ اوسکا اپنے نفس سے نکرے اور جو اصل کا منکر ہے وہ تفصیل کا بھی منکر ہے لکن وہ دلیل قاطع جسکے انکار پر کسی کو قدرت نہو دوامر ہین ایک رویای صادقہ جس سے انکشاف غائب کا ہوتا ہے اور جبکہ یہ امر خواب مین جائز ٹہیرا تو بیداری مین بھی محال نہوگا کیونکہ سونے اور جاگنے مین فقط فرق سکو دحواس اور عدم اشتغال حواس کا محسوسات سے ہے سو صحبت سے بیدار ایسے خالص ہین کہ بسبب اشتغال بالنفس کے نہ کچھ سنتے ہین نہ دیکھتے ہین دوسرا امر مخبر دینا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے امور مستقبلہ سے چنانچہ قرآن اوسپر مشتمل ہے سو جب یہ بات واسطے نبی کے جائز ہے تو واسطے ولی کے بھی بطور کرامات کے جائز ہوسکتی ہے جو کوئی انبیاء پر ایمان لائیگا اور خواب صحیح کی تصدیق کریگا اوسکو ضرور ہے کہ وہ اس امر کا بھی اقرار کرے کہ دل کے دو دروازے ہین ایک طرف باہر کے اوسکو حواس کہتے ہین دوسرا طرف ملکوت کے اندر دل کے وہ دروازہ الہام ونفث فی الروع کا ہے ؎

صدای شہپر جبریل عشق ہر ساعت		ز جنبش دل پر اضطراب می شنوم	

سو جب آدمی ان دونون امر کا مقر ہوگا تو ممکن نہین ہے کہ حصہ علم کا تعلم ومباشرت اسباب مالوفہ مین کرے بلکہ جائز ہے کہ رستہ اور مجاہدہ ہو غرضکہ عجائب قلب مین سے ایک تردد قلب کا ہے درمیان عالم شہادت وعالم ملکوت کے اسیطرح انکشاف کسی امر کا خواب مین بصورت مثال محتاج تعبیر اور تمثل ملائکہ کا واسطے انبیاء واولیاء کے بصور مختلفہ منجملہ اسرار عجائب قلب کے ہوتا ہے یہ امر لائق نہین ہے مگر ساتھ علم کاشفہ کے ابوسلیمان دارانی کہتے ہین دل بمنزلہ ایک گنبد کے ہے اوسکے اردگرد دروازے ہین سب کے سب بند ہین جو نسا دروازہ کھلا صاحب دل ویسا ہی کام کرنے لگتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ابواب قلب سے کوئی باب طرف ملکوت وملاء اعلی کے بھی کھلتا ہے لکن کھلنا اسکا مجاہدہ وورع واعراض عن شہوات الدنیا سے ہوتا ہے نہ ان امور محسوسات واسہاک فی الدنیا سے ؎

فتح بابی نشد از گردش آرا مارا		بعد ازین گوش برآواز دردل باشم	

باب اوّل بیان مین عجائبات قلب کے

یہان چار لفظ ہین جو ان ابواب مین مستعمل ہوا کرتے ہین ایک لفظ قلب کا ہے اسکے دو معنی ہین ایک گوشت صنوبری شکل جو بائین طرف سینہ کے رکھا گیا ہے یہ ایک خاص پارہ گوشت ہے اسکے اندر تجویف ہے اس تجویف مین سیاہ

خون ہے وہی منبع ومعدن روح کا ہے ہمکو اس دل سے کچھ غرض نہین ہے اس سے تعلق غرض اطبار کا ہے یہ دل ہمہ انسان مین بھی موجود ہوتا ہے بلکہ مردہ کے پاس بھی ہوتا ہے یہ قطعۂ لحم بی قدر ہے عالم ملک وشہادت سے ہے اسکا ادراک حاسۂ بصر سے بہائم کو بھی ہوتا ہے پھر آدمی کا کیا ذکر ہے دوسرے معنی لفظ قلب کے لطیفۂ ربانی روحانی ہے اس لطیفہ کو اس دل جسمانی سے لگاؤ ہے یہی لطیفہ حقیقت انسان ہے اسی کو ادراک علم عرفان ہوا کرتا ہے یہی مخاطب معاقب معاتب مطالب بھی ہوتا ہے سوا اکثر خلق کی عقلین ادراک وحواس علاقہ مین متحیر ہین کیونکہ تعلق اوس لطیفہ کا اس اس لحم صنوبری سے مثل تعلق عرض کے جسم سے اور تعلق وصف کی موصوف سے اور تعلق مستعمل آلہ کی آلہ سے اور تعلق متمکن کے مکان سے ہوتا ہے ۵

ماہیت دو عالم کھاتی پھرے ہے غوطے	یک قطرۂ خون یہ دل بھی طوفان ہے ہمارا

۲ دوسرا لفظ روح ہے اسکے بھی دو معنی ہین ایک جسم لطیف جسکا منبع تجاویف قلب جسمانی ہے اسکا انتشار طرف سائر اجزار بدن کے بواسطۂ عروق ہوتا ہے یہ جب اندر بدن کے چلتی پھرتی ہے تو انوار حیات وحس وبصر وسمع وشم کا فیضان اعضا پر ہوا کرتا ہے جس طرح گھر مین چراغ بلاتے ہین تو اوسکی روشنی ہر گوشۂ گھر مین پہنچتی ہے سو مثال حیات کی ایسی ہے جیسے وہ چمک جو دیوار پر ہو اور مثال روح کی جیسے ایک چراغ ہو اور سریان وحرکت روح کی باطن مین جیسے حرکت چراغ کی بہ تحریک محرک چار دن طرف گھر کے ہوتی ہے اطبار کی مراد روح سے یہی بخار لطیف ہے جسکو حرارت دل کی پکاتی ہے ہمکو اس روح سے کچھ غرض نہین ہے یہ غرض تو اطبار کو ہے دوسرے معنی روح کے یہ ہین کہ روح ایک لطیفۂ عالم ربانی مدرک ہے انسان مین جسکا ذکر معنی قلب مین ہو چکا ہے یہی مراد ہے اس آیۂ کریمہ سے قل الروح من امر ربی سو یہ روح ایک امر عجیب ربانی ہے جسکی درک حقیقت سے ساری عقلین اور فہمین عاجز ہین تیسرا لفظ نفس ہے اسکے بھی دو معنی ہین ایک وہ جو جامع قوت غضب وشہوت ہو مراد صوفیہ کی استعمال اس لفظ سے یہی اصل جامع صفات مذمومہ ہوتی ہے چنانچہ کہتے ہین لا بد من مجاهدة النفس وكسرها اسی طرف اشارہ ہے اس قول مین اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك دوسرے معنی نفس کے وہ لطیفہ ہے جسکا ذکر ہو چکا انسان حقیقت مین وہی لطیفہ ہے لکن متصف ہوتا ہے ساتھ اوصاف مختلفہ کے بسبب اختلاف احوال کے جب نیچے امر کے ٹھہرا اور اوسکا اضطراب بسبب معارضۂ شہوات جاتا رہا تو اوسکا نام نفس مطمئنہ ہوتا ہے قال تعالی فی شان نفس مطمئنہ یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة اور جو معنی اول مین نفس کے اوسکا رجوع طرف اللہ کے متصور نہین ہو سکتا ہے وہ تو اللہ سے دور اور منجملۂ حزب شیطان کے ہے اور جبکہ سکون نفس کا تمام نہین ہوتا ہے لکن مدافعت نفس شہوانیہ کرتا رہتا ہے اور معترض ہوا کرتا ہے تو اوسکا نام نفس لوامہ ہے اسلئے کہ جب اوس سے عبادت مولی مین تقصیر ہوتی ہے تو یہ اوسکو ملامت کیا کرتا ہے قال تعالی ولا اقسم بالنفس اللوامة اور اگر

اسنے اعتراض کرنا چھوڑدیا اور مقتضای شہوات و دواعی شیطان کا تابعدار ہوچکا ہو گیا تو اسکا نام نفس امارہ بالسوء ہے
اللہ پاک نے حال یوسف علیہ السلام یا حال زن عزیز سے خبر دی ہے کہ یوں کہا تھا وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء
اگر یوں کہیں کہ مراد نفس امارہ سے معنی اول نفس ہیں تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نفس بمعنی اول مذموم لذایت ذم ہے اور معنی
ثانی محمود ہے اسلئے کہ وہ ذات وحقیقت انسان ہے اللہ اور سائر معلومات کو جانتا ہے چوتھا لفظ عقل ہے اسکے بھی دو معنی
ہیں ایک یہ کہ مراد اوس سے علم بحقائق امور ہے محل اس علم کا قلب ہے دوسرے یہ کہ مراد اوس سے مدرک للعلوم ہے سو
یہ وہی دل ٹھیرا جسکو لطیفہ کہتے ہیں غرضکہ اس جگہ لفظین تو چار ہیں قلب جسمانی روح جسمانی نفس شہوانی علوم اور معنی
پانچ ہیں یعنی لطیفہ مدرکہ عالمہ من الانسان قرآن وحدیث میں جہاں کہیں لفظ قلب کا آیا ہے مراد وہاں وہ معنی ہوتے
ہیں جو انسان سے سمجھے جاتے ہیں اور اوس سے حقیقت اشیا کی پہچانی جاتی ہے اور کبھی کنایہ اوس دل سے بھی کیا جاتا ہے جو گوشت
سینے کے ہے کیونکہ درمیان اوس لطیفہ اور درمیان اس جسم کے ایک علاقہ خاصہ ہے اسیلئے سہل تستری نے تشبیہ دل
کی ساتھ عرش کے اور تشبیہ سینہ کی ساتھ کرسی کے دی ہے اس سے اللہ کا عرش وکرسی مراد نہیں ہے کہ وہ محال ہے
بلکہ مراد ملکوت دل ہے ف دل اور روح میں اللہ کے لشکر ہیں جنکی حقیقت وتفصیل حد وکہ سوا اللہ کے کوئی
نہیں پہچانتا دل کے دو لشکر ہیں ایک ظاہر کا جسکو ابصار دیکھتے ہیں دوسرا باطن کا جسکو بصائر دیکھتے ہیں دل بمنزلہ بادشاہ
کے ہے یہ لشکر اوسکے خدم واعوان ہیں سو پہلا لشکر دل کا جو آنکھ سے لیکر پاؤں تک ہے آنکھ کان زبان سائر اعضا
ظاہر و باطن ہیں یہ سب خادم ہیں دل کے اور دل کے مسخر ہیں انمیں تصرف اسی دل کا ہے دل ہی اونکو ایسا پھیر کرتا ہے
انکی جبلت طاعت دل پر ہوئی ہے یہ طاقت خلاف وسرکشی کرنیکی دل سے نہیں رکھتے ہیں جسدم دل نے آنکھ کو
حکم دیا کہ کھل جا وہ کھل گئی پاؤں سے کہا حرکت کر وہ متحرک ہو گیا زبان سے کہا بات کر وہ بولنے لگی یہی حال سارے اعضا
کا ہے اعضا وحواس کا مسخر ہونا واسطے دل کے ویسا ہے جیسے ملائکہ مسخر خدا ہیں مجبول ہیں طاعت پر مقدور خلاف کا
نہیں رکھتے ہیں کا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون ان دونوں تسخیر میں اتنا فرق ہے کہ ملائکہ کو علم
اپنی طاعت کا ہوتا ہے اور اعضا اپنے فعل سے بیخبر ہیں دل کو حاجت اس لشکر کی اسلئے پڑی ہے کہ اوسکو طرف اللہ
کے سفر کرنا اور لقاء اللہ کے لئے قطع منازل کرنا ہے تو اب سفر میں مرکب وزاد درکار ہوا سو مرکب دل کا بدن ہے اور زاد
راہ اوسکا علم ہے اور وہ اسباب جنسے یہ زاد راہ آتا ہے اور تزود ممکن ہوتا ہے عمل صالح ہے اور پہنچانیوالا اللہ تک
نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ بدن ساکن نہ ہو اور دنیا سے تجاوز نہ کر جائے ۵

بی فنای خود میسر نیست دیدار شما		می فروشد خویش را اول خریدار شما	

قرب کی منزل کو طے کر لیتے ہیں تب کہیں دور کی منزل تک پہنچنا ہوتا ہے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ سو یہ دنیا ایک
منزل ہے منازل رہ سے دوسرا لشکر جو ابصار سے نظر نہیں آتا حواس خمسہ اور اونکے مکانات باطنہ ہیں جیسے سمع

وبصر وشم وذوق ولمس اور حسّ مشترک وتخیل وتفکر وتذکر وحفظ یہ سارے قوٰی لشکر باطن ہے ف غضب وشہوت دو لشکر ہین کبھی یہ سے تابعدار فرمان بردار بادشاہ دل کے ہوجاتے ہین تو اوسکی مدد طریقۂ مسلوکہ پر اچھی طرح سے بحسن مرافقت کرتے ہین اور کبھی باغی ومتمرد ہنکر عاصی ہوجاتے ہین یہانتک کہ دل کو اپنا مملوک وغلام بنالیتے ہین اسی مین وہ اوس سفر مقصود سے منقطع ہوکر ہلاک ہوجاتا ہے ایک لشکر دل کا اور ہے جسکو علم وحکمت وتفکر کہتے ہین دل کو چاہیے کہ اس لشکر سے اون دونون لشکر پر مدد لے کیونکہ وہ حزب شیطان سے جاملتے ہین سو اگر دل نے اس لشکر سوم سے استعانت نہ کی اور لشکر غضب وشہوت اوسپر مسلط ہوگیا تو سمجھو کہ یقیناً ہلاک ہوا اور خسران مبین مین پڑا اکثر خلق کی یہی حالت ہے کہ اونکی عقلین استنباط حیل مین واسطے قضاء شہوت کے مسخر شہوات ہین سالانکہ لائق یہ تھا کہ شہوات مسخر انکی عقلون کی ہوتی سو یہ سب امور جنکا ذکر ہوا اللہ نے سارے حیوانات کو بھی عطا کئے ہین حواس ظاہرہ وباطنہ مع شہوت وغضب کے بہائم کو بھی دئے ہین یہانتک کہ بکری گرگ کو آنکھ سے دیکھکر عداوت اوسکی اپنے دل سے جان لیتی ہے یہی ادراک باطن ہے پھر وہ چیز جسکے ساتھ دل انسان کا مختص ہے وہ کیا ہے جسکے سبب سے اوسکو علم شرف واہلیت قرب من اللہ کی حاصل ہوتی ہے سو وہ چیز علم وارادہ ہے مراد علم سے معلوم کرنا امور دنیویہ واخرویہ وحقائق عقلیہ کا ہے یہ امور ادراک محسوسات مین انمین مشارکت حیوانات کی ساتھ انسان کے نہین ہوتی ہے بلکہ علوم کلیہ ضروریہ خواص عقل سے ہین اور مراد ارادہ سے یہ ہے کہ جب عقل سے ادراک عاقبت الامر کا اور طریق صلاح کا اوس امر مین کرلیتا ہے تو اوسکی ذات مین ایک شوق طرف مصلحت وتعاطی اسباب صلاح کے اوٹھتا ہے سو یہ ارادہ سوای ارادۂ شہوت وارادۂ حیوانات کے ہوا کرتا ہے غرضکہ دل انسان کا مختص ہے ساتھ علم وارادہ کے سارے حیوان اس سے علیحدہ ہوتے ہین بلکہ بچہ انسان بھی اول فطرت مین کیونکہ حدوث اسکا بعد بلوغ کے ہوتا ہے رہی شہوت وغضب وحواس ظاہر وباطن سو یہ صبی مین بھی موجود ہوتی ہین اسی مقام مین منازل علماء وحکماء وانبیاء واولیاء اسکے متفاوت متبائن ہین اور درجات ترقی کے نامحصور ہین کیونکہ معلومات خدا کی نہایت نہین ہے اقصی رتبہ نبی کا ہوتا ہے کہ اوسکو کشف جملہ حقائق یا اکثر حقائق کا بغیر اکتساب وتکلف کے ہاتھ آتا ہے وہ کشف منجانب خدا سریع وقت مین ہوا کرتا ہے اس سعادت کی وجہ سے بندہ اپنے رب سے قریب ہوجاتا ہے یہ قرب معنیً وحقیقۃً وصفۃً ہوتا ہے نہ قرب مکان ومسافت ومراقی ھذہ الدرجات ھی منازل السائرین الی اللہ تعالی ولاحصر لتلک المنازل جو مزایا می لطف ورحمت اللہ نے اپنے انبیاء واولیا پر مفتوح کئے ہین اونکو کوئی شخص نہین پہچان سکتا ہے ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لھا یہ رحمت طرف اللہ کے بحکم جود وکرم بلا تخلل ہر کسی کے لئے مبذول ہے لکن ظہور اس رحمت کا اون لوگون مین ہوتا ہے جو اپنے نفحات رحمت کے کہتے ہین کما قال صلعم ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لھا سو یہ تعرض یون ہوتا ہے کہ تطہیر وتزکیہ قلب کا اوس خبث وکدورت سے کرے جو اخلاق ذمیمہ سے حاصل ہوئی ہین

اسی طرف اشارہ ہے اس حدیث مین من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا برتن جب پانی سے لبریز ہوتا ہے تو اسمین ہوا نہین گھستی اسی طرح جو دل مشغول بغیر اللہ ہین اونکے اندر معرفت جلال خدا کی داخل نہین ہوتی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لولا ان الشیاطین یحومون علی قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السماء اس تقریر سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ خاصیت انسان یہی علم وحکمت ہے اشرف انواع علوم علم باللہ وصفاتہ وافعالہ ہے سارا کمال انسان کا اسی علم سے ہے اس علم کے کمال مین اوسکی سعادت وصلاحیت ہے واسطے جوار حضرت جلال وکمال کی بدن مرکب ہے نفس کا نفس محل ہے علم کا علم مقصود وخاصیت انسان ہے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے گھوڑا اور گدھا قوت بار برداری مین شریک یکدیگر ہے لیکن گدھا گھوڑی سے ساتھ ایک خاصیت کے مختص ہے وہ کثرو فرحسن ہیئت ہی گویا خلقت اسپ کی اسی خاصیت کے لئے ہوئی ہے اگر یہ خاصیت اوسمین نہو تو پھر وہ پستی رتبہ خر مین آگرے اسی طرح انسان کئی امور مین مشارک اسپ وخر کا ہے لکن بسبب اپنی خاصیات کے اونسے جدا ہے سو وہ خاصیات اسکی صفات ملائکہ مقربین ہین انسان ایسے رتبہ پر ہے جو دیگر حیوان بہائم وملائکہ کے ہے کیونکہ اس حیثیت سے کہ غذا ونمو رکھتا ہے نبات ہے اور اس حیثیت سے کہ حس وحرکت کرتا ہے حیوان ہے اور اس حیثیت سے کہ قد وقامت والا ہے مثل ایک صورت منقوش علی الجدار کے ہے رہی خاصیت اوسکی سو معرفت حقائق اشیاء ہے جسنے اپنے اعضاء وقوی سے استکمالات علوم وعمل پیدا کئے وہ مشابہ ملائکہ ہوا لائق اسکے ہے کہ اوسکو فرشتہ اور ربانی کہین اور جسنے ہمت اپنی مصروف طرف اتباع لذات بہیمیہ کے کی وہ مثل انعام کے چارہ کھانے لگا وہ پستی افق بہائم مین آگرا اب وہ یا تو مثل گاو کے احمق ہوگا یا مثل چوک کے مریض یا مثل سگ وگربہ کے کاٹنے والا یا مثل اونٹ کے کینہ پرور یا مثل چیتے کے شکم پرور یا مثل لومڑی کے دغاباز اور اگر جامع ہے ان سب اوصاف کا تو مثل شیطان سرکش کے ہوا حالانکہ انسان مین کوئی ایسا عضو یا حاسہ نہین ہے جس سے استفادت طریق وصول الی اللہ پر نہو سکے فمن اسبتعملہ فیہ فقد فاز ومن عدل عنہ فقد خسر وخاب

ساری سعادت اس باب مین یہ ہے کہ مقصد اسکا لقاء اللہ اور مستقر اسکا دار آخرت اور منزل اسکی دنیا اور مرکب اسکا بدن اور خدم اسکے اعضا ہون اور یہ اپنے وسط مملکت مین جسکو دل کہتے ہین مثل بادشاہ کے بیٹھ کر حکمرانی کرے جب ایسا کریگا تو موفق سعید شاکر نعم الہی ٹھہریگا اور اگر ایسا نکریگا بلکہ مراعات مین اعداء شہوت وغضب وسائر حظوظ کے رہیگا تو غدول شقی کافر نعمت ہو جائیگا حضرت نے فرمایا ہے ان فی القلب مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب اور کعب احبار نے کہا ہے الانسان عیناہ ھادیاہ واذناہ قمعہ ولسانہ ترجمانہ ویداہ جناحان ورجلاہ بریدان والقلب منہ ملک فاذا طاب الملک طابت جنودہ عائشہ نے سنکر کہا ھکذا سمعت رسول اللہ صلعم ف اصل خلقت وترکیب انسان مین چار چیزین رکھی گئی ہین ایک صفت سبعیہ دوسری صفت بہیمیہ تیسری صفت شیطانیہ چوتھی صفت ربانیہ سو آدمی اس حیثیت سے کہ اوسپر غضب مسلط کیا گیا ہے کام

ف ۱۲ منہ

درندون کے سے کرتا ہے جیسے عداوت وبغض اور ہجوم لانا کسی پر ساتھ ماریپٹ وگالی گفتہ کے اور اس حیثیت سے کہ اوسپر تسلط شہوت کا ہے کام بہائم کیسے کرتا ہے جیسے حرص وشرہ وشبق وغیرہا اور اس حیثیت سے کہ وہ فی نفسہ ایک امر ربانی ہے کما قال تعالیٰ قل الروح من امر ربی اپنے لئے مدعی ربوبیت کا ہوتا ہے استیلا واستعلا وتخصیص واستبداد جملہ امور وتفرد بالریاسۃ اور انسان کو رتبہ عبودیت وتواضع سے دوست رکھتا ہے اور چاہتا ہی کہ سارے عدم پر طلع ہو جائے سو یہ سب اوصاف ربوبیت کے ہین انسان مین ان اوصاف کی حرص ہوا کرتی ہے اور اس حیثیت سے کہ باوجود مشارکت بہائم کے غضب وشہوت مین بہائم سے ممتاز ہے ایک طرح کی اوسمین شیطانیت آجاتی ہے شریر ہو کر استعمال تمیز کا استنباط وجوہ شر مین کرکے مکر وحیلہ وخداع سے توصل طرق اغراض کے کرتا ہے اور معرض خیر مین اظہار شر کا کرنے لگتا ہے سو یہ اخلاق شیاطین کے ہین ہر انسان مین ایک شائبہ ان اصول اربعہ کا ضرور ہوتا ہے سو ان چارون کا مجمع دل ہے گویا انسان کی کھال مین خنزیر وکلب وشیطان وحکیم جمع ہین خنزیر شہوت ہے کلب غضب ہے انسان کے باطن مین غضب کتے کا حرص ہوکے ہوتی ہے یہ خنزیر باطن اوسکو طرف نشا روسنکر کے بلاتا ہے اور یہ کلب داعی طرف ظلم و ایذا کے ہوتا ہے شیطان کا کام یہ ہے کہ وہ شہوت خنزیر وغیظ سبع کو ابھارتا ہے عقل جو بمنزلہ حکیم کے ہے وہ کید و مکر شیطان کو دفع کرتی ہے بصیرت نافذہ اور نور رحمان سے کشف تمہیس ابلیس کرکے حرص کو اس خنزیر کے بتسلیط کلب توڑتی ہے کیونکہ غضب سے سورت شہوت کے تمکن ہوجاتی ہے اور ضراوت کلب کو بتسلیط خنزیر دفع کرتی ہے کلب نچنے اوسکی سیاست کے مقہور ہوجاتا ہے سو اگر ایسا کیا تو امر مستقیم ہوا اور اعمال جملگت بدن مین ظاہر ہوا اور صراط مستقیم پر چلنے لگا اور اگر قوے سے انکے عاجز آیا تو وہ اسکو مقہور ومغلوب بنا لیتے ہین یہ ہمیشہ حیلے نکالا کرتا ہے اور فکر مین توفیق کیا کرتا ہے تاکہ سور کا پیٹ بھرے اور کتے کو ابھی کرے پس ہمیشہ یہ عبادت کلب وخنزیر مین رہا کرتا ہے وھذا حال اکثر الناس فھما کان اکثرھمتھم الہزل والفرج ومنافسۃ الاعداء والتعجب منہ انہ ینکر علی صبدۃ الاصنام سیادۃ المجالۃ ودکشف القناع وکوشف بحقیقۃ حالہ امامی الیوم واما فی یقظۃ لرأی نفسہ مائلا بین یدی خنزیر ساجدا لہ مرۃ مرۃ اگر اخیر اور اسکی اس سعی سے شیطان کو مسرت حاصل ہوتی ہے کیونکہ مہیج خنزیر وکلب کا اور باعث اونکا اسکے استخدام پر یہی تھا تو گویا اس وجہ سے یہ عابد شیطان ہوجاتا ہے اسلئے بندہ کو چاہیے کہ مراقب اپنی حرکات وسکنات ونطق وقیام وقعود کا رہے جب یہ عین بصیرت سے نظر کریگا اور منصف مزاج ہوگا تو دیکھیگا کہ سعی اوسکی طول نہار انہین کی عبادت مین ہے اور یہ غایت ظلم ہے کیونکہ اوسنے مالک کو مملوک اور رب کو مربوب اور سید کو خدام اور قاہر کو مقہور کردیا ہے مستحق سیادت وقہر وتسلط کی فضل تھی سو وہ انکی خدمت مین مسخر ہوگئے لاجرم اطاعت سے ان تینون کے نوبت طبع وتین کی آئی جو ملک ومیت قلب ہین طاعت سے خنزیر شہوت کی صفت وقاحت وخبث وتبذیر وتقتیر وریا وہلکہ ومجانت وعبث وحرص وشبع وعلق وحسد وحقد وشماتت وغیرہا کی صادر ہوتی ہے اور طاعت کلب غضب سے صفت تہور وبذالت وبذخ وصلف

واستشاطت وتکبر وعجب واستہزاء واستخفاف وتحقیر خلق وارادۂ شر وشہوت ظلم وغیرہا کا انتشار طرف سفل کے ہوتا ہے یہی طاعت شیطان کی بطاعت شہوت وغضب سواوس سے صفت مکر وخداع وحیلہ ودہا ودجرأت وتلبیس وتقریب وخب وختا واشتالہا کی حاصل ہوتی ہے اور اگر اس امر کو عکس کردے اور سب کو نیچے سیاست صفت ربانیہ کے مقہور کرے تو دل مین صفات ربانیہ مستقر ہوجائین جیسے علم وحکمت ویقین واحاطہ بحقائق اشیاء ومعرفت ماہیات اشیاء واستیلاء سب پر بقوت علم وبصیرت واستحقاق تقدم علی الخلق بوجہ کمال وجلال علم پھر عبادت شہوت وغضب سے مستغنی ہوجائے اور صفات شریفہ کا انتشار طرف دل کے اور ردّ اوسکا طرف حد اعتدال کے آجائے جیسے عفت قناعت ہدو زہد وورع تقوی انبساط حسن ہیئت حیا طرف مساعدت واستالہا یہ حالت ضبط خنزیر شہوت سے حاصل ہوتی ہے اور ضبط وقہر غضب اور ردّ غضب سے طرف حد واجب کے صفت شجاعت وکرم وسخاوت وضبط نفس وصبر وحلم واحتمال وعفو وثبات وتیقل وشہامت ووفا وغیرہا حاصل ہوتی ہے دل حکم مین ایک آئینہ کے ہے جسکو ہر طرف سے یہ امور مؤثرہ گھیرے ہوئے ہین آثار محمودہ سے آئینۂ قلب کو جلاء واشراق ونور وضیا حاصل ہوتا ہے یہانتک کہ اوسمین حق جلی چمکنے لگتا ہے اور حقیقت امر مطلوب فی الدین کے منکشف ہونے لگتی ہے اسی دل کی طرف حضرت نے اشارہ کیا ہے اذا اراد اللہ بعبد خیرا جعل لہ واعظا من قلبہ **وقولہ صلعم** من کان لہ من قلبہ واعظ کان علیہ من اللہ حافظ اسی دل مین ذکر جگہ پکڑ لیتا ہے **قال تعالی** الا بذکر اللہ تطمئن القلوب رہے آثار مذمومہ سو وہ مثل اندھیرے دھوئین کے ہین جس سے آئینۂ دل پر زنگ آجاتا ہے یہانتک کہ وہ بالکل تاریک ہوکر اللہ سے حجاب مین پڑجاتا ہے اسی کو طبع ورین کہتے ہین **قال تعالی** کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون **وقال تعالی** ان نشأ ننزل علیہم من السماء آیۃ فظلت اعناقہم لہا خاضعین سو جس طرح عدم سماع کو مربوط بطبع کیا ہے اسی طرح سماع کو مربوط بتقوی فرمایا ہے **قال تعالی** فاتقوا اللہ واسمعوا پس جبکہ تراکم ذنوب کا ہوتا ہے تو قلب مطبوع ہوجاتا ہے جب مطبوع ہوا تو دل ادراک حق وصلاح دین سے اندھا ہوکر امر آخرت کو خوار اور امر دنیا کو معظم سمجھنے لگتا ہے پھر جب کان مین کوئی امر آخرت کا یا جو اخطار آخرت مین ہین اونمین سے کوئی خطر آتا ہے تو اس کان سے داخل ہوکر اوس کان سے باہر نکل جاتا ہے دل مین نہین ٹھہرتا اور نہ دل کو طرف توبہ وتدارک کے جنبش دیتا ہے **اولئک الذین یئسوا من الاخرۃ کما یئس الکفار من اصحاب القبور** یہی معنی ہین دل کے سیاہ ہوجانیکے جسکا ذکر قرآن وسنت مین آیا ہے **قال تعالی** ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون اس آیت مین خبر دی ہے اس بات کی کہ جلاء وابصار قلب کا حصول ذکر سے ہوتا ہے اس ذکر پر قدرت نہین ہوتی ہے مگر اہل تقوی کو تقوی باب ذکر کا ٹھیرا ذکر باب کشف کا ہے کشف باب ہے فوز اکبر کا فوز لقاء اللہ تعالی کا ہے **ف** ہر دل اصل فطرت مین صالح معرفت حقائق ہوتا ہے اسلئے کہ ایک امر ربانی شریف ہے وہ اس خاصہ کے ساتھ سائر جواہر عالم سے جدا ہے والیہ الاشارۃ **بقولہ تعالی** انا عرضنا الامانۃ علی السموت والارض

والجمال ثابتین ان یحملهما واشفق منها وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا لکن نافع اوسکو وصل سے طرف

اس معرفت کے اسباب خمسہ ہین جنکا ذکر آئیگا قال صلعم کل مولود یولد علی الفطرۃ الحدیث اور مراد طاعات و

اعمال جوارح سے ہین تصفیہ وتزکیہ وجلاء قلب ہے پس بیشک قد افلح من زکاها اور مراد تزکیہ دل سے حاصل ہونا ایمان کا

اندر دل کے ہے یعنی جیسا نور معرفت کا دھوالمراد بقولہ تعالی افمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام و

قولہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ لکن اس تجلی وایمان کے تین مراتب ہین ایک ایمان عوام

کا ہے یہ ایمان تقلیدی محض ہے دوسرا ایمان متکلمین کا ہے یہ ایک طرح کی استدلال سے ممزوج ہوتا ہے اسکا درجہ قریب درجہ ایمان

عوام کے ہے تیسرا ایمان عارفین کا ہے وہ مشاہدہ نور یقین ہوتا ہے سو پہلی رتبہ والی اوائل رتب اصحاب الیمین میں سے

ہین نہ مقربین میں سے کیونکہ اس ایمان مین کشف وبصیرت وانشراح صدر نور یقین نہین ہوتا ہے اور جمع مین خطا ممکن ہے اور

دوسرے ایمان والے جنکا ایمان ممزوج بدلیل ہے اوسمین بھی امکان خطا کا ہے تیسرا ایمان معرفت حقیقی ومشاہدہ یقینی ہے

یہ مشاہدہ ہے ساتھ معرفت مقربین وصدیقین کے انکے ایمان مین ایمان عوام ومتکلمین کا مخلوط نہین ہے یہ جمع ممتاز ہین اونسے

ساتھ یقین کے جسکے ہمراہ امکان خطا کا محال ہے ہان انکے ایمان مین تفاوت مراتب کا بمقدار علوم ودرجات کشف ہوتا ہے

واللہ اعلم ف دل اپنی طبیعت سے استعداد قبول حقائق ومعلومات کی رکھتا ہے لیکن جو عاقل ہین اونکو تین قسم کے

ہوتے ہین عقلی وشرعی مراد ہماری عقلی سے وہ علوم ہے جو مقتضای غریزت وطبیعت عقل ہے اور تعلیم وسماع سے نہین ملتا ہے

اور مراد شرعی سے وہ علوم دینیہ ہین جو بطریق تقلید کے انبیاء علیہم السلام سے لئے جاتے ہین یہ علوم کتاب وسنت وفہم

معانی قرآن وحدیث سے بعد سماع کے حاصل ہوتا ہے صفت وسلامتی دل کا کمال اوسکو ہے جو اوسکو ان علوم کے ساتھ

ہوتا ہے علوم عقلیہ سلامت قلب مین کفایت نہین کرتے ہین بلکہ والوطن محل تقلید ہے کہ ہمارا اعتقاد ہے

بالکلیہ جاہل ہے اور کتنی ہماتہ مجرد عقل کے انوار قرآن وسنت سے غرور سے بیبلی ہوتا ہے کہ ایسے فرزانہ

اچھا نہین ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جامع بین الاضدین ہو علوم عقلیہ دو طرح کے ہوتے ہین ایک دنیاوی جیسے علم طب وحساب

وہندسہ ونجوم وسائر حرف وصناعات دوسرے اخروی جیسے علم احوال قلب وآفات اعمال اور علم ذات وصفات و

افعال الٰہی یہ دونون علم باہم منافات رکھتے ہین جو شخص انمین سے کسی ایک مین تعمق کریگا وہ بسبب دوسرے علم

سے غالبا قاصر رہیگا علی مرتضی نے دنیا وآخرت کی تین مثالین بیان کی ہین ایک یہ کہ مثل پہلے اور دوسرے

کے مانند مشرق ومغرب کے ہین تیسری یہ کہ مثل دو سوتنون کے ہین جب ایک راضی ہوگی تو دوسری خفا ہو جائیگی

اسی لئے جو لوگ امور دنیا مین بڑے ہوشیار ہوتے ہین وہ امور آخرت مین بڑے جاہل ہوتے ہین اور جو

لوگ دقائق علوم آخرت مین ہوشمند ہوتے ہین وہ اکثر علوم دنیا مین جہال ہوتے ہین کیونکہ قوت عقل کی دونون امر کے

لئے غالبا وافی نہین ہوتی ہے ایک کمال بالغ ہوتا ہے کمال سے دوسرے امر مین ولہذا حضرت نے فرمایا ہے

ان اکثر اھل الجنۃ البلہ مراد بلاہت ہے امور دنیا مین جسنے کہا ہے لقد ادرکنا اقواما لو رایتموھم لقلتم مجانین
و بوادر کو کم لقالوا اشیاطین و لہذا اللہ نے فرمایا ہے ان الذین لا یرجون لقاءنا و رضوا بالحیاۃ الدنیا و اطمانوا
بھا و قال تعالی یعلمون ظاھرا من الحیاۃ الدنیا و ھم عن الاخرۃ ھم غافلون و قال تعالی فاعرض
عمن تولی عن ذکرنا و لم یرد الا الحیاۃ الدنیا ذلک مبلغھم من العلم سو جمع و میان کمال استبصار کے
مصالح دنیا و دین مین قریب ہے کہ میسر نہو مگر اوسی شخص کو جسکو اللہ نے واسطے تدبیر معاش و معاد عباد کے راسخ فرمایا ہی
و ھم الانبیاء المؤیدون بروح القدس المستدون من القوۃ الالھیۃ التی تنسم بجمیع الامور و لا
تضیق صفحاوا ما قلوب سائر الخلوق انھا اذا استقلت بامر الدنیا انصرفت عن الاخرۃ و قصرت عن الاستکمال
فیھا **ف** جو چیز دل مین بندہ کے بغیر کسی حیلہ و تعلم و اجتہاد کے پڑتی ہے اگر بندہ نے نہ جانا کہ وہ چیز کیونکر آئی اور کدہر سے
آئی ہے تو اوسکا نام الہام و نفث فی الروع ہوتا ہے اور اگر بسبب اوسکی آمد کا جان لیا اور جس فرشتے نے وہ چیز اسکے
دل مین ڈالی ہے اوسکو دیکھ لیا تو اوسکا نام وحی ہوتا ہے یہ وحی مختص ہے ساتھ انبیاء کے جس طرح کہ الہام مختص ہے
ساتھ اولیاء و اصفیاء کے اور جو چیز بطور کسب کے حاصل ہوتی ہے اور استدلال سے پہچانی جاتی ہے اوسکو اعتبار و استبصار
کہتے ہین اسکا اختصاص ساتھ علما کے ہوتا ہے بات یہ ہے کہ دل مین اس امر کی استعداد یفت
حق کی ساری اشیاء مین ہے وہ اوسپر کھل جائے لکن موانع درمیان اس دل اور میان لوح محفوظ کے
مثل ایک پردہ کے حائل ہوگئی ہین وہ پانچ چیزین جنکے سبب سے صورت آئینہ مین نظر نہین آتی ہے یہ ہین ایک
نقصان صورت کا جیسے نوم یا قبل شکل و تخیل کے ہوتا ہے دوسرے خبث و زنگ کہ وہ صورت اوس لوح پر تمام الشکل
ہوتی ہے الگ ہونا اوسکا جہت صورت سے جس طرح کوئی شے پس پشت آئینہ ہو جو تھے ہونا حجاب کا درمیان آئینہ و
صورت کے پانچوین جاہل ہونا اوس جہت سے جسمین کہ وہ صورت مطلوبہ ہے اسی طرح حال دل کا ہے کہ وہ بسبب
انھین امور خمسہ کے علم سے خالی رہجاتا ہے ایک نقصان فی الذات جیسے دل بچہ کا کہ کوئی شے معلومات مین سے اوسکے
بسبب نقصان ذات کے منجلی نہین ہوتی ہے دوسری کدورت معاصی کی کہ کثرت شہوات سے دل پر تراکم خبث
کا ہوجاتا ہے گناہ تہ بتہ بکہ صفائی دل کی نہین ہونے دیتی حدیث مین آیا ہے جسنے گناہ کیا اوسکے پاس سے
عقل چلی گئی اب وہ پھر نہ آئیگی تیسرے عدم دل کرنا ہے جہت مطلوب سے دل مطیع صالح کا اگرچہ صاف ہوتا ہے
لکن اوسمین جو وہ حق کا اسلئے نہین ہوتا ہے کہ وہ طالب حق نہین ہے نہ اوسکا دل مقابلہ مین آئینہ حق کے پڑا ہے بلکہ
فکر اوسکی تفصیل طاعات بدنیہ یا تحصیل اسباب معیشت مین رہتی ہے کچھ تامل حضرت ربوبیت و حقائق الہیت مین نہین
کرتے اسلئے اوسپر فقط وہی چیز منکشف ہوتی ہے جسمین وہ متفکر و متامل رہتا ہے جیسے دقائق آفات اعمال و خفایا
عیوب نفس کے پھر جب شخص متفکر فی الطاعات انکشاف جلیۃ الحق سے ممنوع ٹھیرا تو اوس شخص کا جسکی ساری

فکر و ہمت نہ ی شہوات و لذات دنیا مین ہے کیا ذکر ہے جو شے آجاتا ہے حجاب کا شخص مطیع قاہر شہوات پر جو کشف جلیۃ الحق کا نہین ہوتا ہے سو اسلیے کہ وہ بچپن سے مثلاً ایک اعتقاد پر بسبب تقلید جما ہوا ہے اور حسن ظن سے اوس اعتقاد کو قبول کر رکھا ہے اب دل کو خلاف اوس ظاہر تقلید کے کچھہ انکشاف نہین ہوتا وھذا ایضا حجاب عظیم بہ حجب اکثر المتکلمین والمتعصبین للمذاھب بل اکثر الصالحین المتفکرین فی ملکوت السموات والارض لانھم محجوبون باعتقادات تقلیدیۃ جمدت فی نفوسھم ورسخت فی قلوبھم وصارت حجابا بینھم وبین درک الحقائق بالیقین جہل ہے ساتھہ اوس جہت کے جس سے اطلاع مطلوب پر ہاتھہ آتی ہے سہلا طالب علم کو یہ کہان ممکن ہے کہ وہ مجہول سے طلب علم کی کرے جب تک کہ تذکر بعلوم نکرے فھذہ ھی الاسباب المانعۃ للقلوب من معرفۃ حقائق الامور والافکل قلب فھو بالفطرۃ صالح لمعرفۃ الحقائق سو جسطرح یہ حجاب جو کہ درمیان دو آئینہ کے ہوتا ہے کبھی ہاتھہ سے دور ہوجاتا ہے اور کبھی ہوا چلنے سے اسی طرح جب ہوا لطف خدا کی چلتی ہے تو وہ دل کی آنکہ سے پردہ اوٹھا دیتی ہے کبھی خواب مین علوم آئندہ کا معلوم ہوجاتا ہے اور کبھی بیداری مین کہ پردہ غیب کے پیچھے سے مثل برق خاطف کے کوئی شے دل مین چمک جاتی ہے اور پورا حجاب تو جب ہی اوٹھے گا کہ موت آئیگی اوسوقت کشف خوب بخوبی ہوجائیگا ابھی تو لوگ سوتے ہین جب مرینگے تب جاگینگے غرضکہ الہام اکتساب سے نفس علم مین جدا نہین ہے مگر فقط جہت زوال حجاب سے کیونکہ یہ کچھہ بندہ کے اختیار مین نہین ہے اسی طرح وحی والہام مین فقط یہ تفرقہ ہے کہ وحی مین مشاہدہ فرشتہ کا ہوتا ہے اور الہام مین نہین ہوتا ہے دلون مین حصول علوم تو دونون مین ملائکہ کے ہوتا ہے والیہ الاشارۃ بقولہ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء ف اسی جملہ سے سیل جذبات صوفیہ کا طرف علوم الہامیہ کے زیادہ ہوتا ہے نہ طرف علوم تعلیمیہ کے انہون نے بعوض شغل اقاویل زید وعمر کے مجاہدہ و محو صفات مذمومہ و قطع علائق کو اختیار کیا ہے اور ساتھہ کمہ ہمت کے اللہ پر توجہ ہوگئے ہین قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون وتبتل الیہ تبتیلا سو جب کسی بندہ کا یہ حال ہوجاتا ہے تو خود اللہ اوسکے دل کا متولی ہوکر اوس دل کو انوار علوم سے روشن کردیتا ہے اور سر حکمت برسنے لگتی ہے دل مین نور معرفت کا چمکنے لگتا ہے سینہ کھل جاتا ہے تمام ملکوت منکشف ہونے لگتا ہے پردہ غرور کا بلطف رحمت الہی چہرہ دل سے اوٹھہ جاتا ہے تعلق اسوالیہ کے اوس دل مین درخشان ہوجاتے ہین بندہ کے ذمہ پر اسی قدر لازم ہے کہ وہ واسطے نرمے تصفیہ و اصفا رحمت کے ساتھہ سچے ارادہ اور تشنگی تمام و انتظار دوام فتح رحمت کے مستعد و طیار ہوجائے انبیا و اولیا پر جو کشف ام ہوا اور اونکے سینون مین نور بہر گیا وہ کچھہ تعلم و دراست کتب سے نہین آیا بلکہ اونہون نے دنیا مین زہد کیا تھا اور سارے علائق دنیا سے بیزار ہوگئے تھے اور دل کو شواغل دنیا سے بالکل خالی کر ڈالا تھا اور کمہ ہمت سے اللہ پر

متوجہ ہوگئے تھے من کان للہ کان اللہ لہ انکا زعم یہ ہے کہ دل ایسا ہو جسکے سامنے وجود و عدم ہر شے کا برابر ہو جائے
اور سوا اللہ کے کوئی شے دل میں خطور نکرے خلوت میں یہانتک زبان سے اللہ اللہ رہے کہ دل ذاکر ہو جائے اور صورت
لفظ و حرف کی باقی نہ رہے نہ صرف کلمہ کے دل میں حاضر رہا جائیں بندہ کو استجلاب رحمت کا اختیار رہے وہ اس
حالت بیانیسے متواتر نفحات رحمت ہو کر منتہی فتح رحمت الہی ہو جاتا ہے پھر شہوات اوسکو طرف اپنے نہیں کھینچتی
ہیں اور نہ مدت نفس اوسکو شاغل ذکر سے ہوتے ہے تب کہیں اوسکے دل پر اوسع حق جھکنے لگتے ہیں اتنا ضرور ہے
کہ اول اول خاطف کے ہوتا ہے پھر تدریج سیر لگتا ہے تھوڑی دیر تک یا زیادہ مدت تک پہ منازل اولیا
کے اس پایہ میں لا شخصی ہیں کوئی شخص یہ چاہے کہ میں کسب و حراثت کو ترک کردوں اور میرے ہاتھہ خزانہ
آجائے تو یہ چیز یہ بات ممکن ہے لکن نہایت بعید ہے اسی لئے یہ کہا ہے کہ پہلے حاصل کرنا اوس علم کا ضرور ہے
جو علما نے حاصل کیا ہے اول اوسکو سمجھ لے پھر اگر منتظر اوس شے کا رہے جو سارے علما کو منکشف نہیں ہوئی ہے تو کچھہ ڈر
نہیں کہ یہ انکشاف بدون حصول علم کے مجاہدہ سے میسر آسکتا ہے اگر توفیق الہی رفیق طریق ہو جائیگی غزالی رح نے
فرق ان دونوں مقام کا یعنے عمل علما اور عمل اولیا کا مثال محسوس سے بیان کیا ہے ایک مثال یہ لکھی ہے کہ
علما اکتساب و اجتلاب علوم کا طرف دل کے کیا کرتے ہیں اور اولیا جلا و تطہیر قلب و تصفیہ دل و تصقیل فواد میں لگے
رہتے ہیں **حکایت** اہل چین و اہل روم نے سامنے ایک بادشاہ کے اپنے اپنے حسن صناعت نقش و صور پر فخر
کیا اوسکے دل میں آیا کہ ایک جانب انکو اور ایک جانب اونکو دیکر ہر ایک کی کارستانی دیکھنا چاہئے اوسنے میں ایک
ایسا پردہ ہو کہ ایک کے کام کی دوسرے کو خبر نہ ہو چنانچہ ایسا ہی کیا اہل روم نے طرح طرح کے رنگ جمائے چین والے
بے رنگ رہے اپنے جانب کو خوب جلا و صیقل کرتے رہے جب اہل روم نے کام کر لیا اہل چین نے کہا ہم بھی اپنا کام
کر چکے بادشاہ کو حیرت ہوئی کہ انہوں نے کیسا نقش بنایا جسمیں ضرور رنگ کی نوع ہوئی پوچھا تو کہا کہ آپکو اس سے کیا غرض
ہے پردہ اوٹھا کر دیکھئے جونہی پردہ اوٹھایا سارے نقش و صور اہل روم کے جانب چین میں بسبب جلا و صیقل کے معلوم ہونے
لگے بلکہ چمک دمک انکی جانب زیادہ تر تھی اسنے کہا جلا و صیقل سے اس جانب کو مثل آئینہ کے کر دیا تھا غرضیکہ سعادت ابدی
بدون علم و معرفت کے نہیں ملتی ہے اس سعادت میں بعض لوگ بعض سے اشرف ہوتے ہیں جسطرح تونگری میں مال
کی ضرورت ہوتی ہے تو تھوڑے روپیہ والا بھی غنی کہلاتا ہے اور جسکے پاس بڑا خزانہ ہے وہ بھی غنی ہے مگر دونوں میں
بہت فرق ہے اسی طرح معرفت و ایمان میں فرق درجات کا ہے جسکی انتہا نہیں ہے معرفت وہ نور ہے جس سے
لوگ طرف دیار خدا کے چلیں گے حدیث میں آیا ہے کہ کسیکو نور مثل پہاڑ کے دیا جائیگا اور کسیکو کہ راہ راست سے گزرنا
بھی موافق اوسی نور کے ہوگا کوئی آنکھہ جھپکتے ہی پار ہو جائیگا کوئی بجلی کی طرح کوئی بادل کی طرح کوئی شہاب کی طرح
کوئی سرپٹ گھوڑے کی طرح گزر جائیگا اور جسکی صرف انگوٹھوں پر نور ہوگا وہ رگڑتا ہوا چلے گا اسی طرح شرح صدر کا

اصل علم کا ہونا ضروری ہے

فرق سمجھنا چاہیے حدیث مین آیا ہے کہ کسی کے دل مین برابر ذرہ کے ایمان ہوگا اور کسی کے دل مین برابر نیم ذرہ کے اور کسیکے برابر چوتھائی ذرہ کے یہ دلیل ہے تفاوت درجات ایمان پر سو جسکا ایمان ذرہ سے زیادہ ہوگا وہ نار مین نہ جائیگا اور جسکا کم ہوگا وہ اگرچہ جائیگا لکن ہمیشہ وہان نہ رہیگا **ف** دل مین جو خطرۂ خیر آتا ہے اوسکو الہام کہتے ہین اور خطرۂ شر کو وسواس بولتے ہین خطرۂ خیر کا جو سبب ہوتا ہے اوسکا نام ملک ہے اور خطرۂ شر کا جو سبب ہوتا ہے اوسکا نام شیطان ہے اور وہ لطف جسکے سبب سے دل واسطے قبول الہام خیر کے متہیئ ہوتا ہے اوسکو توفیق کہتے ہین اور وہ چیز جس سے دل واسطے قبول وسواس کے آمادہ ہوتا ہے اوسکو اغوا و خذلان کہتے ہین ملک عبارت ہے ایک خلق سے جسکی شان افاضۂ خیر و افادۂ علم و کشف حق و وعدۂ خیر و امر بمعروف ہے اللہ نے اوسکو پیدا کرکے اسکا مسخر کردیا ہے شیطان عبارت ہے ایک خلق سے جسکی شان جدہے شان اول کی یعنی وعدۂ شر امر بالفحشا و تخویف فقر کرنا وقت ارادۂ خیر کے سو وسوسہ مقابلۂ الہام مین ہے اور شیطان مقابلۂ ملک مین اور توفیق مقابلۂ خذلان مین والیہ الاشارۃ

بقولہ تعالی ومن کل شیٔ خلقنا زوجین ساری موجودات متقابل و مزدوج ہین مگر اللہ کہ وہ فرد ہے کوئی اوسکا مقابل نہین ہے بل ہو الواحد الحق الخالق للازواج دل درمیان شیطان و ملک کے متجاذب رہتا ہے اس کشمکش مین گرفتار ہوتا ہے حضرت نے فرمایا ہے فی القلب لمتان لمۃ من الملک ایعاد بالخیر و تصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ سبحانہ ولیحمد اللہ ولمۃ من العدو ایعاد بالشر و تکذیب بالحق و نہی عن الخیر فمن وجد ذلک فلیستعذ باللہ من الشیطان الرجیم ثم تلی قولہ تعالی الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء بہر حال دل اصل فطرت مین یکسان صالح قبول آثار ملک و قبول آثار شیطان ہے ایک قبول کو دوسرے قبول پر کچھ ترجیح نہین ہے ترجیح کسی ایک جانب کی دوسری جانب پر اتباع ہوئی و انکباب علی الشہوات سے یا اعراض عن الہوی و مخالفت ہوئی سے ہوتی ہے انسان نے اگر اتباع مقتضای غضب و شہوت کا کیا تو تسلط شیطان کا بواسطۂ ہوئی ظاہر ہوتا ہے دل آشیانہ شیطان کا بنجاتا ہے کیونکہ ہوا جرگاہ شیطان ہے اور اگر مجاہدہ کرکے تشبہ باخلاق ملائکہ پیدا کیا تو دل منزل ملائکہ ہوجاتا ہے اور جو نکہ دل اون صفات بشریہ سے جو ہوی سے نکلتی ہین خالی نہین ہوتا ہے اسلیئے جولان گاہ وسوسۂ شیطانی رہتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ما منکم احد الا وقد وکل بہ شیطان قالوا وانت یا رسول اللہ قال وانا الا ان اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر سو اکثر دلون کو لشکر شیطان نے فتح کرلیا ہے و ساوس سے بھر ہوگئے ہین دنیا کو اختیار کرلیا ہے آخرت کو پسکدیا ہے سو ظفر پانا اوسپر بے اسکے ممکن نہین ہے کہ قوت شیطان سے اوسکو خالی کرے اور ذکر خدا سے آباد کرے **حکایت** جابر رضی اللہ عنہ نے علاء بن زیاد سے شکوہ کیا کہ مین اپنے سینہ مین وسوسہ پاتا ہون کہا اسکی مثال ایسی ہے کہ گھر مین چور آتے ہین اگر وہان کچھ ہوتا ہے تو لیجاتے ہین ورنہ گھر چھوڑ کر اپنا رستہ پکڑتے ہین یہ سنتے

جو دل ہوئی سے خالی ہوتا ہے وہان شیطان کا آنا جانا جائز نہین ہوتا ؎

عشقت آمد پای دل بردن و در خانہ نیافت	و زدر خانۂ مفلس خجل آید بیرون

واسطے اللہ نے فرمایا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان سو ہر شیع ہوئی عابد ہوئی ہوتا ہے نہ عابد خدا اسیوجہ سے ایسے دل پر تسلط شیطان کا ہو جاتا ہے قال تعالی افرایت من اتخذ الہہ ھواہ ؎

اتانی ھواھا قبل ان اعرف الھوی	فصادف قلبا خالیا فتمکنا

غرضکہ ایسا شخص عبید الہوی ہے۔ عبد اللہ عمرو بن عاص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ شیطان درمیان میرے اور درمیان نماز کے حائل ہو جاتا ہے فرمایا اس شیطان کا نام خنزب ہے جب تو اوسکی آہٹ پائے تو اعوذ پڑھکر بائین طرف تین بار تھتکار دے یہ کہتے ہین میںنے ایسا ہی کیا اللہ نے اوسکو مجھ سے دور کر دیا اسی طرح شیطان وضو کا نام ولہان ہے اوس سے بھی استعاذہ کرنیکا حکم فرمایا ہے دل کا وسوسہ دور نہین ہوتا مگر اللہ کے ذکر سے اللہ سے پناہ مانگے اپنے حول وقوت سے تبرا کرے وھو معنی قولک اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اسپر قدرت اونہین لوگون کو ہوتی ہے جو متقی ہین اور اللہ کا ذکر اونپر غالب ہے کبھی شیطان اوقات غفلت مین بطور خلسہ اونپر طواف کرتا ہے قال تعالی ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون مجاہد نے کہا من شر الوسواس الخناس اسکے یہ معنی ہین کہ شیطان دل پر منبسط ہو جاتا ہے جب اللہ کا ذکر کرو تو سٹک کر منقبض ہو جاتا ہے جب غفلت ہوتی ہے تو پھر آکر منبسط ہو جاتا ہے قال تعالی استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ حضرت نے فرمایا ہے شیطان اپنی سونڈ دل پر ابن آدم کے رکھے ہوئے ہے اگر اوسنے اللہ کا ذکر کیا تو سٹک جاتا ہے اور اگر خدا کو بھول گیا تو اوسکے دل کو لقمہ کر لیتا ہے ابن وضاح نے کہا ہے آدمی جب چالیس برس کو پہنچتا ہے اور توبہ نہین کرتا تو شیطان اپنا ہاتھ اوسکے منہ پر پھیر کر کہتا ہے بابی وجہ من لا یفلح ؎

چہل سال عمر عزیزت گذشت	مزاج تو از حال طفلی نگشت

حدیث مین آیا ہے شیطان چلتا پھرتا ہے ابن آدم مین مثل خون کے غرضکہ جسطرح پر شہوت خون و گوشت سے ملی ہوئی ہین اسی طرح سلطنت شیطان کی ہر رگ و پے مین انسان کے جاری و ساری ہے دل کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے ان راہون کو کسر شہوت جوع سے بند کرنا چاہیے شہوات جملہ جوانب سے مکتنف دل کے ہین اسلیئے اللہ نے حال و قال ابلیس سے خبر دی ہے لاقعدن لھم صراطک المستقیم ثم لآتینھم من بین ایدیھم و من خلفھم و عن ایمانھم و عن شمائلھم سو معنی وسوسہ کے یہی خواطر سوء ہین جو بندہ کو مجاہدہ قلب سے پھیر دیتے ہین پھر کبھی شیطان پیرایۂ خیر مین بھی وسوسہ شر کرتا ہے اور علما و عباد و زہاد و فقرا و اغنیا و اصناف خلق کو جو ظاہر شر کو مکروہ رکھتے ہین اور معاصی مکشوفہ مین خوض نہین کرتے ان تلبیسات سے ہلاک کر ڈالتا ہے غزالی رح فرماتے ہین والعلماء العاملون

صنفا فیه کتابا علی الخصوص شمیه تلبیس ابلیس فانه قد انتشر الآن تلبیسه فی البلاد والعباد لا سیما فی المذاهب والاعتقادات حتی لم یبق من الخیرات الا اسمها کل ذلک اذعانا لتلبیسات الشیطان ومکا

مین کہتا ہون حال اس کتاب کا معلوم نہین ہوا کہ تالیف ہوئی یا نہین لکن ابن الجوزی رح نے بھی ایک کتاب اسی نام ونشان کی بہت بسوط لکھی ہے اوسمین تلبیسات شیطان کو حق مین جملہ اصناف اہل ایمان وغیرہم کے ذکر کیا ہے اور ابن القیم نے کتاب اغاثۃ اللہفان مین مکائد شیطان کو بسط سے لکھا ہے کچھ مقالات اوسکے جلد دوم کتاب دین خالص مین بھی لکھے گئے ہین اور جس صورت مین کہ زمانہ مین ان ہر سہ امام اہل علم کے حالت عباد و بلاد کی تسلط شیطان سے یہ ہتی جسکی طرف اشارہ کیا ہے تو اب ہم اپنے زمانہ کا کیا شکوہ کرین کہ اس عہد مین ظاہر و باطنا سلطنت ابلیس کی اجسام ظاہرہ وقلوب باطنہ پر بخوبی مستحکم ہوگئی ہے نام ونشان اسلام بالکل زمانہ سے محو ہوگیا بہرحال نجات کثرت وسواس سے بے اسکے نہین ہوسکتی ہے کہ ابواب خواطر کو بند کیا جائے انکے ابواب یہی حواس خمس ہین اور حواس خمس کے ابواب اندرونی یہی شہوات وعلائق دنیا ہین ایک خانہ تاریک مین بیٹھے کر باب حواس کو بند کرے اور اہل ومال وولد سے متجرد ہوجائے مداخل وسواس کی تقلیل کرے یہ ان مداخل باطن تخیلات کے جو دل مین جاری ہین وہ اب بھی باقی رہینگے سو وہ بدون شغل قلب بذکر اللہ دور نہین ہوسکتی اسلئے مجاہدہ کرنا ضرور ہے اس مجاہدہ کی نہایت نہین مگر موت کیونکہ کوئی شخص جب تک کہ زندہ ہے شیطان سے خلاص نہین ہوسکتا ہے اتنی بات ہے کہ قوی ہوکر اوسکا مقاومت نہ اوسکے شر کو اپنے نفس سے بمجاہدہ دور کرتا ہے کیونکہ شہوت وغضب وحسد وطمع وحرص وغیرہا ابواب شیطان ہین جو طرف دل کے کھلے ہوئے ہین سو جب تک دروازہ کھلا رہیگا اور دشمن غیر غافل ہے تب تک بدون حراست کے دفع ہونا عدو کا مشکل ہے **حکایت** ایک شخص نے جس سے کہا تھا کہ شیطان سوتا بھی ہے یا نہین تبسم ہوکر کہا **لو نام لاستراح** ابن مسعود نے کہا ہے مومن کا شیطان دبلا ہوتا ہے قیس بن حجاج کہتے ہین مجھ سے شیطان نے کہا جب مین تمہارے آباؤ اونٹ کے برابر تھا اب مین برابر ایک کنجشک کے ہون مینے کہا اسکا کیا سبب ہے کہا تو تو مجکو ذکر خدا سے دبلا کیئے دیتا ہے گلا ئے ڈالتا ہے غرضکہ دروازے شیطان کے طرف دل کے بہت ہین اور دروازہ ملائکہ کا فقط ایک ہے حدیث ابن مسعود مین مرفوعا آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خط کھینچکر فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے پھر اور خطوط چپ وراست کھینچکر کہا ھذہ سبل علی کل سبیل منھا شیطان یدعو الیہ پھر یہ آیت پڑہی وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ۵

مذاهب شتی للمحبین فی الهوی		ولی مذهب وحدا عیش به وحدی	

ف حمایت وحراست دل کی وسواس شیطان وتلبیس ابلیس سے ہر بندۂ مکلف پر واجب بلکہ فرض عین ہے اور جس شئے بغیر واجب تک وصول نہو وہ شئے بھی واجب ہوتی ہے اسلئے معلوم کرنا مداخل شیطان کا طرف دل کے

غضب و شہوت

واجب ہمیرا سوہ دانس والبواب شیطان کے یہی صفات مذمومۂ انسان ہین بڑا دروازہ شیطان کے گھسنے کا غضب و شہوت ہے غضب غول عقل ہے جب لشکر عقل کا کمزور ہوجاتا ہے تو لشکر شیطان کا گھس پڑتا ہے شیطان وقت غضب انسان کے انسان سے لعب کرتا ہے جیسے بچہ گیند سے کھیلتا ہے **حکایت** ایک ولی اللہ نے شیطان سے پوچھا تھا تو ابن آدم پر کس طرح غالب ہوجاتا ہے اوسنے کہا مین وقت غضب اور وقت ہوی کے اوسکو پکڑ لیتا ہون ایک راہب پر شیطان ظاہر ہوا راہب نے کہا

حرص و حسد

انی اخلاق بنی آدم اعون لک کما الحدۃ یعنے جب بندہ تیز مزاج ہوتا ہے تو مین اوسکو الٹا پلٹتا ہون جسطرح لڑکے گیند کو الٹتے پلٹتے ہین دوسرا بہانا حسد و حرص ہے یہ حرص اوسکو اندہا بہرا کردیتی ہے حضرت نے فرمایا ہے حبک الشیئ یعمی و یصم ابلیس نے نوح علیہ السلام سے کہا تھا دو چیزون نے لوگون کو ہلاک کردیا ہے حرص و حسد مین اسی حسد ہی کے سبب ملعون و شیطان رجیم ہوا ہون سہی حرص سو آدم کے لئے ساری جنت مباح کردیگئی تہی مگر ایک درخت سو مینے اسی حرص کی وجہ سے اپنا کام اوسنے نکالا تیسرا دروازہ پیٹ بہر کر کھانا ہے اگرچہ رزق حلال صافی ہو سیر شکمی سے شہوات قوی ہوتے ہین یہ شہوات ہتیار ہین شیطان کے کثرت اکل مین چھ خصال مذمومہ ہین ایک یہ کہ اللہ کا ڈر دل سے جاتا رہتا ہے

بے رحمی

دوسرے خلق پر رحم نہین آتا سب کو سیر شکم گمان کرتا ہے تیسرے طاعت سے سستی کاہلی مین پڑتا ہے چوتھے جب کوئی بات حکمت کی سنتا ہے دل مین رقت نہین پاتا پانچوین جب تکلم کو وعظت و حکمت کرتا ہے تو لوگون کے دل مین اوسکا اثر نہین ہوتا چھٹے یہ کہ ہیجان امراض کا ہوتا ہے چوتہا دروازہ محبت ہے آرایش و زیبائش کی کہ اچھا گہر اچھا لباس اچھا

زینت

سامان ہو شیطان جب اس حال کو دیکھتا ہے تو انسان کے دل پر غالب ہوکر اوسکے اندر انڈے بچے دیتا ہے اور ساری عمر اسی عمارت بنانے اور تزئین سقوف و حیطان و توسیع ابنیہ مین گرفتار رہتا ہے یہانتک کہ موت آجاتی ہے راہ شیطان

طمع و حرص

واتباع ہوی مین مرجاتا ہے وخشی من خلك سوء العاقبة بالکفر نعوذ باللہ منہ پانچوان دروازہ طمع ہے مال مین لوگون کے جب دل پر غلبہ طمع کا ہوتا ہے تو شیطان تصنع و تزین کو طرف اوسکے محبوب کردیتا ہے انواع ریا و تلبیس واسطے مطموع فیہ کے کرنے لگتا ہے گویا وہ اسکا معبود ہے اقل احوال یہ ہے کہ محبت مدح و ثنا ہوجاتا ہے یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا امر و نہی مین مداہنت کرنے لگتا ہے **حکایت** شیطان سامنے عبداللہ بن حنظلہ کے آیا کہا تو ایک بات مجھسے سیکہ لے کہا مجھے کچھ حاجت نہین ہے کہا دیکہ اگر اچھی ہو تو ماننا اور جو بری ہو تو پھیر دینا اے ابن حنظلہ تو کسی سے سوال اللہ کے سوال رغبت نکرنا اور دیکہ کہ وقت غصے کے تیرا کیا حال ہوتا ہے جب تجھکو غصہ آئیگا تو مین تیرا مالک بنجاؤن گا چہٹا دروازہ عجلت و ترک تثبت فی الامور ہے حضرت نے کہا ہے شتاب طرف شیطان کے ہے اور دیر ہونا طرف اللہ کے **وقال تعالی** خلق الانسان من عجل **وقال تعالی** وکان الانسان عجولا اور حضرت کو فرمایا ہے لا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیك وحیہ یہ اسلئے کہ اعمال کا ہونا بعد تبصرہ کے بہلے سو تبصرہ و معرفت محتاج تامل و تمہل ہوتی ہے اور عجلت اس سے مانع ہے وقت استعجال کے شیطان رواج اپنے شرکا

انسان پر اس طرح دیتا ہے کہ اوسکو خبر بھی نہیں ہوتی شیطان دروازہ دراہم و دنانیر و سائر اصناف اموال کا ہے جیسے عروض و دواب و عقار کیونکہ جو زیادتی قدر قوت و حاجت پر ہوتی ہے وہ مجمع ہے ٹھیرنے شیطان کی جسکے پاس اوسکا قوت موجود ہے اوسکا دل فارغ ہوتا ہے لیکن اگر کسی طرح سو روپیہ اوسکے ہاتھ آجائیں تو پھر اوسکے دل سے دس شہوتیں ایسی اوٹھینگی کہ ہر ایک کے پورے ہونیکے لئے سو روپیہ اور درکار ہونگے تو جتنا روپیہ اسدم پاس اوسکے موجود ہے اوس سے کام نہ نکلیگا بلکہ نو سو کی اور ضرورت رہیگی حالانکہ جب اسکے پاس کچھ بھی نہ تھا تب یہ فارغ البال تھا اور کچھ برا نہ کہتا تھا اس کو یہی معلوم تھا کہ مین سو روپیہ سے تونگر ہوجاؤنگا ہون یہ خبر نہین کہ سو کے ملنے سے نو سو کا محتاج ہوگیا ہے اسی طرح بے انتہا چیزین ضروری نکلتی چلی آتی ہین انکی فکر کرتے کرتے انجام یہ ہوتا ہے کہ جہنم کی تہ مین جاگرتا ہے جسکی کچھ انتہا نہین ہے نعوذ باللہ آٹھوان دروازہ بخل و خوف فقر کا ہے یہ باب آدمی کو انفاق و تصدق سے روکتا ہے اور طرف جمع کرنے مال و ذخیرہ کے بلاتا ہے سو قرآن مین وعدہ عذاب الیم کا اسپر کیا ہے منجملہ آفات بخل و حرص کے ایک لازمت ہے بازاریون کی واسطے جمع مال کے کیونکہ یہ گروہ بھی شیطان کے نوان دروازہ تصنع کرنا ہے مذاہب و اہواء کی اور کینہ رکھنا ہے خصوم سے اور دیکھنا ہے اونکو بنظر حقارت یہ وہ بلا ہے جو ممالک عُبّاد و فُسّاق ہوتی ہے لوگون پر طعن کرنا اور اونکی غیبت مین مشغول رہنا صفات سبعیہ سے ہے شیطان جب انسان کے خیال مین یہ بات ڈالدیتا ہے کہ یہ امر حق ہے تو وہ حلاوت اسکے دل پر بہا جاتی ہے سارا وقت اسی کام مین مشغول ہوکر فرحان و شادان رہتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ مین دین مین سعی کر رہا ہون حالانکہ یہ سعی اسکی اتباع شیاطین مین ہے کوئی شخص واسطے ابوبکر صدیق کے تعصب کرتا ہے حالانکہ حرام خوار ہے اور زبان اوسکی ساتھ فضول و کذب کے مُقفل ہے وہ انواع فساد کا مستحل ہے اگر ابوبکر کو دیکھے سب سے پہلے وہی اوسکے دشمن ہونگے اسلئے کہ دوستداران کا وہ شخص ہے جو اونکی راہ پر چلتا ہے اور زبان کو لگام کرتا ہے اور نصیحت مین کنارہ کرتا ہے تاکہ زیادہ بات نکرے کما فی لھذا الفضولی ان یدعی ولایہ وحبہ ولایسیر بسیرتہ دوسرے فضولی کو دیکھو کہ وہ متعصب ہے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے حالانکہ علی کا بدلا ایسا تھا کہ ایام خلافت مین تین درہم کا کپڑا پہنتے تھے ہاتھ کے گٹے سے زیادہ آستین کاٹ ڈالتے اس فاسق کو دیکھو کہ ریشمی کپڑے پہنے ہوئے اموال حرام سے تجمل کئے ہوئے ہے بمقتضا معاطی حب علی و مدعی محبت اہلبیت ہے حالانکہ سب سے پہلے فصم اوسکے دین قیامت کو جناب علی مرتضی ہونگے اگر کوئی شخص کسیکے فرزند دلبند کو اپنے گھر بلالے اور اوسکو مارے پیٹے اور اوسکے کپڑے پھاڑے کہ سر اوسکے اور بال نوچے اور قمیض سے بدن کرتے پھر اس بات کا دعوی کرے کہ مین اسکے باپ کا دوستدار غمگسار ہون تو یہ دعوی کس طرح صحیح ہوگا یہ بات تو معلوم ہے کہ دین و شرع خلفاء اربعہ و سارے صحابہ کو اہل و ولد بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ تر محبوب تھا سو یہ لوگ جو معاصی شنیع مین گستے ہین اور دین کے ٹکڑے کرتے ہین اور مقترض

شہوات سے اوسکو کرتے ہین اور ابلیس کے پاس بیٹھے ہین انکا حال دن قیامت کو نزدیک صحابہ کے کیا ہوگا بلکہ اگر دنیا ہی مین پردہ اوٹھالیا جائے اور صحابہ کا عندیہ حق مین امت کے دریافت ہوجائے کہ اونکو کس طرح کے لوگ سمجھے معلوم ہوتے ہین یہ مدعی کاذب اپنے حالات کو دیکھکر ہمارے شرم کے کبھی اپنی زبان پر اونکا نام آنے نہ دین شیطان نے انکے خیال مین یہ بات جمارکھی ہے کہ جو کوئی محب ابوبکر و عمر ہوتا ہے تو دوزخ اوسکے ادگرد نہین پھرتی دوسرے کو یہ سمجھا رکھا ہے کہ محب علی پر کسی بات کا ڈر نہین ہے وھذا رسول اللہ صلعم یقول لفاطمۃ رضی اللہ عنھا وھی بضعۃ منہ اعملی فانی لا اغنی عنک من اللہ شیئاً یہ ایک مثال تھی اتباع ہوئی کی یہی حکم اون لوگون کا ہے جو واسطے شافعی و ابوحنیفہ و مالک و احمد کے تعصب کرتے ہین فکل من ادّعی مذھب امام وھو لیس یسیر بسیرتہ فذلک الامام ھو خصمہ یوم القیامۃ امام اوسدن اس شخص کو کہینگے کہ میرا مذہب تو عمل تھا نہ زبان سے کہنا اور قول بھی عمل کے واسطے تھا نہ جھک مارنے کے لئے تو نے خلاف میرے عمل کے کیون کیا جبھی ہمیشہ مین رہا اور اوسپر سیر انا فاتحہ ہوا تو نے جھوٹ موٹ دعوی میرے مذہب کا کیا وھذا مدخل عظیم من مداخل الشیطان قد اھلک بہ الکثر العالم ایک بڑا حیلہ شیطان کا یہ ہوتا ہے کہ انسان اختلافات مذاہب و خصومات کے شغل مین پڑجائے **حکایت** ابن مسعود کہتے ہین ایک جماعت ذکر الٰہی مین مشغول تھی شیطان نے چاہا کہ وہ دیا سلے اوٹھہ کھڑے ہون اور جدا ہوجائین مگر کچھ بات بن نہ پڑی ایک دوسری جماعت مین گیا جو دنیا کی باتین کر رہی تھی اونمین فساد کرادیا یہانتک کہ اونکے آپس مین کشت وخون ہونے لگا تو پہلی جماعت اوٹھہ کھڑی ہوئی اور جاکر اونمین بیچ بچاؤ کردیا سو طلب شیطان کا یہ نہ تھا کہ دوسری جماعت مین کشت وخون ہو بلکہ پہلی جماعت کا اوٹھانا مقصود تھا سو اس طرح اون کو اوٹھادیا دسوان دروازہ یہ ہے کہ عوام کو جو کہ ممارست علم کی نہین رکھتے ہین اور علم مین اونکو کچھ تبحر حاصل نہین ہے اللہ پاک کی ذات وصفات اور ایسے امور کی فکر مین اُلجھا دیتا ہے جہان اونکی عقل نہین پہنچتی یہانتک کہ اصل دین مین شک کرنے لگتے ہین اور اللہ کی نسبت اونکو ایسے خیال پیدا ہوتے ہین جس سے وہ کافر یا بدعتی ہوجاتے ہین معہذا وہ اون باتون سے جی مین بہت خوش ہوتے ہین اور جانتے ہین کہ معرفت و بصیرت یہی ہے اور ہمکو اس امر کا کشف ہوا ہے اور اپنی تیزی عقل پر نازان ہوتے ہین حالانکہ سب مین بڑا بیوقوف و احمق وہی شخص ہوتا ہے جو اپنی عقل کا معتقد ہے اور بڑا ثابت العقل وہ آدمی ہوتا ہے جو اپنے نفس کو بڑا متہم سمجھکر علماء سے اکثر دریافت کرتا رہتا ہے عوام کو تو یہی کافی ہے کہ وہ ایمان و اسلام لاکر اپنی عبادت و معیشت مین مشغول ہون علم کی باتین علماء پر چھوڑ دین عامی آدمی اگر زنا و چوری کرے تو یہ بہتر ہے واسطے اوسکے اس سے کہ ایسے علم اور باتون مین پڑے جو اوسکی عقل و فہم سے باہر ہین کیونکہ جو کوئی بغیر اتقان علم کے اللہ و دین مین گفتگو کرتا ہے تو وہ کفر مین پڑجاتا ہے اور اوسکو خبر بھی نہین ہوتی جسطرح کوئی گرداب دریا مین کود پڑے اور تیرنا نہ جانتا ہو ومکائد الشیطان فیما

یتعلق بالعقائد وللمذاهب کا تحصر گیا رہوان وسواں بدگمانی کرنا ہے سا تھہ مسلمانون کے اللہ نے فرمایا یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم سو جو کوئی دوسرے شخص پر بدی کا گمان کرتا ہے تو شیطان اوسکو اس بات کی بہی ترغیب دیتا ہے کہ اوسکی غیبت کرے یا اوسکے حقوق تلف کرے یا کم ادا کرے یا اوسکی تعظیم مین سستی کرے یا اوسکو حقارت کی نظر سے دیکہے اور آپکو اوس سے بہتر سمجہے یہ ساری صورتین تباہی کی ہین اسلئے فرمایا ہے کہ اتقوا من مواضع التھم قصہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا صحیحین مین آیا ہے کہ حضرت اعتکاف مین تہے اونکے پہنچانیکو باہر نکلے دو مرد انصاری ملے اونکو پکار کر کہا ھذا صفیۃ بنت حیی تاکہ وہ کوئی بدگمانی نکرین پس جب حضرت ایسا احتراز فرماوین تو پہر وہ دوسرا کون ہے جو اپنی جان پر معجب ہوا سلئے بیجا گمان بد اور تہمت اشرار سے واجب ہے بدلوک بدی ہی کا گمان لوگون سے کرتے ہین پس جو کوئی شخص لوگون سے بدظن ہوا اور اونکی عیب جوئی کرے تو جاننا چاہیئے کہ وہ خود خبیث الباطن ہے جیسا کہ وہ آپ ہے ویسا ہی دوسرون کو بہی خیال کرتا ہے المرء یقیس علی نفسہ مومن طالب معاذیر ہوتا ہے اور منافق عیب جو مومن سب کے حق مین سلیم الصدر رہتا ہے اومنافق بدگمان فھذا بعض مداخل الشیطان الی القلب ولو ارحت استقصاء جمیعھا لما اقدر علیہ غرضکہ آدمی مین جو صفت مذمومہ ہے وہ ایک مدخل ہے منجملہ مداخل شیطان کے اور شیطان کا ہتیار ہے علاج دل کا ان مداخل سے یہی ہے کہ دل کو ان صفات ذمیمہ سے پاک صاف کرے جب اصول ان صفات کی دل سے منقطع ہو جائینگی تب شیطان فقط اوسمین ایرا پہیری کریگا اور خطرات آئین جائین گے لیکن اونکو استقرار نہوگا اس آمد و رفت سے اللہ کا ذکر مانع ہوتا ہے اور اللہ کا ذکر دل مین جب ہی جمتا ہے کہ دل تقوی و طہارت سے آباد ہو جائے ورنہ ذکر ایک حدیث نفس ہوتا ہے جسکو دل پر کچہہ قابو نہین ہے اور نہ وہ شیطان کو دور کر سکے منتہی ذکر و عبادت کا نماز ہے اب تو اوسمین اپنے دل کا خیال کر کہ جب تو نماز مین ہوتا ہے تو شیطان تجکو کہان کہان لیجاتا ہے کبہی بازارون کی سیر کراتا ہے ع من خانہ نشین و دل بہ بازار + کبہی جہان بہر کے حساب کتاب یاد دلاتا ہے کبہی فکر جواب معاندین مین رکہتا ہے غرضکہ اودیہ و مہالک دنیا مین لیئے پہرتا ہے یہانتک کہ جو فضول بات دنیا کی پہلے تجہے یاد نہتی وہ نماز مین تجکو یاد دلاتا ہے بڑا حملہ اوسکا تیرے دل پر اسی حالت نماز مین ہوتا ہے یہ نماز محک قلوب ہے اسی سے عیب و صواب دل کا ظاہر ہو جاتا ہے پس جو دل کہ شہوات دنیا سے لبریز ہین اونکی نماز قبول نہین ہوتی ہے ف دل مین جو چیز سب سے پہلے آتی ہے اوسکو خاطر و حدیث نفس کہتے ہین جیسے کسی عورت کی صورت دل مین آئے جو کہ اسکے پیچہے آتی ہے یہ اگر چاہے تو اوسکو سیر کر دیکہہ لے دوسری رغبت دیدار کا ہیجان یعنی وہ شہوت جو جبلی مین ہے متحرک ہو یہ بات پہلی خاطر سے پیدا ہوتی ہے اسکو میل طبع کہتے ہین تیسرے یہ کہ دل اجازت دے کہ اس رغبت کو عمل مین لانا چاہیئے پر کبہی دل بسبب کسی مانع کے اجازت نہین دیتا ہے مثلاً بسبب حیا کے نہین دیکہہ سکتا یا بہر

دیکھنے سے دل ڈرتا ہے اسکا نام اعتقاد ہے چوتھے یہ کہ متوجہ ہونے پر پکا ارادہ کرلے اسکو نیت و قصد و ارادہ کہتے ہین بعد تصمیم ارادہ کے کبھی آدمی بسبب ندامت کے مرتکب فعل کا نہین ہوتا ہے اور کبھی غافل ہوجاتا ہے کہ اوس کام کی طرف توجہ نہین رہتی یا بسبب کسی مانع کے معذور رہجاتا ہے سو حدیث نفس اور میل طبع پر تو مواخذہ نہین ہوتا اسلئے کہ انسان کو کچھ بس انپر نہین ہے یہ باتین آدمی کے اختیار سے باہر ہین کیونکہ حدیث نفس اوسیکو کہتے ہین کہ صرف دل مین گزرے اور اوسکے کرنیکا عزم نہو یا اعتقاد سو وہ دو طرح پر ہوتا ہے ایک اختیاری سو اوسپر مواخذہ ہوتا ہے دوسرے اضطراری اوسپر مواخذہ نہین ہے چونکہ یات قصد فعل ہے اوسپر مواخذہ ہوتا ہے لیکن جب وہ کام بعد قصد کے نہین کیا تو پھر اگر یہ باز رہنا اللہ کے ڈر یا ندامت سے تھا تو اوسکے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر کسی مانع یا عذر کی وجہ سے باز رہا ہے تو اوسپر ایک برائی لکھی جاتی ہے اسلئے کہ ارادہ کرنا بھی ایک فعل اختیاری ہے دل کا امر اختیاری پر مواخذہ ہوتا ہے مثلاً کوئی رات کو یہ ارادہ کرے کہ مین صبحکو کسی مسلمان کو قتل کرونگا یا کسی عورت سے زنا کرونگا اور اوسی رات کو مرجاے تو وہ اپنے ارادہ پر مصر مریگا اور اسی نیت پر اوسکا حشر ہوگا حالانکہ فعل کا مرتکب نہین ہوا ہے حدیث القاتل والمقتول فی النار دلیل قاطع ہے مواخذہ نیت پر کیونکہ حق مین مقتول کے فرمایا ہے انہ اراد قتل صاحبہ سو وہ زے ارادہ کے سبب سے ناری ہوا معلوم ہوا کہ جو قصد آدمی کے اختیار سے ہوگا اوسپر پکڑ ہوگی لیکن اگر اوسکا کفارہ نیکی سے کردیگا تو مواخذہ سے بری ہوجائیگا اور چونکہ اپنے عزم کو ندامت سے فسخ کرنا ایک نیکی ہے اسی لئے مستحق نیکی کا ہوتا ہے مگر بسبب کسی مانع کے ترک کرنا نیکی نہین ہے اسلیئے مواخذہ دار ٹھیرتا ہے اور خواطر و میل طبع بندہ کے اختیار مین نہین ہے اگر اوپر پکڑ ہو تو کیا جوابات انسان کی طاقت سے باہر ہے اوسکا حکم ہوا جو لوگ یہہ گمان رکھتے ہین کہ جو بات دل پر گزرتی ہے وہ حدیث نفس ہے اور ان اقسام مین کچھ تفرقہ نہین کرتے وہ بیشک غلطی پر ہین اور کیا وجہ ہے کہ اعمال قلبی پر مواخذہ نہو حالانکہ کبر و عجب و ریا و نفاق و حسد وغیرہا سب اعمال قلب کے ہین بلکہ اصل بات یہی ہے کہ جو اعمال بندہ کے اختیار مین ہین خواہ آنکہ کے ہون یا کان کے یا دل کے سب پر مواخذہ ہوگا یہانتک کہ اگر آنکہ سے بے اختیار کسی غیر محرم پر پڑجائیگی تو اوسپر مواخذہ نہین ہے لیکن اگر دوبارہ پھر دانستہ اوس طرف دیکھے گا تو اوسپر مواخذہ ہوگا اسی طرح حال خواطر قلبی کا ہے ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا اگر کسیکو یہ جانا کہ مین وضو سے ہون اور نماز پڑہی پھر بعد نماز کے خیال ہوا کہ مجکو وضو نہ تھا تو اوسکو پہلی نماز کا ثواب ملیگا لکن اگر باوجود جاننے اپنی طہارت کے نماز چھوڑدیگا تو مستحق عقاب کا ہوگا کہ پھر یاد آئی کہ مجکو وضو نہ تھا یا کسی نے اپنے بستر پر ایک عورت کو پایا اور یہ جانا کہ میری منکوحہ ہے اور اوس سے جماع کیا تو گناہگار نہوگا گو وہ عورت اجنبی ہی ہو اور اگر فرضاً وہ اوسکی منکوحہ ہی ہوتی مگر یہ شخص اوسکو غیر عورت جانکر صحبت کرتا تو گنہگار ہوتا غرضکہ ان سب مسائل کی بنا دل ہی پر ہے اعضا کو انمین کچھ دخل نہین ہے ف یہ بات کہ وقت ذکر کے وسواس

بالکل جاتا رہتا ہے یا نہین اسمین پانچ قول ہین ایک یہ کہ ذکر خدا سے وسوسہ منقطع ہو جاتا ہے بدلیل فاذا ذکر اللہ خنس
رواہ ابن ابی الدنیا و ابن عدی عن انس مرفوعا مراد خنس سے ہٹ جانا ساکت ہونا ہے گویا شیطان چپ
ہو کر جا ہو جاتا ہے دوسرے یہ کہ اصل وسوسہ تو نہین جاتا مگر اوسکا اثر دور ہو جاتا ہے کیونکہ جب ان مین ذکر میں لگیگا
تو وسوسہ اثر نکرنے پائیگا تیسرے یہ کہ نہ وسوسہ جاتا ہے نہ اوسکی تاثیر دور ہوتی ہے لیکن غلبہ وسوسہ کا دب جاتا ہے
چوتھے یہ کہ فی الجملہ دیر تک کو وسوسہ معدوم ہو جاتا ہے اور اتنی ہی دیر کے لئے وسوسہ سے ذکر بھی گم ہو جاتا ہے
اور انکے پے در پے اور جلد جلد آنیسے ایک تار سا بندہ جاتا ہے پانچوین یہ کہ وسوسہ و ذکر دل پر ہمیشہ ایک دوسرے
کے پیچھے آتے جاتے رہتے ہین منقطع نہین ہوتے یہی مذہب محاسبی کا ہے ہمارے نزدیک یہ سب مذہب درست
ہین مگر حصر انواع وسواس کا کسی ایک مین نہین ہے جس کسیسے جس طرح کے وسواس کو دیکھا ویسا ہی بتا دیا مگر ہم
کہتے ہین کہ وسواس تین طرح کے ہوتے ہین ایک یہ کہ شیطان امر حق کو مشتبہ کرے مثلاً یون سمجھا دے کہ دنیا کی لذات
کو ترک کرنا نہ چاہیے زندگی دراز ہے اور خواہشات کو اتنے دن روکنا ایک عذاب عظیم ہے اسوقت بندہ اگر اللہ کا
حق اور اوسکا ثواب عظیم اور عقاب الیم یاد کرکے اپنے جی کو سمجھائیگا کہ خواہش سے رکنا تو سخت ہے مگر آگ کی
آنچ سہنا اس سے بھی زیادہ سخت تر ہے اور یہ وہ ہے کہ ان [illegible] سے ایک ادھ ہوگا تو جب اس طرح وعد و وعید
کو یاد کرکے تجدید اپنے ایمان کی کریگا تو شیطان بھاگ جائیگا کیونکہ شیطان یہ بات نہین کہہ سکتا ہے کہ آگ پر صبر
کرنا بہ نسبت صبر کرنیکے معاصی پر آسان ہے اور نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ گناہ کا انجام دوزخ نہین ہے بلکہ اسکا ایمان کہتا
اللہ پاس وسوسہ کو دور کردیگا وسوسہ جاتا رہیگا اسی طرح اگر شیطان وسوسہ عجب کا ڈالے مثلاً یون کہے کہ آج تیرے
برابر کوئی عرفت و عبادت مین نہین ہے تیرا تبہ نزدیک اللہ کے بہت بڑا ہے اور اوسوقت بندہ یہ یاد کرے کہ
میری معرفت اور دل و اعضا جتنے مینے جانا یا عمل کیا ہے یہ سب مخلوق خدا مین کس بات پر نازان ہون تو
اوسوقت بھی شیطان ٹل جائیگا کیونکہ وہ یہ نہین کہہ سکتا ہے کہ یہ اشیا بطرف سے اللہ کے نہین ہین اور اگر کہے تو
کب اوسکی شنوائی ہو سکتی ہے ایسا وسواس پاس عارفین روشن ضمیر کے نہین رہ سکتا ہے دوسری قسم وسواس
کی یہ ہے کہ شہوت کو حرکت دے طرف ایسی چیز کے جسکو وہ یقیناً معصیت جانتا ہے یا غلبہ ظن رکھتا ہے سو
یقین کی صورت مین ایسا ہیجان نہین دیگا جس سے تحریک ہو اور غلبہ ظن کی صورت مین اکثر موثر رہیگا یہانتک
کہ اوسکے دور کرنیکے لئے فرصت مجاہدہ کی ہوگی سو وسوسہ تو موجود رہیگا لیکن دبا ہوا ہوگا تیسری قسم خواطر
ہین اور غائب چیزون کا خیال یاد کرنا سو جب دل متوجہ بطرف ذکر خدا کے ہوتا ہے تو ذرا یہ وسوسہ ٹلجاتا ہے پھر ذرا دیر کو جاکر عود کرتا ہے تو ذکر و وسواس اسی طرح پیاپے آتے رہتے ہین یہ خیال ہوتا ہے کہ دونون کا
ایک ہی سلسلہ ہو گیا ہے یہانتک کہ ذہن مین معنی قرارت کے بھی آتے ہین اور یہ خواطر بھی رہتے ہین گویا دل

مین ان دونون کے دور ٹھکانے ہین انقطاع اس قسم کے وسوسہ کا بالکلیہ ہونا نہایت مشکل ہے مگر محال نہین کیونکہ
حضرت نے فرمایا ہے من صلی رکعتین لم یحدث نفسه فیهما بشیٔ من الدنیا غفر له ما تقدم من ذنبه اگر یہ بات
محال ہوتی تو حضرت ایسا نہ فرماتے اتنی بات ہے کہ یہ امر اوسی دل مین ہوتا ہے جسپر محبت الٰہی حاوی ہو جاتی ہے اگر
کسی کو خوف دوزخ یا حرص جنت سے یہ استغراق نصیب ہو تو کیا بعید ہے ہان بنظر ضعف ایمان کے شاذ و نادر ہے
حاصل یہ کہ خلاص ہونا شیطان سے ایک لحظہ یا ایک ساعت کچھ دور نہین ہے مگر عمر بھر اوس سے نجات ملنی بہت
بعید ہے بلکہ محال ہے کیونکہ اگر یہ بات ممکن ہوتی تو حضرت صلعم کو کبھی کسی قسم کا وسوسہ نہوتا حالانکہ آپکو بھی وسوسہ ہوا
حدیث مین آیا ہے کہ نماز مین جامہ منقش پر نگاہ پڑی سلام پھیر کر وہ کپڑا اوتار کر پھینکدیا اور فرمایا شغلنی عن الصلوٰة ایکبار قبل
تحریم سونے کے آپکے ہاتھ مین خاتم ذہب تھی خطبہ پڑھنے مین اوسپر نظر پڑی ہاتھ سے نکال کر پھینکدی اس سے معلوم
ہوا کہ وسوسہ متاع دنیا و زر نقد کا جب ہی منقطع ہوگا کہ اوسکو عدا کر دیا جائے حب تک ایک روپیہ بھی ملک مین ہوگا شیطان
نماز مین اوسکا وسوسہ ڈالیگا اسی طرح کے صدہا وساوس دل مین ڈالا کرتا ہے جو کوئی دنیا مین پھنسکر یہ طمع کرے کہ مجھے شیطان
سے نجات ملے اوسکی مثال ایسی ہے کہ بدن پر شہد لیکر یہ جانے کہ اسپہ مکھی نہ بیٹھے گی حالانکہ یہ بات محال ہے عرضکہ دنیا
ایک بڑا بھانک ہے وسوسہ کا اور اوسکا کچھ ایک ہی رستہ نہین ہے بلکہ بہت سے رستہ ہین ایک حکیم نے کہا ہے
کہ پہلے شیطان پاس بنی آدم کے معاصی کی طرف سے آتا ہے اگر اوسے کہنا نہ مانا تو پھر نصیحت کے طور پر پیش آتا ہے
یہانتک کہ اوسکو کسی بدعت کے پھندے مین پھانستا ہے اگر اسکو بھی نہ مانا تو پھر حسج و شدت کا حکم کرتا ہے
کہ جو چیز حرام نہین ہے اوسکو یہ حرام کر لیتا ہے اگر اسکو بھی نہ مانا تو وضو و نماز مین شبہ ڈالتا ہے کہ کسی کا یقین نہ رہے
اگر یہ بھی نہ بن پڑا تو اعمال نیک کو اوسپر آسان کر دیتا ہے جب لوگ اوسکو صابر و پارسا دیکھتے ہین اور اوسکی طرف
راغب ہوتے ہین تو عجب مین ڈال کر تباہ کر دیتا ہے مگر اس صدرت مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑتا اسلئے کہ یہ
جانتا ہے کہ اگر اب کی بار یہ پھندے مین نہ آیا تو کٹہرا جنت مین چلا جائیگا اللھم غفرانک **ف** دل باعتبار انقلاب و تغیر و ثبات
کے تین قسم ہے ایک وہ دل ہے جو تقوی سے پرے اور ریاضت سے اوسکا تصفیہ ہوا ہے اور عادات خبیثہ سے پاک صاف
ہے ایسے دل مین خواطر خیر خزائن غیب و مدائن ملکوت سے آتے ہین اور عقل ان خواطر کی تفکر مین مصروف ہوتی ہے
تاکہ اونکے دقایق خیر و اسرار فوائد سے آگاہ ہو ایسے ہی دل کے اندر معرفت کا سورج طالع ہوتا ہے جسکی چمک سے
شرک خفی چھپا نہین رہتا حالانکہ وہ اندھیری رات مین کالی چونٹی کی چال سے بھی بڑھکر پوشیدہ ہوتا ہے اسیطرح
اور چھپی باتین اوسپر مخفی نہین رہتین اور نہ مکر شیطانی کارگر ہوتا ہے پس اس طرح کا دل جب مہلکات سے صاف
ہو جاتا ہے تو منجیات سے آباد رہتا ہے جیسے شکر صبر خوف رجا فقر زہد محبت رضا شوق توکل تفکر محاسبہ وغیرہا ایسی دل
ہے جسکی طرف خود توجہ سبحانہ فیاض کی ہوتی ہے اور اسی کو دل آرمیدہ کہتے ہین جسکی طرف یہ اشارہ فرمایا ہے

ف مطلب دل

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور یون ارشاد کیا ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ۵

	ایک وہ دل ہین کہ ہے جنکو فراغت حاصل	ایک ہمارا دل ناشاد ہے باللہ اعوذ	

دوسرا دل مخذول

دوسرا وہ دل مخذول ہے جو ہواے نفسانی سے آباد اور اخلاق مذمومہ سے آلودہ ہے ابواب شیطان کے اوسکی طرف مفتوح ہین اور دروازے فرشتون کے بند ایسے دل مین لشکر عقل کا مغلوب ہوجاتا ہے شیطان کی بن پڑتی ہے خوب پاؤن پھیلاتا ہے اور زینت ظاہری و فریب وطول امل وقول مزخرف وغیرہ باتون کی یہانتک رغبت دلاتا ہے کہ سلطان ایمان کمزور پڑجاتا ہے اور نور یقین بجھ جاتا ہے عقل کا حال اوسوقت ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کی آنکھ مین کڑوا دھوان بھر جائے اور وہ دیکھ نہ سکے یہی حال دل پر غلبۂ شہوت سے طاری ہوجاتا ہے کہ تامل و استبصار ذرا باقی نہین رہتا اور اگر کوئی ناصح سمجھائے تو بھی نہین سوجھتا اور سمجھتا قال تعالی ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا وقال تعالی لقد حق القول علی اکثرھم فھم لا یومنون وقال تعالی سواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون یہ بعض قلوب کا حال بہ نسبت سائر شہوات کے ایسا ہی ہوتا ہے اور بعض کا بہ نسبت بعض شہوات کے جیسے کہ بعض لوگ بعض معاصی سے پرہیز کرتے ہین لیکن جب کوئی حسین جمیل شکل نظر پڑتی ہے تو اوس سے صبر نہین کرسکتے عقل رخصت ہوجاتی ہے دل کو ضبط نہین رہتا وقس علی ہذا تیسرا دل وہ ہے جسمین ظہور خواطر ہوسی کا ہوتا ہے وہ خواطر اوسکو طرف شر کے کھینچتی ہین

تیسرا دل

اوسوقت اگر خواطر ایمان آتی ہین اور طرف خیر کے بلاتی ہین تو نفس شہوت پرست طرفدار خاطر شر کا بنتا ہے اوسوقت کچھ غلبہ شہوت کو ہوتا ہے اور تمتع ولذت اچھی لگتی ہے عقل خاطر خیر کی وکالت کرتی ہے اور شہوات کی برائی بیان کرتی ہے کہ یہ کام نادانی کا ہے یا مشابہ فعل بہائم وسباع ہے تو نفس نصیحت عقل پر راغب ہوتا ہے غرضکہ دل کشاکشی مین ان دونون فریق کے رہتا ہے ادہر اور ادہر لڑھکتا رہتا ہے ایک ہی فریق کی طرف ہمیشہ کے لئے جم جانا اوسکا بہت کم ہوتا ہے یہ جو بہشت کے لئے پیدا ہوا ہے اوسکے لئے اسباب ملاحت سہل کردیئے جاتے ہین اور جو جہنم کے لئے مخلوق ہوا ہے اوسکے لئے لوازم معصیت کے مہیا ہوجاتے ہین صحبت بھی ویسی ہی ملتی ہے یعدھم ومنیھم وما یعدھم الشیطان الا غرورا یعنے شیطان تو یہ کا وعدہ دیتا ہے مغفرت کی تسلی دلاتا ہے تاکہ ان حیلون سے آدمی کو تباہ کرے قال تعالی ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم اور حضرت نے فرمایا ہے ھولاء فی الجنۃ ولا ابالی وھولاء فی النار ولا ابالی یہ حال ہے پہلے دل ہے یہ تیسرا دل ۵

	میرے ان دو ہی پیالون پہ قناعت کیجے	خانۂ چشم ہے یہ خانۂ خمار نہین	

رہا دوسرا دل وہ کچھ چیز نہین ہے ۵

	لے خانۂ خدا ہے نہ میکدہ بتون کا گھر	رہتا ہے کون اس دل خانہ خراب مین	

باب دوم بیان مین ریاضت نفس اور درستگی اخلاق وغیرہ کے

فضیلت حسن خلق

حسن خلق صفت سید المرسلین و افضل اعمال صدیقین و اضعف نین علی التحقیق و شعرۂ مجاہدۂ متقین و ریاضت متعبدین ہے اور اخلاق بد سموم قاتلہ و مہلکات واسعہ و مخازی فاضحہ و رذائل واضحہ و خبائث مبعدہ سے جو ارب العلمین نے بند خلق آدمی کر وہ شیطان مین منسلک ہوتا ہے دروازے اخلاق سیئہ کے طرف اوس آگ کے کھلے ہین جو دل کو جہانک لیتے ہین اور ابواب اخلاق جمیلہ کے طرف نعیم جنان و جوار حمن کے مفتوح ہین اخلاق ضیئہ امراض قلوب و اسقام نفوس ہین یہ وہ مرض ہے جس سے حیات ابد فوت ہو جاتی ہے کہان یہ بیماری اور کہان وہ بیماری جس سے فقط حیات بدن فوت ہوتی ہے سو جبکہ اطبا دنون امراض کا علاج کرتے ہین اور اس حیات فانی کے لئے قانون و علامات بناتے ہین تو مرض قلبی جس سے حیات باقی جاتی ہے اوسکی طب سیکھنا سب اہل عقل پر واجب ہے کیونکہ ہر ایک کے دل مین کوئی نہ کوئی مرض ضرور ہوتا ہے اگر اوسکی علاج نہ کیجائے تو صدہا بیماریان پیدا ہو جائین اس آیت مین قد افلح من زکاھا علاج دل ہی مراد ہے اور وقد خاب من دسّاھا مین مراد غفلت ہے اوسکے علاج سے **ف** فضیلت حسن خلق و مذمت سوء خلق مین آیات و احادیث آئی ہین جیسے انک لعلی خلق عظیم عایشہ نے کہا حضرت کا خلق قرآن تھا جب یہ آیت اوتری خذ العفو و أمر بالعرف و اعرض عن الجاھلین تو حضرت نے جبرئیل سے پوچھا کہ مراد اس سے کیا ہے اونہون نے اللہ پاک سے دریافت کر کے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جو کوئی تجسے جدا ہو تم اوس سے ملو اور جو تمکو ندے تم اوسکو دو اور جو کوئی تمپر ظلم کرے تم اوسکو معاف کرو حدیث ابو ہریرہ مین رفعاً آیا ہے انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق رواہ احمد و الحاکم یہ بھی فرمایا ہے کہ بہت بھاری چیزون قیامت کے میزان اعمال مین یہی تقوی و حسن خلق ہوگا رواہ ابو داؤد و الترمذی عن ابی الدرداء ایک شخص نے پوچھا دین کیا ہے فرمایا حسن خلق دوسرے نے کہا نیکی ست کیا ہے کہا بد خلقی **حکایت** ساسنے حضرت کے ایک عورت کا ذکر کیا کہ وہ دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو تہجد پڑہتی ہے مگر بد خلق ہے ہمسایون کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے فرمایا لا خیر فیھا ھی من اھل النار یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ بہت دوست و نزدیک مجھسے مجلس مین دن قیامت کے وہ لوگ ہونگے جنکے اخلاق بہت اچھے ہین ام حبیبہ سے فرمایا تھا ذھب حسن الخلق بخیر الدنیا و الاخرۃ ایک حدیث مین یون کہا ہے مسلمان حسن خلق سے درجہ صائم قائم کا پالیتا ہے **حکایت** حکیم لقمان سے اونکے بیٹے نے پوچھا تھا الانسان مین کون خصلت اچھی ہے کہا دین کہا اگر دو ہون تو کونسے ہون کہا دین و مال

ما احسن الدین والدنیا اذا اجتمعا	کما بارک اللہ فی الدنیا بالدین

کہا اگر تین ہون فرمایا دین و مال و حیا کہا اگر چار ہون کہا تو یہ تینون اور حسن خلق کہا اگر پانچ ہون کہا یہ چارون اور

سخاوت کہا اگرچہ ہون فرمایا ان پانچ ہی خصال کے جمع ہونیسے خاصا متقی اللہ کا ولی شیطان سے بری ہوجاتا ہے حسن نے کہا ہے جو کوئی بدخلقی کرتا ہے وہ اپنی جان کو ستاتا ہے انس بن مالک نے کہا آدمی بسبب اپنے حسن خلق کے اعلی درجہ جنت کو پہنچ جاتا ہے گو عبادت نکرتا ہو اور بدخلقی سے اسفل طبقۂ جہنم مین جاتا ہے گو عابد ہی ہو یحیی نے کہا حسن خلق رزق کا خزانہ ہے جنید نے کہا ہے چار خصال ایسے ہین جو بندہ کو اعلے درجات تک پہنچا دیتے ہین گو علم و عمل مین کم ہو حلم و تواضع و سخا و حسن خلق یہ خوش خلقی ایمان کا کمال ہے کتانی نے کہا ہے تصوف نام ہے خلق کا جو کوئی ایک خلق مین تجھ پر زیادہ ہے وہ تصوف مین بھی تجھ پر زائد ہے عمر فاروق نے فرمایا ہے لوگون سے باخلاق پیش آؤ اور اعمال مین اونسے الگ رہو یحیی بن معاذ نے کہا بدخلقی ایسی برائی ہے کہ اوسکے ہوتے ہوئے کثرت حسنات کی کچھ فائدہ نہین دیتی اور خوش خلقی ایسی خوبی ہے کہ اوسکے ہوتے ہوئے کثرت سیئات کی کچھ نقصان نہین پہنچاتی عطا نے کہا ما ارتفع من ارتفع الا بالخلق الحسن ولم ینل احد کماله الا المصطفی صلعم فاقرب الخلق الی الله السالکون آثاره بحسن الخلق **ف** حسن کہتے ہین خوش خلقی یہ ہے کہ کشادہ رو ہو مال خرچ کرے ایذا دینے سے باز رہے واسطی نے کہا ہے کہ نہ آپ کسی سے جھگڑے اور نہ اوس سے کوئی جھگڑے یہ بات بسبب شدت معرفت باللہ کے ہوشاہ کرمانی کہتے ہین حسن خلق کف اذی احتمال مؤن ہے بعض نے کہا یہ ہے کہ لوگون سے قریب اور اونکے بیچ مین غریب ہو ابو عثمان نے کہا وہ رضا عن اللہ ہے سہل تستری سے پوچھا حسن خلق کیا ہے کہا ادنی یہ ہے کہ ایذا اوٹھا لے بدلا نہ لے ظالم پر رحم کرے اوسکی مغفرت چاہے اوسپر مشفق مہربان ہو دوسری بار کہا یہ ہے کہ رزق مین قناعت کو تھامے رکھے باکی وسپر اعتماد کرے اور اوسکے وعدہ پورے ہونے پر چپکا رہے حق خدا و عباد مین نافرمان نہو بلکہ طاعت بجالائے مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے حسن خلق تین امر مین ہے محرمات سے بچنا حلال رزق کا جستجو کرنا عیال پر زیادہ خرچ کرنا حسین بن منصور نے کہا حسن خلق یہ ہے کہ جفا خلق کے بعد مطالعہ حق کی تجھ مین کچھ اثر نکرے ابو سعید خراز نے کہا یہ ہے کہ تجھکو سوا اللہ کے کسی دوسری چیز کا دھیان نہو ؎

دلارامے کہ داری دل در و بند		دگر چیزہا ز ہمہ عالم فرو بند	

فهذا و امثاله کثیر و هو تعرض لثمرات الخلق لا لنفسه ثم هو اس محیط بجمیع الثمرات ایضا و لکشف الغطاء عن الحقیقة اولی من نقل الاقاویل المختلفة سواس جگہہ دو لفظ ہین کہ ایک ہی ساتھہ مستعمل ہوتے ہین خلق و خُلق کہتے ہین فلان شخص حسن الخَلق و الخُلق ہے یعنی حسن الظاہر و الباطن تو خلق صورت ظاہرہ ہیئت اور خلق صورت باطنہ کیونکہ الانسان کی ترکیب دو شئے سے ہے ایک تو جسم جو آنکھہ سے سوجھتا ہے اور ایک روح یعنے نفس جو بصیرت و عقل سے معلوم ہوتا ہے پھر انمین ہر ایک کی ایک ہیئت و شکل ہوتی ہے بُرے یا اچھے نفس جو عقل کی آنکھہ سے ادراک

کرتا ہے قدرو منزلت میں جسم سے بڑھکر ہے کیونکہ وہ فقط بصد سے دیکھتا ہے کہ یہ انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ
ونفخت فیہ من روحی فقعوالہ ساجدین دلیل ہے اس بات پر کہ بدن کی نسبت طرف مٹی کے ہے اور روح
کی نسبت طرف اللہ کے غرضکہ تعریف خلق کی یہ ہے کہ خلق ایک ہیئت راسخہ ہے نفس میں جس سے افعال بآسانی
بغیر فکر و تامل کے صادر ہوتے ہیں سو یہ ہیئت اگر ایسی ہے کہ اوس سے وہ افعال صادر ہوتے ہیں جو عقلاً و شرعاً محمود
ہیں تو اوس ہیئت کا نام خلق حسن ہے اور اگر اوس سے صدور افعال قبیحہ کا ہوتا ہے تو اوس ہیئت کا نام خلق سیئی
ہے قید سہولت کے ساتھ ہیئت کے اسلئے لگائی ہے کہ اگر ایک شخص سے مثلاً بذل مال کا نادر اً صادر ہوا ہے بسبب
کسی حاجت عارض کے تو اوسکے خلق کو سخا نہ کہیں گے جب تک کہ یہ خلق اوسکے نفس میں ثابت دم راسخ قدم
نہ ہوگا اور قید سہولت کی بغیر فکر کی اسلئے ہے کہ متکلف بذل مال یا بسکوت بوقت غضب بکشش و کوشش سخی
و حلیم نہیں کہلائیگا غرضکہ اس جگہ چار امر ہیں ایک فعل جمیل یا قبیح دوسری قدرت اوس فعل پر تیسری معرفت اوس فعل
کی چوتھے ہونا ایسی ہیئت کا واسطے نفس کے جس سے اوسکو طرف ایک جانب کے اون دو جوانب سے میل ہوا کرنا
امر حسن یا قبیح کا اوپر آسان پڑے سو خلق نرے فعل کا نام نہیں ہے اوس ہیئت کا نام ہے جس سے نفس واسطے صدور
بذل یا سخا کے مستعد ہوتا ہے پس جس طرح کہ حسن ظاہری مثلاً ایک عضو کے خوب ہونیسے کامل نہیں ہوتا کہ نری آنکھ اچھی
ہو بلکہ ناک منہ خسار سب عمدہ ہوں تب جمیل کہیے اسی طرح واسطے حسن باطن کے بھی چار رکن ہیں کہ جب تک
وہ حسین نہونگے تب تک حسن خلق پورا نہوگا قوت علم قوت غضب قوت شہوت قوت عدل غرضکہ جس کسی شخص میں
یہ چار رکن حد اعتدال پر ہونگے وہ مطلقاً خوش اخلاق کہلائیگا اور جسمیں ایک ہی شے یا دو شے حد اعتدال پر ہونگی وہ فقط
اوسی اعتبار سے خوش خلق ٹھیریگا اعتدال قوت غضبیہ کا نام شجاعت ہے اور قوت شہوانیہ کا نام عفت ہے اور قوت علمیہ
کا نام حکمت ہے اور جب ان اعتدالات سے میل ہوگا تو زیادت شجاعت کا نام تہور اور ضعف و نقصان کا نام جبن
وجود اور زیادت شہوت کا نام شرہ اور نقصان کا نام جمود ٹھیریگا محمود وہی درجہ وسط ہے جسکو فضیلت کہتے
ہیں اور یہ دونوں طرفین رذیل و مذموم ہیں ع کلا جانبی قصدالامور ذمیمہا عدل سو اوسکے لئے دو
طرفین زیادت و نقصان کے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی طرف ہے جسکو جور کہتے ہیں افراط حکمت کا نام جبکہ استعمال
اوسکا اغراض فاسدہ میں ہو خبث و جربزت ہے اور تفریط کا نام بلہ اور اوسط کا نام حکمت ہے غرضکہ امہات
و اصول اخلاق کے چار ٹھیرے حکمت شجاعت عفت عدل باقی اشیاء انکی فروع ہیں ان چاروں کا کمال
اعتدال سوا حضرت صلعم کے اور کسیکو نصیب نہیں ہوا آپکے بعد لوگوں میں تفاوت ہے جو شخص ان اخلاق میں
جتنا آپ سے قریب ہے اوتنا ہی وہ اللہ سے قریب ہے اور جو شخص جتنا دور ہے اوتنا ہی وہ اللہ سے بعید ہے

ف ریاضت سے اخلاق میں تغیر ہو سکتا ہے یا نہیں اسمیں دو قول ہیں جن لوگوں پر اعتقاد باطل غالب ہے

ارکان حسن خلق

اوپر مجاہدہ وریاضت کرنا واسطے تزکیۂ نفس کے شاق ہے وہ یہ کہتے ہین کہ خلق مین تغیر نہین ہوسکتا ہے جس طرح
کہ خلق مین تغیر نہین ہوتا ہے اور ہمنے امتحان کیا ہے کہ مجاہدہ سے استیصال شہوت وغضب کا ممکن نہین ہے
یہ قول ٹھیک نہین اسلئے کہ اگر اخلاق متغیر نہوسکتی تو وعظ ونصیحت وتادیب بیکار جاتا حالانکہ حضرت نے فرمایا
ہے انما بعثت معلماً اور ارشاد کیا ہے کہ حسنوا اخلاقکم آدمی تو درکنار جانور کی وحشت بھی انس
سے بدل جاتی ہے تعلیم سے باز شکار کرنے لگتا ہے تادیب سے اسپ سرکش رام ہوجاتا ہے پھر اگر غضب
وشہوت بدل جائین تو کیا بعید ہے ہان ایسا استیصال انکا کہ بالکل اثر باقی نرہے اسپر ہمارا قابو نہین ہے مگر
انکا کم بادینا اور ریاضت ومجاہدہ سے اپنے قابو مین رکھنا ہوسکتا ہے اور اسی کا ہمکو حکم بھی ہے اور یہی
ہماری نجات ووصول الی اللہ کا سبب ہے البتہ طبیعتین مختلف ہوتی ہین بعض مین جلد اثر ہوتا ہے اور بعض مین
دیر سے شہوت وغضب وتکبر ہر اک انسان مین موجود ہین مگر سب سے زیادہ مشکل بدلنا شہوت کا ہے کیونکہ یہ شروع
پیدائش سے ساتھ ہوتی ہے چنانچہ لڑکپن مین بچے کو خواہش ہوتی ہے اور غصہ اکثر سات برس کی عمر مین پیدا ہوتا ہے
پھر کبھی خلق کثرت عمل سے مضبوط ہوجاتا ہے اس باب مین لوگون کے چار درجے ہوتے ہین ایک جاہل محض
دوسرا جاہل وگمراہ تیسرا جاہل گمراہ فاسق چوتھا ہمراہ جہل وگمراہی وفسق کے شریر پہلے درجے کا علاج جلد
ہوسکتا ہے دوسرے درجے کا روبراہ لانا پہلے کی نسبت سخت ہے تیسرے درجے کا علاج گویا نا ہے
اور اوسکے صلاح کی توقع نہین چوتھا درجہ سب سے زیادہ سخت تر ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اخلاق تغییر کو بطریق
ریاضت کے قبول کرتا ہے مراد اس سے اعتدال پر لانا غضب وشہوت کا ہے اس طرح پر کہ انمین سے کوئی عقل
پر غالب نہو بلکہ یہ سب عقل ہی کے قابو مین رہین اور اس بات کی دلیل کہ اخلاق مین افراط وتفریط مقصود
نہین ہے بلکہ درجۂ اوسط مطلوب ہے یہ ہے کہ اللہ نے اسی درجۂ وسطی کی تعریف فرمائی ہے والذین اذا انفقوا
لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما اسمین اشارہ ہے طرف سخاوت کے سخاوت درمیان بخیلی وکسی کے ہوتی ہے
اور فرمایا ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط اسی طرح شہوت طعام مین اعتدال مطلوب ہے
حرص اور سستی طبع ناپسند ہے کما قال تعالی کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین اور غضب
کے باب مین فرمایا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم اور حدیث مین آیا ہے خیر الامور اوسطہا
سارے اخلاق کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے کہ دونون طرفین مذموم ہوتی ہین اور فقط درجۂ وسطی محمود ہوتا ہے
اور وہی مقصود وممکن بھی ہے ف جب بات یہ ٹھہری کہ مراد حسن خلق سے اعتدال ہے قوت عقل کا کمال
حکمت واعتدال قوت غضب وشہوت کا اور انقاد ہونا انکا واسطے شرع وعقل کے تو یہ حسن خلق دو طرح سے
حاصل ہوتا ہے ایک داد الٰہی سے کہ آدمی ابتداء پیدائش سے کامل العقل حسن الخلق پیدا ہوا اور شہوت وغضب کو

اور غلبہ نہو بلکہ یہ دونون منقاد ہون عقل و شرع کے تو ایسا شخص بے تعلیم کے عالم ہو جاتا ہے اور بے تادیب کے مودب بنجاتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ و یحییٰ و ہمارے حضرت صلعم اور سارے انبیاء علیہم السلام تھے اور یہ بات کچھ بعید نہین ہے کہ آدمی کی فطرت مین وہ بات ہو جو اکتساب سے حاصل ہوتی ہے اکثر اطبا کے شروع سے سخی و بہادر و صادق اللہجہ پیدا ہوتے ہین اور بعض انکے خلاف ہوتے ہین دوسری طرح یہ ہے کہ ان اخلاق کو مجاہدہ و ریاضت سے حاصل کیا جائے یعنی نفس سے ایسے کام لے جنسے کہ خلق مطلوب حاصل ہو مثلاً جو شخص خلق سخاوت حاصل کیا چاہے اوسکا طور یہ ہے کہ بتکلف بذل مال اختیار کرے اور ہمیشہ اپنے نفس پر زور دیکر یہ کام لیتا رہے یہانتک کہ یہ بذل اوسکی عادت ہو جائے جتنے اخلاق شرعاً عمدہ ہین وہ اسی طرح حاصل ہوتے ہین اور اسکی نہایت یہ ہے کہ آدمی کو اوس کام مین لذت معلوم ہونے لگے اگر مزاج ملیگا تو وہ متصف ساتھہ اوس خلق کے ہو گا جب تک عبادات کا بجالانا اور ممنوعات کا چھوڑنا برا لگے گا اور نفس پر شاق گزریگا تب تک نقصان باقی رہیگا اور کمال سعادت کو نہ پہنچے گا ہان ان باتون پر مواظبت کرنا بہ نسبت نکرنیکے بہتر ہو گی مگر بہ نسبت طوع و رغبت کے ہیانتک کرنیکے بہتر نہین ہے ولہذا اللہ نے فرمایا ہے انہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین اور حدیث مین آیا ہے اصبر فی الرضا فان لم تستطع ففی الصبر علی ما تکرہ خیر کثیر پھر سعادت موعودہ کے حاصل ہونیکے لئے یہ امر کافی نہین ہے کہ کبھی تو طاعت مین مزا لے اور نافرمانی بری لگے اور بعض اوقات مین یہ حال ہو بلکہ ساری عمر یہی حالت رہنا چاہئے اب جتنی عمر بڑھے گی یہ فضیلت مستقل ہو گی غرض ان اخلاق سے یہ ہے کہ نفس مین سے محبت دنیا کی جاتی رہے اور اللہ کی محبت اوسمین جم جائے یہانتک کہ کوئی چیز نزدیک اوسکے لقاء خدا سے محبوب تر نہ ہے اپنا مال بھی ایسے ہی کامون مین خرچ کرے جس سے یہ مطلب حاصل ہو غضب و شہوت کو بھی ایسے ہی طرح پر کام مین لائے جس سے اللہ ملے لیکن انکا موزون ہونا میزان شرع و عقل مین ضرور ہے پھر اس سے مزا ملے اور خوش ہو جیسے ملوک منعمین کو احزان دائمہ مین دیکھا ہے اور قمار باز مفلس کو فرحناک پایا ہے یہ اسی لئے ہے کہ طول ممارست سے الفت حاصل ہو جاتی ہے دل و اعضا مین ایک عجیب طبعی حکا علاقہ ہے کہ جو صفت دل پر غالب ہوتی ہے اوسکا اثر اعضا پر پہنچتا ہے اعضا اوسکے موافق حرکت کرنے لگتے ہین اور جو فعل اعضا سے کیا جاتا ہے اوس سے بھی کبھی دل پر اثر بطور دور کے پڑتا ہے غرضکہ جو شخص تزکیہ و تکمیل و تحسین قلب کی اعمال حسنہ سے چاہتا ہے وہ نہ ایک دن کی عبادت مین یہ رتبہ پا سکتا ہے اور نہ ایک دن کی نافرمانی سے اس رتبہ سے محروم ہو سکتا ہے ایک روز کا بیکار چھوڑنا دوسرے روز کی بیکاری کا باعث ہوتا ہے پھر اسی طرح ہوتے ہوتے آخر کو نفس کسل کا عادی ہو کر سرے سے تحصیل چھوڑ دیتا ہے اور فضیلت سے محروم رہجاتا ہے اسی طرح ایک گناہ صغیرہ کا ارتکاب دوسرے کا باعث ہوتا ہے اور بتدریج اصل سعادت سے باز رکھتا ہے اور خاتمہ

کے وقت اصل ایمان کو تباہ کر دیتا ہے عیاذاً باللہ منہ ایک طاعت بجالانیسے اثر تزکیہ نفس کا محسوس نہین ہوتا بلکہ آہستہ
آہستہ مدت کے بعد معلوم ہوتا ہے تاہم تھوڑی طاعت کو حقیر جاننا نہ چاہیئے اسلئے کہ تھوڑی تھوڑی ہو کر بہت
ہو جاتی ہے اور مجموع کا اثر کچھ کچھ حصہ رسد ایک ایک کے مقابل ہوتا ہے گو محسوس نہ ہو علاوہ اسکے اگر تاثیر مخفی ہے
تو ہوا کرے ثواب تو کہین نہین گیا وہ عوض تاثیر کے موجود ہے اسی طرح معصیت کو قیاس کرنا چاہیئے لوگ گناہ
صغیرہ کو حقیر جانتے ہین اور نفس کو وعدہ توبہ کا آج کل دیتے رہتے ہین یہانتک کہ دفعۃً پنجۂ موت مین گرفتار ہو جاتے
ہین اور سیاہی گناہون کی دل پر چھا جاتی ہے اور توبہ کرنا مشکل پڑ جاتا ہے اسلئے کہ تھوڑے تھوڑے گناہ ہوتے ہوتے
بہت ہو گئے اور دل ان پھندون مین ایسا پھسا کہ رہائی غیر ممکن ہو گئی اس آیت سے یہی مراد ہے وجعلنا من بین
ایدیہم سدا ومن خلفہم سدا غرضکہ اخلاق حسنہ کبھی تو طبیعت و اصل فطرت سے ہوتے ہین اور کبھی اچھے کاموں
کی عادت اختیار کرنیسے اور کبھی صلحا و اصحاب خیر کے افعال دیکھنے و سننے سے کیونکہ طبیعت دوسرے سے خیر و شر
دونون کو جراتی ہے پھر جو شخص ایسا ہو کہ اوسمین یہ ہر سہ جہات جمع ہو گئے ہین یعنے طبعاً و عادۃً و تعلماً تو وہ نہایت
درجۂ فضیلت پر ہے اور جو شخص کہ طبیعت کا اچھا نہین ہے اور مبادی سوء تربیت اسباب شر کے افعال بد کا عادی ہو گیا
اور صحبت والے بھی بد ہین تو وہ نہایت درجہ خدا سے بعید ہے اور جو ہین ان جہات کا کچھ اختلاف ہے تو وہ ان
دونون مرتبون کے بیچ مین ہے اوسکا قرب و بعد بموجب اوسکے وصف و حال کے ہوگا وما ظلمہم اللہ ولکن کانوا
انفسہم یظلمون ف آدمی کا نفس اگر پاک صاف مہذب ہو تو چاہیئے کہ یہ کوشش کرے کہ ویسا ہی بنا رہے
بلکہ ان امور کو اوسمین قوت و ضرور ہو جائے اور اگر اوسمین کچھ کمال نہو تو اوس کمال کے حاصل کرنے مین سعی کرے امراض
دل کا علاج بھی مثل امراض بدن کی ضد سے ہوتا ہے مثلاً بخل کا علاج تعلم سے اور بخل کا علاج سخی بننے سے اور کبر کا خاکساری سے اور حرص
کا کف شہوت سے ہوتا ہے مرض باقی رہنے سے تو مرنے پر نجات ہو جاتی ہے اور مرض دل کا ایسا مرض ہے کہ بعد موت
بھی ابدالآباد تک رہتا ہے مرشد کو چاہیئے کہ مرید پر ایکبار کی ریاضت و تکالیف ایک نوع مخصوص یا طریق معین
کی نہ ڈالے جبتک کہ اوسکے اخلاق و امراض سے بخوبی واقف نہو بلکہ اوسکے مرض و حال اور مزاج و سن و سال کو
دیکھکر اوسی قسم کی مشقت اوس سے لے مثلاً مبتدی جاہل کو طرق طہارت و عبادت کا سکھائے اور اگر مال حرام
و معصیت مین مشغول ہو تو اوسکو ان چیزون کے ترک کرنیکا حکم کرے پھر مرض دل کو دیکھے بخل و رعونت
و کبر کو اونکے اضداد سے علاج کرے غرضکہ طریق عام اس باب مین نفس کی خواہش کے خلاف پر چلنا ہے اللہ
نے ایک ہی کلمہ مین اس بات کو ادا کر دیا ہے واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان
الجنۃ ہی المأوی اصل مہم مجاہدہ نفس مین پورا کرنا عزم کا ہے جب آدمی ترک شہوت کا عزم کرے اور اوسکے
لوازم پیش آئین تو یہ جانے کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان ہے اوسوقت صبر کرے اور اپنے وعدہ پر جما رہے

اگر جہد شکنی کریگا تو نفس کو ویسی ہی عادت ہوجائیگی اور تباہ ہوجائیگا بلکہ اگر عمداً شکنی کرے تو اپنے اوپر ایک سزا مقرر کیجے اگر اوسکو مزا سے نہین ڈرائیگا تو نفس اوسپر غالب آجائیگا اور مرتکب شہوت ہوکر ریاضت برباد کردیگا **اعتراف** انسان کے دل کا فعل خاص عبادت و معرفت الٰہی ہے اور خاصیت نفس انسانی کی وہی ہونا چاہیئے کہ جس سے وہ بہائم سے ممیز ہوجائے کیونکہ قوت کھانے پینے جماع کرنے کی دیکھنے مین تو انسان اونسے متمیز نہین ہے بلکہ اس بات مین ممتاز ہے کہ اوسکو معرفت حقائق امور کی ہے اللہ تعالیٰ موجد و مخترع ہے ساری اشیا کا اگر کوئی تمام اشیا کو جانے اور اونکے صانع واحد کو نہ پہچانے تو اوسنے گویا کچھ خاک بھی نجانا سو علامت شناخت خدا کی محبت ہے ساتھہ خدا کے جو اوسکو پہچانتا ہے وہی اوسکی دوستی مین محو ہوجاتا ہے محبت خدا کی یہ نشانی ہے کہ اوسپر دنیا و ما فیہا اور تمام اپنی محبوب چیزون کو ترجیح نہ دے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے قل ان کان اٰباءکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ سو جس کسیکو سوا اللہ پاک کے اور کوئی چیز محبوب تر ہوتی ہے تو اوسکا دل بیمار ہوتا ہے تمام قلوب بیمار ہین الا ماشاء اللہ یہ بیماری دل کی مرض لاعلاج ہوگیا ہے نہ اسکا علم لوگون مین ہے نہ اس مرض کو کوئی جانتا پہچانتا ہے لوگ حب دنیا پر جھک پڑے ہین اور ایسے اعمال پر متوجہ ہین کہ ظاہر مین طاعت و عبادت ہے اور باطن مین ریا و عادت حالانکہ سالم ہونا دل کا تمام اخلاق مرضیہ و عادات قویمہ سے ضرور ہے یہانتک کہ متعلقات دنیا مین سے کسی چیز کا علاقہ نہ رہے اور یہان سے لگاؤ اور ٹہہ جانے سے خود دنیا کی طرف التفات ہو اور نہ اوسکے لوازم کا شوق اوسوقت سامنے اللہ کے اطمینان کے ساتھہ جائیگا اللہ اوس سے راضی ہوگا اور یہ اللہ سے خوش ہر بندگان مقرب یعنی انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کی جماعت مین داخل ہوگا بہت اچھے رفیق ہین درجہ اوسکا دونون طرفون مین نہایت باریک ہے بلکہ بال سے زیادہ پتلا اور تلوار سے زیادہ تیز ہے تو جو کوئی دنیا مین اس صراط مستقیم پر قائم رہیگا وہ اوسی طرح آخرت کے پل صراط پر بھی گذریگا اور جو کوئی دنیا مین کچھہ نہ کچھہ درجہ وسطی سے ایک طرف کو جھک جاتا ہے اسلئے اوسکا دل اوسی طرف کو متعلق رہتا ہے جسطرف کہ وہ مائل ہے لہذا کچھہ نہ کچھہ عذاب اور گزر اوسکا دوزخ پر ضرور ہوگا گو بجلی ہی کی طرح کیون نہ پار ہوجائے **قال تعالیٰ** وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا سو اسی استقامت کی دشواری کی وجہ سے ہر روز بندہ پر اثنا فرائض سورۂ فاتحہ مین تشہد بار بار یہ دعا پڑہنا واجب ہوا اھدنا الصراط المستقیم **حکایت** ایک شخص نے حضرت کو خواب مین دیکھا عرض کیا کہ آپنے فرمایا ہے مجکو سورہ ہود نے بوڑہا کردیا اوسکی کیا وجہ ہے فرمایا اوسمین یہ حکم ہے فاستقم کما امرت معلوم ہوا کہ مستقیم رہنا راہ راست پر ایک امر دشوار ہے مگر بندہ کو چاہیئے کہ گو استقامت حقیقی ہاتھہ نہ آئے تو بھی واسطے قرب استقامت کے

کوشش کئے جائے حاصل یہ ٹہیرا کہ جو شخص طالب نجات کا ہو تو وہ جان لے کہ بدون عمل صالح کے نجات نہوگی عمل صالح یہی اخلاق حسنہ جمیلہ ہین جو کتاب وسنت سے ثابت ہوچکی ہین الہام توفیقا ف اللہ تعالیٰ کو جب یہ منظور ہوتا ہے کہ کسیکے ساتھہ خیر کرے تو اوسکی نظر طرف اوسکے عیبون کے پھیر دیتا ہے تیز عقل والے پر اوسکے عیوب مخفی نہین رہتے اور بعد دریافت عیب کے علاج بہی ممکن ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ لوگ اپنے عیبون سے جاہل ہین اور دوسرون کے ذرا ذرا عیب معلوم کرتے ہین مگر اپنے بڑے عیب بہی نہین جانتے اپنے عیب پہچاننے کے چار طور ہین ایک یہ کہ سامنے کسی شیخ بصیر بعیوب النفس کے بیٹھے جو آفات مخفی پر آگاہ ہے اوسکو اپنے نفس پر حاکم کرے اوسکے اشارہ پر مجاہدہ مین چلے دوسرے یہ کہ کسی اپنے دوست راست باز دیندار ہوشیار سے کہے کہ تو میرے احوال وافعال کو تاکیا رہ اور جو برائی جس امر مین معلوم ہو اوسپر مطلع کر ائمہ دین اسی طرح کیا کرتے تھے عمرؓ نے کہا ہے خدا رحمت کرے اوس شخص پر جو مجکو میرے عیب بتائے پہر مسلمان سے اپنے عیب پوچہا کرتے اور حذیفہ سے کہا بتاؤ مجمہ مین کوئی نشان نفاق کا تو نہیں ہے

خواہی کہ عیبہای تو بر تو شود عیان		یکدم منافقانہ بنشین و کمین خویش	مے

داؤد طائی سے کہا تم لوگون سے کیون نہین ملتے کہا مین ایسے لوگون سے ملکر کیا کرون جو میرے عیب پوشیدہ کہدین اہل دین کی آنہ وہی ہوتی تہی کہ دوسرے کے بتلانیسے اپنے عیب پر متنبہ ہوجائین لیکن اب ایسا زمانہ ہوگیا ہے کہ جو کوئی نصیحت کی بات کہے اور مجکو ہمارے عیوب بتائے وہ سب سے بڑہکر دشمن گنا جاتا ہے سو یہ علامت ہے ضعف ایمان کی کیونکہ اخلاق بمثل سانپ بچھو کے ہین تو اگر کوئی ہمسے یون کہے کہ تمہارے پاؤن مین بچھو یا سانپ ہے تو ہمین اوسکا ممنون وشکر گزار ہونا چاہئے ہم خوش ہوکر اوسکے قتل کرنے اور دور کرنے مین کوشش کرین حالانکہ بچھو کا ظاہر ایکدن یا اس سے بہی کم رہتا ہے اور خلق بد کا وبال بعد موت کے ہزارون برس تک رہیگا تیسرے یہ کہ اپنے عیب دشمنون کی زبانی معلوم کرے کہ وہ لوگ اسی عیب جوئی کے درپے رہتے ہین ع ولکن عین السخط تبدی المساویا ٥

از صحبت دوستے بر نجم		کہ اخلاق بدم حسن نماید	
کو دشمن شوخ چشم بیباک		تا عیب مرا بمن نماید	

غالب یہ ہے کہ آدمی بہ نسبت دوستون کے دشمنان عیب سے زیادہ فائدہ اوٹہاتا ہے کیونکہ دوست خوشامد کے سبب سے عیب ظاہر نہین کرتے مگر طبیعت انسان اسپر مجبول ہے کہ دشمن کو جہٹلائے اور اوسکی بات کو حسد پر محمول کرے لیکن اہل بصیرت دشمنون کی بات سے منتفع ہوتے ہین کیونکہ بیان اعداء پر ضرور انکی برائیان مذکور ہوتی ہین چوتھے یہ کہ آدمیون سے ملکر جو باتین بری دیکھے اپنے نفس کا مطالبہ ساتھہ اوسکے کرے اسلئے کہ مومن ایک دوسرے کا آئینہ ہوتا ہے دوسرے کے عیب دیکھکر اپنے عیب جان لیتا ہے اور یہ تادیب بہت عمدہ ہے آدمی اگر اسپر عمل کرے تو کچہہ حاجت کسی مرشد ومودب کی نہو ٥

ہر کہ خود تربیت خود نکند حیوانست		آدم آنست کہ او را پدر و مادر نیست	

حکایت کسیںنے عیسی علیہ السلام سے پوچھا تھا من ادّبك یعنی تجکو کسنے ادب سکھایا ہے کما ما ادبنی احد سرایت جھل الجاھل شیئا فاجتنبتہ یعنی مجھے کسیںنے ادب نہیں سکھایا مجکو جہل جاہل کا برا معلوم ہوا اسنے اوس سے کنارہ کیا **ف** طریقہ علاج کرنے امراض قلوب کا ترک شہوات ہے اور مادہ ان بیماریون کا اتباع شہوات ہے نور علم و یقین سے ان امراض و معالجات کو اگر جان لیا ہے تو فبہا اور اگر نہیں جانا ہے تو اوسکی تصدیق کرنا تقلیداً تو ضرور ہی ہے اسلئے کہ ایمان کا درجہ جدا ہے اور علم کا درجہ جدا علم بعد ایمان کے حاصل ہوتا ہے سو جس کسیںنے اس بات کی تصدیق کی کہ مخالفت شہوات کی اللہ تک پہنچاتی ہے اور اوسکا کہنا سبب بہبود نہ جانا تو وہ ایمان والون میں ہے اور جب سبب و نہ پر ہی وقوف ہو گیا تو اب وہ علم والون میں ہوا وکلا وعد اللہ الحسنی اس بات پر ایمان لانا کتاب و سنت و اقوال اہل علم سے ثابت ہے **قال تعالی** ونہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی **وقال تعالی** اولئك الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ اونکے دلون میں سے محبت شہوات کی نکال ڈالی ہے الترمذی رفعاً بسند ضعیف آیا ہے کہ مومن پانچ سخت میں ہوتا ہے ایک تو دوسرا مومن اوسکا حسد کرتا ہے دوسرے منافق اوس سے بغض رکھتا ہے تیسرے کافر اوس سے لڑتا ہے چوتھے شیطان اوسکو بہکاتا ہے پانچوین نفس اوس سے نزاع کرتا ہے رواہ ابوبکر بن کال فی مکارم الاخلاق معلوم ہوا کہ نفس عدو و منازع ہے اسلئے مجاہدہ کرنا اوس سے انسان پر واجب ہے عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے طوبی لمن ترك شھوۃ حاضرۃ لموعود غائب لم یرہ سفیان ثوری کہتے تھے میںنے نفس سے سخت تر علاج کسی شے کا نہیں دیکھا کبھی تو مجھکو مفید ہوتا ہے اور کبھی مضر **حکایت** ابوالعباس موصلی اپنے نفس سے کہتے تھے کہ تو نہ شہزادون کے سامنہ دنیا کا مزا پاتا ہے اور نہ طلب آخرت مین عابدون کے سامنہ محنت اوٹھاتا ہے کیا تو مجھکو دوزخ و جنت کے بیچ مین قید کر لیگا تجھے شرم نہین آتی ۵

نہ تو زاہدون مین بحساب نہ تو فاسقون سے لگا گئی		ترسی وہ مثل ہے اسے رضی ذالی الذی الوالدی	
نہ تمتعت زدنیا نہ زدین نصیب منظہر	۵	بفنون بے کمالی چہ قدر کمال داری	

یحیی بن معاذ کہتے ہین نفس کے ساتھہ ریاضت کی تلوارون سے لڑنا چاہیے ریاضت چار طرح پر ہوتی ہے تھوڑا کھانا تھوڑا سونا بقدر حاجت بولنا سب لوگون کی ایذا سہنا یعنے کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن و ستم مردم برداشتن سو تھوڑے کھانے سے شہوت مرجاتی ہے اور تھوڑے سونے سے نیت صاف ہوتی ہے اور کم بولنے سے دین آفات سے سلامت رہتا ہے اور تحمل اذی سے اقصی مراتب کو پہنچتا ہے انسان کے تین دشمن ہین دنیا و شیطان و نفس سو دنیا سے زہد کرکے بچے اور شیطان سے مخالفت کی راہ چل کر اور نفس سے ترک شہوات کرکے جعفر بن محمد

کہتے ہین علماء وحکما کا اسپر اجماع ہے کہ ان النعیم لا یدرک الا بترک النعیم یعنی دہن کا چین یہان کے عیش چھوڑنے سے ملتا ہے وہب بن ورد نے کہا ہے کہ جو کوئی شہوات دنیا کا دوستدار ہے اوسکو چاہیے کہ ذلت کے لئے طیار رہے **حکایت** زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا تھا سبحان من جعل الملوک عبید المعصیۃ وجعل العبید ملوکا بطاعتہم لہ یعنی اللہ پاک نے بادشاہون کو بسبب حرص وشہوت کے غلام کردیا وذلک جزاء المفسدین اور غلامون کو بسبب صبر وتقوی کے بادشاہ بنادیا آپنے فرمایا کہ یہ تو خدا ہی نے کہا ہے انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین غرضکہ سعادت اخروی کا طریق سوا اسکے نہین کہ نفس کو اوسکی خواہش سے روکے شہوات کی مخالفت کرے اور کچھہ نہو تو اسپر ایمان لانا ہی واجب ہے اصل ریاضت یہ ہے کہ جو چیز قبر مین ساتھہ نجائے اوس سے نفس کو بقدر ضرورت بہرہ مند کرے اکل ولباس ونکاح ومسکن مین اقتصار کیے اور جس چیز بغیر نہ بنے اور اوسکی طرف مضطر وبیقرار ہو تو اوس سے قدر حاجت وضرورت پر مکتفی ہو اگر زیادہ لیگا تو اوسی قدر کے ساتھہ الفت وانس ہیگا جب مریگا تو دنیا مین پہر آنیکی تمنا رہیگی یہ تمنا اوسیکو ہوتی ہے جسکو آخرت سے کچھہ بہرہ نہو اور صورت نجات کی اس ہلاک سے یہ ہے کہ دل مشغول بمعرفت ومحبت وذکر وفکر خدا ہو اور اوسی کا ہو ہے اور دنیا سے اوسی قدر پر قناعت کرے جو ذکر وفکر سے مانع نہو سو یہ سب باتین اللہ کی عنایت سے میسر ہوتی ہین جو کوئی اس ریاضت حقیقی تک نہ پہنچے تو اتنا ہی کرے کہ اوسکی لگ بہگ پہنچنے کا ارادہ فرمائے اس باب مین لوگ چار طرح پر ہوتے ہین ایک وہ شخص ہے کہ اوسکا دل ذکر خدا مین ڈوبا ہوا ہے اور طرف دنیا کے سوائے ضرورت معیشت کے کچھہ التفات نہین کرتا ایسا شخص صدیقین مین سے ہوتا ہے مگر یہ رتبہ بہت دنون کی ریاضت اور مدت تک ترک شہوات کے بعد ملتا ہے ؎

مرد عشق بلہوس را ندہند	سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار	این دولت ہر دو ہمہ کس را ندہند

دوسرا وہ شخص ہے جسکا دل دنیا مین غرقاب ہے اللہ کا ذکر فقط بطور حدیث نفس کے آجاتا ہے یعنی زبان سے ذکر کرتا ہے نہ دل سے سو ایسا شخص ہالکین مین سے ہوتا ہے تیسرا وہ شخص ہے جو دنیا ودین دونون مین مشغول ہے لیکن دل پر دین غالب ہے تو ایسا شخص آگ مین ضرور جائیگا مگر جتنا دل پر غلبہ اللہ کے ذکر کا ہوگا اوتنے ہی جلد نجات پائیگا چوتھا وہ شخص ہے کہ دونون مین مشغول ہے مگر دل پر دنیا کا غلبہ ہے یہ شخص دوزخ مین زیادہ رہیگا لیکن پہر اوسمین سے باہر نکلے گا کیونکہ اگرچہ دنیا اوسکے دل پر غالب تھی مگر خدا کا ذکر بھی تہ دل کرتا تھا اوسکی برکت وقوت سے نجات پائیگی اللہم انا نعوذ بک من خزیک فانک انت المعاذ بعض لوگ کہتے ہین کہ اشیاء مباح سے لذت لینا مباح ہے تو اس سے خدا کی دوستی کیسے ہوگی مگر یہ اونکا خیال خام ہے

بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ دنیا کی دوستی ہر ایک گناہ کی جڑ ہے اور ہر ایک حسنہ کو حبط کرتی ہے اور مباح شئے جو ضرورت سے زیادہ ہو وہ بیشک دنیا ہے اور دوری کا سبب ہوتی ہے نفس دنیا کی لذت پاکر خوش ہوتا ہے اور اوسکی طرف مائل و مطمئن بنتا ہے اور اتر اکر پھولا نہیں سماتا جیسے کوئی متوالا ہو کہ کبھی ہوش ہی نہ آئے حالانکہ یہ فرحت و مسرت اوسکے حق مین زہر قاتل ہے کہ ہر رگ و ریشہ مین پھیل جاتی ہے اور خوف و فکر موت اور اہوال قیامت کو یک لخت اوسکے دل سے اوڑا دیتی ہے اسی کا نام موت قلب ہے قرآن پاک مین مذمت دنیا کی اور دنیا پر خوش ہونے کی بہت جگہ آئی ہے قال تعالیٰ ورضوا بالحیاۃ الدنیا والمسنوا بہا وقال تعالیٰ وما الحیاۃ الدنیا فی الآخرۃ الا متاع وقال تعالیٰ اعلموا انما الحیاۃ الدنیا لعب ولہو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد اہل دل نے تجربہ کیا ہے کہ دنیاوی فرحت کی حالت مین دل کو سخت و سرکش و دور تر تاثر ذکر الٰہی سے پایا ہے اور غم کی حالت مین نرم و صاف و متاثر پایا ہے اس سے جانا کہ نجات آدمی کی اسی مین ہے کہ مدام مغموم رہے اور سامان سرور و طغیان سے کوسون بھاگے

مارا ہوای گلشن و باغے نماندہ ست	۵	ای بوی گل بروکہ مارا غمے نماندہ ست	

اور اپنے نفس کو عادت صبر کرنے کی شہوات سے ڈالے خواہ حلال ہون یا حرام اور جان لے کہ ان حلالہا حساب وحرامہا عقاب وشبہتہا عتاب وہو نوع عذاب فمن نوقش الحساب عذب فی عرصات القیامۃ عقلمند اس بات کو پسند کرتا ہے کہ چندے سفر کرکے کوئی کام یا پیشہ ایک ماہ مین ایسا سیکھ لے جس سے ایک سال خوب عمر بھر کو چین ملجائے سو اگر تم حساب کرو تو مدت زندگی دنیا کی بہ نسبت ابد الآباد کے اتنی بھی نہین ہے جتنی مدت ایک ماہ کی بہ نسبت عمر دنیا کے ہے تو اتنے دنون کا صبر و مجاہدہ واسطے اوس نعیم مقیم کے پر ضرور ہے فعند الصباح یحمد القوم السری وتذہب عنہم عمایات الکری ۵

صبر ست علاج دل بیچارہ تو واقف		افسوس کہ کم داری و بسیار ضرورست	

اور طریق مجاہدہ و ریاضت کا باعتبار احوال ہر ایک انسان کے مختلف ہوتا ہے مگر بطور کلیہ یہ ہے کہ اسباب دنیا مین سے جس شخص کو جس چیز سے زیادہ خوشی ہوتی ہو اوس کو چھوڑ دے جیسے مال یا جاہ یا قبول وعظ یا عزت قضا و ولایت یا کثرت اتباع درس و افادہ پھر جب ان اسباب فرح کو چھوڑ دے تو لوگون سے الگ ہوکر اپنے دل کا نگران رہے یہانتک کہ بجز ذکر و فکر خدا کے اور کوئی شغل نہو اور جو وسوسہ یا شہوت نفس مین ظاہر ہو اوسکو ناکام کرے جب کچھ پیدا ہو فوراً اوسکا استیصال کرے اسی طرح عمر بھر کرتا رہے کیونکہ انتہا مجاہدۂ نفس کے موت ہے اللہم احینا مسلمین وامتنا مسلمین تائبین مستغفرین ف آدمی کو اپنے عیبون کی خبر نہین ہوتی ہے جب ذرا سا مجاہدہ کرکے بڑے بڑے گناہ کرنا ترک کر دیتا ہے تو یہ جانتا ہے کہ اب مین مہذب ہوگیا ہون اور

مجھ مین حسن خلق آگیا ہے اب کیا حاجت مجاہدہ کی ہے اسلئے معلوم کرنا علامات حُسن خلق کا ضرور ہے کیونکہ حُسن خلق عین ایمان ہے جسطرح کہ سوء خلق عین نفاق ہے اللہ نے اپنی کتاب مین صفات مومنین ومنافقین دونون بیان کردئے ہین **قال تعالی** قد افلح المومنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معرضون **الی قوله** اولئك هم الوارثون **وقال تعالی** التائبون العابدون الحامدون **الی قوله** وبشر المومنین **وقال تعالی** وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هونا واذا خاطبهم الجاهلون الی آخر السورة سو جسکو اپنے حال مین شک ہو وہ اپنے آپ کو ان آیات سے مطابق کرے اگر سب باتین اوسمین آگئے مطابق ہون تو اوسکو حسن خلق حاصل ہے اور اگر کوئی مطابق نہین تو یہ سو فاق کی علامت ہے اور اگر تھوڑی باتین مطابق ہین اور تھوڑی نہین تو اوتنا ہی نقصان ہے ایسی صورت مین جو بات حاصل ہوگئی ہو اوسکی حفاظت کرے اور دوسری بات کی تلاش آنحضرت نے مومن کے بہت سے صفات ذکر کئے ہین جنکو نووی نے ریاض الصالحین مین اور میں نے کتاب مکارم الاخلاق مین بار ادا حادیث جمع کیا ہے بعض لوگون نے کہا ہے کہ علامات حسن خلق کی یہ ہین کہ کثیر الحیا کثیر الصلاح کم آزار کم سخن غیر فضول کثیر العلم کم تغرش راست گفتار نیکو کار صاحب وقار صابر شاکر راضی حلیم رفیق پارسا شفیق ہمشاش بشاش ہو بد گفتار دشنام بار بخیل خود غیبت گو جلد باز کینہ ور بخیل حاسد نمو بغض وغضب اللہ ہی کے لئے کرے اور حب ورضا بھی واسطے اللہ کے ہو اتنی باتون سے خوش خلق ہوتا ہے حاتم اصم نے کہا ہے مومن فکر عبرت مین مشغول رہتا ہے اور منافق حرص وامل مین مومن سوا اللہ کے کسی سے توقع نہین رکھتا ہے اور منافق سوا خدا کے سب سے توقع رکھتا ہے مومن سوا اللہ کے سب سے بیخوف ہوتا ہے اور منافق سوا خدا کے سب سے خائف رہتا ہے مومن مال دیتا ہے دین نہین دیتا اور منافق دین دیتا ہے اور مال نہین دیتا مومن حسنات کرکے روتا ہے اور منافق گناہ کرکے ہنستا ہے مومن کو خلوت وتنہائی پسند آتی ہے اور منافق کو جماعت اچھی لگتی ہے مومن کھیتی کرتا ہے اور اوسکے بگاڑ سے ڈرتا ہے اور منافق بیخ کنی کرتا ہے اور توقع خرمن کی رکھتا ہے پہلا امتحان حُسن خلق کا یہ ہے کہ ایذا پر صبر کرے جو کوئی دوسرے کی بدخلقی کا شاکی حال ہو یہ دلیل ہے خود اوسکی بدخلقی پر کیونکہ حُسن خلق ایذا وجفا کی برداشت کا نام ہے **حکایت** ابو عثمان حیری کو ایک شخص نے بطور امتحان دعوت کرکے بہانہ سے بلایا جب وہان گئے کہا اسوقت تو مجھے کچھ بن نہین سکتا یہ چلے آئے جب بہت دور نکل آئے اوسنے جاکر کہا کہ اسوقت جو موجود ہے اوسپر قناعت کر جب دروازہ پر پہنچے پھر ویسا ہی کہا پھر لوٹ آئے اسی طرح کئی بار انکو بلایا اور پھیرا مگر نہ بنا وہ شخص پاؤن پر گر پڑا اور کہا میں نے تمکو آزمانا چاہا تھا سبحان اللہ آپکا کیا خلق ہے فرمایا جو بات تو نے میری دیکھی یہ صفت تو سگ کی ہے کہ جب بلاؤ بلا آئے اور مٹکاؤ تو ہٹ جائے **حکایت** ایک دن سوا ہوا ایک کوچہ سے نکلے

خلاصہ حسن خلق

اوپر سے کسی نے راکھ پھینکدی اوتر پڑے اور سجدۂ شکر کیا اور کپڑون پر سے راکھ جھاڑی اور کچھ نکہا کسی نے کہا تمنے اوسکو چھڑکا نہین کہا جو شخص مستحق آگ کا تھا اوسپر راکھ پڑی تو اوسکو غصہ کرنا مناسب نہین ہے **حکایت** امام علی بن موسی رضا سانولے تھے کیونکہ انکی مان حبشن تہین ایک دن حمام مین تھے ایک دہاتی آیا اوسنے انکو خادم حمامی سمجھکر کہا اوٹھ میرے لئے پانی لا جو جواوسنے کہا وہ سب بجالائے یوسف بن اسباط نے کہا ہے حسن خلق کی دس نشانیان ہین قلت خلاف حسن انتقام نہ لینا گناہون کا بڑا جاننا غدر کرنا ایذا سہنا نفس کو ملامت کرنا بہانا دوسرون کے عیب سے قطع نظر کرکے اپنے عیب پہچاننا چھوٹے بڑے سے بکشادہ روئی ملنا ادنی اعلی سے ساتھہ نرم بات کرنا **حکایت** سہل تستری سے پوچھا حسن خلق کیا ہے کہا انتقام نہ لے ایذا سے ظالم پر رحم کرے اوسکے لئے دعای مغفرت مانگے **حکایت** اویس قرنی کو لڑکے دیکھتے تو پتھر مارتے کہا بھائیو اگر مارنا ضرور ہی ہے تو چھوٹے پتھر مارو کہ خون نہ نکلے اور نماز مین حرج نہو **حکایت** احنف بن قیس کو ایک آدمی نے گالیان دینی شروع کین یہ چپ چاپ چلے گئے جب محلہ کے قریب پہنچے تو پھر کر اوس سے یہ کہا کہ اگر کچھہ اور بھی ہو تو وہ بھی اب کہدے ایسا نہو کہ محلہ کا کوئی بیوقوف تیری آواز سنے تو تجھے ایذا دے **حکایت** علی مرتضی نے ایکبار اپنے غلام کو پکارا وہ نہ بولا پھر دوبارہ سہ بارہ پکارا نہ بولا آپ خود اوسکے پاس گئے دیکھا کہ لیٹا ہوا ہے کہا تو نے سنا نہین عرض کیا کہ سنا تو تھا کہا پھر جواب کیون نہین دیا کہا مجکو یہ ڈر تو تھا ہی نہین کہ آپ مجھے مارینگے اسلئے جواب مین سستی کی کہا میںنے تجھے اللہ آزاد کیا **حکایت** مالک بن دینار کو ایک عورت نے پکارا کہ او مُحرِّبا کار انہون نے کہا کہ تو نے میرا یہ خوب نام نکالا جسکو اہل بصرہ بھول گئے تھے **حکایت** یحیی حاتی کے پاس ایک غلام بدخلق تھا کسیںنے کہا تم اسے کیون رکھتے ہو کہا اسلئے کہ مین اس سے حلم سیکھون یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ان لوگون کے اخلاق اعتدال پر آگئے تھے دغا وخیانت وحقد سے انکے دل صاف پاک تھے اسکا ثمرہ یہ ہوا کہ راضی بقضا ہوئے جو کہ اقصی غایت حسن خلق ہے کیونکہ جو شخص اللہ کے کام کو اچھا سمجھے اور اوسپر راضی نہو تو وہ بڑا بدخلق ہے جو کوئی شخص اپنے نفس مین یہ علامات پائے تو آپکو متصف بحسن خلق خیال نکرے اور دھوکا نہ کھائے بلکہ مجاہدہ وریاضت مین مشغول ہو یہانتک کہ درجۂ حسن خلق ہاتھہ آئے یہ درجہ نہایت عظیم الشان ہے مقربین وصدیقین ہی اوسکو پہنچتے ہین **ف** اطفال کو مہذب کرنا ایک امر نہایت ضروری ہے **قال تعالی** یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم واہلیکم نارا یعنے بچاؤ تم اپنی جان کو اور اپنے گھر والون کو آگ سے تو جب باپ دنیا کی آگ سے اپنی اولاد کو بچاتا ہے تو آخرت کی آگ سے بچانا بالاول ضرور ہے یہ حفاظت نار آخرت سے یون ہوتی ہے کہ ادب وتہذیب واخلاق حسنہ سکھائے صحبت بد سے بچائے زینت وبناؤ وسنگار ولذت وآرام طلبی کو اوسکی نظرون مین حقیر کرے تاکہ جوانی مین ہلاک ابدی

سے بچے عورت متدین حلال خوار کا دودھ پلائے کیونکہ حرام کے دودھ مین برکت نہین ہوتی بلکہ بڑا ہوکر طرف خبث کے میل کرتا ہے آغاز تمیز کا حیا کے ظاہر ہونیسے ہوتا ہے جھلک نور عقل کی اوسمین آتی ہے اول جو صفت لڑکے پر غالب ہوتی ہے وہ خواہش طعام ہے اوسکو ادب سکھائے کہ دہنے ہاتھہ سے کھا کھانے پر بسم اللہ کہہ اپنے سامنے سے نوالہ اوٹھاوے دوسرے کی طرف نہ دیکھہ کہ وہ کیونکر کھاتا ہے اور جلد جلد نہ کھا چبا کر کھا اور پیالے مین نوالہ سے لے اور ہاتھہ وکپڑا مست بھر کبھی روکھی روٹی کی بھی عادت ڈالے تاکہ یہ نہ جانے کہ سالن کے ساتھہ ہی کھانا ضرور ہے بسیار خواہی کی سامنے اوسکی مذمت کرے کم خوار کی ثنا کرے دال دلیہ پر قناعت دلائے سفید کپڑا پسند کرائے رنگین و ریشمی نہ پہنائے کہ یہ عورتون اور مخنثون کا لباس ہے ابتدا مین اگر لڑکے کی خبر گیری نہین ہوتی ہے تو اکثر عادات بد اوسمین پیدا ہوتے ہین جھوٹا حاسد چور جھگڑالو جعل خور بیہودہ گو فحاش کار بے پروا بیحیا ہوجاتا ہے پھر مکتب مین بٹھائے قرآن و حدیث و حکایات صلحا سکھائے تاکہ اوسکے دل مین محبت صالحین کی جمے اور ایسے اشعار جنمین عشق و عاشقی کا ذکر ہو پڑھنے نہ دے اس قسم کے بہت سے آداب ہین جنکو غزالی رح نے بیان کیا ہے یہ کہا ہے کہ قریب بلوغ ان باتون کے اسرار بتائے اور کہے کہ کھانا بدن کے لئے دوا کے ہے غرض کھانے سے طاقت حاصل کرنا ہے واسطے عبادت خدا کے دنیا ایک ناپائدار چیز ہے اسکی کچھہ اصل نہین موت پر اسکی لذتین جاتی رہتی ہین یہ مصروف گزرگاہ ہے رہنے کی جگہ نقط آخرت ہے موت ہر گھڑی تاک رہی ہے ہوشیار وہی ہے جو دنیا سے زاد آخرت لے اور جیسے سفر کے پاس بڑا توشہ حاصل کرے وسعت بہشت سے مزا اوٹھائے اگر ابتدا سے تربیت اچھی ہوگی اور لڑکے کو عادت کھیل کود تماشہ بیحیائی و فحش و طعام و لباس کی رہیگی تو ان باتونکا اثر دل پر ایسا بیٹھہ جائیگا جیسے خشک مٹی دیوار پر نہین ٹھیرتی ابتدا مین جوہر قلبی ہر طرح کی لیاقت رکھتا ہے خیر و شر دونون سیکھہ سکتا ہے اب ماں باپ جیسا چاہین بچا لیجائین کل مولود یولد علی الفطرۃ الحدیث ف بندے اور حق کے درمیان چار حجاب ہوتے ہین مال و جاہ و تقلید و عصیان مال کا حجاب یون دور ہوتا ہے کہ اوسکو بانٹ دے اور ضرورت سے زیادہ اپنی ملک مین نہ رکھے کیونکہ جب تک ایک درم بھی پاس رہیگا توجہ دل کی اوسی طرف رہیگی اور وہی محبوب ہوگا جاہ کے دور کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ ایسی جگہ نہ رہے جہان جاہ حاصل ہو اور سکوت و خاکساری اختیار کرے اور ایسے اعمال بجالائے کہ خلق کو اس سے نفرت ہو تقلید کا دفعیہ یون ہوتا ہے کہ تعصب مذاہب چھوڑ دے کلمہ طیبہ کے معنی کی تصدیق کرکے حقیقت اذعان حاصل کرے یعنی سوا اللہ کے جو چیز اسکی معبود ہو اوسکو نیست و نابود کرے سب سے بڑا معبود بندہ کا ہوائی نفس ہے اوسکو توڑے اس سے جس چیز کا اعتقاد بسبب تقلید کے حاصل ہوا ہے اوسکی حقیقت کھل جائیگی یہ بات مجاہدہ سے حاصل ہوتی ہے نہ مجادلہ سے اگر نفس پر غلبہ تعصب کا رہا اور سوا اوس اعتقاد تقلیدی کے اور بات کی گنجایش نہوئی

تو اسی جہل مین پھسا رہیگا اور یہی امر موجب حجاب کا ہوگا کیونکہ یہ مین یہ شرط نہین ہے کہ وہ کسی مذہب خاص کا مقلد ہو حجاب عصیان کا دور کرنا یون ہوتا ہے کہ توبہ کرے اور گناہون سے صاف ہو اور مضبوط عہد باندھے کہ پھر دوبارہ ایسا نکرونگا اور اگلے گناہون سے شرم کرکے جو چیز کسی کی چھین لی ہو وہ واپس کرے حق والون کا حق ادا کرے غرضکہ تربیت مریدین مین ان چارون شرطون کو مقدم کرے اسکے سوا جواد رمقدمات مجاہدہ وطرق ریاضت کے ہین اونکو تدریج جہل مین اگر مرید کو ترقی دے تفصیل ان مقدمات وطرق کی غزالی رح نے لکھی ہے پر یہ لکھا ہے کہ وصول الی اللہ بے سلوک کے نہین ہوتا اور سلوک بے ارادہ کے ممکن نہین اور مانع ارادہ کا نہونا ایمان کا ہے اور سبب ایمان نہونے کا یہ ہے کہ کوئی راہ نما و مذکر نہین ہے علما جو راہ حق بتائین اور دنیا کی حقارت اور اوسکا فانی ہونا اور آخرت کا اہم مہم ہونا اور اوسکی بقا سمجھائین مفقود ہین خلق اللہ غافل ہے اور اپنی شہوات مین ڈوبی ہوئی ہے معرفت الہی سے خواب خرگوش مین پڑی ہے کوئی عالم دین ایسا نہین کہ اونکو آگاہ و بیدار کرے اگر کوئی متنبہ ہوتا ہے تو خود ناواقفیت کی وجہ سے چل نہین سکتا اور اگر علما سے پوچھتا ہے تو وہ خود ہوائے نفسانی مین مبتلا ہو کر راہ راست سے الگ تھلگ ہین یہ ضعف ارادہ و ناواقفیت طریق و تکلم اہل علم بہوای نفسانی باعث ہے اسپر کہ چلنے والے راہ خدا کے باقی نہین رہے موجب مقصود حجاب مین رہا اور الہما مفقود اور ہوائے نفس غالب اور طالب غافل تو بے شبہ راہ خالی رہیگی اور پہنچنا دشوار ہوگا انتہی یہ شکوہ غزالی نے اپنے عہد کا لکھا ہے کہ اوسوقت حال غربت اسلام و ندرت ایمان و فقدان احسان کا اس حد تک پہنچ گیا تھا اب اس زمانکا کیا ذکر ہے کیونکہ وہ ۵۰۰ پانسو ہجری مین تھے اور ہمارے ۱۲۸۰ ہجری مین اسد معدوم ہین علماء گفتگو و مشائخ جستجو عنقا کو بلوفانا للہ وانا الیہ راجعون محبت زندگی دنیا کی انسان پر غالب ہے اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا پھر فرمایا والاخرۃ خیر وابقی پھر کہا ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم وموسی ۱ معلوم ہوا کہ طبیعتون مین شر ہمیشہ سے چلے آئے ہین اکثر لوگ اسی دنیا ہی کی حیات کو زندگی جانتے ہین آخرت کا کچھ دھیان نہین کرتے حالانکہ دنیا فانی و ناپائدار ہے اور آخرت باقی و دار القرار ۔

باب تیسرا بیان مین شہوت شکم و شرمگاہ کے

بڑی مہلک چیز ہی آدم کے لئے شہوت شکم ہے جسکے سبب سے آدم و حوا عالم باقی سے جہان فانی مین نکالے گئے انکو ایک درخت خاص سے منع کیا تھا شہوت غالب آئی کھا بیٹھے ساری برائیان اونکے اوپر کھل گئین یہ پیٹ چشمۂ شہوات کا ان آفات ہے ۵

این شکمِ بے ہنر پیچ پیچ		صبر ندارد کہ بسازد ہیچ	

پیٹ بھرنے پر شہوت جماع ہوتی ہے جی چاہتا ہے کہ بہت سی منکوحہ ہوں اور خوب صحبت کیجئے پھر دل مال وجاہ کو چاہتا ہے کیونکہ یہ مطلب اونکے ذریعہ سے بخوبی نکلتا ہے کثرت مال سے طرح طرح کی رعونت وحسد پیدا ہوتی ہے پھر جاہ کے سبب سے ریا وتفاخر وغرور ظاہر ہوتا ہے پھر آدمی سرکشی وناخوانی ومکروہات وممنوعات کرنے لگتا ہی یہ سب اس بات کا ثمرہ ہے کہ معدے کو خالی نہ رکھا اگر نفس کو بھوک سے ذلیل کرتا اور شیطان کے رستے بند رکھتا تو عابد اطاعت سے قدم باہر نہ اوٹھاتا نہ سرکشی کرتا نہ اترآتا اور بالکل ترک آخرت کرکے نری دنیا کا نہو جاتا اور نہ اتنے جگڑے قصے دنیا کے مول لیتا ف ابن عباس کہتے ہیں آسمان کے فرشتے اوس شخص کے پاس نہیں آتے ہیں جو اپنا پیٹ بھرتا ہے اچھا آدمی وہ ہے جو کم کھائے کم ہنسے ستر عورت پر بس کرے بہتا عمال گرسنگی ہے ذلت نفس صوف پوشی ہے ابوسعید خدری نے کہا اون کا کپڑا پہنو آدھا پیٹ کھاؤ یہ ایک جزو ہے نبوت کا حسن نے کہا فکر نصف عبادت ہے قلت غذا پوری عبادت ہے دل زیادہ کھانے پینے سے مرجاتا ہے جس طرح کہ کھیتی زیادہ پانی سے برباد ہوجاتی ہے حضرت نے فرمایا ہے نہ بھرا آدمی نے کوئی برتن زیادہ خراب اپنے پیٹ سے اسکو ترمذی نے مقدام سے رفعاً روایت کیا ہے حضرت عیسیٰ نے حواریین سے کہا تھا کہ تم اپنے معدوں کو بھوکا رکھو اور بدنوں کو ننگا تاکہ تمہارے دل لایق دیدار الٰہی ہوجائیں اور توریت میں آیا ہے کہ اللہ عالم فرزند آدم کو پسند نہیں کرتا اسلئے کہ فربہی بدن کی دلیل ہے کثرت غذا وغفلت پر ابن مسعود نے کہا ہے اللہ اوس قاری کو دشمن رکھتا ہے جو پیٹ بھر بھر کر موٹا ہوا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان آدمی میں خون کی طرح پھرتا ہے تو اوسکی راہوں کو بھوک وپیاس سے تنگ کر یہ بھی فرمایا ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں رواہ الشیخان عن عمر وابی ھریرۃ یعنی کافر بہ نسبت مومن کے سات گنا کھاتا ہے یا اوسکی خواہش بہ نسبت ایمان کے سات گنی ہوتی ہے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے کہ ابوحنیفہ نے حضرت کی مجلس میں ڈکار لی فرمایا اپنی ڈکار کم کر قیامت کے دن وہی زیادہ بھوکا ہوگا جسنے دنیا میں پیٹ زیادہ بھرا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے تم پیٹ بھرنے سے بچو کہ زندگی میں بوجھ اور مرنے کے بعد بدبو ہے لقمان نے کہا اے بیٹے معدہ جب پُر ہوتا ہے تو فکر سو رہتی ہے اور اعضا عبادت سے بیٹھ رہتے ہیں اور حکمت بیکار ہوجاتی ہے ۵

بہی از حکمتے بعلت آن	کہ پری از طعام تا بینی

حضرت اور حضرت کے اصحاب سب بھوکے رہتے تھے مالک بن دینار نے محمد بن واسع سے کہا تو شخص اپنا جسکے پاس تھوڑا غلہ بقدر سد رمق کے ہو اور لوگوں کا محتاج نہو کہا اے مالک خوشحال وہ ہے جو صبح وشام بھوکا رہے پھر خدا سے راضی ہو یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں راغبین کی بھوک واسطے تنبیہ کے ہوتی ہے اور تائبین کی واسطے امتحان کے اور مجتہدین کی واسطے برکت کے اور صابرین کی واسطے سیاست کے اور زاہدین کی واسطے

حکمت کہ ابوسلیمان نے کہا اللہ کے خزانہ سے بھوک اوسی کو عطا ہوتی ہے جسکو وہ دوست رکھتا ہے سہل تستری
پچیس پچیس دن تک نہ کھاتے ایک درہم کے غلہ مین ایک سال گزار دیتے تھے حکمت وعلم بھوک مین ہے اور
معصیت وجہل سیر شکمی مین جڑ ہر برائی کی آسمان وزمین مین بھوک ہے اور جڑ ہر بدی کی پیٹ بھرنا جو کوئی اپنے
نفس کو بھوکا رکھیگا اوس سے وساوس دور ہونگے اللہ کی توجہ بندہ پر بھوک ومرض ومصیبت مین ہوتی ہے
مگر جسکو خدا پیار ہے یہ وہ زینہ ہے کہ اسمین نجات اوسی کو ملیگی جو بھوک وصبر ومجاہدہ سے نفس کشی کریگا عبدالواحد
بن زید کہتے ہین اللہ کی قسم ہے کہ اللہ کی محبت نہین ملتی مگر بھوک سے اولیا پانی پر نہین چلتے اور نہ ہوا پر اوڑتے
اور نہ اونکے لئے زمین طی ہوتی ہے مگر بھوک سے اللہ اونکی کفالت نہین کرتا مگر اسی بھوک کی وجہ سے ابوطالب
مکی نے کہا ہے پیٹ ستار کی طرح ہے کہ خالی لکڑی مین تار لگے رہتے ہین مگر اوسکی آواز خوش نہایت سبک
ورقیق ہوتی ہے کیونکہ وہ مجوف ہے نہ بھرا ہوا اسی طرح پیٹ کا حال ہے کہ جب خالی رہتا ہے تو تلاوت
شیرین حلوم ہوتی ہے اور شب بیداری وقلت خواب پر ہمیشگی کرتا ہے ابوبکر بن عبداللہ کہتے ہین اللہ تین آدمیون
کو دوست رکھتا ہے کم خوار کہ خواب کم آرام ف بھوک مین دس فائدے ہین ایک صفائی دل کی اور تیزی
طبیعت کی اور نافذ وکامل ہونا بصیرت کا کیونکہ سیری سے غباوت ہوتی ہے اور ذہن اندھا ہوجاتا ہے اور دماغ
مین بخار چڑھ کر جاہی فکر کو گھیر لیتا ہے بلکہ لڑکا جب زیادہ کھا جاتا ہے تو اوسکے حفظ مین فرق آجاتا ہے ذہن بگڑ کر
غبی ہوجاتا ہے دوسرے نرمی دل کی جس سے ادراک لذت ذکر کی استعداد حاصل ہوتی ہے بارہا ذکر زبان پر جاری
رہتا ہے مگر دل کو اوس سے کچھ مزہ نہین ملتا اور نہ اثر ہوتا ہے وجہ اسکی یہی امتلاء معدہ ہے ابوسلیمان نے کہا
مجھے عبادت مین جب ہی زیادہ حلاوت آتی ہے کہ میری پیٹھ پیٹ سے لگی رہے جنید رح کہتے ہین بعض آدمی
اپنے سینہ مین آخر کہہ لیتے ہین پھر حلاوت مناجات چاہتے ہین تیسرے انکسار وفروتنی اور دور ہونا اترانے
وخوشی کا دل سے جو مبدا ہے طغیان وغفلت کا کیونکہ نفس کسی شئے سے اتنا شکستہ وخوار نہین ہوتا ہے جتنا
کہ بھوک سے ہوتا ہے اور سعادت انسانی یہی ہے کہ بندہ آپکو ہمیشہ ذلیل وعاجز جانے اور اللہ کو عزیز وغالب سمجھے
حضرت عمر کے سامنے جب خزائن ایران پیش کئے گئے تو اعراض کیا اور فرمایا کا بل اجوع یوما واشبع یوما واذا جعت
صبرت واذا شبعت شکرت غرضکہ پیٹ اور شرمگاہ ایک درجہ کے دو راہی دوزخ سے اصل اوسکی شکم سیری
ہے اور عجز وشکستگی دروازہ ہے جنت کا اور اصل اوسکی گرسنگی ہے جو کوئی دروازہ دوزخ کا بند کریگا اوسپر
دروازہ جنت کا کھل جائیگا اسلئے کہ ایک دوسرے کی ضد ہے جیسا مشرق مغرب کہ جتنا ایک طرف کو چلے گا
دوسری طرف سے دور ہوجائیگا چوتھے نہ بھولنا عذاب خدا واہل مصیبت کا کیونکہ پیٹ بھرے کو بھوکا اور بھوکا
دونون یاد نہین رہتے اور سمجھدار آدمی جب کوئی مصیبت دیکھتا ہے تو آخرت کی مصیبت یاد کرتا ہے پیاس

سے تشنگی عرصات قیامت کی اور بھوک سے بھوکے دوزخیون کی اوسکو یاد آتی ہے اور جو آدمی کسی ذلت وعلت وقلت
وصعوبت مین گرفتار نہین ہوتا ہے تو وہ عذاب آخرت کو بھول جاتا ہے بلکہ خود عذاب ہی کو نہین جانتا اور نہ خوف
عذاب خدا اوسکے دل پر غالب ہوتا ہے پانچوین موجب فوائد سے زیادہ ہے توڑنا ہے شہوت معاصی کا اور غالب آنا ہے
نفس امارہ پر کیونکہ منشا تمام گناہون کا شہوات وقوی ہیں جنکا مادہ غذا و طعام ہین ہے اسکے کم کرنے مین شہوت
وقوت گناہ کی کمزور ہوجاتی ہے سو ساری سعادت یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کو قابو مین رکھے اور تمام شقاوت یہ ہے
کہ نفس کے قابو مین نہ جائے ذوالنون مصری نے کہا ہے کہ پیٹ جب کبھی پیٹ بھر کھایا تو گناہ کیا یا گناہ کا
قصد کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ اول بدعت جو بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئی یہ تھی
کہ لوگ پیٹ بھر کھانے لگے پیٹ بھر کھانے سے نفس طرف دنیا کے زور کرتا ہے چھٹے دور ہونا نیند کا اور ہمیشہ
بیدار رہنا ہے کیونکہ جب پیٹ بھر کھایگا تو پانی بہت پئے گا زیادہ پانی پینے سے نیند بہت آتی ہے اسپر شعر
صدیقین کا اتفاق ہے خواب برادر مرگ ہے اسکی کثرت سے عمر گھٹتی ہے غرضکہ خواب چشمہ آفات ہے اور سیری
اوسکا سبب ہے اور بھوک اوسکی علاج و دافع ہے ساتوین آسانی و راحت کی عبادت پر کیونکہ اکل کثرت عبادت سے باز رکھتا
جو وقت کہ صرف کھانے اور پینے مین پھر کھانا کھا کر حلال کرنے باتیہ رہتے ہین اور کتنی بار پانی پینے مین
صرف ہوتا ہے اگر یہ اوقات ذکر و مناجات مین صرف ہوتے تو زیادہ نفع ہوتا اسکے سوا کثرت غذا سے مدام طاہر نہین رہ سکتا
نہ مسجد مین ٹھیر سکتا ہے بار بار پانی پینے اور پیشاب کرنے اور پاخانہ جانے کو نکلنا پڑتا ہے اور ایسے شخص کو روزہ رکھنا
بھی دشوار ہوتا ہے اسلئے کہ جسکو بھوک کی عادت ہوتی ہے وہی روزہ رکھ سکتا ہے آٹھوین بدن کا تندرست رہنا
بیماریون کا دور ہونا کیونکہ امراض کا سبب یہی ہوتا ہے کہ زیادتی غذا سے نکمے فاضلہ جمع ہوکر اعضا مین جمع ہوجاتے ہین
پھر بیمار سے عبادت نہین ہوسکتی **حکایت** بعض حکماء کے سامنے اس حدیث کا ذکر ہوا کہ ثلث للطعام وثلث
للشراب وثلث للنفس تعجب سے کہا کہ کسی نے اس باب مین اس سے زیادہ محکم بات نہین سنی بیشک یہ کلام کسی
حکیم کا ہے ابن سالم نے کہا ہے اگر کوئی گیہون کی روٹی روکھی اوب کے ساتھ کھائے تو سوا مرض الموت کے کبھی بیمار
نہ پڑے کسیلے کہا ادب کیا ہے کہا بھوک پر کھانا سیری سے پہلے ہاتھ اٹھینچنا غرضکہ قلت اکل مین حفظ ہے امراض جسمانی
سے اور دل کو روگ یہ کسلی و تکبر کا نہین لگتا نوین کم ہونا خرچ کا کیونکہ جو کوئی کم کھائیگا اوسکو تھوڑا سامان کافی
ہوگا اور اگر پیٹ بھرنے کی عادت ہوگی تو ہمیشہ پیٹ کا اقتضا رہیگا اگر وجہ حرام سے کچھ پیدا کیا تو عاصی ہوگا اور اگر
وجہ حلال سے لایگا تو بھی رنج و ذلت سے خالی نہین بعض نے کہا ہے کہ مین اکثر حاجتین اپنی اس طرح پوری کرتا ہون
کہ اونکو ترک کر دیتا ہون اس سے دل کو بڑی آسایش ملتی ہے ع

	گر ہشتم از سہ مطلب تمام شد مطلب	جواب چہرہ مقصود بود مطلب ہا

ابراہیم بن ادہم ہارون سے نرخ ماکولات کا پوچھتے اگر وہ گراں بتاتے تو کہتے ترک کرکے ارزاں کرو جو شخص ایک چپاتی پر ہر روز قناعت کریگا و دست شہوات سے قانع ہوگا اور آزاد و بے پروا ہوکر رنج سے راحت پائے گا اور عبادت خدا و تجارت آخرت کا ہو رہیگا لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ دسویں جو غذا کھانے سے بچیگی وہ صدقہ و خیرات مین جا سکتی ہے یتیمون اور مسکینون کی خبر گیری سے قیامت کے دن صدقات و خیرات کے سایہ مین رہیگا آدمی جتنا کھا لیتا ہے وہ مٹی اور پاخانہ ہو جاتا ہے اور جو صدقہ دیتا ہے وہ اللہ کے پاس ذخیرہ ہوتا ہے لیکن اب اس ظلم و جہل کا یہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ ایمان کو مال کے عوض مین دیڈالتے ہین اور ہزارون کے مالک ہوکر گیرون کو وسیع اور قبرون کو تنگ اور موسیقی کو موٹا اور دین کو دبلا کرتے ہین صبح و شام حاکم کے در پر جاکر اپنی جانون کو مصیبت مین ڈال کر حاکم حقیقی سے بیخوف ہو گئے ہین جب نوبت ہیضہ و بدہضمی کی پہنچتی ہے تو نوکرون سے کہتے ہین کہ ایسی چیز لاؤ جس سے کھانا ہضم ہو کوئی تلاش اکسیر مین رہتا ہے جس سے بھوک بڑھے اس بیوقوف سے کہنا چاہیے کہ تو کھانا ہضم کیا چاہتا ہے یادین کو ہضم کر بیٹھا ہے فقراء و مساکین و ایتام کدھر گئے جنکی خبر گیری کا حکم تمامحضرتؐ نے ایک شخص کی تونددیدہ انگشت مبارک سے اشارہ فرماکر کہا کہ اگر اتنا غیر کے پیٹ مین جاتا تو تیرے لئے اچھا ہوتا یعنے تو اپنی خوراک کم کرکے اورون کو کھلاتا تو آخرت کے لئے ذخیرہ ہوتا بعض اکابر نے کہا ہے کہ بھوک آخرت کی کنجی زہد کا پھاٹک ہے اور بیری دنیا کی کنجی اور رغبت کا دروازہ ہے تفصیل ان فوائد کی اصل کتاب مین ہے اگر وہ معلوم نہو تو صرف بھوک کا مفید جاننا بھی رتبۂ ایمان تقلیدی کا ہے **ف** غذا مین چار امر کا لحاظ رکھنا چاہیے ایک مقدار غذا دوسرے وقت غذا تیسرے جنس غذا چوتھے درجات ورع سب سے مقدم غذا کی حلال ہی اسلئے کہ عبادت ساتھ غذای حرام کے ایسی ہے جیسے پانی پر عمارت بنانا پھر غذا کے چار درجے ہین ایک بقدر سد رمق یہ مرتبہ صدیقین کا ہے سہل تستری اسی کو پسند کرتے تھے بعض عابدین نے اپنی غذا اساڑھے تین ماشہ تک پہنچائی دوسرے یہ کہ رات دن مین سوا پاؤ کھالے یہ مقدار غالباً مساوی سوم حصۂ شکم کے ہوگا تیسرے یہ کہ اڑھائی پاؤ کھالے یہ ثلث شکم سے بڑھکر ہے غالباً برابر دو ثلث شکم کے ہوگا مگر اس صورت مین ثلث شکم پانی کا حق رہا لکن ذکر کے لئے کچھ نہ زیادہ چاہتے یہ کہ ایک سیر تک کھالے اور سیر بھر سے زیادہ کھانا اسراف مین داخل ہے اور مخالف حکم کا مستوجب عتاب اکثر یہ ہے ورنہ مقدار غذا باعتبار شخص و عمر و کار متعلق ہر شخص کے جداگانہ ہوتی ہے اندازۂ خاص مقرر نہین ہو سکتا ہان ایک جماعت صحابہ کا یہ معمول تھا کہ ہفتہ مین ایک صاع گندم کھالیتے اور اگر خرما کھاتے تو ڈیڑھ صاع ایک روز کی غذا کو حساب کرو تو کچھ اوپر نصف مد ہوتا ہے اور خرما کے بڑھنے کی یہ وجہ ہے کہ اوسمین گٹھلی نکلجاتی ہے یہ مقدار سوم حصۂ شکم ہوتا ہے ابوذر غفاری بعہد نبوی ہر ہفتہ مین تین سیر جو کھاتے اور بعد آپکے بھی اسی قدر اور بعض صحابہ کا حال دیکھکر کہتے آج تمنے سب ڈھنگ بدل ڈالا جو کو چھاننے لگے پکی چپاتیان

پکوانے لگے دودھ وسالن اور رنگ برنگ کھانے کھانے لگے یہ باتین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین کہان تھین اور صفہ والون کی غذا یہ تھی کہ دو آدمیون مین تین پاؤ خرما مع گٹھلی کے ہوتا تھا دوسرا امر وقت غذا ہے کہ کتنی دیر کے بعد کھائے اسمین تین درجے ہین اعلیٰ یہ ہے کہ تین دن یا اس سے زیادہ کچھ نہ کھائے اور بعض عارفین نے تیس دن اور چالیس دن تک کچھ نہ کھایا اور علماء مین بھی ایسے لوگ بہت تھے اور ابوبکر صدیق چھ روز تک نہ کھاتے اور ابن زبیر اور ابوالجوزا سات دن تک اور سفیان ثوری اور ابراہیم ادہم تین دن تک دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو روز سے تین روز تک کا طی کرے اور یہ امر متوسطے سے مجاہدہ سے ممکن ہے تیسرا درجہ جو ادنی ہے یہ ہے کہ رات دن مین ایکبار کھائے اگر اس سے زیادہ ہوگا تو اسراف مین داخل ہے اور ہمیشہ شکم سیر رہنا کہ بھوک کی حالت محسوس نہو عیاشون کا کام ہے اور خلاف سنت ابوسعید خدری کہتے ہین حضرت اگر صبح کو کھاتے تو شام کو نہ کھاتے اور اگر شام کو کھاتے تو صبح کو نہ کھاتے اکثر اکابر کا بھی یہی دستور تھا کہ ایکبار کھاتے سو جو کوئی رات دن مین ایکبار کھائے تو مستحب یون ہے کہ سحر کے وقت پہلے صبح صادق سے تہجد کے بعد کھائے کہ دنکو بھوکا رہنے سے روزہ ہو جائیگا اور رات کو بھوکا رہنے سے تہجد کے لئے اوٹھنا سہل پڑیگا اور ہر ایک روز افطار کرے اور ایک دن روزہ رکھے تو وہ روزے کے دن سحر کے وقت کھالے اور افطار کے دن ظہر کے وقت تیسرا امر جنس غذا ہے سو سب سے عمدہ گیہون کا آٹا ہے اگر چھان کر ملے تو آسایش مین داخل ہے اور اوسط غذا چھنا ہوا آٹا جو کا اور ادنی بن چھنا آٹا اور عمدہ سالن گوشت اور مٹھائی ہے اور اوسط شوربا اور چکنائی بے گوشت اور ادنی نمک و سرکہ ہے اور سالکین کی عادت یہ ہے کہ سالن کبھی نہین کھاتے بلکہ لذیذ چیز سے بھی باز رہتے کیونکہ اس سے نفس مین سختی اور شیخی آتی ہے اکابر سلف لذیذ کھانون سے بہت ڈرتے اور اسکو علامت بدبختی کی سمجھتے حاصل یہ کہ مباحات کی شہوت و اتباع مین بھی نفس کو ڈالنا نہ چاہئے ایسا نہو کہ اگر یہان خواہشین پوری ہو جائین تو قیامت کو کہا جائے اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا یہان جتنا نفس پر مجاہدہ کر کے شہوات کو چھوڑا جائیگا اتنا ہی آخرت مین چاہتی چیزین ملینگی کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ ابوسلیمان کہتے ہین ایک شہوت کا چھوڑ دینا برس دن کی روزی اور شب بیداری سے زیادہ تر نافع ہے اللہ تعالی ہمکو بھی اپنی رضا کی توفیق بخشے ف جو کہ مقصود فقط درجہ اعتدال ہے اسلئے کھانے کے باب مین افضل یہ ہے کہ اتنا کھائے کہ نہ معدہ ثقیل ہو نہ بھوک کی تکلیف معلوم ہو

نہ چندان بخور کز دہانت برآید	نہ چندان کہ از ضعف جانت برآید

بلکہ کھانا اس طرح کھائے کہ اوسکا اثر معلوم نہو کیونکہ غرض غذا سے بقای حیات و قوت عبادت ہے معدہ کی گرانی سے عبادت نہین ہو سکتی اور بھوک کی تکلیف بھی شغل قلب کو مانع ہے تو حاصل یہ نکلا کہ اس طرح کھائے کہ اثر غذا کا معلوم نہو تاکہ فرشتون کے مشابہ ہو جائے کیونکہ اونکو بھی غضا کی گرانی اور بھوک کی تکلیف معلوم

نہین ہوتی ہے اور انسان کا درجہ کمال یہی ہے کہ فرشتون کا مقتدی ہو اور چونکہ سیری و گرسنگی سے چھوٹ نہین سکتا ہے تو دونون حالتون سے دور تر درجہ وسطی ہے جسکو اعتدال کہتے ہین اور یہ بات جب ہی نصیب ہوتی ہے کہ نفس طاعت ہوا رنفسانی سے نکلجائے اور عادت سے بالکلیہ الگ ہوجائے یہانتک کہ اگر کچھ کہا نے تو ہین بھی کچھ نیت ہو اور یہ کہا نے تو وہ بھی خالی نیت سے نہو اس صورت مین غذا و عدم غذا دونون اللہ کے لئے ہونگے گوشت اور شہوت کی چیزون پر مواظبت کرنا افراط و اسراف ہے اور بالکل گوشت کو ترک کردینا تفریط و تنگی ہے اور کبھی کبھی کھالینا درجہ اوسط و اعتدال ہے ف تارک شہوت پر دو آفتین آتی ہین ایک یہ کہ نفس بعض شہوات کو نہین چھوڑتا ہے اوسکی خواہش رہتی ہے لیکن یہ نہین چاہتا کہ کوئی جانے اسلئے لوگون سے الگ ہو کر اوس چیز کو کھاتا ہے مجمع مین نہین کھاتا اسکا نام شرک خفی ہے بندہ کو چاہیئے کہ اگر محبت شہوات مین مبتلا ہو تو اوسکو ظاہر کردے اسکو صدق حال کہتے ہین اس سے فقط اتنا معلوم ہوگا کہ شامت اعمال سے مجاہدہ جاتا رہا اور اگر نقصان کو چھپا کر اوسکے مقابل مین کوئی کمال ظاہر کرگیا تو اسمین دو نقصان ہونگے ایک جھوٹ بولنا دوسرے اوسکو چھپانا اسی بنیاد پر اللہ نے فرمایا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار کیونکہ کافر نے کفر علانیہ کیا اور منافق نے کفر کرکے چھپایا یہ دوسرا کفر ہوا اسلئے گیا اوسنے اس بات کو ہلکا جانا کہ اللہ دل کو دیکھتا ہے اور بندون کی نظر کو زیادہ سمجھکر اپنے کفر ظاہر کو دور کردیا اس وجہ سے مستحق زیادہ عذاب کا ہوا کمال عرفان یہ ہے کہ اللہ کے لئے شہوات اپنے نفس سے دور کرے اور ظاہر مین لوگون کے اعتقاد دور کرنے کو اظہار شہوت کرے زاہد کا بڑا کمال اسمین ہے کہ زہد مین ظہر کرے یعنی خلاف اوسکے ظاہر کرے یہ کام صدیقین کا ہے ایسے لوگون کا یہ حال ہے اولئک یوتون اجرھم مرتین بما صبروا دوسری آفت یہ ہے کہ ترک شہوت پر قادر تو ہے مگر پارسا مشہور ہونیکا مشتاق ہے اور اس سے خوش بھی ہوتا ہے اس صورت مین شہوت غذا جو ضعیف تھی اوسکا تارک تو ہوا مگر جو بات بڑائی مین اوس سے زیادہ تھی یعنے خواہش جاہ اوسکا مطیع بنا اسکو شہوت خفیہ کہتے ہین سو جب آدمی اس طرحکی خواہش اپنے جی مین پالے تو اوسکا توڑنا شہوت غذا سے موکد تر سمجھکر اگر کھالے تو اوسکے حق مین اچھا ہے غرضکہ شخص شہوت غذا کو چھوڑکر ریا مین مبتلا ہوا اوسکی مثال ایسی ہے کہ بچھو سے ڈرکر پاس سانپ کے جائے فرمن المطر وقام تحت المیزاب کیونکہ ریا کا ضرر خواہش غذا کے ضرر سے بہت زیادہ ہے ف آدمی پر شہوت جماع دو فائدون کے لئے مسلط ہوئی ہے ایک یہ کہ اس لذت فانی سے لذت باقی یوم القیامہ کو یاد کرے کہ جنت کے لذائذ بھی اسی طرحکے یا اس سے اعلی و دیرپا ہونگے دوسرے یہ کہ نسل باقی رہے مگر اسمین ایسے آفات عظیمہ ہین کہ اگر اس شہوت کو ضبط کرکے اعتدال پر نہ کمیگا تو دین دنیا دونون کو کھو بیٹھیگا اسمین شک نہین ہے کہ وقت جوش شہوت کے دو ثلث عقل جاتی رہتی ہے دعا ماثور مین آیا ہے واعوذ بک من شر منیي اور فرمایا ہے النساء

حبائل الشیطان سب شہوات سے بڑہکر عورتون کی شہوت ہے اور اسکے تین درجہ ہین افراط تفریط اعتدال افراط یہ ہے کہ عقل کو دبالے اور مرد کو ہمہ تن عورتون کی صحبت مین مصروف کردے اور سلوک طریق آخرت سے محروم رکھے یا دین پر غالب ہوکر امور بد مین مبتلا کردے پہر اس سے کئی امر بد پیدا ہوتے ہین جیسے ایک یہ کہ اد و یہ قوی باہ کی فکر پڑتی ہے دوسرے یہ کہ امراض خبیثہ پیدا ہوتے ہین پہر اونکا اثر اولاد تک بہی رہتا ہے تیسرے یہ کہ بعض گمراہون کو عشق سوجہتا ہے اور اس سے کمال درجہ کی جہالت مقصود اصلی جماع سے پائی جاتی ہے اور قوت بہیمی مین چوپاؤن سے بہی بڑہ جاتا ہے اور معشوق کے لئے ذلت اور غلامی پر غلامی اوٹھاتا ہے عشق ایسے آدمی کا کام ہے جسکے دل پر کوئی فکر نہو اور اوسکا منشا وہی افراط شہوت ہے اوائل مین اسی سے بچنے کا یہی ڈہنگ ہے کہ دوبارہ اوسکی طرف نہ دیکھے اور اپنی فکر مین مشغول رہے ورنہ مستحکم ہونے پر اوسکا دفع کرنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح عشق مال وجاہ و اولاد و ستار بجانے و شطرنج و چوسر کھیلنے وغیرہ کا ہے کہ لوگون پر یہ عشق یون حاوی ہوجاتا ہے کہ اونکو دین دنیا کے کام سے روک دیتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس درجہ کی افراط شہوت مذموم اور کسی کا درجہ نامزبجانے کا ہے وہ بہی مذموم و برا ہے اور اعتدال کا درجہ محمود ہے وہ یہ ہے کہ شہوت مطیع عقل و شرع رہے اور اونہین کے بموجب کام کرے اور جب اوسمین زیادتی ہو تو گرسنگی و نکاح سے اوسکو توڑے حضرتؐ نے فرمایا ہے یا معشر الشباب علیکم بالباءۃ فمن لم یستطع فعلیہ الصیام فانہ لہ وجاء ف ابتدا امر مین شغل نکاح مین پڑنا نہین چاہیے کہ بی بی کی محبت مین پھنسکر سلوک آخرت سے باز رہجائیگا اور جو غیر اللہ سے مانوس ہوجاتا ہے اوسکو اللہ سے انس نہین ہوتا اس بات سے دہوکا نہ کہالے کہ حضرتؐ نے بہت سے نکاح کئے تہے کیونکہ حضرتؐ کے دل کو ساری دنیا کی چیزین اللہ سے پہیر نہین سکتی تہین تو حضرتؐ پر قیاس کرنا چاہیے لایقاس الملوک بالحدادین ابوسلیمان کہتے تہے جو چیز اللہ سے باز رکہے بی بی ہو یا مال یا اولاد اوسکو منحوس جاننا چاہیئے معہذا تجرد اوسی دم تک رہیا ہے کہ شہوت کا زور نہو اور اگر اوسکا غلبہ ہو تو اول بہوک سے پہر روزہ رکہنے سے اوسکو توڑدے اس سے بہی دفع نہو اس طرح کہ گو اپنے ستر کو روک سکے مگر آنکہہ کے روکنے پر قادر نہو تو پہر واسطے تسکین شہوت کے نکاح کرنا مناسب ہے ورنہ آنکہہ کو روک نہ سکے گا آنکہہ کا زنا صغیرہ گناہون مین بہت بڑا ہے اسی سے کبیرہ بہی ہوجایا کرتا ہے جو شخص اپنی آنکہہ پر قادر نہین وہ اپنے دین کی حفاظت بہی نہین کرسکتا ہے عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے تاکنے سے بچتے رہو اس سے دل مین شہوت کا بیج پڑتا ہے اتنا ہی فتنہ کافی ہے کیسے یحیی علیہ السلام سے پوچہا تہا زنا کی ابتدا کیا ہوتی ہے کہا دیکہنا اور للچانا فضیل رح نے کہا ہے ابلیس کہتا ہے نظر کرنا میری پرانی کمان و تیر ہے جو کبہی خطا نہین کرتی احادیث ذم نظر و فتنہ النساء و ذم نامی اعضا مین بہت آئی ہین پہر اگر عورتون سے آنکہہ بچا سکتا ہے مگر لڑکون کے دیکہنے سے نہین رہ سکتا تب بہی نکاح اولی ہے کیونکہ اطفال کی

حسن پرستی مین اور زیادہ خرابی ہے عورت کی طرف دل راغب ہوگا تو اوس سے نکاح کرکے تمنا کو پہنچ بھی سکتا ہے اور اُمرد مین یہ بات مفقود ہے اسلئے اونکو دیکھنا سخت حرام ہے لوگ اسمین بہت سُستی کرتے ہین اور آیندہ کو ہلاکت مین پڑتے ہین بعض تابعین نے کہا ہے مجھکو جوان سالک پر مصاحبت اُمرد کا اتنا خوف ہے جتنا کہ درندہ کا نہین ہے بعض سلف نے کہا ہے اس امت مین تین طرح کے لوطی ہونگے بعض فقط دیکھین گے اور بعض مصافحہ کرینگے اور بعض مرتکب فعل شنیع ہونگے مین کہتا ہون لواطا ایسی چیز ہے جس سے حیوانات بھی نفرت کرتے ہین یہ مرض فقط خوک مین ہوتا ہے جانورون مین ایک یہی جانور نجاست خوار لوطی ہے سو جو انسان ایسا کام کرے وہ خوک طبیعت نجس سیرت ہوتا ہے پھر صدق نیت کی یہ علامت ہے کہ کسی مفلس دیندار عورت سے نکاح کرے مالدار کی تلاش مین نہو بعض اکابر نے کہا ہے مال دار عورت سے نکاح کرنے مین پانچ خرابیان ہوتی ہین ایک مہر کا زیادہ ہونا دوسرے رخصت مین حیلہ حوالہ کرنا تیسرے خدمت شوہر نکرنا چوتھے خرچ زائد کا بار اوٹھانا پانچوین اگر دل چھوڑنے کو ہو تو مال کی حرص سے چھوڑ نہ جانا مفلس عورت مین یہ کوئی بات نہین ہوتی ہے بعض اکابر کہتے ہین عورت مرد سے چار باتون مین کم ہو ورنہ مرد کو حقیر سمجھے گی عمر مین قد مین مال مین حسب مین اور چار چیزون مین بڑھکر ہو حسن مین ادب مین پرہیز مین خُلق مین **حکایت** ایک صوفی نے ایک بدخلق عورت سے نکاح کیا تھا ہمیشہ اوسکی باتین سہتے کسی نے کہا تم طلاق کیون نہین دیدیتے ہو کہا مجھے ڈر ہے کہ شاید کوئی اور شخص اس سے ایذا نہ پائے **ف** شہوت فوج سیاری شہوات انسان سے غالب تر ہوتی ہے لوگ جو اوسمین مبادرت نہین کرتے ہین تو بسبب عجز یا خوف یا حیا یا حفظ حشمت کے نہین کرتے انہین کچھ ثواب نہین اسلئے کہ اسمین ایک حظ کو دوسرے حظ پر ترجیح دیتا ہے ہان ان موانع مین یہ فائدہ ہے کہ گناہ سے بچ جاتا ہے کسی سبب سے بچے ثواب اسمین ہے کہ باوجود قدرت وعدم موانع کے فقط ڈر سے اللہ کے زنا نکرے خصوصًا جبکہ شہوت صادق موجود ہو یہ درجہ صدیقین کا ہے وہ سات گروہ جنکو نیچے عرش کے اوس دن سایہ ملیگا اونمین ایک وہ مرد بھی ہے جسکو کسی عورت منصب جمال نے بلایا اور اوسنے کہا انی اخاف اللہ رب العالمین رواہ الشیخان یوسف علیہ السلام اس باب مین سب کے امام ہین کہ باوجود قدرت کے زلیخا سے بچے رہے اللہ نے قرآن مین انکی ثنا بیان کی ہے **حکایت** سلیمان بن یسار بہت خوبصورت جوان تھے ایک عورت اِنکے گھرانے والے سے طالب وصل ہوئی انہون نے انکار کیا اور اوسکو گھر مین چھوڑکر بھاگ گئے رات کو خواب مین یوسف علیہ السلام کو دیکھا کہا آپ یوسف ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ ارادہ کیا تھا تو وہ سلیمان ہے کہ تو نے ارادہ بھی نہین کیا یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے **ولقد همت به وهم بها لولا ان رای برهان ربه** بخاری شریف مین قصہ تین شخصون کا آیا ہے کہ وہ ایک غار مین بند ہوگئے تھے ہر ایک نے اپنے عمل صالح خالص سے توسل کیا وہ پتھر غار سے سرک گیا یہ سب باہر نکل آئے

فی فضائل الجوان مالدار

اونمین ایک شخص وہ تھا جو اپنے چچا کی لڑکی پر عاشق ہوا تھا اور ایک سو بیس اشرفیان دیکر اوسکو قابو مین لایا تھا جب ارادہ صحبت کا کیا تو عورت نے کہا اللہ سے ڈر ناحق میرا ستیاناس نکر وہ ڈر گیا اور اوسکو چھوڑ دیا اور جو کچھ دیا تھا وہ بھی نہ لیا یہ فضیلت تو اوسکی ہے جسنے اپنے نفس کو شہوت رانی سے بچایا اور پارسا رہا اسی کے لئے بہشت ہے وہ شخص ہے جو آنکھ کی شہوت رانی سے محفوظ رہے وباللہ التوفیق +

باب چوتھا بیان مین آفات زبان کے

زبان اگرچہ ایک پارہ گوشت ہے مگر اللہ کی ایک بڑی نعمت وصنعت ہے اسکا گناہ بھی سب سے زیادہ ہے جرمہ صغیر و جرمہ کبیر کیونکہ کفر و ایمان جو بڑے درجہ کی طغیانی و طاعت ہے وہ اسیکی گواہی سے ظاہر ہوتی ہے تمام اشیا کا ظہور اسی زبان سے ہوتا ہے یہ ایک ایسی خاصیت ہے جو اور اعضا مین نہین پائی جاتی آنکھ ہر رنگ دیکھتی ہے کان فقط آواز سنتا ہے ہاتھہ فقط جسم تک پہنچتا ہے یہی حال سارے اعضا کا ہے مگر زبان کا میدان نہایت کشادہ ہے جو کوئی اپنی زبان اختیار مین نرکھے نہ معلوم کہ شیطان کیا کیا اوس سے کہلا لے اور کس گڑہے مین ڈھکیلے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا یکب الناس فی النار علی مناخرھم الا حصائد السنتھم یعنی جو کچھ آدمی زبان سے بکتا ہے وہ اوسکو ناک کے بل آگ مین اوندہا ڈالتا ہے ہان اسکی شرارت سے وہی بچیگا جو اوسکو شرع کی لگام دیگا اور منہہ سے وہی بات نکالے گا جو دنیا یا آخرت مین کار آمد ہوگی انسان کے سب اعضا مین سب سے زیادہ ناخلف یہی جیب ہے کیونکہ اسکے ہلانے مین ذرا بھی مشقت نہین ہوتی ہے خلق اسکی آفات سے بچنے مین سہل انگاری کرتی ہے لیکن یہ ایک بڑا پھاٹک ہے اغوا شیطان کا اس سے بچنے کی شکل بجز چپ رہنے کے اور کچھہ نہین ہے ولہذا فضائل خاموشی کے شرع مین بہت آئے ہین فرمایا ہے من صمت نجا اور کہا ہے کہ الصمت حکم وقلیل فاعلہ رواہ الدیلمی بسند ضعیف عقبہ بن عامر نے حضرت سے کہا تھا کہ نجات کی کیا صورت ہے فرمایا امسک علیک لسانک ولیسعک بیتک وابک علی خطیئتک یعنی روک اپنے جیب کو اور بیٹھہ رہ گھر مین اور رو اپنے قصور پر رواہ البخاری اور فرمایا ہے من یضمن لی ما بین لحییہ وجنبیہ اضمن لہ الجنۃ یعنی جو کوئی زبان و شرمگاہ کا میرے لئے ضامن ہوگا مین اوسکے لئے بہشت کا ذمہ دار ہوتا ہون حضرت سے پوچھا تھا کہ لوگ دوزخ مین کس چیز کے سبب سے زیادہ جاتے ہین فرمایا الاجوفان الفم والفرج معاذ نے عرض کیا کہ کون عمل افضل ہے زبان نکال کر اونگلی کہی یعنی خاموشی افضل اعمال ہے ۵

بخاطر نیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید	خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

سعید بن جبیر نے رفعا کہا ہے جب صبح ہوتی ہے سارے اعضا زبان کی خوشامد کرتے ہین کہ دیکھہ ہمارے حق مین ذرا

خدا کا ڈر رکھنا اگر تو سیدھی رہے تو ہم بھی سیدھے رہینگے اور جو تو ٹیڑھی ہوئی تو ہماری بھی یہی گت ہوگی حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ و پچھلے دن پر اوسکو چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا چپکا رہے داؤد علیہ السلام نے کہا ہے کہ کلام فرضًا اگر چاندی ہو تو چپ رہنا سونا ہے عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا ایسا عمل بتاؤ جس سے جنت ملے کہا کبھی نہ بولو کہا یہ تو نہین ہوسکتا ہے فرمایا سوا خیر کے زبان سے کچھ نہ نکالو اللہ ہر کہنے والے کی زبان کے پاس ہوتا ہے سو جو شخص کچھ کہے اوسکو چاہیئے کہ اللہ سے ڈرے کہ کیا کہتا ہے براؤ بن عازب کہتے ہین ایک گنوار نے حضرت سے کہا مجھے تم ایسا عمل بتاؤ جس سے بہشت ملے فرمایا بھوکے کو کھلا پیاسے کو پلا اچھی بات کا حکم کر بری بات سے منع کر اور اگر یہ نہو سکے تو اپنی زبان سے سوا بھلائی کے کچھ نہ نکال ابن مسعود کہتے ہین مومن تین قسم کے ہین ایک غنیمت لوٹنے والے جو اللہ کا ذکر کرتے ہین دوسرے آفتون سے محفوظ رہنے والے جو خاموش رہتے ہین تیسرے ہلاک ہونیوالے جو باطل مین خوض کیا کرتے ہین مومن کی حبیب دل کے پیچھے رہتی ہے پہلے دل مین سوچ لیتا ہے پھر زبان سے کچھ نکالتا ہے منافق کی زبان دل کے آگے ہوتی ہے بے سوچے سمجھے جو چاہتا ہے بک دیتا ہے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا عبادت کے دس حصے ہین نو حصے تو سکوت مین ہین اور ایک حصہ لوگون سے الگ رہنے مین ابو بکر صدیق رضؓ منہ مین کنکر رکھتے تاکہ بولنے سے رکے رہین طاؤس نے کہا میری زبان درندہ ہے اگر چھوڑ دون تو مجھے چٹ کر جائے حسن نے کہا جسنے اپنی زبان روکی اوسنے اپنے دین کو بھی تھمایا عمر بن عبد العزیز نے کہا جو اپنی بات کو بھی عمل خیال کریگا وہ بیفائدہ کم بولے گا سکوت سے دو باتین ہاتھ آتی ہین ایک تو دین سلامت رہتا ہے دوسرے دوسرے کی بات کو خوب سمجھتا ہے محمد بن واسع نے کہا آدمی کو زبان کا روکنا روپیہ پیسے کی حفاظت سے بھی زیادہ مشکل ہے یونس بن سعید نے کہا جسکی زبان ٹھکانے پر رہتی ہے اوسکے سب کام ٹھیک رہتے ہین **حکایت** مجلس معاویہ رضہ مین لوگ بول رہے تھے احنف بن قیس چپ تھے انسے کہا تم کچھ نہین بولتے کہا اگر جھوٹ کہون تو خدا کا ڈر آتا ہے اور اگر سچ کہون تو تمسے ڈر لگتا ہے **حکایت** ایک حکیم کم بولتے اور زیادہ سنتے تھے کسی نے کہا اسکا کیا سبب ہے فرمایا زبان ایک ہے اور کان دو ہین **حکایت** ہند و چین و فارس و روم کے چار بادشاہ جمع ہوئے ایک نے کہا جو مین کہتا ہون اوس سے بچتا ہون اور جو نہین کہتا اوسپر کچھ ندامت نہین ہوتی دوسرے نے کہا مین جب کوئی بات کہتا ہون تو اوسکے اختیار مین ہو جاتا ہون وہ میرے قابو مین نہین رہتی اور جب تک نہین بولتا تو وہ میرے اختیار مین ہے مین اوسکے قابو سے باہر رہتا ہون تیسرے نے کہا مجھے ایسے بولنے والے سے تعجب ہے کہ اگر وہ بات اوسپر واپس آئے تو ضرر دے اور اگر نہ آئے تو کچھ فائدہ نہ دی چوتھے نے کہا مین بن کہی بات کو ہٹا سکتا ہون اور کہی ہوئی کو نہین ہٹا سکتا منصور بن معتمر چالیس سال تک بعد عشا کے نہ بولے اور ربیع بن خیثم نے بیس سال تک دنیا کی بات نہ کی صبح کو کاغذ قلم دوات رکھ لیتے جو بولتے وہ

لکھ لیتے شام کو اپنے نفس سے اوسکا حساب سمجھتے یہ اسلئے کہ بولنے مین صدہا آفات ہین جیسے خطا و کذب و غیبت و چغلی و ریا و نفاق و فحش و تکرار اور آپکو پاک بتانا امر باطل مین خوض کرنا جھگڑنا زیادہ گوئی کرنا بڑبڑانا گھٹانا خلق کو ستانا کسیکے پردہ دری کرنا یہ سب گناہ اسی زبان کے سبب سے ہوتے ہین زبان ہلاتے وقت تو کچھ نہین معلوم ہوتا مگر دل مین مزا آتا ہے فرشتے ہر لفظ کو لکھ لیتے ہین ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید سکوت مین بہت مجموع رہتی ہے ہیبت ہوتی ہے فکر و ذکر و عبادت کے لئے فرصت ملتی ہے آفات کلام سے دنیا مین نجات ملتی ہے آخرت مین حساب سے برات ہوتی ہے پھر بات چار طرح کی ہوتی ہے ایک وہ جو بالکل ضرر ہے دوسری وہ جو بالکل نفع ہے تیسری وہ جسمین نفع و ضرر دونون ہین چوتھی وہ جسمین نہ نفع ہے نہ ضرر سو پہلی قسم سے تو سکوت ضروری ہے اسی طرح تیسری قسم سے اگر ضرر نفع سے زیادہ ہے اور چوتھی قسم مین وقت کا ضائع کرنا ہے یہ بھی کچھ کم نقصان نہین ہے اب لائق بولنے کے دوسری قسم رہی یعنی چوتھائی کلام کی اوتین ربع مین سکوت ہی اولی ٹھیرا اب چوتھائی بھی خطر سے خالی نہین ہے اسمین بھی آفات خفی آملتے ہین جیسے ریا تکلف خود پسندی زیادہ گوئی غیبت چغلی وغیرہ اور متکلم کو خبر تک نہین ہوتی غزالی رح نے کہا ہے کہ بولنے مین بیس آفتین ہین ایک آفت کلام بیفائدہ ہے یعنی ایسی بات منہ سے نکالنا کہ اگر اوسکو نہ کہتے تو کچھ گناہ نہ ہوا نہ جان و مال مین کچھ ضرر ہو فقط وہی بات منہ سے نکلی جسکا بولنا مباح ہے لیکن کبھی ایسی بات بھی منہ سے نکلجاتی ہے جسکی کچھ حاجت نہین ایسی صورت مین وقت کا ضائع کرنا اور اپنی گردن پر حساب کا لینا کیا ضرور ہے اگر بولنے کے وقت کو فکر و ذکر مین مصروف کرتا تو یقینا بہتر ہوتا اسی لئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ دوسری آفت زیادہ گوئی ہے اسمین کلام بیفائدہ بھی شامل ہے کلام ضروری پر اگر مقدار ضرورت سے بڑہ جائے تو وہ بھی اسمین داخل ہے مثلاً اگر ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ زائد کہیگا تو یہ بھی برا ہے لوا وسمین گناہ و ضرر منوعطائے کہا سا سف کلام زائد کو برا جانتے تھے کیا اس بات کا انکار ہے کہ کرام کاتبین ہر بات دہنے بائین سے لکھتے ہین ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید اللہ نے فرمایا ہے لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس تیسری آفت ذکر کرنا ہے امور باطلہ کا اسمین اور اگلی آفتون مین یہ فرق ہے کہ وہ دونون مباح تھے اور یہ حرام ہے جیسے گناہون کا ذکر کرنا اور مجلس شراب و بدکاروں کا بیان کرنا یا ملک کی عیاشی کا چرچا نکالنا یا مسخرپن اور مضحکہ کرنا حدیث مین آیا ہے آدمی ایک بات کہکر اپنے ہمنشینون کو ہنساتا ہے بسبب اوسکے ثریا سے بھی دور تر جا پڑتا ہے وکذا الخوض مع الخائضین وقال تعالی فلا تقعد وا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ چوتھی آفت مراء ہے یعنی دوسرے کی بات کاٹ دینا اور جھگڑا کرنا حضرت نے فرمایا ہے لا تمار اخاک ولا تمازحہ اور فرمایا ہے من ترک المراء وھو محق بنی لہ بیت فی اعلی الجنۃ اور فرمایا نہین پورا کرتا کوئی بندہ حقیقت ایمان کی یہانتک کہ بات کا نہ چھوڑدے

اگرچہ حق پر ہو اور فرمایا ما ضل قوم بعد ان ھدا ھم اللہ الا اوتوا الجدل پانچویں آفت خصومت ہے مراد و جدل مین اور اسمین یہ فرق ہے کہ مراد کہتے ہین دوسرے کی بات مین عیب ظاہر کرنے کو اوسکی تحقیر اپنی تفضیل کے لئے اور جدل کا علاقہ امور مذہبی سے ہوتا ہے اور خصومت یہ ہے کہ جھگڑا کر کے کسی کا مال یا حق لے بیٹھے حدیث مین آیا ہے ان ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصام بعض سلف نے کہا ہے کہ خصومت سے بڑھ کر کوئی بری چیز نہین ہے اس سے دین برباد جاتا ہے چھٹی آفت بات کو بنا بنا کر کہنا اور سجع و قافیہ و فصاحت کے لئے تکلف کرنا اور تمہید مقدمات کرنا حدیث مین مذمت شرثارین متفیقین متشدقین متنطعین کی آئی ہے مراد بکی پر گو بناوٹ کرنیوالے متعمق لوگ ہین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کلام مین بلبلانا شیطان کی طرف سے ہے ساتوین آفت فحش بکنا گالی بکنا ہے اسکا منشا خبث باطنی اور کمینہ پن ہوتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ اللہ فحش و تفحش کو دوست نہین رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ مومن طعان لعان فاحش بدزبان نہین ہوتا دخول جنت حرام ہے ہر فاحش پر ہزار و بیان دو شعبے ہین نفاق کے گالی دینا مومن کو فسق ہے اور قتال کرنا اوس سے کفر ہے آٹھوین آفت لعنت کرنا ہے اسمین انسان حیوان جماد سب برابر ہین حدیث مین آیا ہے لعنت کرنے والے دن قیامت کو نہ شفیع ہونگے نہ شہید ایک شخص نے ایک شرابی پر لعنت کی تھی حضرتؐ نے فرمایا لا تکن عونا للشیطان علی اخیک معلوم ہوا کہ فاسق معین پر لعنت کرنا منع ہے اسی طرح بدگوئی امہات سے نہی فرمائی ہے نوین آفت راگ اور شعر ہے حسنہ حسن و قبیحہ قبیح ہان تمثل کرنا شعر حکمت کے ساتھ جائز ہے لیکن اکثر اوسکا نہین آیا ایک شاعر پریشان موی کو شعر پڑھتے دیکھکر فرمایا تماخذ واھذ الشیطان دسوین آفت ہنسی ٹھٹھا دل لگی کرنا ہے زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے ابن عباس نے کہا ہے جو گناہ کر کے ہنستا ہے وہ دوزخ مین روتا ہوا جائیگا تبسم جائز ہے اور ضحک منع اور ہنسی مین جھوٹ بولنا گناہ ہے دل لگی کرنے کا انجام کینہ ہوتا ہے گیارہوین آفت مسخرا پن اور دوسرے کو بنانا ہے اگر اوس سے ایذا ہو تو حرام ہے خاص قرآن مین مسخرگی سے منع کیا ہے خواہ مرد مرد سے مسخرا پن کرے یا عورت عورت سے تمسخر یہ ہے کہ دوسرے کی اہانت و حقارت کرے اوسکے عیب اس طرح ظاہر کرے جس سے ہنسی آئے خواہ قولاً ہو یا فعلاً یا ایماً و تمسخر و استہزا اسمین ہوتا ہے اور غیبت پس پشت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے واللہ ما احب انی حاکیت انسانا ولی کذا و کذا ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر مین یا ویلتنا مال ھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا کہا ہے کہ مراد صغیرہ سے تبسم کرنا ہے تمسخر مومن پر اور مراد کبیرہ سے کھلکھلانا ہے تمسخر پر معلوم ہوا کہ لوگون پر ہنسنا داخل گناہ ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو لوگ دنیا مین لوگون پر ہنستے ہین قیامت مین اونسے بھی ہنسی ہوگی کہ ایک دروازہ جنت کا کھول دیا جائیگا اور اون کو کہا جائیگا کہ یہان آؤ وہان آؤ وے مصیبت کے مارے جب قریب دروازہ کے پہنچین گے

توبند کردیا جائیگا اور دوسرے دروازے سے بلائے جائینگے تو یہی حال پائینگے اسی طرح ہوتا رہیگا یہانتک کہ آخر کو تھک کر بیٹھ رہین گے بلائے سے نہ جائینگے یہ بھی فرمایا ہے من علّ اخاہ بذنب قد تاب منہ لم یمت حتی یعملہ بارہوین آفت افشار راز ہے یہ بھی منع ہے کیونکہ اسمین بھی ایذا ہوتی ہے حق معرفت و دوستی کا برباد جاتا ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے جب کوئی آدمی بات کہے اور چلا جائے تو وہ امانت ہے رواہ ابوداؤد والترمذی یہ بھی کہا ہے المجالس بالامانۃ حسن کہتے ہین افشا کرنا کسی بھائی کے راز کا خیانت ہے اور اگر اسمین کسی کا ضرر ہو تو حرام ہے اور اگر نہو تو بھی کمینہ پن ہے تیرہوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہے زبان وعدہ کے لئے پیشقدمی کیا کرتی ہے مگر نفس پر پورا کرنا ناگوار ہوتا ہے سو یہ امر علامت ہے نفاق کی اللہ نے حق مین اسمعیل علیہ السلام کے فرمایا ہے انہ کان صادق الوعد ابن مسعود ہر ایک وعدہ کے ساتھ انشاء اللہ کہا کرتے تھے اور یہی بہتر ہے پھر اگر اسکے ساتھ پختہ ارادہ بھی ہو تو پورا کرنا چاہیئے اور اگر وقت وعدہ کے یہ قصد پختہ کر لیا ہے کہ پورا نکرونگا تو اسکا نام نفاق ہے چودھوین آفت جھوٹ بولنا قسم کھانا ہے یہ بھی ایک کھلا عیب اور بڑا گناہ ہے حسن نے کہا اختلاف ظاہر و باطن و قول و فعل و مدخل و مخرج کا نفاق کہلاتا ہے ابوامامہ کہتے ہین کذب ایک چھاٹک ہے نفاق کا حدیث نواس بن سمعان مین فرمایا ہے بڑی خیانت ہے یہ کہ تو اپنے بھائی سے ایسی بات کہے کہ وہ تو اوسمین تجکو سچا جانے اور تو اوس سے جھوٹ بول جائے شیخین کا لفظ یہ ہے بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور ہمیشہ ارادہ کرتا ہے اوسکا یہانتک کہ نزدیک اللہ کے بڑا جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے مگر حدیث ام کلثوم مین فرمایا ہے کہ تین جگہ مین جھوٹ کی اجازت ہے ایک دو شخصون کے درمیان صلح کرنے مین دوسرے لڑائی مین تیسرے میان بی بی کے آپسمین رواہ الشیخان معلوم ہوا کہ ان مواضع کے سوا کسی جگہ جھوٹ بولنا یا جھوٹی قسم کھانا جائز نہین ہے یہانتک کہ کنایۃً بھی جھوٹ نہ بولے اور بعض سلف نے تعریض کو داخل کذب نہین رکھا ہے بہت بڑا جھوٹ یہ ہے کہ باپ کو چھوڑ کر کسی اور کا بیٹا بنے یا سید کو چھوڑ کر کسی اور کا غلام ٹہیرے یا جھوٹا خواب بنائے غزالی نے اس جگہ بہت تفصیل کی ہے پندرہوین آفت غیبت ہے یہ سب سے زیادہ بدتر ہے اسمین غزالی نے سات بیان لکھے ہین ایک بیان مین مذمت غیبت کی دلائل شرعیہ سے ذکر کی ہے یعنی کتاب و سنت و آثار سے دوسرے بیان مین معنی غیبت کے اور اوسکی تعریف بیان کی ہے پھر اسباب غیبت کے پھر علاج غیبت کے پھر یہ کہ کس سے بھی غیبت کرنا حرام ہے پھر وہ عذر جنکے سبب سے غیبت کرنا جائز ہوتا ہے لیکن اسمین بحث ہے پھر کفارۂ غیبت کا ذکر کیا ہے وہ کفارہ یہ ہے کہ غیبت سے توبہ کرے اور نادم ہو کر اپنے فعل پر متاسف ہو تاکہ اللہ کے حق سے بری الذمہ ہو جائے رہا وہ شخص جسکی غیبت کی ہے سو اوس سے معاف کرائے تاکہ اوسکے حق سے بھی بری ہو مگر حزین و پشیمان و افسوسناک ہو کر معافی چاہے کیونکہ ریاکار آدمی اسلئے بھی عفو چاہتا ہے کہ لوگ اوسکو بڑا پرہیزگار عابد نہین حالانکہ دل مین ذرا ندامت نہین ہوتی ہے تو اس سے ایک دوسرا گناہ اوسکے سر

پر لگتا ہے حسن نے کہا ہے جس شخص کی غیبت کی ہے اوسکے لئے دعا و مغفرت کرنا کافی ہے معاف کرانے کی ضرورت نہین ہے بدلیل حدیث مرفوع انس کفارۃ من اغتبتہ ان تستغفر لہ رواہ ابن ابی الدنیا وحارث بن ابی اسامۃ بسند ضعیف مجاہد نے کہا کفارہ کسی کے گوشت کھانیکا یہی ہے کہ اوسکی ثنا کرے اور اوسکے لئے دعا خیر مانگے عطا بن ابی رباح سے پوچھا توبہ غیبت سے کس طرح پر ہوتی ہے کہا جسکی غیبت کی ہے اوس کے پاس جاکے اور کہے کہ جو کچھ میں نے کہا تھا جھک مارا تھا تیرے حق مین ظلم و زیادتی ہوئی اب مین حاضر ہون چاہو مجھسے بدلا لو چاہو معاف کرو یہی قول اصح ہے اور اگر وہ شخص مفقود الخبر ہوگیا ہے یا مرگیا ہے تب البتہ اوسکے لئے زیادہ تر دعا ی خیر کرے اور اوسکو نیکیون کا ثواب دیا کرے رہا یہ کہ معاف کرنا دوسرے کے ذمہ پر واجب ہے یا نہین سو واجب تو نہین اسلئے کہ ایک طرح کا احسان کرنا ہے مگر مستحب ہے اگر معاف کردیگا تو ثواب پائیگا ورنہ مستحق عقاب نہین ہے اوصاف مین بعض لوگ معاف نہین کیا کرتے تھے سعید بن مسیب نے کہا جو شخص مجھپر زیادتی کرتا ہے مین اوسکو معاف نہین کرتا ابن سیرین نے کہا غیبت کو کچھ پیسے تو حرام کیا ہی نہین ہے اللہ نے حرام کیا ہے مین معاف کرکے کیون اوس کو حلال کرون معاف کرانے کی ایک سبیل یہ ہے کہ اول اوس شخص کی تعریف کرے اور اوس سے دوستی پیدا کرے یہانتک کہ اوسکا دل اسکی طرف سے صاف ہوجائے اور وہ قصور معاف کردے اگر فرضاً اوسکا جی صاف نہو گا تب بھی اسکا غصہ کم ہوگا اور دوست بنجانا خالی ثواب سے نہین ہے کیا عجب ہے کہ غیبت کے مقابلہ مین یہی نیکی ہوجائے سولہویں آفت چغلی ہے اللہ نے فرمایا ھماز مشاء بنمیم پھر کہا عتل بعد ذلک زنیم ابن المبارک نے کہا زنیم کہتے ہین ولد الزنا کو جو بات نہ چھپائے اس آیت سے یہ استنباط کیا ہے کہ جو شخص بات نہ چھپائے اور چغلی کھائے وہ ولد الزنا ہے **وقال تعالیٰ** ویل لکل ھمزۃ لمزۃ مراد ہمزہ سے نزدیک بعض کے چغلخور ہے ابولہب کی جو روچغلخور تھی اسلئے اوسکو حمالۃ الحطب فرمایا اور حدیث مین آیا ہے کہ چغلخور بہشت مین نہ جائیگا اہل علم نے کہا ہے تیسرا حصہ عذاب قبر کا چغلی سے ہوتا ہے چغلی کچھ یہی نہین ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے جاکر یون کہے کہ فلان شخص تمکو یہ کہتا تھا بلکہ جس چیز کا ظاہر کرنا برا ہو اور جسکی طرف سے وہ بات کہی ہے یا جس سے کہی اوسکو یا کسی تیسرے شخص کو بری لگے وہ چغلی مین داخل ہے پھر خواہ قول سے ظاہر کرے یا لکھکر یا رمز و کنایہ سے اور جو چیز ظاہر کی ہے وہ بھی خواہ عمل ہو یا کلام یا کوئی عیب و نقصان سب داخل نمیمہ ہے غرضکہ چغلی افشاء یا نوام مکروہ کے اظہار کرنے کا نام ہے آدمی کی نظر جب لوگون کے حال پر پڑے تو سکوت کرے مگر ایسی بات جسمین کسی مسلمان کا فائدہ ہو یا کسی گناہ کا دور کرنا حسن نے کہا ہے من نم الیک نم علیک ؎

ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد	بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد

سترہوین آفت دورویہ بات کہنا ہے مثلاً جو شخص دو دشمنون سے ملتا ہے وہ ہر ایک کے سامنے اوسکی سی بات

کرتا ہے اسی کا نام نفاق ہے حضرتؐ نے فرمایا ہے جو کوئی دنیا مین دو رویہ ہوگا قیامت مین اوسکے لئے دو زبانین آگ کی ہونگی ردا ۃ ابوداؤد اٹھا رہوین آفت تعریف و مدح کرنا ہے اور یہ تو عین خبیث ہے ایک شخص نے سامنے حضرتؐ کے ایک آدمی کی تعریف کی فرمایا تو نے اپنے بھائی کی گردن ماری اگر تم مین کسی کو مدح کرنا ضرور ہی ہو تو یون کہے کہ میرے گمان مین وہ ایسا ہے آگے خدا جانے یہ بھی فرمایا ہے کہ منہ مین مدح کرنے والون کے خاک ڈالو رواہ مسلم اور فاسق کی مدح سے اللہ کو غصہ آتا ہے اور عرش ہل جاتا ہے اونیسوین آفت یہ ہے کہ بات کرنے مین باریک غلطیون سے غافل ہو جانا ہوتا ہے مثلاً جیسے یہ کہنا ماشاء اللہ وشئت ایک شخص نے حضرتؐ کے سامنے کہا تھا کہ جو خدا اور اوسکے رسول نے چاہا فرمایا تو نے کیا مجھے اللہ کے برابر ٹھیرایا یون کہہ ماشاء اللہ وحدہ یا باپ کی قسم کھانا یا منافق کو سید کہنا بیسوین آفت سوال کرنا ہے عوام لوگون کا دقائق علوم سے جو اونکے فہم و حوصلہ سے باہر ہین مثلاً صفات الٰہی مین گفتگو کرنا حدیث مین کثرت سوال و قیل و قال سے منع فرمایا ہے اسی لئے کہا ہے کہ عوام کے لئے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنا بہ نسبت کلام علمی کے بہتر ہے ✦

باب پانچوان بیان مین غضب و حقد و حسد کے

ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا مجھے کوئی ذاسا عمل بتا دو فرمایا لا تغضب یعنی تو غصہ نہ کیا کر اوسنے بہر دوبارہ یہی کہا تو یہی جواب دیا غضب جسکو غصہ کہتے ہین ایک شعلہ ہے آگ کا آدمی کے اندر مثل آگ کے راکھ مین چھپا ہوا ہے جو کوئی آتش غضب سے بھڑکتا ہے وہ اپنا نسب شیطان سے ملاتا ہے کیونکہ اوسنے کہا تھا خلقتنی من نار ابن عمر نے حضرت سے پوچھا مجھکو اللہ کے غصے سے کیا چیز بچائیگی فرمایا تو خود غصہ نہ کیا کر اور حدیث ابوہریرہ مین ذیا یا ہے وہ پہلوان نہین ہے جو کسی کو پچھاڑ دے پہلوان تو وہ ہے جو وقت غصے کے اپنی جان کو قابو مین رکھے ابن عمر کا لفظ یہ ہے من کف غضبہ ستر اللہ عورتہ حسن نے کہا ہے اے آدمی تو غصہ مین اتنا اوچھلتا ہے کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ اب کی اوچھال مین تو دوزخ مین جا پڑیگا جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ غضب کنجی ہے ہر برائی کی اور بعض نے کہا ہے تیری بیوقوفی کی جڑ ہے کسینے کہا کہ غضب سے ایمان بگڑ جاتا ہے جیسے ایلوہ سے شہد ابن مسعود نے کہا ہے استحان آدمی کے حلم کا وقت غصے کے ہوتا ہے جب غصہ نہ ہوا تو اوسوقت کے حلم کا کیا اعتبار جو غصہ واسطے دنیا کے ہوتا ہے اوسکا نام مکر و فریب ہے اور جو واسطے آخرت کے ہوتا ہے اوسکا نام علم و حلم ہے وہب بن منبہ کہتے ہین کفر کے چار رکن ہین غضب شہوت حمق طمع ف غصہ کے وقت آدمی کا چہرہ اور آنکھین سرخ ہو جاتی ہین چہرہ کی کھال نرم ہوتی ہے اسلئے جملک خون کی اوسمین ظاہر ہونے لگتی ہے یہ جب ہوتا ہے کہ آپسے کم رتبہ والے پر غصہ آتا ہے اور جانتا ہے کہ اوسپر یہ اقتدار ہے

اور جب آپسے بالا رتبہ والے پر غصہ آئے اور انتقام نہ لے سکے تو خون پوست سے بستہ ہوکر دل کی طرف جھکتا ہے اور سبب رنج وغم کا ہوتا ہے چہرہ زرد پڑجاتا ہے اور برابر والے پر غصہ آنے مین دونون حالتین بنود ہوتی ہین رنگ لال پیلا ہوجاتا ہے اور اضطراب لاحق ہوتا ہے غرضکہ غضب کی جگہہ دل ہے اور اوسکے معنی یہ ہین کہ دل کا خون بدلا لینے کو جوش مارتا ہے اس قوت کی غذا انتقام ہے بدون انتقام کے چین نہین آتا اسکے تین درجے ہین ایک تفریط یعنی کمی یہ مذموم ہے ایسے ہی آدمی کو بے غیرت کہتے ہین امام شافعی نے کہا ہے جس شخص کو غصہ دلانیسے بھی غصہ نہ آئے وہ گدھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حمیت وغصہ کا بالکل نہونا بھی برا ہے اللہ نے کہا ہے اشداء علی الکفار یہ صفت اصحاب کی ہے اور حضرت کو فرمایا جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم شدت وغلظت بعد غضب کے ہوا کرتی ہے دوسرا درجہ افراط کا ہے یعنی زیادتی کہ غصہ آنا غالب ہو کہ سیاست عقل ودین سے باہر نکلجائے یہ غلبہ غصہ کا کبھی پیدائشی ہوتا ہے اور کبھی صحبت سے مردم مغلوب الغضب وسریع الانتقام کے تیسرا درجہ محمود ہے وہ یہ ہے کہ غصہ منتظر رہے اشارت عقل کا اور دین کا مطیع ہو جس جگہہ حمیت کرنا شرعاً واجب ہے وہان غصہ آئے اور جس جگہہ غصہ کا پینا چاہئے وہان حد اعتدال سے نہ بڑھے خیر الامور اوسطہا اسی طرف مشیر ہے ایسے شخص کو جسے غصہ محل سے نہ آئے یا بے محل آئے علاج کرنا چاہئے تاکہ غصہ ایک حالت درمیانی پر آجائے اسی کا نام صراط مستقیم ہے پھر جو کوئی اس صراط کو نہ پاسکے اوسکو لازم ہے کہ جتنا اوس سے پاس ہوسکے اوتنی ہی کوشش کرے کیونکہ یہ ضرور نہین ہے کہ جس سے ہر چیز نہوسکے وہ ہر چیز نہوسکنے سے کچھ بھی نہ کیا کرے بلکہ بعض بدی بعض کے نسبت ہلکی ہوتی ہے اور بعض نیکی بعض کی نسبت بھاری ہوتی ہے سو اگر بڑی نیکی نہوسکے تو چھوٹی ہی کے درپے رہے اور اگر شر سے محفوظ نہ رہ سکے تو جہانتک ضرر کم ہو اوسی پر اکتفا کرے

ف بعض کے نزدیک محو کرنا غضب کا ریاضت سے ہوسکتا ہے اور بعض کے نزدیک غضب کا کچھہ علاج نہین ہے یہ دونون قول ضعیف ہین اصل بات یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کو محبوب رکھتا ہے اور کسی شے کو مکروہ جانتا ہے تو مخالف مزاج پر ضرور ہی غصہ آئیگا اسکی تین شکلین ہین ایک ایسی چیز ہے جو سب کے لئے ضروری ہے جیسے طعام لباس مکان صحت بدن سو جو کوئی ایسی چیزون کا مزاحم ہوتا ہے اوسپر غصہ آتا ہی دوسری چیز وہ ہے جو کسی کے لئے بھی ضروری نہین ہے جیسے مال جاہ حشم خدم مرکب کہ یہ اشیاء عادۃً محبوب ہوتی ہین داخل ضرورت نہین ہین انکو اگر کوئی بیجا صرف کرتا ہے تو اوسپر غصہ آتا ہے اس طرح کا غصہ قابل اسکے ہے کہ بالکل دور ہوسکے تیسرے وہ چیز ہے جو بعض کے حق مین ضروری اور بعض کے حق مین غیر ضروری ہے جیسے کتاب کہ عالم کو محبوب ہوتی ہے اور اوسکی ضرورت رہتی ہے یا اوراق حق مین اہل حرفہ کے اگر کوئی ان اشیاء کو ضائع کردیتا ہے تو اوسپر غصہ آتا ہے اب اثر ریاضت کا ہر ایک قسم مین یون ہوتا ہے کہ پہلی قسم

مین تو دل کا غصہ بالکل نہین جاتا ہان ایک ملکہ ہوجاتا ہے جس سے مطیع غضب کا نہین رہتا ہے بتکلف حلم و بردباری کرتے کرتے عادت تحمل کی پڑجاتی ہے یہی حال قسم سوم کا بھی ہے کہ مجاہدہ سے وہ شدت غصہ کی باطن مین نہین رہتی اور نہ زیادہ احساس سختی صبر کا ہوتا ہے ہان قسم دوم کا استیصال ریاضت سے قطعاً ممکن ہے جب محبت اشیاء غیر ضروری کی دل سے جاتی رہیگی تو اوسکے ساتھ ہی غصہ بھی جدا ہوجائیگا کیونکہ غصہ تابع محبت کا ہوا کرتا ہے پھر جو بن سے تو دور ہوجانا غضب کا مشکل ہے اگر کمزور پڑجائے اور اوسکے بموجب عمل درآمد نہو تو یہ بھی بہت اچھا ہے ع عمر دراز باد کہ این ہم غنیمت ست **حکایت** سلمان رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے گالی دی تھی کہا اگر میزان اعمال مین میرے عمل کم ہوئے تو جو تو کہتا ہے مین اوس سے بھی بدتر ہون اور اگر پلہ بھاری رہا تو اوس کہنے سے میرا کچھ ضرر نہین آنکا دل مصروف آخرت تھا گالی سننے سے کچھ متاثر نہوا ۵

دشنام خلق راند ہم جز دعا جواب		ابر مرکہ تیغ گیرد و شیرین عوض دہد	

حکایت ربیع بن خیثم کو ایک آدمی نے گالی دی اونہون نے کہا اللہ تیری بات سنتا ہے جنت کی اور ہر ایک گھاٹی ہے اگر مینے اوسکو طے کرلیا تو تیری بات سے کچھ ضرر نہوگا اور اگر پلے پار نہوا تو جو کچھ تو کہتا ہے مین اوس سے بھی بدتر ہون **حکایت** ایک عورت نے ابوبکر صدیق کو گالی دی تھی اونہون نے اپنے نفس کی طرف مخاطب ہوکر کہا اللہ نے جو تیرے عیوب چھپا رکھے ہین وہ بہت ہین یعنی اس حال مین اگر دوسرے نے تجھے ناقص کہا تو کیا ہوا **حکایت** ایک عورت نے مالک بن دینار کو کہا کہ او ریاکار فرمایا مجھے تیرے سوا کسی اور نے ابتک نہین پہچانا **حکایت** شعبی کو کسینے برا کہا تھا فرمایا اگر تو سچا ہے تو اللہ میرے حال پر رحم کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرے حال پر رحم کرے غرضکہ غصہ کا نہونا دو طرح پر ممکن ہوتا ہے ایک تو یہ کہ دل کسی اور مہم مین مصروف ہو دوسرے یہ کہ غلبۂ وحدانیت ہو اور ایک تیسرا سبب یہ ہے کہ یون جانے کہ اللہ کو یہ اعضہ ہونا ناپسند ہے اللہ کی محبت سے آگ غضب کی دب جائے یا اوسکی ڈر سے فرو ہوجائے جس شخص کے دل مین محبت ریا کی نہین ہوتی ہے وہ بہت اسباب غضب سے محفوظ رہتا ہے **ف** وہ چیزین جنسے غصہ سخت ہوتا ہے یہ ہین عجب و کبر و مزاح و لغو و ہنسی ٹھٹھا دوسرے کو بنانا عیب لگانا بات کاٹنا ضد کرنا فریب دینا مال و جاہ مین حرص کرنا یہ سب باتین شر عاً مذموم ہین اور عادات بد مین داخل ہین انکے ہوتے ہوئے غضب کا جانا غصہ کا دور ہونا ممکن نہین ہے اسلئے ان عیبون کو انکے مقابل کی چیزون سے کھودے یعنی تکبر کو خاکساری سے عجب کو اپنے نفس کی شناخت سے فخر کو یون کہ شیخی مارنا کمینون کی عادت ہے مزاح کو یون کہ ایسے مہمات مین مشغول رہے کہ عمر بہر فرصت مزاح کی نہ ملے لغویات سے یون کہ تحصیل فضائل و اخلاق حسنہ و علوم دینیہ مین ساعی ہو دوسرے کا بنانا یون کہ یہ خیال کرے کہ کہین ایسا نہو کہ یہی حال میرے ساتھ پیش آئے

اور عیب جوئی مین یہ سمجھے کہ بُری بات کا منہ سے نکالنا بُرا ہے بات کاٹنے ضد کرنے فریب دینے مین یہ تصور کرے کہ
انمین میرے بنی نوع کا ضرر ہے مجکو ضرر رسان بنتا ہے حرص کثرت مال وجاہ کو یون دور کرے کہ قدر ضرورت پر قناعت
کرے تاکہ ذلت احتیاج سے محفوظ وحصول استغنا پر محظوظ رہے جو کوئی ان اخلاق کی برائیون پر واقف ہوگا تو دل اوسکا
نفرت کرکے اخلاق مقابل پر ہمیشگی کریگا ایک بڑا سبب غصے کا جہال مین یہ ہے کہ اونہون نے غصہ کا نام شجاعت بہادری
جرأت ہمت رکھا ہے حالانکہ یہ ایک مرض قلب ونقصان عقل ہے یہ بیماری جاہلون مین بہت جلد اثر کرجاتی ہے
دیکھو بیمار کو بہ نسبت تندرست کے جلد غصہ آتا ہے اور عورت کو بہ نسبت مرد کے اور لڑکے کو بہ نسبت بالغ کے اور بوڑھے
کو بہ نسبت جوان کے معلوم ہوا کہ نقصان وضعف عقل سبب غصے کا ہوتا ہے غصہ کا پی جانا سیرت انبیا اولیا وحکما وعلما وفاضل ملوک کی ہے اور عکس اسکا خصلت ہے ادراک وجہال واغنیا وبے عقلون کی اللہم احفظنا

ف ایک علاج غصے کا یہ ہے کہ جو احادیث فضائل عفو وحلم مین آئی ہین اونکو سوچ کر ثواب آخرت مین راغب ہوکیا
عجب ہے کہ حرص ثواب وطمع اجر سے جوش غضب جاتا رہے انتقام سے باز رہے **حکایت** عمر رضی اللہ عنہ کو ایک بار
ایک شخص پر غصہ آیا اوسکے پیٹنے کا حکم دیا مالک بن اوس نے یہ آیت پڑھی خذ العفو وامر بالعرف واعرض
عن الجاہلین عمر سوچنے لگے اور بار بار اس آیت کو پڑھا پھر اوس آدمی کو چھوڑ دیا **حکایت** عمر بن عبد العزیز نے ایک
شخص کے مارنے کا حکم یا تہا پھر خود ہی یہ آیت یاد کرکے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس خادم سے کہا
کہ اسکو جانے دے دوسرے یہ کہ اپنے نفس کو اللہ کے عذاب سے ڈرائے یون جانے کہ جتنی قدرت مجکو اس شخص
پر ہے اوس سے زیادہ قدرت اللہ کو مجھ پر ہے مالک بن دینار نے اج اسپر غصہ چلا لیا کل اللہ کے غضب سے مجھے کون بچائیگا **حکایت**
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خادم کو کسی کام کے لئے بھیجا تہا اوسنے بہت دیر کی جب سامنے آیا فرمایا
لولا القصاص لاوجعتک یعنی اگر یہان کا نہوتا تو مین تجکو خوب ستاتا رواہ ابو یعلی بسند ضعیف عن ام
سلمۃ **حکایت** بنی اسرائیل مین جتنے بادشاہ ہوتے تہے سب کے ساتہ ایک حکیم رہتا تہا جب بادشاہ کسی پر
خفا ہوتا غصہ کرتا تو حکیم ایک پرچہ حوالہ کرتا اوسمین لکہا ہوتا کہ مسکین پر رحم کر موت سے ڈر قیامت کو یاد کر اس پرچہ
کے دیکہنے سے اوسکا غصہ جاتا رہتا تیسرے یہ کہ اگر خوف آخرت نہو تو مصائب وآفات دنیا ہی کو جو سبب غضب کے ہوتے
ہین تامل کرے اور سمجھے کہ جس شخص پر غصہ کرونگا وہ میرا مخالف ہوجائیگا اور طرف مقابل بنکر درپے میری ایذا رسانی
وخرابی وشماتت وہتک وغیرہ کے ہوگا سو یہ دنیا کی ایک خرابی کو دوسری خرابی سے روکنا ہے اسلئے یہ عمل آخرت
نہوا اور نہ اسپر کچہ ثواب ملیگا چوتھے یہ کہ وقت غصہ کے جس طرح دوسرونکی صورت بُری ہوجاتی ہے ویسے ہی
اپنی صورت کو خیال کرے کیونکہ جب غصہ آتا ہے تو پاگل یا درندے کی سی شکل ہوجاتی ہے برخلاف حلیم وصاحب وقار
وتارک غضب کے کہ اوسکی شکل انبیا اولیا وعلما وحکما وصلحا کی سی ہوتی ہے اب چاہے کتون اور درندون کی

صورت بنے یا نیکون کے مشابہ ہو پانچوین یہ کہ اپنے جی کو سمجھا لے کہ یہان تو تجھے تحمل پر لگتا ہے وہان جب دوسرا آدمی بدلہ لینے کو ہاتھ پکڑ لیگا تو پھر کیا ہالوگون کی نظرون مین تو حقارت کا ڈر ہے اور اللہ و ملائکہ و انبیاء کی نظرون مین حقیر ہونیکا کچھ ڈر نہین ہے آدمیون سے کیا مطلب ہے کہ اونکا خیال زیادہ ہو کظم غیظ مین تو مرتبہ بڑہتا ہے اسکے سوا اگر ظالم سے یہان بدلہ بھی لیا تو اس سے زیادہ ذلت وہان قیامت کو ہوگی چھٹے یہ کہ یون جانے کہ میرا غصہ اسی سبب سے ہے کہ میری مرضی کے موافق کام نہوا خدا کی مرضی کے موافق کیون ہوا سو یہ ایک نہایت بیہودی کی بات ہے کہ اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی پر غالب رکھنا چاہتا ہے بلکہ یہ بات ایسی ہے کہ اگر اللہ کو اسپر زیادہ غصہ آئے تو کچھ دور نہین ہے عمل دفع غصہ کا یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے اگر اس سے بھی غصہ دور نہوا اور کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور جو بیٹھا ہو تو لیٹ جائے یعنی آپکو زمین کی مٹی سے قریب کردے اور جان لے کہ مین اسی خاک سے پیدا ہوا ہون اور اسی مین جاؤنگا اس سے بھی اگر دور نہو تو آب سرد سے وضو کرے کیونکہ غصہ آگ ہے اور آگ بغیر پانی کے نہین بجھتی ہے پھر اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو سر کو زمین پر بطور سجدہ رکھدے تاکہ نفس ذلت و خاکساری سمجھکر عزت و تکبر سے باز آئے **حکایت** اگلے لوگون مین ایک شخص مغلوب الغضب تھا اوس نے تین پرچہ لکھکر تین آدمیون کو دئے اور کہا جب مجھے غصہ آئے تو پہلے یہ پرچہ دینا جب ذرا غصہ کم ہو تو دوسرا پرچہ دینا جب بالکل غصہ جاتا رہے تو تیسرا پرچہ پیش کرنا ایک روز اسکو غصہ آیا تو اوسکو پہلا پرچہ دیا اوسمین لکھا تھا تو کیون اس شخص کے پیچھے پڑا ہے تو کچھ اسکا خدا نہین ہے بلکہ بیشتر ہے کوئی دن ایسا ہوگا کہ خود تجکو تیرے بعض اعضا کھا لینگے اسکے پڑہنے سے کچھ غصہ اسکا کم ہوا تب دوسرا پرچہ دیدیا گیا اوسمین یہ لکھا تھا ارحم من فی الارض یرحمک من فی السماء پھر تیسرا پرچہ دیدیا اوسمین یہ تھا کہ لوگون کا سوا خدا حق پر کہ اسی مین اونکی بہتری ہے یعنی حد و شرعی خود واسطے جرم کے مقرر ہین اوتنی ہی سزا کافی ہے زیادہ غصہ کرنے کی کیا حاجت و ضرورت ہے **ف** غصہ پینے کی فضیلت آئی ہے اللہ نے کہا ہے الکاظمین الغیظ الخ اور حضرت نے فرمایا اللہ کے نزدیک کسی گھونٹ کا پینا اتنا محبوب نہین ہے جتنا کہ پی جانا غصہ کا ہے جو کوئی غصہ پی جاتا ہے اللہ اوسکے دل کو نور ایمان سے بھر دیتا ہے ثوری و ابو خزیمہ و فضیل نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ افضل اعمال صدر کرنا ہے وقت غصہ کے اور صبر کرنا ہے وقت طمع کے **حکایت** ایک شخص نے حضرت سلیمان سے وصیت چاہی کہا غصہ نکیا کر اوسنے کہا یہ تو مجھسے نہین ہوسکتا کہا اتنا ہی کر کہ وقت غصہ کے اپنی زبان و ہاتھ روک لیا کر **ف** حلم اسکو کہتے ہین کہ غصہ جوش پر نہ آئے اور اگر آئے تو اوسکے دور کرنے مین کچھ تعب و مشقت نہو یہ غصہ کے پینے سے بہتر ہے بعض نے کہا ہے مراد لفظ ربانیین سے جو قرآن پاک بین آئی ہے صاحب علم و حلم مراد ہے حسن نے اس آیت مین واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما کہا ہے کہ مراد اس سے حلیم لوگ ہین کہ اگر اونسے کوئی بجہالت

پیش آئے تو وہ جہالت نہین کرتے محطات کنکا ہمشون علی الارض هونا سے مراد حلیم ہین مجاہد نے کہا واذا مروا باللغو مروا کراما سے مراد اصحاب حلم ہین کہ جب اونکو ایذا دیجائے تو وہ معاف کردین غرضکہ ۵

اگر من ناجوان مردم بہ کردار	تو بر من چون جوانمردان گزر کن

حدیث مین آیا ہے قیامت کے دن ایک منادی ندا کریگا کہ اہل فضل کہان ہین کچھ لوگ اوٹھینگے اور طرف بہشت کے دوڑینگے فرشتے کہین گے تم دوڑ کر چلتے ہو وہ کہینگے ہم اہل فضل ہین وہ کہینگے تمہارا کیا فضل تہا یہ جواب دینگے کہ ہمپر اگر ظلم ہوتا تو ہم صبر کرتے اور اگر کوئی ہمسے بدسلوکی کرتا تو ہم بخشدیتے اور اگر جہالت کرتا تو ہم حلم کرتے فرشتے کہینگے تو اب تم جنت مین جاؤ فنعم اجر العاملین کیا اچھی مزدوری ہے کلام کرنے والون کی انس بن مالک نے اس آیت کی تفسیر مین فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقاها الا الذین صبروا وما یلقاها الا ذو حظ عظیم کہا ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے کہ جب اسکو کوئی بہائی اوسکا گالی دیتا ہے تو وہ یون کہتا ہے کہ اگر تو جہوٹا ہے تو اللہ تجھے بخشے اور اگر تو سچا ہے تو اللہ مجھے بخشے **حکایت** ایک شخص نے ابن عباس کو گالی دی جب وہ دیچکا تو خادم سے فرمایا دیکھو تو اگر اسکی کچھہ حاجت ہو تو دیدو واپس گویا گہڑے پانی کے پڑگئے سرنیچا کرلیا **حکایت** ایک شخص نے مالک بن دینار سے کہا میںنے سنا ہے کہ تنے کچھہ مجھے برا کہا ہے فرمایا تب تو تیرے نزدیک میری جان سے بہتر ٹہیرے یعنی نیکیان تو میرے نفس نے کین اور رہینے اونکو تمہارے لئے ہدیہ کیا بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حلم کا رتبہ عقل سے زیادہ ہے اسی لئے اللہ کا نام حلیم ہے نہ عقیل **حکایت** ایک شخص نے ایک حکیم سے کہا مین تجھکو ایسی گالی دونگا جو قبر تک ساتھہ جائیگی کہا ہیچ ہے تیری قبر تک ساتھہ جائیگی **حکایت** عیسی علیہ السلام کا گزر ایک جماعت یہود پر ہوا تھا اونہون نے آپکو برا کہا آپنے اونکو کہا خیر کہا کسینے کہا یہ تو آپکو برا کہتے ہین فرمایا ہم مین سے ہر ایک وہی دیتا ہے جو اوسکے پاس ہے کل اناء یترشح بما فیہ ع می تراود چکند انچہ در آوندش ست **حکایت** ایک شخص نے ایک حکیم کے پاؤن مین ایسی ضرب ماری کہ اوسکو گمان ہوا کہ وہ غصے نہوا کسینے سبب پوچہا کہا میںنے یہ سمجہہ لیا کہ میرا پاؤن کسی پتہر سے پہسل گیا ہے **ف** غیبت کے عوض غیبت کرنا اور گالی کے عوض گالی دینا اور جاسوسی کے عوض جاسوسی کرنا جائز نہین ہے ہان جو قصاص شرع مین جتنا آیا ہے اوتنا کرنا جائز ہے ایک شخص نے حضرت کے سامنے ابوبکر صدیق کو برا کہا تہا وہ سنا کئے جب بولنا چاہا حضرت اوٹہہ کہڑے ہوئے پوچہا تو فرمایا کہ جب تک تم چپ تہے فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دیتا تہا جب تم بولے تو فرشتہ چل دیا شیطان آگیا مجھے ایسی جگہہ بیٹہنا منظور نہین ہے حدیث مین آیا ہے آپس مین دو گالیان دینے والے جو کچھ کہین گناہ اونمین پہلے گالی دینے والے پر ہے یہانتک کہ مظلوم حد سے بڑہ جائے رواہ مسلم اتنا عوض لینا اگرچہ جائز ہے لیکن اس مقدار کا بھی ترک کرنا افضل ہے لوگ چار قسم کے ہین

ایک تو جو گھاس کی طرح جلد جلد بجھیں دوسرے وہ جو پتھر کے کوئلے کی طرح دیر میں سلگیں اور دیر میں بجھیں تیسرے وہ جو لکڑی کی طرح دیر میں جلیں مگر جلد بجھ جائیں یہ حالت بہت اچھی ہے اگر نری بے غیرتی نہ ہو چوتھے وہ جو جلد بھڑک جائیں اور دیر میں ٹھنڈے ہوں یہ سب میں خراب ہیں حدیث میں آیا ہے کہ کیا مار کو جلدی غصہ آتا ہے اور جلدی راضی ہو جاتا ہے تو اس عادت کا تدارک اس سے ہو جاتا ہے دوسری روایت میں فرمایا ہے لوگ کئی طرح کے ہوتے ہیں بعض کو دیر میں غصہ آتا ہے اور جلد جو ہو کر جاتا ہے اور کسی کو جلد غصہ آتا ہے اور جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور بعض کو جلد غصہ آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے سب سے بہتر وہ ہے جو دیر میں غصہ ہو اور جلد ہنسی وے اور سب سے بدتر وہ ہے جو جلد غصہ کرے اور دیر میں راضی ہو

ف حقد کہتے ہیں کینہ کو فرمایا ہے کہ مومن حقود نہیں ہوتا حقد نتیجہ ہے غضب کا اس سے کئی باتیں پیدا ہوتی ہیں ایک حسد یہ فعل منافقین کا ہے دوسرے زیادتی حسد کی باطن میں کہ ہر ایک برا جو غیر پر آئے اوس سے خوش ہو کینہ یہ طیار رہنے تیسرے قطیعت یعنی دوسرا آئے کو مائل ہے مگر یہ اوس سے اینٹھا رہتا ہے چوتھے ذلیل و حقیر سمجھنا غیر کا پانچویں الفاظ ناجائز اوسکے حق میں نکالنا جیسے غیبت فحش افشار راز پردہ دری چھٹے باتوں میں اوس سے ہیچ کرنا ساتویں اوسکو مار پیٹ وغیرہ سے ایذا پہنچانا آٹھویں اوسکا حق جو اسکے ذمہ پر ہے نہ دینا جیسے قرض نہ دینا یا صلہ رحمہ نہ کرنا یا کوئی چیز اوسکی دبالی ہو وہ واپس نہ دینا یہ آٹھوں چیزیں حرام ہیں ادنی درجہ یہ ہے کہ آدمی ان آٹھوں عیوب سے بچے اور خدا کی فرمانبرداری تک نوبت نہ پہنچے اور اگر نفس پر مجاہدہ کر کے بارادۂ مخالفت شیطان زیادہ احسان کرے تو یہ تبہ صد لقین کا ہے

ف عفو یہ ہے کہ اپنا حق جو دوسرے کے ذمہ ہے اوسکو چھوڑ دے جیسے قصاص یا قرض **قال تعالی** وان تعفوا اقرب للتقوی حدیث عائشہ میں آیا ہے پیغمبر خدا نے کبھی اپنے حقوق کا بدلا نہیں لیا ہو یہاں تک کہ حرمت الٰہی ہو جب ایسا ہوا تو سب سے زیادہ غصہ آپکو آتا عقبہ کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا میں تجھکو افضل اخلاق دو دم ہاتھوں مل تو اوس سے جو تجھسے نہ ملے دے تو اوسکو جو تجکو نہ دے معاف کر اوسکو جو تجپر ظلم کرے یوسف علیہ السلام نے اپنے اخوان سے کہا تھا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم یہی بات ہمارے حضرت نے دن فتح مکہ کے کہی تھی اللہ نے فرمایا ہے ولیعفوا ولیصفحوا ابراہیم تیمی نے کہا ہے جب کوئی مجھپر ظلم کرتا ہے تو مجھے اوسپر رحم آتا ہے کہ یہ بیچارہ عوض اس ظلم کے دن قیامت کو پکڑا جائیگا اوسکو کچھ جواب نہ بن پڑیگا سو یہ درجہ عفو سے بڑھکر ہے اوسکو احسان کہتے ہیں **حکایت** ایک شخص نے سامنے عمر بن عبد العزیز کے ایک ظالم کو برا کہا انہوں نے جواب دیا کہ اگر تو سامنے اللہ کے اس ظلم کو جون کا تون لیجائے تو اس سے بہتر ہے کہ اوسکا عوض یہاں لیکر جائے **حکایت** فلیفہ نعمان بن منذر کے پاس دو شخص حاضر کئے گئے ایک نے بڑی خطا کی تھی اوسکو معاف کر دیا دوسرے نے چھوٹی تقصیر کی تھی اوسکو سزا دی معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے جب تک تمکو انتقام کا قابو و موقع نہ ملے تب تک تم حلم و بردباری کرو جب موقع ملجائے تو عفو و احسان کرو **۵**

	شنیدم کہ مردان راہ خدا	دل دشمنان ہم نکردند تنگ	

ترا کی میسر شود این مقام	کہ با دوستانت خلاف ست و جنگ

ایک حکیم نے کہا حلیم وہ نہین ہے کہ ظلم کے وقت چپ ہو رہے جب قدرت پائے تو بدلہ لے بلکہ حلیم وہ ہے کہ ظلم کے وقت حلم کرے اور قدرت کے وقت معاف فرمائے زیاد نے کہا قدرت وقابو پانا کینہ وغصہ کو کھو دیتا ہے **حکایت** ایک عجمی عابن بار کے خیمہ مین گھسا اور پکڑا گیا لوگون نے کہا اسکا ہاتھ کاٹ ڈالو کہا نہین مین اسکی پردہ پوشی کرونگا شاید اللہ میری پردہ پوشی کرے **ف** فضائل رفق یعنے نرمی کرنیکے بہت آئے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ رفیق ہے یعنی نرم دوست رکھتا ہے رفق کو اور فرمایا جو رفق سے محروم رہا وہ ہر خیر سے محروم ہوا اور فرمایا رفق یمن ہے اور خرق شوم ہے اور فرمایا تم جانتے ہو دوزخ کن پر حرام ہے ہر ہین لین سہل قریب پر غضہ اور اخلاق کی طرح میان بھی وہی درجہ اوسط کا درشتی ونرمی مین محمود ہے **ف** جس طرح کینہ شاخ ہے غصہ کی اسی طرح حسد ایک شاخ ہے کینہ کی پھر حسد کی اتنی شاخین ہین جنکا کچھ حصر نہین ہوسکتا ہے حضرتؐ نے فرمایا ہے حسد کھالیتا ہے نیکیون کو جس طرح کہ آگ لکڑی کو پھر فرمایا آپس مین حسد وقطع وبغض وتدابر نکروہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی اور فرمایا ہے ظاہر نکرو تو خوشی واسطے اپنے بھائی کے ورنہ بچالیگا اللہ اوسکو اور پہانسیگا تجکو بعض سلف نے کہا ہے پہلی خطا جو واقع ہوئی وہ یہی حسد تہا ابلیس نے رتبۂ آدمؑ پر حسد کرکے سجدہ نکیا ملعون ہوگیا معاویہ نے کہا مین سب آدمیون کے راضی کرلنے پر قدرت رکتا ہون مگر حاسد نعمت کہ وہ بدون زوال نعمت کے راضی نہین ہوتا ہے سعدی نے گلستان مین کہا ہے کہ در سایۂ دولت خداوندی ہمگنان را راضی کردم الا حسود کہ راضی نمی شود الا بزوال دولت من ؎

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے	حسود را چہ کنم کو ز خود بر نج درست

ایک حکیم نے کہا ہے حسد ایسا زخم ہے کہ کبھی نہین بہرتا اور جو کچھ حاسد پر گزرتا ہے یہی اوسکو کافی ہے ایک اعرابی نے کہا مینے کسی ظالم کو شبانہ ظلوم کے سوا حاسد کے نہین دیکھا جب دوسرے کی نعمت کو دیکھتا ہے گویا اسکے چہریان لگتی ہین ایک بزرگ نے کہا ہے حاسد کو مجالس مین ذلت ومذمت ملتی ہے اور ملائکہ سے بغض ولعنت اور خلق سے غم وغصہ اور نزع مین ہول وشدت اور قیامت مین عذاب وفضیحت اللہ حسد الحسد ما اعدل بدء بصاحبہ فضلۃ **ف** جب اللہ کسی شخص کو نعمت دے اور دوسرا یہ چاہے کہ وہ اسکے پاس نرہے تو اس حالت کا نام حسد ہے اور اگر وہ نعمت نہ بری لگے اور نہ اوسکا زوال چاہے بلکہ دل مین یہ ہو کہ ویسی ہی نعمت مجکو بھی ملے تو اسکا نام غبطہ ومنافست ہے فضیل نے کہا ہے سومن رشک کرتا ہے اور منافق حاسد ہوتا ہے حسد ہر حال مین حرام ہے مگر ایسی نعمت پر جو کسی کافر فاجر کے ہاتھ لگے اور وہ اوس سے فتنہ وفساد وایذا رسانی کرتا ہو کہ یہ کچھ گناہ نہین ہے کیونکہ یہ نعمت پر حسد نہین ہے بلکہ اوس فتنہ وفساد پر ہے اللہ پاک نے حسد کی مذمت کی ہے

ان تمسسکم حسنة تسؤھم وان تصبکم سیئة یفرحوا بھا یعنی خوشی اونکی بوجہ شماتت تہی سو شماتت وحسد لازم ملزوم ہین اور فرمایا کفار جزوال ایمان چاہتے ہین یہ تمنا حسد کے سبب سے ہے یوسف علیہ السلام کے اخوان نے حسد کیا تہا پہر حسب نعمت پر آدمی غبطہ کرتا ہے اگر وہ نعمت دینی ہے اور واجب جیسے نماز روزہ زکوۃ وغیرہ تو اسپر غبطہ کرنا ضرور ہے اور اگر بذل مال پر صدقہ نفل مین ہے تو مستحب ہے اور اگر نعمت مباح پر ہے تو منافست بہی مباح ہے ف حسد کے اسباب اگرچہ بہت ہین مگر اکثر سات سبب ہین ایک عداوت دوسرے برابر والے کی عزت کا ناگوار ہونا تیسرے دوسرے کی حقارت چوتھے تعجب پانچوین فوت ہوجانا مقصود مطلوب کا چھٹے محبت ریاست ساتوین خبث و بخل نفس غزالی رح نے ہر سبب کی تفصیل لکہی ہے ف ہمسرون اور برابرون اور بھائیون اور یگانون مین حسد باہمی زیادہ ہوتا ہے اور غیرون مین کم اور ضعیف پہر جہان ایک سبب حسد کا ہو اسمین اسباب ایک دوسرے کے پیچھے جمع ہوجاتے ہین اکثر وجہ حسد کی اتحاد حال ہوتا ہے عالم کو جو حسد عالم پر ہوتا ہے وہ عابد پر نہین ہوتا تاجر حسد تاجر کرتا ہے نہ کوہ چاکر پر ع بود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن * سارے اسباب حسد کا منشا نظر غور مین محبت دنیا کی ہے اہل معرفت اگر ہزارون ہون تو اونمین ایک دوسرے کا حاسد نہین ہوتا ہے کیونکہ معرفت مین تنگی نہین ہے قال تعالی ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین معلوم ہوا کہ جنت مین حسد نہوگا بلکہ جنت والے اس دنیا مین بہی حسد نہین کرتے ہین عقلمند کو چاہیے کہ ایسی نعمت کا طالب ہو جسمین زحمت نہو اور ایسی لذت کا جویان رہے جو کبہی فنا نہو یہ بات دنیا مین سوائے معرفت خدا واسماء وصفات وافعال الٰہی کے اور کسی چیز مین نہین پائی جاتی ہے اور آخرت مین بہی یہی بکار آمد ہوگی سو اگر آدمی کو شوق معرفت کا نہو اور نہ اوسکو معرفت مین کچہہ لذت ملے اور عقل بہی قاصر ہو اور رغبت کم ہو تو ایسا شخص معذور ہے ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین ف حسد کی علاج علم وعمل سے ہوتی ہے علم سے یون کہ قطعًا یہ بات جان لے کہ حسد دنیا وآخرت مین حاسد کو مضر ہے اور محسود کا کچہہ نقصان دین مین نہین ہوتا ہے بلکہ نفع ہی نفع ہے ف

ھو یحسدون وشر الناس کالھم	من عاش فی الناس یوما غیر محسود

حسد مین ناراضی ہوتی ہے اللہ کے حکم سے اس سے بڑہکر دین مین اور کیا گناہ ہوگا یہ شخص زمرہ اولیا وصلحا سے نکل کر زمرہ ابلیس وکفار مین داخل ہوجاتا ہے اور دنیا مین حاسد کا یہ ضرر ہے کہ ہمیشہ وہ رنج وعذاب وغم والم مین مبتلا رہتا ہے جو بات یہ اپنے دشمن کے لئے چاہتا تہا اوسمین خود مبتلا ہوجاتا ہے اور جسپر سے حسد کیا تہا اوسکی نعمت بہی نہ گئی عقلمند سے بہت دور ہے کہ بیفائدہ آپکو نشانہ اللہ کے غضب کا بنالے محسود کی نعمت اسکے حسد سے دور نہین ہوتی ہے بلکہ جو اقبال ونعمت اللہ نے کسیکے لئے مقدر کیا ہے وہ وقت مقدر تک ضرور رہتا ہے کوئی حیلہ اوسکے دفع کا نہین ہوتا کل شئ عندہ بمقدار ولکل اجل کتاب حکایت ایک غریب نے

اللہ سے عرض کیا کہ فلان عورت جو خلق پر حاکم ہے وہ ظلم کرتی ہے فرمایا جو کچھ ہمنے ازل مین مقدر کردیا ہے وہ متبدل نہین ہوسکتا جتنا اقبال و عمر اوسکا لکھا گیا ہے وہ ضرور ہوگا تمکو اگر برا معلوم ہوتا ہو تو تم اوسکے سامنے سے ٹل جاؤ غرضکہ یہ انعام الہی ہے کہ حسد سبب زوال نعمت کا نہین ہوتا ہے لائق ادای شکر کے ہے محسود کا فائدہ دین مین تو یہ ہے کہ حاسد نے اوسپر ظلم کیا ہے ظالم کے حسنات مظلوم کو ملینگے اور دنیا مین یہ نفع ہے کہ ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ میرے دشمن کو برائی پہنچے اور رنج و تکلیف مین رہا کرے سو حاسد ہمیشہ رنج و غم مین رہتا ہے کوئی رنج حسد سے بڑھ کر نہین ہے اور رنج سے زیادہ خوشی شیطان کو ہوتی ہے کیونکہ شیطان جب کسی شخص کو علم و ورع جاہ مال کی نعمت مین دیکھتا ہے اور دوسرے کو اوس سے محروم پاتا ہے تو ڈرتا ہے کہ کہین ایسا نہو کہ یہ دوسرا اوس سے محبت کرنے لگے اور اسکو بھی اوتنا ہی ثواب ملے اسلئے اسکے دل مین اوسکا بغض و حسد ڈال دیتا ہے تاکہ ثواب محبت سے محروم رہے جس طرح کہ ثواب عمل سے محروم رہا ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے المرء مع من احبّ وانت مع من احببت ابو موسی کہتے ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا فلان آدمی خود تو کچھ زیادہ نماز روزہ ادا نہین کرتا مگر نماز روزہ والون سے محبت رکھتا ہے فرمایا هو مع من احبّ **حکایت** ایک شخص نے عمر بن عبد العزیز سے کہا یہ بات پہلے سے مشہور ہے کہ اگر آدمی سے بنے تو عالم ہو اور جو عالم نہو سکے تو متعلم ہو متعلم بھی نہو سکے تو اونسے محبت رکھے محبت بھی نہ سکے تو بغض ہی رکھے کہا سبحان اللہ اللہ پاک نے بڑی عمدہ راہ نکالدی حاسد پر گناہون کی بوچھار ہوتی ہے مرنے کے بعد بھی اوسکا رنج ساتھ ہی جاتا ہے اور کیا عجب ہے کہ خدا کا غصہ اوسکو دوزخ مین بھی پہنچادے ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ رہا علاج حسد کا بطوعمل کے سو اوسکی صورت یہ ہے کہ حسد جس بات کو کرانا چاہے یہ برخلاف اوسکے چلے قول ہو یا فعل مثلاً اگر حسد یہ چاہے کہ محسود کی برائی کیجائے تو یہ بزور زبان اوسکی مدح و ثنا کرے اور اگر تکبر کو جی چاہے تو محسود سے بتواضع پیش آئے جب یہ حال محسود کو معلوم ہوگا تو وہ خوش ہوکر محبت کرنے لگیگا پھر حاسد کو بھی خواہی نخواہی دوستی پیدا ہوگی اور آپس کے اتفاق سے مادہ حسد کا منقطع ہوجائیگا شیطان حاسد کو یہ دھوکا دیتا ہے کہ اگر تو تواضع و ثنا کریگا تو نظر مین محسود کے ذلیل یا مخالف یا منافق ٹھیریگا سو اس فریب مین نہ آنا چاہیے بلکہ یون جانے کہ خوش معاملگی خواہ تکلفاً ہو یا طبعاً عداوت طرفین کو بجھا دیتی ہے اور حسد کے دانت کھٹے ہوجاتے ہین **ف** آدمی اگر فقط دل سے حاسد ہے اور ظاہر مین کچھ اوسکا اثر نہو تو اس طرح کے حسد کے گناہ ہونے مین اختلاف ہے مگر ظاہر کتاب و سنت مقتضی معصیت کی ہے کیونکہ یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے کہ ایک آدمی دوسرے مسلمان کی برائی کا دل سے طالب ہو اور اس خواہش کو برا بھی نہ جانے اور پھر معاف کردیا جائے اہل علم نے کہا ہے آدمی کو دشمن کے ساتھ تین حال ہوتے ہین ایک یہ کہ طبعاً اوسکی برائی چاہے اور عقلاً اسکو برا سمجھکر اپنے جی پر غصہ کرے اور کوئی بہانہ ڈھونڈھے جس سے یہ خواہش دل سے جاتی رہے اس قسم کا حسد قطعاً معاف ہے کیونکہ آدمی کے اختیار مین اس سے زیادہ کچھ نہین

دوسرے یہ کہ دل مین محبت زوال نعمت کی ہو اور اوسکی برائی پر خوشی ظاہر کرے زبان سے یا اعضا سے تو حسد یقیناً ممنوع ہے تیسرے یہ کہ نرے دل سے حسد کرے اور اوسکو برا نہ سمجھے اور نہ نفس پر اسپر جوش سے غصہ کرے مگر اعضا پر ظہور اثر حسد کا نہو اور بمقتضاے حسد کوئی فعل اختیاری بجا نہ لائے تو اس قسم مین اختلاف ہے ظاہر یہ ہے کہ اس قسم مین بقدر قوت وضعف محبت زوال نعمت کے گناہ ہوگا **حکایت** کسیسنے حسن رح سے حسد کو پوچھا کہا اوسکو پوشیدہ رکھے تو کچھہ ضرر نکریگا جب تک کہ ظاہر نہو معلوم ہوا کہ انکے نزدیک جب تک ظہور حسد کا اعضاء ظاہری مین نہین ہوتا ہے تب تک گناہ نہین ہوتا معذا احوط واولی یہ ہے کہ دل کو بھی شماتت باطنی اور حسد معنوی سے جہانتک ہوسکے پاک صاف کرے اسلئے کہ عزم پر مواخذہ ہوتا ہے واللہ اعلم +

باب چھٹا بیان مین مذمت دنیا کے

دنیا دشمن ہے اللہ کی اور اللہ کے دوستون اور دشمنون کی اللہ کی دشمن یون ہے کہ اللہ کے بندون کو اللہ کے راستہ پر نہین چلنے دیتی رہزنی کرتی ہے اسی لئے جب سے اللہ نے اوس کو بنایا طرف اوس کے آنکھہ بھیر کر نہین دیکھا اولیاء اللہ کی یون دشمن ہے کہ اونکے سامنے بڑی ترک وآراستگی سے بن ٹھن کر آتی ہے اپنے جلوے دکھاتی ہے کہ کسی طرح یہ اوسپر لٹو ہوجائین اسلئے اونکو فراق دنیا پر بہت مصاحبہ کرنا پڑتا ہے دشمنون کی یون دشمن ہے کہ اسنے اونکو اپنے دام تزویر ومکر وفریب ودغا مین بتدریج پھانس لیا ہے یہانتک کہ وہ اوسکو اعتماد کرنے بیٹھے ہین لیکن پھر وہ اونکو ایسا محتاج وخوار کرتی ہے کہ بجز حسرت وندامت کے کچھہ ساتھہ نہین لیجاتے ہین اور سعادت ابدالآباد سے محروم رہکر دنیا کی جدائی کا الگ داغ دل پر لیکر صائب عقبیٰ مین پھنسکر فریاد وزاری وآہ ونالہ کرتے ہین اوسوقت وہان یہ جواب سُنین گے اخسئوا فیھا ولا تکلمون کیونکہ مصداق اس آیت کے ہوجاتے ہین اولئک الذین اشتروا الحیاۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون **ف** قرآن پاک مین مذمت دنیا کی بہت آئی ہے اور بہت جگہہ دنیا سے منہ پھیرنے اور آخرت کی طرف متوجہ کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کو خود اسی غرض کے لئے بھیجا ہے حضرت صلعم کا گذر ایک مردار بکری پر ہوا پوچھا یہ بکری نزدیک مالک کے خوار ہے یا نہین کہا اگر ذلیل نہوتی تو یہان کیون ڈال جاتا فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ دنیا اس بکری سے بھی زیادہ تر ذلیل ہے نزدیک خدا کے اگر پاس اللہ کے برابر ایک پرپشہ یعنے پنکھہ کے ہوتی تو کبھی کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی اوسمین سے نہ دیتا اسکو ابن ماجہ وحاکم نے سہل بن سعد سے رفعاً روایت کیا ہے ورواہ مسلم نحوہ دوسری حدیث مین فرمایا ہے دنیا قید خانہ ہے مومن کا اور بہشت ہے کافر کی رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رض حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے دنیا ملعون

او جو کچھ اوسمین ہے وہ بھی ملعون ہے مگر جو اوسمین سے واسطے اللہ کے ہو رواہ الترمذی وابن ماجۃ ابوموسی اشعری کا لفظ یہ ہے جسنے دوست رکھا اپنی دنیا کو اوسنے اپنی آخرت کا نقصان کیا اور جسنے دوست رکھا اپنی آخرت کو اوسنے اپنی دنیا کا نقصان کیا سو اختیار کرو تم باقی کو فانی پر رواہ احمد والبزار والطبرانی والحاکم جسمین سے مرسلاً آیا ہے کہ حُبُّ الدُّنیا راس کل خطیئۃ رواہ البیہقی فی الشعب وابن ابی الدنیا بڑا متعجب تھا اوس شخص سے آتا ہے جو کہ دار الخلود کی تصدیق کرتا ہے اور مذا ساعی ہے واسطے دار الغرور کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گھورے پہ کھڑے ہو کر فرمایا آؤ دنیا دیکھو ایک سر سے اُٹھے اور گلی ہوئی ہڈیون کی طرف اشارہ کر کے کہا ھذہ الدنیا دوسری حدیث ابوسعید مین فرمایا ہے دنیا شیرین وسرسبز ہے اللہ تمکو اوسمین خلیفہ کریگا پھر دیکھیگا کہ تم کیسے کام کرتے ہو رواہ الترمذی وابن ماجۃ عیسی علیہ السلام نے کہا ہے تم دنیا کو اپنا مالک نہ بناؤ وہ تمکو اپنا غلام بنالیگی ایک خباثت اسکی یہ ہے کہ آدمی اسکے لئے اللہ کا عاصی ہو جاتا ہے جب تک یہ نہین چھوٹتی تب تک آخرت نہین ملتی سو اسکو گزرگاہ سمجھکر مسافرون کی طرح گزر جاؤ یہان عمارت وغیرہ کچھ نہ بناؤ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک گھڑی کی خواہش بہت دنون کے رنج کا موجب ہوتی ہے **حکایت** سلیمان علیہ السلام کا گزر ایک عابد پر ہوا اوسنے جمعیت لشکر وسایۂ طیور انکے سر پر دیکھکر کہا اے ابن داؤد اللہ نے تمکو بڑی سلطنت دی ہے فرمایا مومن کے نامۂ اعمال مین ایکبار کا سبحان اللہ اسمان اس سارے کروفر سے کہین زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ ذکر ساتھ رہنے والا ہے اور یہ جو تمکو ملا ہے یہ سب فانی ہے ابوہریرہ کہتے ہین حضرت نے مجکو کہا چل مین تجکو دنیا و مافیہا دکھاؤن پھر میرا ہاتھ پکڑکر ایک صحرا مین لیگئے وہان ایک جگہ کھوپڑیان اور پاخانہ و ہڈیان وچیتھڑے پڑے تھے کہا ای ابوہریرہ یہ کھوپڑیان ایسی ہی ہوگی کرتی تھین جیسی خواہش تم کرتے ہو اور ایسی ہی امید رکھتی تھین جیسی آج تم رکھتے ہو اب وہ ایسی ہوگئین کہ اوپر چمڑا بھی نرہا پھر چند روز مین رکھہ ہو جائینگی پاخانہ دیکھتے ہو یہ اونکی غذا تھی معلوم نہین کہان کہان سے کماکر کھایا تھا آج ایسا حال ہوگیا ہے کہ تمکو اوس سے نفرت آتی ہے یہ چیتھڑے اونکی پوشاک کے ہین کہ ہوا سے مارے مارے پھرتے ہین یہ نلیان اونکے چوپایون کی ہین جنپر وہ چڑھ چڑھ کر شہر بشہر سیر کرتے تھے سو جب انجام اس گھر کا یہ ٹھیرا تو جگہ نہایت عبرت وگریہ کی ہے ابوہریرہ کہتے ہین ہم جب تک خوب نہ رو لیئے تب تک وہانسے نہ ٹلے ۵

بیئے کبور غربتیان شہر سیر سے کن	بہین کہ نقش اعلما چہ باطل افتادہ ست		
گذر ناصیب کبھی سیر اہوا شہر خموشان مین ۵	عجب لقمہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا		
کہین آئینۂ زانو سکندر کا شکستہ تھا	کہین ٹوٹا پڑا تھا کاسۂ سر خاک مین جم کا		

اللہ نے آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اوتارا تو فرمایا ابن التراب ولد التراب ۵

الا یا صاحب القصر المعلی	ستدفن عن قریب فی التراب		

لهٰ ملك تنادی کل یوم		لدوا للموت وابنوا للخراب	

عیسی علیہ السلام نے کہا ہے مومن کے دل مین محبت دنیا و آخرت کی جمع نہین ہوتی جسطرح ایک برتن مین آگ و پانی نہین رہ سکتا انسے کہا آپ کوئی گھر بنالو فرمایا مجھے اگلے گھنڈیرے کافی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچو دنیا سے اس کا جادو ہاروت ماروت سے بھی زیادہ ہے مسیح علیہ السلام نے کہا ہے اہل دنیا پر افسوس ہے کہ کیسے وہ اوسکے فریب مین آکر مرجاتے ہین دنیادار دنیا کو چھوڑ جاتا ہے دنیا اوسکو رسوا کرتی ہے اور وہ اوسپر اعتماد کرکے بخوف رہتا ہے کل گناہون کی رسوائی کا سامنا ہوگا

تخم وفا ومهر درین کهنه کشت زار		آنگه شود عیان که شود سوسمر درو	

فضیل نے کہا ہین اس آیت مین بہت تامل کرتا ہون انا جعلنا ما علی الارض زینة لها لنبلوهم ایهم احسن عملاً وانا لجاعلون ما علیها صعیدا جرزاً **حکایت** ایک راہب سے پوچھا دنیا کا کیا حال ہے کہا بدنوکپر انا کرتی ہے اور دیکھو دنیا موت کو نزدیک آنے نہین دیتی اور کہا اہل دنیا کا کیا حال ہے کہا جسکو ملتی ہے وہ مشقت مین پڑتا ہے جسکو نہین ملتی ہے وہ رنج اٹھاتا ہے

بدین زین جهان آشوب نرمیست	۵	که رنج خاطرست ازهست وگر نیست	

دنیا مین ایک عیب یہ ہے کہ کسی کو بقدر استحقاق کے نہین ملتی کمی بیشی خواہی ہوتی ہے دنیا کی نعمتون کو دیکھو گویا ادپر خفگی ہوئی ہے نا اہلون کے حوالہ کی گئی ہے **حکایت** ابوتمر سے کہا تمکو دنیا مین رہنا نہین ہے لیکن اوسکی محبت نہین جاتی کہا جو کچھ اللہ تمکو دے دیکھ لیا کرو کہ وجہ حلال سے ہے پھر اوسکو جہان مناسب ہے وہان خرچ کرو تو اوسکی محبت کچھ ضرر نکریگی یحیی بن معاذ کہتے ہین دنیا شیطان کی دکان ہے اوسمین سے کچھ نہ خریدو نہین تو وہ تمہارے پیچھے لگ کر پکڑ لیگی فضیل رحمہ نے کہا ہے دنیا اگر سونے کی ہوتی اور فنا ہوجاتی اور آخرت ایک ٹھیکرا ہوتا اور باقی رہتا تب بھی عقلمند باقی کو لیتا اور فانی کو چھوڑ دیتا معلوم نہین کہ ہمنے اس دامیات چیز کو عوض اوس عمدہ شے کے کیون پسند کیا ہے ۵

تا کی غم دنیای دنی ای دل دانا		حیف ست زعقبی که بود عشق بستی	

ابن مسعود نے کہا ہے ہر آدمی مہمان ہے اوسکا مال امانت ہے مہمان ایک روز چل بسیگا امانت مالک کو واپس ہیگی ۵

زین ہستی که یا بد نیستی زود	نباید شد به هست و نیست خوشنود
چشاند آب و بر آتش نشاند	جهنده چیز وانگه واستاند
دهد بستاند و عاری ندارد	بجز فاد وستد کاری ندارد

لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اگر دنیا کو عوض آخرت کے دے ڈالوگے تو دونون جگہہ مین نفع رہیگا اور اگر آخرت کو دنیا کے بدلہ مین دوگے تو دونون جگہہ نقصان رہیگا مطرف بن شخیر نے کہا بادشاہون کی صحبت اور گدے فروش

کونہ دیکھو یہ دیکھو کہ کیسے جھٹ پٹ چلدیتے ہین اور اپنی مہ کمیسا بڑا ہوتا ہے ۵

	دمے از سیر این دیر دیرینہ زن		صلای بشبانان بپیشینہ زن
	جہان مرحلہ ست این بیابان و دور		کہ گم شد در و شکر سلم و طور
	ہمان منزل است این جہان خراب		کہ بود ست ایوان افراسیاب
	کجا راہی پیران لشکر کشش		کجا شید کہ ترک خنجر کشش
	نہ تنہا شاہ ایوان و قصرش بباد		کہ کس نامش ہم ندارد بیاد
	چہ خوش گفت جمشید با آج و گنج		کہ یک جو نبرد دسرای سپنج

ابن عباس نے کہا اللہ نے دنیا کے تین حصے کئے ہین موسن اوسکو زاد آخرت کرتا ہے منافق زینت ظاہر مین رہتا ہے کافر اوس سے کامیاب ہوتا ہے بعض نے کہا دنیا مردار ہے جو کوئی اوسمین سے کچھ لیا چاہے تو کتون کے ساتھ رہنے پر صبر و تحمل کرے ۵

	وما ھی الا جیفۃ مستحیلۃ		علیھا کلاب ھمہن اجتذابھا
	فان تجتنبھا کنت سلما لاھلھا		وان تجتنبھا تنازعتک کلابھا
یعنے	این جہان بر مثال مردار ست	۵	گر گسان اندرو ہزار ہزار
	این مر آن راہی زند محلب		وآن مر این راہی زند منقار

حافظ شیرازی فرماتے ہین ۵

	نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر		کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد ست
	فریب عشوۂ حسن از جہان پیر مخور		کہ ہر کہ کرد با و اختلاط نا شاد ست
	وجود ستی ہمدر جہان سست نہاد		کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد ست
	نشان عہد و وفا نیست در تبسم گل		بنال بلبل بیدل کہ جای فریاد ست
	رضا بداده بده وز جبین گرہ بگشای		کہ بر من و تو در اختیار نگشاد ست

ابو الدرداء نے کہا یہی ایک خواری ہے دنیا کی نزدیک خدا کے کہ اوسکی نافرمانی اسی دنیا کے باب مین ہوتی ہے اور جو مدارج پاس اللہ کے ہین وہ بے ترک دنیا ہاتھ نہین آتے مالک بن دینار نے کہا اس ساحرۂ دنیا سے بچو یہ علماء کے دلون پر جادو کر دیتی ہے یعنے پھر جاہلون کا کیا ذکر ہے ۵

	دنیا مطلب تا ہمہ دینت باشد		دنیا طلبی نہ آن نہ اینت باشد

ابو سلیمان نے کہا جس دل مین آخرت ہوتی ہے دنیا اوسکا مقابلہ کرتی ہے اور اگر دنیا ہوتی ہے تو پھر آخرت مقابلہ

نہین کرتی کیونکہ آخرت شریف ہے اور دنیا کمینی شریف کمینے کا مقابلہ نہین کرتا سیار بن حکم نے کہا دنیا و آخرت دونون دل مین جمع ہوتے ہین جو غالب ہوجاتی ہے دوسری اوسکی تابع رہتی ہے مالک بن دینار نے کہا جتنا تردد واسطے دنیا کے کرو اوتنی ہی فکر آخرت کی دل سے جاتی رہتی ہے اور جتنا تردد آخرت کا کرو اوتنی ہی فکر دنیا کی دل سے نکل جاتی ہے علی مرتضی نے کہا آخرت و دنیا دو سوتین ہین ایک راضی ہوگی تو دوسری خفا ہوجائیگی حسن نے کہا واللہ ہمنے ایسے لوگ پائے ہین جنکے نزدیک دنیا خاک پاسے بھی زیادہ خوار تھی وہ کچھ پروا نکرتے تھے کہ دنیا کدھر سے آئی اور کدھر چلی گئی اور کسکے پاس ہی اور کسکے پاس سے چلدی ؎

دنیا نیرزد آنکہ پریشان کنی دلے	زنہار بدکن کہ نکردست عاقلے
دنیا مثال بحر عمیق ست پر نہنگ	آسودہ عارفان کہ گرفتند ساحلے

فضیل نے کہا اگر فرضاً تمام دنیا میرے پاس وجہ حلال سے ہو اور اوسکا حساب بھی مجھسے آخرت مین نہ لیا جائے تو بھی مین اوسکو ناپاک سمجھون جیسے تم لوگ مردار کو نجس سمجھتے ہو کہ کہین وہ کپڑے سے نہ لگ جائے ؎ .

دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہیچ ست	ہیچ ست تمام این تماشا ہیچ ست
یک عمر فریب اہل دنیا خوردیم	آخر دیدیم اینکہ دنیا ہیچ ست

سفیان ثوری کہتے ہین دنیا کو آسایش ضروری بدن کے لئے لینا چاہئے اور آخرت کو واسطے راحت دائمی دل کے حسن نے کہا ہے واللہ بنی اسرائیل نے جو بعد خدا پرستی کے بت پرستی اختیار کی وہ فقط محبت دنیا کے سبب سے کی سعید بن مسعود کہتے ہین جب دیکھو کہ کسی آدمی کے پاس دنیا بڑہتی اور دین کم ہوتا جاتا ہے اور وہ اوس سے خوش ہے تو جان لو کہ وہ شخص بڑے خسران مین ہے دنیا نے اوسکو اپنا مسخرہ بنالیا ہے اور اوسکو خبر بھی نہین حسن رح نے ایک بار یہ آیت پڑہی فلا تغرنکم الحیاۃ الدنیا پھر کہا تم جانتے ہو یہ کسکا قول ہے یہ اوسکا قول ہے جسنے دنیا کو بنایا اور اوسکا حال بھی وہی خوب جانتا ہے تمکو چاہیے کہ اشغال دنیا سے کنارہ کش ہو اور سمین بہت سے کاروبار رہتے ہین ایک کام جب آدمی کو درپیش ہوتا ہے تو دس کام اور سامنے آتے ہین ؎

از فتنۂ این زمانہ شور انگیز	برخیز و بہر جا کہ توانی بگریز
ور پای گریختن ندارسی بارے	دستے زن و دامن خلوت آمیز

پھر کہا آدم زاد بڑا مسکین ہے ایسی جگہ پر خوش ہوتا ہے کہ جسکے مال حلال مین حساب اور مال حرام مین عقاب اور شبہ پر عتاب ہے مال کتنا ہی زیادہ ہو اوسکو کہ جانتا ہے اعمال کو تھوڑا نہین سمجھتا دین مین اگر مصیبت پڑے تو رنج نہین کرتا بلکہ خوش ہوتا ہے مگر مصیبت دنیا پر واویلا مچاتا ہے فضیل نے کہا دنیا مین آنا تو آسان ہے مگر نکلنا سخت مشکل ہے بعض سلف نے کہا جو یہ جانتا ہے کہ موت حق ہے بڑا تعجب ہے کہ وہ کیونکر خوش ہوتا

اور جسکو یقین ہے کہ دوزخ حق ہے وہ کس طرح ہنستا ہے اور جو دنیا کے حالات کو بدلتے دیکھتا ہے وہ کیسے اوسپر اعتماد کرتا ہے اور جو قدیر کو برحق جانتا ہے وہ کیون رنج کرتا ہے ابوحازم نے کہا ہے دنیا مین کوئی چیز خوشی کی ایسی نہین ہے جسکے ساتھہ رنج نہو ۵

شربت انگبین مجوی زدہر	کہ برآمیختست شہد بزہر
تو تصور کنی کہ آن عسل است	آن عسل نیست شربت اجل است

حکایت ایک عابد سے کہا تم تو انگر ہوگئے کہا تونگر وہ ہے جو دنیا کی غلامی سے آزاد ہوجائے ابن مبارک نے کہا دنیا اور گناہون کی محبت نے دل کو پراگندہ کردیا ہے اب اوسمین خیر کس طرح آئے **حکایت** ایک حکیم سے پوچھا دنیا کسکو ملتی ہے کہا جو اوسکو چھوڑ دے کہا آخرت کسکی ہے کہا جو اوسکو طلب کرے ابوحازم نے کہا یسیر الدنیا یشغل عن کثیر الآخرۃ یعنی تھوڑی سی دنیا بہت سی آخرت سے باز رکھتی ہے بندار کہتے ہین جب دنیا آ زیبکی باتین کرے تو جان لو کہ شیطان نے اوسکو سخرہ بنا رکھا ہے علی مرتضی نے کہا دنیا مین چھ چیزین ہوتی ہین کھانا پینا پہننا سواری نکاح خوشبو سو سب کھانون مین عمدہ شہد ہے وہ مکھی کا لعاب ہے پینے کی چیزون مین اچھا پانی ہے سو اوسمین سارے نیک و بد یکسان ہین پوشاک کی چیزون مین بہتر ریشم ہے وہ کیڑون سے نکلتا ہے سواریون مین عمدہ گھوڑا ہے جسپر جنگ مین مارے جاتے ہین منکوحات مین عورت ہے ایک پیشاب گاہ کا دوسرے پیشاب گاہ مین جانا ہے عورت اپنے بدن مین اچھے سے اچھے اعضا کو خوب بناتی سنوارتی ہے مگر اوسمین سب سے بری چیز کی طلب ہوتی ہے اور سونگھنے کی چیزون مین عمدہ مشک ہے وہ حیوان کے خون سے بنتا ہے غرضکہ سب چیزین ایسی ہی واہیات خرافات ہین ۵

جہان و کارجہان جملہ ہیچ در ہیچ ست	ہزار بار من این نکتہ کردہ ام تحقیق
بمامنی رو و فرصت شمر غنیمت وقت	کہ در کمین گہ عمر اند قاطعان طریق

ف بعض اکابر نے کہا ہے دنیا بڑی مکار اور دغاشعار ہے پہلے اپنے مغالطون کو چکناتی ہے پھر تمناؤن مین پھنساتی ہے طالبین کے لئے اوسکی آرایش ایسی ہے جیسے وقت جلوہ کے دلہن کی صورت کہ سب کی نگاہ اوسی پر پڑتی ہے تمام دل اوسکے شیفتہ ہوتے ہین اور ساری جانین اوسپر فریفتہ بہت سے عشاق کو اسنے خاک مین ملایا ہے جسنکا اسپر اطمینان کیا اوسکو مزہ رسوائی کا چکھایا بعض نے کہا دنیا کے حالات بدلتے رہتے ہین ابھی تو ایک آدمی کو ہنساتی ہے اسی اثنا مین دوسرون کو اوسپر ہنسی آتی ہے اگر کوئی کسی پر روتا ہے تو تھوڑی دیر مین کوئی اور رونے والے پر نالان ہوتا ہے اگر کسی کو دینے پر آتی ہے تو بعد چندے واپس لینے کو ہاتھہ پھیلاتی ہے ۵

ایمن مشو ز عشوۂ دنیا کہ این عجوز		مکارہ می نشیند و محتالی بود	

آج اگر کسی کے سر پر تاج وافسر ہے تو کل سر کے تلے خاک وپتھر ہے ؎

برین رواق زبرجد نگار کہ خورشید		نگاشتہ سخن خوش بآب زر دیدم	
کہ ای بدولت دہ روزہ گشتہ مغرور		مباش غرہ کہ از تو بزرگ تر دیدم	
شنیدہ کہ تاج مرصع صباح بر سر داشت		نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم	

کوئی جانے یا رہے اوسکے نزدیک برابر ہے جانیوالے کا اگر کوئی عوض ہے تو فہما اور اگر نہیں ہے تو فہما ؎

دنیا زنی ست عشوہ دہ و دستان دلیک		با کس سپر نہی برد او عہد شوہری	
آبستنی کہ این ہمہ فرزند زاد و کشت		دیگر کہ چشم دارد از و مہر مادری	

حسن بصری نے ایک خط عمر بن عبدالعزیز کو لکھا تھا بعض فقرات اوسکے یہ ہین کہ دنیا جای سفر ہے نہ اقامت کا گھر ؎

اقامت گاہ نتوان ساختن گلزار دنیا را		نسیم صبح گوید این سخن آہستہ در گوشم	

آدم جو جنت سے اسمین اوتارے گئے تو فقط سزا وعقوبت کے لئے اوتارے گئے اسکا ترک کرنا زاد آخرت ہے اور اسمین محتاج رہنا غنا وثروت ہر وقت یہ ایک نہ ایک فنا کرتی رہتی ہے جو اسکو عزیز جانتا ہے اوسکو ذلیل کرتی ہے جو اسکو جمع کرتا ہے اوسکو فقیر کر دیتی ہے اسکا حال زہر کا سا ہے کہ جو نہین جانتا وہ اوسکو کھاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے ؎

ہست درین بادیہ دیو لاخ		خانۂ دلتنگ و غم دل فراخ	
ہر کہ درین بادیہ با طبع ساخت		چون جگر افسردہ چو پیکان گداخت	
ہر کہ درین خانہ کند خوابگاہ		یا سرش از دست رود یا کلاہ	

اسمین اس طرح رہنا چاہیے جیسے کوئی اپنے زخم کا علاج کرے کہ تھوڑے دن پہ ہر کرتا ہے اس ڈر سے کہ کہین مدت تک تکلیف نہ اوٹھانا پڑے اسکی زینت ظاہر دہوکا ہے اسکی صورت دولہن کی سی ہے کہ آنکھون کی تاک دلون کا اشتیاق نفسون کا عشق اسی پر ہے لیکن اسنے اپنے سارے شوہرون کو مار ڈالا ہے ؎

عروس دہر نگوئی دختری ست دلی		و فانمی کند این سست مہر با داماد	

افسوس یہ ہے کہ پس ماندون کو گذشتون سے عبرت نہین ہوتی ہے بالفرض اگر اللہ پاک دنیا کی خبر نہ سناتا اور نہ اوسکی مثال بیان فرماتا تب بھی دنیا سوتے کو جگا دیتی اور غافل کو ہوشیار کر دیتی پھر جبکہ خدا نے اوس سے منع کر دیا ہے تو بطریق اولی اوس سے ہوشیار رہنا ضرور ہے ف دنیا ظاہر مین دیکھو تو ٹھیری معلوم ہوتی ہے حالانکہ بڑی تیز رفتار ہے جلد جلد بھاگتی ہے اوسکی چال وحرکت دیکھنے سے معلوم نہین ہوتی مگر سال وماہ گزرنے سے محسوس ہوتی ہے اس باب مین اسکی مثال سایہ کی سی ہے کہ وہ بھی ظاہر مین حرکت کرتا معلوم نہین ہوتا ہے مگر حقیقت مین متحرک

رہتا ہے اوسکی حرکت آنکھسے نظر نہین آتی عقل سے معلوم ہوتی ہے امام حسن علیہ السلام تشبیہ دنیا مین یہ شعر پڑہتے تہے ؎

یا اھل لذات دنیا لابقاء لھا		ان اغترارا بظل زائل حمق	

حکایت ایک گنوار کسی قوم مین مہمان ہوا تہا اونہون نے اوسکو کہانا کہلایا پہر وہ ایک خیمہ کے سایہ مین سوگیا اون لوگون نے خیمہ اوکھاڑ لیا اوسکو دہوپ لگی اوٹہہ کہڑا ہوا یہ شعر پڑہا ؎

الا انما الدنیا کظل بنیتہ		ولا بد یوما ان ظلک زائل	

دوسری مثال

دوسری مثال دنیا کی خواب ہے اس اعتبار سے کہ وہ اپنے خیالات سے آدمی کو دہوکا دیتی ہے اوسمین سے نکلنے کے بعد کچہہ بہی ساتہہ نہین رہتا گویا خواب کی طرح ہے یونس بن عبید کہتے ہین مینے اپنے دل مین تشبیہ دنیا کی یون دی ہے جیسے سوتا آدمی خواب مین کسی بُری بہلی بات سے رنجیدہ یا خوش ہوا کرتا ہے اسی طرح لوگ بہی خواب مین رنج و راحت دنیا دیکہہ رہے ہین مرنیکے بعد جب آنکہہ کہلیگی تو کچہہ نہ پائینگے ؎

جب آنکہہ نہ تہی تو دیکہتے تہے سب کچہہ		جب آنکہہ کہلی تو کچہہ نہ دیکہا ہمنے	
دنیا خواب است و زندگانی دروے		خواب ست کہ در خواب بہ بینی آنرا	

تیسری مثال

تیسری مثال دنیا کی اس اعتبار سے کہ وہ اپنی اہل و اولاد کی دشمن جانی ہے اور اونکو تباہ و برباد کرتی ہے اوس عورت کی سی ہے جو مردون کے لئے آپکو بناتی سنوارتی ہے جب کسی سے بیاہی جاتی ہے تو اوسکو دیکہ کر ڈالے یہی حال دنیا کا ہے کہ پہلے تو بہت خوب و زرم و نازک معلوم ہوتی ہے مگر آخر کو تباہ کر دیتی ہے ؎

ھی الدنیا تقول بملء فیھا		فلا یغرر کہ طول ابتسامی	
حذارہ حذارہ عن بطشی وفتکی		فقولی مضحک والفعل مبکی	
یعنے تراد نیا ہمیگوید شب و روز		کہ ہان از صحبتم پرہیز و بگریز	
مدہ خود را فریب از رنگ و بویم		کہ ہست این خندۂ من گریہ آمیز	

حکایت دنیا سامنے عیسی علیہ السلام کے ایک پوپلی بڑہیا کی شکل مین آئی ہر ایک طرح کی آرایش سے بنی ٹہنی تہی پوچہا تو نے کتنے شوہر کئے کہا مجکو گنتی نہین یاد ہے کہا وہ سب تجکو چہوڑ کر مرگئے یا تجکو طلاق دیدی کہا نہین مینے اونکو ذبح کر ڈالا فرمایا پہر تیرے رہے سہے شوہرون کی خرابی ہے کہ پہلون کا حال دیکہکر عبرت نہین پکڑتے تو ایک ایک کو مارتی جاتی ہے اور وہ تجسے نہین ڈرتے چوتہی مثال دنیا کی اس اعتبار سے کہ اوسکا ظاہر کچہہ باطن کچہہ ہے ایسی ہے جیسی ایک بڑہیا بہت عمدہ زیور و پوشاک پہن کر منہہ پر برقعہ ڈال کر لوگون کو فریب دے جب اونکو حال باطن کا معلوم ہو اور منہہ پر سے گہونگٹ اوٹہا کر دیکہین تو اوسکی پیروی کرنیسے پشیمان ہو کر اپنی کم عقلی و بیوقوفی و دہوکا کہانے پر نادم و شرمندہ ہون **حکایت** علاء بن زیاد کہتے ہین مینے خواب مین ایک بڑہیا دیکہی جسکی

کھال سکڑی تھی اور زیور ولباس مین لدی تھی لوگ گرداوسکے جمع تھے تعجب سے اوسکو دیکھہ رہے تھے مینے بھی پاس اوسکے جاکر دیکھا تو مین لوگون کے دیکھنے سے طرف اوسکے نہایت متعجب ہوا کہ یہ کیون اسکے آس پاس جمع اور اسکی طرف مائل ہین آخر مینے اوس سے کہا کہ تو کون ہے اوسنے کہا تم مجھے نہین پہچانتے مینے کہا کہ مین تو نہین جانتا کہ تو کون ہے کہا مین دنیا ہون مینے کہا اللہ تیرے شر سے بچائے اوسنے کہا اگر میرے شر سے بچا چاہتے ہو تو روپیہ پیسے کو برا جانو **حکایت** ابوبکر بن عیاش کہتے ہین مینے قبل اسکے کہ بغداد مین جاؤن دنیا کو خواب مین بصورت ایک بڑھیا پھوس بدشکل کے دیکھا کہ وہ تالیان بجا رہی ہے اور ایک خلقت پیچھے اوسکے لگی ہے اور اوسکی خواستگار ہے وہ لوگ بھی تالیان بجا لیتے اور ناچتے ہین جب وہ میرے سامنے آئی تو میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی کہ اگر مجکو موقع ملا تو مین یہی حال تیرا بھی کرونگی جو حال مینے اوسکا کیا ہے اس خواب کو کسکے ابوبکر رو پڑے ابن عباس نے کہا قیامت کو دنیا ایک بڑھیا بدصورت کریہی آنکھون والیکی شکل مین لائی جائیگی دانت آگے کو نکلے ہونگے لوگون کے سامنے کرکے پوچھا جائیگا کہ تم اسکو پہچانتے ہو وہ کہینگے نعوذ باللہ کہ ہم اسکو جانین ارشاد ہوگا کہ یہ وہی دنیا ہے جسکے لئے تو فخر و حسد و بغض و قطع رحم و مکر و غضب کیا کرتی تھی اور اوسکے پھندے مین آگئے تھے پھر اوسکو جہنم مین ڈال دینگے وہ کہیگی الٰہی میرے تابعدار اور گروہ کہان ہین حکم ہوگا کہ اونکو بھی اسیکے ساتھہ کردو **حکایت** افضیل کہتے ہین ایک آدمی اپنی روح سے آسمان پر چڑھا راہ مین اوسنے ایک عورت دیکھی ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ تھی جو اوسکے پاس سے نکلتا اوسکو زخمی کر دیتی پشت کی طرف سے دیکھو تو بہت ہی اچھی معلوم ہو آگے سے دیکھو تو بہت بری بڑھیا پھوس نیلی چندھی آنکھون کی ہے اوسنے کہا کہ اللہ مجھے تجھسے بچائے جواب دیا کہ واللہ تجکو اللہ مجھسے نہین بچائیگا جب تک کہ تو روپیہ پیسے کو برا نہ بتائیگا اوسنے کہا کہ تو کون ہے کہا مین دنیا ہون پانچوین مثال دنیا کی اس اعتبار سے کہ آدمی کا گزر دنیا پر ہوتا ہے اسکی کچھہ بھی حقیقت نہین ہے کیونکہ آدمی کے تین حال ہین اول تو وہ زمانہ جسمین پیدا نہین ہوا تھا یعنے ازل سے تا وقت ولادت دوسرا زمانہ بعد سے ابد تک جسمین دنیا کو نہ دیکھے گا تیسرا ایام حیات کا زمانہ جسکا نام دنیا ہے سو اگر اس زندگی دنیا کو ازل و ابد سے ملا کر دیکھو تو ایسی بھی نہین ہوتی ہے جیسے ایک سفر طول طویل مین تھوڑا سا مقام ہوتا ہے حدیث ابن مسعود مین آیا ہے مالی وللدنیا وانما مثلی ومثل الدنیا کمثل راکب سار فی یوم صائف رفعت لہ شجرۃ فقال تحت ظلہا ساعۃ ثم راح وترکہا رواہ الترمذی وابن ماجۃ والحاکم یعنی مجکو دنیا سے کیا کام ہے میری اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی سوار گرمی کے دن مین چلے اور اوسکو کوئی درخت ملے اوسکے سایہ کے نیچے ایک دم سو رہے پھر چلدے اور اوسکو چھوڑ جاوے سو جو کوئی دنیا کو اس نظر سے دیکھیگا اوس کو کبھی دنیا مین رغبت نہوگی اور نہ یہ دار لگا کہ دن کس طرح گزرتے ہین تنگی مین یا فراخی مین رنج مین یا راحت مین اور اینٹ پر اینٹ بھی نہ رکھیگا اسلئے حضرت نے بعض صحابہ کو لکڑی کا مکان بناتے دیکھکر فرمایا اری الامر اعجل من ھذا اونکا مکان جنوانا برا معلوم ہوا

پانچوین مثال

عیسی علیہ السلام نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے فرمایا دنیا ایک پل ہے اوسپر سے گزر جاؤ عمارت نہ بناؤ یہ مثال بہت مطابق ہے کیونکہ دنیا کی زندگی آخرت مین پہنچنے کے لئے ایک پل ہے جسکا ایک ستون مبدء ہے اور دوسرا ستون معاد ہے اور دونون کے درمیان مسافت محدود ہے بعض نے اس پل کو نصف قطع کیا ہے اور بعض نے تہائی اور بعض نے دو تہائی اور بعض کو ایک ہی قدم طے کرنا باقی ہے مگر اوسکو معلوم نہین ہے بہرحال اوسپر سے گزرنا تو ضرور ہی ہے اور پل پر عمارت بنانا اور اوسکو زینت سے آراستہ کرنا اور پھر چھوڑ کر چلے جانا نہایت جہل و ذلت ہے ؎

ہر کس کہ دمے مہمان نیک نیست	از بہر اقامت اندرو خانہ نساخت
این کہنہ رباط را عمارت چکنی	آخر چو بہ گیرش بباید پرداخت

چھٹی مثال

چھٹی مثال دنیا کی اس اعتبار سے کہ دنیا مین خوض کرنا بہت آسان و نرم معلوم ہوتا ہے اسلئے دنیا دار جانتا ہے کہ اوس سے سلامت نکلنا بھی ایسا ہی آسان و مزہ دار ہوگا حالانکہ یہ بات نہین ہے بلکہ اسکے اندر پھنس جانا بہت ہی سہل ہے اور سلامت نکلنا نہایت مشکل ہے کہ علی مرتضی نے سلمان فارسی کو لکھا تھا کہ دنیا بمنزلہ اژدہا سانپ کے ہے ظاہر مین اوسکو ہاتھ لگانا تو نرم و چکنا معلوم ہوتا ہے مگر اوسکا زہر آدمی کو مار ڈالتا ہے سو تمکو جو چیز اوسمین سے اچھی معلوم ہو اوس کی طرف سے منہ پھیر لو کہ وہ تمہارے ساتھ بہت کم رہیگی اور چونکہ تمکو اوسکے ذائق کا یقین ہے اسلئے اوسکے تردد کو بھی برطرف کر دو اور اوسکی سب سے بڑی حالت خوشی کی سب سے زیادہ خوف کا مقام ہے کیونکہ دنیا مین جب کسی کو خوشی پہنچتی ہے اوسکے بعد ویسا ہی رنج بھی پہنچا کرتا ہے والسلام غرضکہ ؎

از دہر چہ یافتہ دوائی نتوان یافت	در گردش ایام صفائی نتوان یافت
زخم دل خود ز ہیچ جا گر سوختگان	سازندہ تر از صبر دوائی نتوان یافت

ساتوین مثال

ساتوین مثال دنیا کی اس اعتبار سے کہ دنیا مین پھنسکر اوسکی آفات سے سلامت رہنا مشکل ہے یہ ہے کہ حدیث النسمین فرمایا ہے دنیا دار کی مثل ایسی ہے جیسے پانی مین چلنے والا تو کہین ہو سکتا ہے کہ پانی مین چلے اور اوسکے پاؤن بھیگین (رواہ البیہقی فی الشعب غرضکہ جسطرح پانی مین چلنے سے قدم ضرور ہی تر ہوتے ہین اسی طرح دنیا کے اختلاط سے بھی دل مین ایک علاقہ و ظلمت پیدا ہوتی ہے بلکہ عبادت کا مزہ جاتا رہتا ہے عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے مین سچ کہتا ہون جیسے بیمار آدمی شدت درد مین کھانیکا مزہ نہین پاتا اسی طرح جسکو دنیا کا روگ لگ جاتا ہے وہ عبادت کی حلاوت نہین اوٹھاتا آٹھوین مثال دنیا کی اس اعتبار سے کہ دنیا کا ایک علاقہ دوسرے تعلق کا باعث ہوا کرتا ہے اور مرتے دم تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے یہ ہے کہ حضرت عیسی نے فرمایا ہے طالب دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پیاس کے لئے کھاری پانی پیئے کہ جتنا زیادہ پیئے گا اوتنی ہی پیاس بڑھیگی یہانتک کہ آخر کو مر جائیگا نوین مثال دنیا کی اس اعتبار سے کہ آغاز دنیا کا اچھا معلوم ہوتا ہے اور انجام پلید ہے یہ ہے کہ شہوات دنیا کے دل مین ایسی اچھے معلوم ہوتے ہین

نویں مثال

جیسے شہوات غذا کی معدہ مین لیکن مرتے وقت وہ شہوات دنیا کے آدمی کے دل کو ویسے ہی مکروہ و بدبودار معلوم ہوتے ہین جیسے کہ غذا معدہ مین جاکر اپنے کمال کو پہنچتی ہے کیونکہ غذا جتنی مزہ دار و زیادہ لذیذ و چکنی یا میٹھی ہوگی اوتنی ہی اوسمین بدبو کثافت زیادہ ہوگی اسی طرح شہوات دل مین سے جونسی شہوت قوی تر و لذیذ تر ہوگی اوسکی کراہت و بدبو و بدمزگی وقت مرنیکے اوتنی ہی زیادہ ہوگی حدیث ابی بن کعب مین فرمایا ہے ان الدنیا ضربت مثلا لابن ادم فانظر ما یخرج من ابن آدم وان قرحه وملحه الی یوم یصیر رواه الطبرانی وابن حبان بالفاظ مختلفه یعنی دنیا واسطے آدمی کے ایک ضرب المثل ہے دیکھو جو آدمی مین سے نکلتا ہے اگرچہ اوسمین مصالح و نمک ڈالا ہو انجام مین کیا ہوتا ہے حسن رح نے کہا ہے مین دیکھتا ہون کہ اول غذا مین خوب مصالحہ و خوشبو ڈالتے ہین پھر اوسکو کمان پہنچ آتے ہین قال تعالی فلینظر الانسان الی طعامه ابن عباس نے کہا مراد اس سے وہ موت ہے جو انجام غذا ہوتی ہے بشر بن کعب کہتے لوگو چلو تمکو دنیا دکھاؤن پھر اونکو کسی ایک گھورے پر لیجاکر کہتے کہ یہ اونکے میوے و مرغ و شہد و گھی ہے دسویں مثال دنیا کی بہ نسبت آخرت کے یہ ہے جو حدیث مستورد بن شداد مین آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا کی مقدار آخرت مین ایسی ہے جیسے کوئی سمندر مین انگلی ڈالکر دیکھے کہ انگلی پر کس قدر پانی آیا یعنی آخرت کے سامنے دنیا ہیچ ہے رواہ مسلم گیارہوین مثال دنیا کی اس اعتبار سے کہ دنیا دار اوسکی لذتون مین پھنسکر آخرت سے غافل رہتا ہے پھر بڑی بڑی حسرتین اوٹھاتا ہے یہ ہے کہ جیسے کچھ لوگ ایک ناؤ مین سوار ہون اور ایک جزیرہ مین پہنچکر ملاح اونکو اجازت دے کہ جسکو قضاء حاجت کرنا ہو وہ یہان اوتر جائے مگر یہ مقام خوفناک ہے یہان سے جلد فارغ ہوکر واپس آجائے ورنہ ناؤ کھل جائیگی یہ لوگ کشتی سے اوتر پڑے اور اطراف جزیرہ مین پھیل گئے کسیسے ناخدا کا کہنا مانا قضاء حاجت کرتے ہی طرف ناؤ کے آگئے اور کشتی کو خالی پاکر خوب فراغت کی جگہ اور آسایش کا مکان جسکو دلسوا دے لیا اور کسیسے جزیرہ مین ٹہیر کر اوسکے بیابانون اور شگوفون اور غنچون اور چمنون اور بلبلون کے نغمات دلآویز و چہچہون کے چہچہے مسرت انگیز اور جواہر قلبون اور معادن گوناگون اور نقشہای عجیب و شکلہای غریب دیکھکر ایسے مگن ہوئے کہ کمبخت کشتی نہ ملے سیر کرتے ہی جلد پہنچ آئے انکو کہ پہلے لوگون کا سا مکان فراخ ہاتھ نہ آیا لیکن تب بھی اچھی طرح بیٹھ گئے اور بعض لوگ ان اشیاء کو دیکھکر لٹو ہو گئے اور صدف و جواہر و میوہ و گل و بلبل کی خوبی اونکے دل مین ایسی کبھی کہ اونکے چھوڑنے کو دل نہ چاہا اونمین سے کچھ ساتھ لے لیا کشتی مین آئے یہان اتنی گنجایش بھی نہ تھی کہ خود اچھی طرح بیٹھ سکین بوجھ کے رکھنے کا تو کیا ذکر ہے ناچار اوس بار کو اپنے سر پر لادکر کشتی مین بیٹھ گئے مگر اپنی اس حرکت سے پشیمان تھے کہ ناحق اس بوجھ کو اوٹھایا اور مفت مین ایک رد سر و بال خرید کیا اور کچھ لوگ جنگلون مین گھس کر کشتی کو بالکل بھول گئے اتنی سیر کی کہ ناخدا کی آواز بھی نہ سنی معذا خوف درندون کا دل مین تھا اور

یہ بھی سمجھتے تھے کہ اس نشیب و فراز مین لغزش بھی ہوگی اور مصیبت اوٹھانی پڑیگی پاؤن اور کپڑون مین کانٹے بھی چبھینگے ٹہنیون سے بدن پھٹے گا آواز مولناک سے کلیجہ کانپے گا جھاڑون سے کپڑے پھٹکر ننگے رہجائینگے پھر اگر واپس ہونا چاہین گے تو بن نہ آئیگا اس اثنا مین آوازنا ؤ والون کی سنکر بوجھ کے گٹھے سر پر لئے ہوئے جو کنارہ پر پہنچے تو دیکھا جگہ جگہ پانی کنارے ہی پر بھر کے پیاسے مرگئے اور بعض کو ناؤ والون کی آواز بھی سنائی نہ دی اور کشتی بھی چلدی تو انکا حال یہ ہوا کہ کچھہ تو درندون کی خوراک ہوگئے اور کچھہ حیران و پریشان بھٹک بھٹک کر مرگئے کوئی دلدل مین جاگرا کسیکو سانپ بچھو کھاگئے غرضکہ سب کے سب اسی طرح خوار و زار و مردار ہوگئے اب جو لوگ کہ ناؤ مین بوجھ سمیت سوار ہوئے تھے اونکو اون چیزون کی حفاظت کی فکر ہوئی مکان تو پہلے ہی سے تنگ تھا کچھہ دیر کے بعد بھوک مرجھاگئے اور تپ دق کا رنگ روپ بدل گیا میوے بگڑ کر سڑگئے بدبو آنے لگی پہلے تو فقط سامان کھنے ہی کی وقت تھی اب بدبو سے ایذا ہونے لگی تب کوئی علاج نہ سوجھا بجز اسکے کہ اوس بوجھہ کو دریا مین ڈالدیا مگر اوس کی بدبو خوراک سے یہ تاثیر ہوئی کہ گھر پہنچنے تک بیمار پڑگئے بہت دنون تک ہینگ ہگا کئے اتنے پہلے جو ناؤ مین آبیٹھے تھے اونکو گویٹھنے مین پوری آسایش نہ ملی لیکن وطن مین پہنچکر صحیح و سالم رہے کچھہ دکھہ درد روگ بیماری نہوئی اور جو لوگ سب سے پہلے چلے آئے تھے وہ کشتی مین بھی چین سے رہے اور وطن مین بھی راحت و آرام سے پہنچے یہی حال دنیا کا بھی ہے تامل کرنیسے تفاوت مراتب اہل دنیا کا ظاہر ہوجاتا ہے ۵

فحی علی جنات عدن فانها		منازلك الاولی وفیها المخیم	
ولکنا سبی العدو فهل تری		نعود الی اوطاننا ونسلم	

بارھوین مثال دنیا کی اس اعتبار سے کہ لوگ اوسکے فریب مین آجاتے ہین اور باوجود اللہ کے ڈرانیکے اللہ کی بات پر ایمان ضعیف رکھتے ہین یہ ہے جو حدیث ابن عباس مین رفعاً آئی ہے احمد و طبرانی و بزار نے اوسکو روایت کیا ہے مختصراً اور ابن ابی الدنیا نے حسن سے مرسلاً کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہؓ سے کہا میری اور تمہاری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی قوم کے لوگ ایک جنگل پرغبار گرد خیز مین چلین چلتے چلتے یہ نوبت آئے کہ خیر بھی نرہے کہ جتنی راہ چل چکے ہین وہ زیادہ تھی یا جو باقی رہگئی ہے وہ زیادہ ہے پھر اونکا کھانا پینا تمام ہوجائے وہ اوسی جنگل مین مکر کھول کر بے زاد و راحلہ پڑرہین اور زندگی سے ہاتھہ دھو بیٹھین اتنے مین دور سے ایک آدمی کی صورت دیکھین کہ کپڑے پہنے چلا آتا ہے اور اوسکے کپڑون سے پانی ٹپک رہا ہے گمان کرین کہ یہ شخص کسی زرخیز زمین سے چلا آتا ہے وہ جگہ یہان سے قریب معلوم ہوتی ہے جب وہ پاس آکر انسے پوچھے کہ تمہارا کیا حال ہے یہ کہین کہ جو حال ہے وہ عیان ہے وہ کہے بھلا اگر مین تمکو پانی و باغ بتاؤن تو تم کیا کرو یہ کہین کہ ہم کسی امر مین تیری اطاعت نچھوڑینگے وہ کہے کہ اگر سچ کہتے ہو تو اس عہد کو پورا کرو انہون نے قسم کھاکر عہد پورا کیا کہ ہم ہرگز کسی بات مین تیری نافرمانی نکرینگے

چنانچہ بعد اس عہد کے اوسنے انکو پانی اور ایک ہرا بھرا باغ حسب وعدہ خود بتادیا اور چند روز خود اونمین رہا پھر اونسے کہا کہ بھائیو سنتے ہو کہا کہو کہا کہا اب بیان سے چلدو پوچھا کہان جائین کہا ایسے چشمہ و باغ مین جو اس سے کہین زیادہ اعلیٰ رہے اسکو سنکر بعض نے تو یہ کہا کہ خدا خدا کرکے تو ہمکو یہ جگہ ایک نعمت غیر مترقبہ ملی ہے اب ہم اس سے بہتر کو لیکیا کرینگے اور تھوڑے سے لوگون نے یہ کہا کہ تو اسکے ساتھہ عہد کر چکے ہو کہ کسی بات مین نافرمانی نکرینگے پہلے جو کچھہ اس شخص نے کہا تھا ویسا ہی ہوا اب بھی اسکا قول بیشک درست ہے اور اسی خیال پر اوسکے ساتھہ ہولئے باقی لوگ وہین پڑے رہے صبح کو دشمن نے تاخت کرکے بعض کو قتل کیا اور بعض کو اسیر کرلیا مراد اوس شخص سے اس حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جو امت کو طرف آخرت کے بلاتے ہین سو جسنے آخرت کو دنیا سے بہتر جانا وہ تو اونکا متبع ہوکر صحیح سلامت رہا ورنہ دام شیطان مین پھنسکر خسر الدنیا والآخرہ ہوگیا یہ ہوئین مثال دنیا کی اس اعتبار سے کہ لوگ اول اول دنیا مین فرسے اوڑاتے ہین پھر آخر کو اوسکی جدائی سے رنج اوٹھاتے ہین یہ ہے جیسے کوئی شخص مکان بنائے اور اوسکو خوب آراستہ کرے پھر ایک ایک قوم کو الگ الگ اپنے یہان بلاکر دعوت کرے پھر جب ایک قوم گھر مین آجائے تو اوسکے سامنے ایک سونیکے عطردان مین عطر و غیرہ رکھدے تاکہ وہ جماعت اوسکو سونگھہ کر اور دن کے لئے چھوڑ جائے اوسنے بسبب ناواقفیت کے رسم سے یہ خیال کیا کہ یہ عطر برتن سمیت مجھکو ملا ہے اس وجہ سے دل کو اوسپر خوب لگایا صاحب خانہ نے وہ برتن واپس لے لیا تو بسبب تعلق خاطر کے کمال رنج لاحق ہوا اور جسکو دستور معلوم تھا اوسنے خوشبو بھی سونگھی اور مالک کا شکریہ ادا کیا اور خوشی سے وہ برتن پھیر دیا انتہی حافظ ابن القیم نے عدۃ الصابرین مین لکھا ہے

قد مثلت الدنیا بسماء والعیش فیھا بالحلم والموت بالیقظۃ ومثلت بمزرعۃ والعمل فیھا البذر والحصاد یوم المعاد ومثلت بدار لھا بابان باب یدخل منہ الناس وباب یخرجون منہ ومثلت بعجبۃ ناعمۃ الملمس حسنۃ اللون وضربتھا الموت ومثلت بطعام مسموم لذیذ الطعم طیب الرائحۃ من تناول منہ قدر حاجتہ کان فیہ شفاءہ ومن زاد علی حاجتہ کان فیہ حتفہ ومثلت بالطعام فی المعدۃ اذا اخذت الاعضاء منہ حاجتھا فحبسہ قاتل او موذ والاراحۃ لصاحبہ الا فی خروجہ کما اشار الیہ النبی صلعم فی اکلۃ الخضر ومثلت بامرأۃ من اقبح النساء قد انتقبت علی عینین فتنت بھما الناس وھی تدعو الناس الی منزلھا فاذا اجابوھا کشفت لھم عن منظرھا ودعتھم لمساکنتھا وذبحتھم بسکاکینھا والقتھم فی الحفر وقد سلطت علی عشاقھا تفعل بھم ذلک قدیما وحدیثا والعجب ان عشاقھا یرون اخوانھم صرعی قد حلت بھم الآفات وھم یتنافسون فی مصارعھم کما قال تعالیٰ وسکنتم فی مساکن الذین ظلموا انفسھم وتبین لکم کیف فعلنا بھم وضربنا لکم الامثال ویکفی فی تمثیلھا ما مثلھا اللہ بہ فی کتابہ وھو المثل المنطبق علیھا واذا کان ھذا

شافعا فالتقل منها والزهد فیها خیر من لاستکثار منها والرغبة فیها انتہی ان سب اشارکی تفصیل گزر چکی
اسکے بعد لکھا ہے کہ اہل علم نے کہا ہے کہ وقد انقسم الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اربعة اقسام قسم لم یرید والدنیا ولم ترد ھم کالصدیق رضی اللہ عنہ ومن سلك سبیله وقسم
اراد تھم الدنیا ولم یرید وھا کعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ومن سلك سبیله وقسم اراد والدنیا
واراد تھم الدنیا کخلفاء بنی امیة ومن سلك سبیلھم حاشا عمر بن عبد العزیز فانھا اراد ته ولم
یرد ھا وقسم اراد وھا وھی لم ترد ھم لکن افقر اللہ تعالی منھا یده واسکنھا فی قلبه وامتحنه
بجمعھا ولا یخفی ان خیر الاقسام القسم الاول والثانی انما فضل لانه لم یرد ھا فالتحق بالاول
انتہی بلفظه **ف** فقط دنیا کا برا جان لینا کافی نہین ہوتا ہے جب تک کہ یہ نجانے کہ قابل نہ ست کے کونسی
دنیا ہے اور کس دنیا سے بچنا لازم ہے کیونکہ دشمن خدا اور اہن معرفت یہی ہین سو دنیا و آخرت دو حالتین ہین دل
کی جو حال موت سے پہلے ہے اوسکو دنیا کہتے ہین اور جو حال بعد موت کے ہے اوسکو آخرت بولتے ہین اس سے
معلوم ہوا کہ جو چیزین ایسی ہین کہ اونکی خواہش ولذت اور انسے غرض وتعلق موت سے پہلے رہتا ہے وہ داخل ہین
دنیا مین اور اسکی تین قسمین ہین ایک وہ اشیا جو آخرت مین ساتھ رہین اور اونکا ثمرہ بعد موت کے معلوم ہو وہ چیزین
ہین علم وعمل مراد علم سے وہ علم ہے جس سے اللہ کی ذات وصفات وافعال وملائکہ وکتب ورسل وملکوت آسمان وزمین
کی معرفت اور شریعت اسلام حاصل ہو مراد عمل سے وہ عبادت خالص خاص واسطے خدا کے ہے کہ جسمین ریا نحو شرک
خفی یا جلی کا نہ لگے عالم آدمی کبھی علم سے ایسا مانوس ہوتا ہے کہ سب چیزون سے زیادہ لذت اسی علم مین پاتا ہے یہانتک
کہ خواب وخورد وملاقات زن وفرزند کو اس غلبہ شوق مین چھوڑ دیتا ہے اور یہ لذت اوسکو مرنے سے پہلے ہی ہوتی
ہے معذا ہم اسکو دنیای مذموم مین نہین گنتے بلکہ اسکو زری دنیا ہی مین شمار کرنا نہ چاہیے آخرت ہی مین تصور کرنا
چاہیے اسی طرح کبھی عابد کیسی حلاوت عبادت اور لذت مناجات مین پاتا ہے کہ اگر فرضًا اوسکو روک دیجائے
تو وہ سخت عذاب مین مبتلا ہو لہذا حدیث مین آیا ہے حبب الی من دنیاکم النساء والطیب وقرة عینی فی الصلوٰة
دوسری قسم وہ لذات وحظوظ ہین جنسے فقط زندگی مین فائدہ ہو اور آخرت مین کچھ بکار آمد نہون جیسے گانا ہون سے
مزہ اوٹھانا مباحات سے زائد از ضرورت فائدہ لینا جسکو فاہیت در عونت کہتے ہین جیسے ڈھیر چاندی سونے
کی گھوڑے اور چوپائے وزراعت ولونڈی غلام واونچے گھر اور عمدہ لباس اور اچھی غذا سے تمتع ہونا ان سب کا حظ
مرنے سے پہلے ہی تک ہے اسلئے یہ داخل ہین دنیا مذموم مین پھر اسمین کلام دراز ہے کہ انمین سے کسکو مقبول تصور کرین اور
کسکو داخل حاجت سمجھین تیسری قسم لذات کی وہ ہے کہ ان دونون اقسام مین متوسط ہو جیسے غذا بقدر قوت اور موٹا جھوٹا
کپڑا اور ٹوٹا پھوٹا جھونپڑا اسی طرح کی اور ضروری چیزین جنسے کہ آدمی علم وعمل کو پہنچ جائے تو اس طرح کی لذات دنیا

مین نہین گنے جاتے ہین بلکہ اس وجہ سے کہ یہ معین آخرت و وسیلۂ نعمت یعنی ہیں داخل قسم اول ہوتے ہین جو کوئی انکو بقصد استعانت حاصل کریگا وہ دنیا دار نہ ٹہریگا اور اگر بری لذت دنیا مقصود ہوگی تو داخل قسم ثانی ہوگا اور معدود ہوگا اشیاء دنیا مین آدمی کے ساتھ بعد موت کے تین چیزین ہتی ہین ایک طہارت دل کی میل الی الدنیا سے دوسرے دوام الفت ذکر اللہ سے تیسرے محبت ساتھ اللہ عزوجل کے سوا تین طہارت دل کی بدون ترک شہوات دنیا کے حاصل نہین ہوتی ہے اور الفت بغیر کثرت و ملازمت ذکر کے میسر نہین آتی اور محبت بے معرفت کے ساتھ نہین آتی اور یہ معرفت بغیر فکر کے حاصل نہین ہوسکتی ہے یہ تینون امر بعد موت کے موجب نجات و سعادت ہوتے ہین آدمی موت سے پہلے نیست و نابود نہین ہوجاتا ہے بلکہ دنیا کی محبوب چیزین اوس سے چھٹ جاتی ہین اور اللہ کے سامنے حاضر ہونا پڑتا ہے اسلئے سالک طریق آخرت وہی شخص ٹہیرتا ہے جو ان تینون صفات پر متصف و متقیم ہو اور ساری لذات دنیا کو مکروہ رکھے اوسکا دل بالکل بقدر ضرورت ایسا شخص دنیا دار نہ کہلائیگا بلکہ دنیا اوسکے حق مین مزرعۂ آخرت ہوگی ہان اگر ان چیزونکو فقط واسطے حظ نفس کے پیدا کریگا تو دنیا والون مین گنا جائیگا اور دنیا مین راغب اور اوسکا طالب ٹہریگا سو یہ غیبت بھی دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ جس سے راغب مستحق عذاب آخرت کا ہوا وسکو حرام کہتے ہین دوسرے وہ کہ اوسکو درجۂ اعلیٰ تک نہ پہنچنے دے اور طول حساب مین پھنسالے اوسکو جلال کہتے ہین عاقل سمجھتا ہے کہ میدان قیامت مین حساب کے لئے ٹہیرنا ایک عذاب ہے جسکو حساب مین الجھنا یگیا اوسکو کیسی آکلیف ہوگی حدیث عائشہ مین فرمایا ہے من نوقش فی الحساب عذب رواہ الشیخان اور مروی ہے کہ جلالہا حساب وحرامہا عذاب یہ بھی آیا ہے حلالہا عذاب الا ان یعفو احقر من الحرام بلکہ اگر فرض یہ حساب بھی نہو تو فقط بسبب ان حظوظ و لذات فانی کے رتبہ اعلیٰ باقی سے محروم رہنا اور دل پر حسرات کا گزرنا کیا عذاب نہین ہے غرضکہ جو شخص دنیا مین جس کسی چیز سے لذت گیر ہوتا ہے گو آواز خوش طائر کی ہو یا سیر چمن یا آب سرد تشنگی تو اوسکا حصہ آخرت مین بہت کم ہوجاتا ہے حضرت نے ٹہنڈے پانی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا ھذا من النعیم الذی یسأل عنہ اور عمر فاروق کے سامنے آب سرد مین شہد ملا کر لائے تھے تو پیا کہا اعزلوا عنی حسابہا یعنی تخت اسکا حساب الگ کہو حاصل یہ ہوا کہ دنیا کا قلیل کثیر حرام حلال سب ملعون ہے مگر اوتنا جو اللہ سے ڈرنے پر معین ہو کیونکہ وہ مقصد داخل دنیا نہین ہے اور جس کسی شخص کی جتنی معرفت قوی ہوگی وہ اوتنا ہی لذات دنیا سے متنفر رہیگا غرضکہ بات یہ تہری کہ جو چیز واسطے اللہ کے مخصوص نہین ہے وہ دنیا ہے اور جو چیز اوس ذات پاک کے ساتھ مخصوص ہے وہ دنیا نہین ہے رہی یہ بات کہ وہ کون چیز ہے جو خاص اللہ کے لئے ہے سو اشیاء تین قسم کے ہین ایک وہ جنکا ہونا واسطے اللہ کے متصور ہی نہین ہے جیسے معاصی و محظورات و انواع تعلقات مباحہ سو یہ محض دنیای ہی ہے دوسری وہ چیز ہے کہ صورۃً اللہ کے لئے ہے اور واسطے غیر اللہ کے بھی ہوسکتی ہے یہ تین چیزین ہین فکر و ذکر کف عن الشہوات جب یہ تینون چیزین مرتکبی جائینگی اور سوا محرمات اور لوازم فرض کے کوئی واجبات و نکانفل نہوگا تو یہ اللہ کے لئے

لیے ہے اور دنیا میں داخل ہونے کا دروازہ فکر ہے طلب علم ہے واسطے تشرف وطلب قبول کے درمیان خلق کے باظہار معرفت یا غرض تمتع شہوات سے حفظ مال واتفاق کرنا صحت بدن کا یا مشہور ہونا ساتھ زہد کے ہوگا تو یہ معنی دنیا ہوئی اگرچہ صورۃً اللہ کے لئے گمان کیجائے تیسری وہ چیز ہے کہ صورۃً حظ نفس ہے اور معنیً اللہ کے لئے ہے جیسے کھانا اور نکاح وغیرہما کہ اگر مقصود اسے حظ نفس ہے تو دنیا ہے اور اگر مقصود استعانت علی التقوی ہے تو اللہ کے لئے ہے معنیً اگرچہ صورۃً دنیا ہے غرضکہ دنیا عبارت ہے حظ نفس عاجل سے جسکی طرف کوئی حاجت امر آخرت کی نہیں ہے اسی کو ہوی بھی کہتے ہیں اللہ نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے ونہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی المأوی اور مجامع ہوی پانچ چیزیں ہیں جو اس آیت میں مذکور ہیں اعلموا انما الحیاۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد یعنی دنیا کا جیناکیا ہے کھیل تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنا آپس میں اور کثرت مال واولاد کی اور وہ چیزیں جنسے یہ پانچوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں سات ہیں انکا ذکر اس آیت میں فرمایا ہے زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذلک متاع الحیاۃ الدنیا ان اشیاء سے زائد حاجت لینا تنعم میں داخل ہے جو اسکے لئے نہیں ہے اور ان دونوں کے بیچ میں ایک درجہ ہے جسکو حاجت کہتے ہیں اوسکے بھی دو طرفین ہیں ایک طرف وہ ہے جو حد ضرورت کے لگ بھگ ہو اوس سے کچھ ضرر نہیں ہوتا کیونکہ کفایت حد ضرورت پر ممکن نہیں ہے اسلئے جتنا اوسکے قریب پہنچ سکے اوتنا ہی مفید ہے دوسری طرف وہ ہے کہ تنعم کے قریب ہو اوس سے بچنا چاہیئے اون دونوں طرفوں کے درمیان میں ایک درجہ ہے اوسکا نام حاجت ہے اوس حاجت کے دو کنارہ ہیں اور ایک وسط ایک کنارہ وہ ہے جو قریب قریب حد ضرورت کے ہے وہ کسی طرح مضر نہیں ہے دوسرا کنارہ برابر مرتبہ تنعم کے ہے اور اوس سے قریب ہے اوس کنارہ سے کنارہ کرنا بہتر ہے ہوشیاری یہ ہے کہ حذر وتقوی و تقرب کرے حد ضرورت سے جہانتک بن سکے کیونکہ اسمیں اقتدا ہے انبیاء اولیاء کی یہ لوگ ہمیشہ آپکو مائل بطرف حد ضرورت کے رکھتے تھے ف دنیا اون چیزوں کا نام ہے جنسے آدمی کو حظ ہوتا ہے وہ تین قسم ہیں معادن ونبات وحیوان نبات کو آدمی اس غرض سے لیتا ہے کہ اوس سے دوا وغذا کرے معادن کو اسلئے لیتا ہے کہ اونسے آلات وظروف بنائے جیسے تانبا یا چاندی سونا حیوان دو طرح کے ہیں انسان وبہائم بہائم کو گوشت کے لئے اور لادنے کے واسطے اور زینت کے لئے رکھتے ہیں اور انسان سے کبھی یہ مطلب ہوتا ہے کہ اوس سے خدمت لیں جیسے لونڈی غلام یا صحبت کریں جیسے عورتیں اور کنیزیں یا دوستوں کو اپنی طرف پھیرنے اسکو جاہ کہتے ہیں سو ان سب چیزوں کا نام دنیا ہے انہیں کو اللہ نے ایک آیت میں جمع کر دیا ہے زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین یہ چیزیں انسانوں کی ہیں والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ یہ معادن ہیں اسمیں جواہر وغیرہ سب داخل ہیں والخیل المسومۃ والانعام یہ بہائم ہیں والحرث یہ نبات وزراعت ہے سات چیزیں روی زمین کی تو

یہی ہین اُنکا علاقہ بندہ کے ساتھہ دو طرح ہوتا ہے ایک علاقہ دل سے یعنی اُنکی محبت و حفاظت مین ایسا مصروف رہنا کہ گویا دنیا کا بندہ ہے اسی علاقہ مین سارے صفات دل کے جو متعلق بہ دنیا ہین داخل ہین جیسے کبر و کینہ حسد و ریا شہرت سوءظن مداہنت حُبّ ثناجاہ تکاثر و تفاخر وھذہ ھی الدنیا الباطنۃ واما الظاھرۃ فھی الاعیان التی ذکرناھا دوسرا علاقہ بدن سے کہ بدن اون چیزون کی درستی مین مشغول رہے اور وہ قابل اپنے اور غیر کے خطا دکھا کے ہون اس علاقہ مین سارے پیشے اور حرفے داخل ہین جنمین لوگ غرقاب رہتے ہین انہین دونون علاقہ قلبی و قالبی کی وجہ سے خلق کو نہ اپنے نفس کی خبر ہے نہ آغاز و انجام پر آگاہی قلب کا علاقہ حُبّ سے ہوا اور قالب کا علاقہ شغل سے اگر آدمی اپنے نفس کو اور اپنے رب کو اور دنیا کی حکمت و اسرار کو پہچانتا تو معلوم کرلیتا کہ یہ سب اشیا جنکو ہمنے ظاہر دنیا کہا ہے اسلئے بنائی گئی ہین کہ جس سواری پر پاس خدا کے جانا مقصود ہے اوسکا گھاس دانہ اسلئے ہو جاتے ہین اور اوسکی سے بدن انسان ہے کہ وہ بدن بے کھانے پینے پہنے گدہ مین رہنے کے باقی نہین رہتا ہے اسلئے ہوشیار آدمی بدن کی خدمت ضروری کرتا ہے جیسے کوئی پاخانہ مین وقت حاجت کے جا بیٹھتا ہے سو جیسے قضاء حاجت ضروری ہے ایسی ہی شکم سیری مین بھی قدر ضرورت پر اکتفا کرے اکثر مشغول کرنیوالا اللہ سے یہی پیٹ ہے اسلئے کہ غذا سب مین زیادہ ضروری ہے مسکن و لباس تو سہل ہے ۵

این شکم سے ہست پیچ پیچ	صد ہزارش حیلہ و تدبیر ہیچ

باب ساتوان مذمت مین بخل و حُبّ مال کے

دنیا کے فتنے شاخ در شاخ اور نہایت وسیع و فراخ ہین لیکن سب مین بڑا فتنہ دنیا کا مال ہے اسی مین رنج و محنت بھی زیادہ ہے اگر نہ ہو تو محتاجی کفر کو پہنچاتی ہے اور اگر ہو تو باعث سرکشی ہوتا ہے ۵

اگر دنیا نباشد در دمندم	وگر باشد بمہرش پای بندم

فوائد مال کے داخل منجیات ہین اور عوارض مال کے داخل مہلکات اور مال مین یہ پہچان لینا کہ کونسا مال اچھا ہے اور کونسا بُرا ایسا مشکل امر ہے کہ سوا راسخین علماء و اصحاب دین کے اکثر لوگون کو معلوم نہین ہوتا فقر و غنا دونون ایسے وصف ہین کہ انسے آدمی کا امتحان ہوا کرتا ہے پھر مفلس کے دو حال ہین قناعت و حرص ایک انمین اچھا حال ہے دوسرا بُرا پھر حریص کے دو حال ہین ایک طمع کرنا دوسرون کے مال مین یا مال غیر سے دست بردار ہو کر حرفہ کرنا انمین طمع مال غیر بُری چیز ہے پھر تونگر کے دو حال ہین ایک بخل و امساک دوسرے انفاق و بذل انمین ایک حالت اچھی اور دوسری بُری ہے پھر انفاق کے دو حال ہین ایک اسراف دوسرے سیاندروی پہلا حال بُرا ہے اور دوسرا حال اچھا ف قال تعالی یا ایہا الذین آمنوا لا تلہکم اموالکم ولا اولادکم عن

ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخاسرون اسمین مذمت سے مال کی اور برائی ہے اوسکی محبت کی **وقال تعالٰی** انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر عظیم **وقال تعالٰی** من کان یرید الحیاۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم وھم فیھا لا یبخسون **وقال تعالٰی** ان الانسان لیطغی ان رآہ استغنی یعنی آدمی سرچڑھتا ہے اس سے کہ دیکھے آپکو محفوظ اور فرمایا الھاکم التکاثر حتی زرتم المقابر حدیث مسلم میں فرمایا ہے ابن آدم کہتا ہے مال میرا تیرا مال وہی ہے جو کھا کر فنا کیا اور پہن کر پرانا کیا اور صدقہ مین دیدیا کتب حدیث مذمت مال سے مملو ہین **حکایت** ایک شخص نے ابو الدرداء کے ساتھ کچھ برائی کی تھی انہون نے کہا امی اللہ جس نے مجھسے برائی کی ہے تو اوسکو تندرست رکھ اور اوسکی عمر زیادہ کر اور اوسکو بہت سا مال دے یہ درحقیقت بددعا تھی اس لئے کہ ؎

باد نوشین وہشیار انشستہ بہ سلامت	گر بدولت رسی مہلت ندہی مردی

امرا اور رؤسا کے دربار مین چوبدار صدای عمر و دولت زیادہ بلند کیا کرتے ہین یہی وجہ ہے کہ انھین اکثر کا خاتمہ بالخیر نہین ہوتا طول عمر عمر اور کثرت مال کی نشان سوء عاقبت ہے **حکایت** علی مرتضٰی نے ایک دم ہتیلی پہ لکھکر کہا تو ایسی چیز ہے کہ جب تک تو میرے پاس ہے دور رہونگی مجکو کچھ نفع نہ دیگی حسن رحمہ نے کہا جسکو روپیہ عزت دیتا ہے اللہ اوسکو ذلیل کر دیتا ہے اول اول جب روپیہ اشرفی طیار ہوا ابلیس نے اوٹھاکر اپنے ماتھے پر لگا کر بوسہ دیا اور کہا جو تجھسے محبت کریگا وہ تحقیق مین میرا غلام ہوگا سمیط بن عجلان نے کہا روپیہ اشرفی منافقون کی گانٹھ ہے یحیی بن معاذ نے کہا روپیہ ایک بچھو ہے جسکو اور کا منتر نہ آتا ہو وہ اوسکو نہ چھیڑے ورنہ ڈنک مارکر ہلاک ہوجائیگا لوگون نے کہا منتر کیا ہے کہا وجہ حلال سے حاصل کرکے حق پر صرف کرنا **ف** مال کی جسطرح برائی آئی ہے اوسی طرح ثنا بھی آئی ہے **قال تعالٰی** ان ترک خیرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نعم المال الصالح للرجل الصالح **وقال تعالٰی** یمددکم باموال وبنین تطبیق مدح وذم مال مین یون ہے کہ اگر مقصد اچھا ہے تو مال بھی اچھا ہے اور اگر مقصد برا ہے تو مال بھی برا ہے غرضکہ قدر کفایت سے زیادہ مال لینے مین بڑے خوف کا مقام ہے اسی لئے انبیاء نے اوسکے شر سے پناہ مانگی ہے حضرت نے فرمایا ہے اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام کہا ہے کہ مراد اصنام سے اکثر جگہ چاندی سونا ہے ؎

زر پرستی میکند دل را سیاہ	آخر این صفر السود امیکشد

حضرت نے فرمایا ہے تعس عبد الدینار وعبد الدرھم جو عابد غیر اللہ کا ہے وہ درحقیقت بت پرست ہے کیونکہ شرک دو طرح پر ہے جلی وخفی شرک خفی موجب خلود نار نہین اور اوس سے کم کوئی ایمان دار خالی ہوتا ہے کیونکہ وہ چیونٹی کی چال

سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے اور شرک جلی موجب خلود نار ہوتا ہے خدا ہمکو دونوں قسمون شرک سے بچاوے ف مال
مین سانپ کی طرح زہر بھی ہے اور زہر مہرہ بھی ہے زہر اوسکی آفات مین ہے اور زہر مہرہ فوائد مین مال مین فوائد دینی
اور دنیاوی دونون ہین فوائد دنیا کا ذکر فضول ہے کہ وہ سب کو معلوم ہین رہے فوائد دینی وہ تین طرح ہین ایک یہ
کہ مال کو اپنے نفس پر خرچ کرے عبادت مین یا استعانت علی العبادۃ مین جیسے حج عمرہ جہاد وغیرہ کہ یہ بے مال کے نہین
ہوسکتے استعانت مین یون کہ غذا ولباس ومسکن مین صرف کرے ہان تنعم فوق مقدار حاجت مین صرف کرنا داخل حظوظ دنیا
ہے دوسرے یہ کہ لوگون پر خرچ کرے یہ چار قسم ہے صدقہ دے مروت کے طور پر دے حفظ آبرو کے لئے دے
نوکر چاکر کو عوض خدمت کے دے تیسرے وہ خرچ جو کسی شخص معین پر نہو بلکہ رفاہ عام کے لئے ہو جیسے پل مسجد
سرائے شفاخانہ مدرسہ کنوان وقف زمین وجائداد مساکین پر یہ ایسے خرچ ہین جنسے ہمیشہ کو مرنیکے بعد خیرات جاری
رہتی ہے رہے آفات دینی سو وہ بھی تین ہین ایک یہ کہ مال کے ہونیسے نوبت معصیت کی پہنچتی ہے کیونکہ تقاضا
شہوات کا آدمی پر ہمیشہ رہتا ہے بے مالگی سے کچھ کر نہین سکتا مفلسی تک ہی بچتا ہے دوسرے یہ کہ مباحات سے
تنعم کی نوبت آتی ہے مالدار سے یہ کب ہو سکتا ہے کہ وہ جو کی روٹی کھاوے موٹا کپڑا پہنے جھونپڑے مین رہے حلال
کمائی سے جب مطلب حاصل نہوگا مال مشتبہ ومشکوک مین رغبت کریگا پھر سارے اخلاق ذمیمہ پیدا ہو جاوین گے
جیسے مداہنت جھوٹ نفاق طمع کینہ دشمنی حسد ریا کبر عجب غیبت وغیرذلک یہ سب باتین مال ہی کی بدولت سے ہوتی
ہین تیسری آفت جسسے کوئی خالی نہین ہے یہ ہے کہ آدمی مال کی اصلاح ودرستی مین خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا
ہے اور یہ مرض لاعلاج ہے اسلئے کہ سب عبادتون کی اصل ذکر وفکر ہے سوا اوسی سے الگ ہو جاتا ہے اور سیکڑون
طرح کی آفات مین صبح وشام رہتا ہے کہین کسانون کا جھگڑا کہین چرواہے کا بکھیڑا کہین پانی اور سرحدون کی تکرار
کہین سرکاری خراج وضبطی کا تنازع کہین معاملہ ومزدورون سے الجھاؤ کہین چوری وخیانت کا بکھیڑا کہین شرکت
تجارت کا نزاع وعلی ہذا القیاس ان تردوات کی کچھ انتہا نہین ہے جسکے پاس ایک دن کا کھانا موجود ہے وہ ان سب
تردوات سے بری ہے اسکے سوا حاسدون سے بچنے کی مشقت اوٹھانی مال کی حفاظت کرنا اور طرح طرح کی آلام و
رنج مین بسبب اوسکے مبتلا رہنا ہوتا ہے مال تریاق اوسی صورت مین ہے کہ بسہ اوقات کے لئے رکھ کر باقی کو راہ
خدا مین جسطرح شرع مین آیا ہے صرف کردے اگر ایسا نہوگا تو وہ مال زہر ہو جاویگا ف مقصود چیز ہے مگر فقیر کو
قانع ہونا چاہئے لوگون کا مال نہ تاکے طمع نکرے حریص جمع مال پر نہو یہ بات جب ہی ہوگی کہ غذا ولباس ومسکن سے
قدر ضرورت پر کفایت ہو بلکہ ان چیزون کی مقدار قلیل پر جو سب سے ادنی قسم ہو اوسپر اکتفا کرے اور اپنے اہل کو ایک دن
خواہ ایک مہینے سے نہ بڑھائے اگر طول امل کریگا تو عزت قناعت سے محروم ہو کر ناپاکی طمع مین آلودہ ہو جاویگا کیونکہ
انسان کی سرشت مین حرص وطمع داخل ہین لو کان لابن آدم واديان من ذهب لابتغى ثالثا ولا يملأ

جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور دو چیزین یا وسین جوان ہو جاتی ہین طول امل و حُبّ مال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قناعت پر ثنا کی ہے فرمایا طوبی لمن ھدی الی الاسلام وکان عیشہ کفافا وقنع بہ ؎

ای قناعت تونگرم گردان	کہ ورای تو ہیچ نعمت نیست

اور فرمایا جبرئیل نے میرے دل مین پھونکدیا ہے کہ کوئی نفس مرنے کا نہین جب تک کہ اپنا رزق پورا نہ لے سو اللہ سے ڈرو اور طلب مین میانہ روی کرو ابوہریرہ کو فرمایا تھا جب تجکو سخت بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پیالہ پانی پر کفایت کر اور دنیا پر لات مار ؎

شکوہ رزق مکن ہمچو نبک حوصلگان	در گلو گریہ گرہ چون شودت دانہ شمر

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا طمع فقیری ہے اور لوگون سے ناامید ہونا تونگری ہے **حکایت** ایک حکیم سے پوچھا غنا کیا ہے کہا قلت تمنا اور رضا بکفایت محمد بن واسع سوکھی روٹی پانی مین گیلی کرکے کھاتے اور کہتے جو کوئی اسپر قناعت کرے اوسکو کسی کی پروا نہین ہے حضرتؐ نے فرمایا ہے ما قل وکفی خیر مما کثر والھی سمیط بن عجلان نے کہا ای ابن آدم تیرا پیٹ ایک بالشت مکسر ہے پھر تجکو دوزخ مین کیون ڈالتا ہے **حکایت** ایک حکیم سے پوچھا تمنے مال کیا ہے کہا ظاہر مین بتکلف رہنا اور باطن مین میانہ روی کرنا اور لوگون کے مال سے قطع طمع کر لینا **حکایت** ایک ظریف بنی اُمیہ نے ابو حازم کو خط لکھا اور قسم دلائی کہ جو کچھ تمکو حاجت ہو تجکو لکھو انہون نے جواب لکھا کہ مینے ساری حاجتین اپنی سامنے اپنے مولا کے پیش کین جو اوسنے منظور فرمائی اوسکو مینے قبول کیا اور جو نا منظور فرمائی اوسپر مینے قناعت کی ایک حکیم نے کہا مینے سب سے زیادہ غمگین حاسد کو پایا اور سب سے زیادہ خوش عیش قانع کو اور زیادہ تر صابر ایذا پر حریص کو اور بہت سہل گذران تارک دنیا کو اور سخت پشیمان عالم ناپرہیزگار کو ؎

قناعت تواند کند مرد را	خبر کن حریص جہان گرد را

حکایت ایک اعرابی نے اپنے حریص بھائی کو عتاب کیا اور کہا تجکو تو کوئی چیز ڈھونڈھتی ہے اور تو کسی چیز کو ڈھونڈھتا ہے جو شے تیری جستجو مین ہے تو اوس سے نہ بچے گا یعنی موت اور جس شے کی تلاش مین تو ہے وہ تجسے فوت نہوگی یعنے رزق پھر اس حرص سے کیا حاصل ؎

بے مگس ہرگز نماند عنکبوت	رزق را روزی رسان پرسید ہ

ف حرص و طمع کا علاج صبر و علم و عمل سے ہوتا ہے یہ سب ان پانچ باتون مین آجاتے ہین ایک عمل یعنے میانہ روی معیشت مین اور کفایت شعاری خرچ مین قانع کو چاہئے کہ دروازہ خرچ کا اپنے نفس پر بند کرے اور ضروریات پر کمتفی ہو ما عال من اقتصد یعنی میانہ رو محتاج نہین ہوتا ہے حضرتؐ نے اقتصاد کو ایک

جزو نبوت کا فرمایا ہے دوسرے یہ کہ اگر بقدر کفایت فی الحال موجود ہے تو آیندہ کے لئے زیادہ مضطرب نہو روزی کچھ حرص کرنیسے نہین ملتی ہے بلکہ اللہ نے وعدہ رزق رسانی کا کیا ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا اگر کسی کو ایک وجہ سے روزی ملتی تھی اور وہ بند ہوگئی تو دل مین پیچتاب نہ کھائے یون جانے کہ

خدا گر حکمت بہ بندد ز درے	✿	گشاید بفضل و کرم دیگرے	

سفیان ثوری نے کہا خدا سے ڈرو مینے کسی شخص کو جو خدا سے ڈرتا ہے محتاج نہین دیکھا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب تیسرے یہ کہ فائدۂ قناعت سے آگاہ ہو کیونکہ اوسے عزت بے پروائی کی حاصل ہوتی ہے اور حرص وطمع سے ذلت ورسوائی آتی ہے قناعت مین فقط شہوات وفضول پر صبر کرنے کی ہی مشقت ہوتی ہے سو اللہ کے کوئی اوسکو نہین جانتا اسی پر ثواب آخرت ہوتا ہے ✿

قناعت بہر حال اولی بود		کہ در ضمن آن چند معنی بود	

چوتھے یہ کہ اہل کتاب وارا ذل وحمقا واجلاف وبددینون کے تنعم مین اور اونکی معیشت وزیست مین تامل کرے پھر احوال انبیا اولیا صلحا وخلفا راشدین ودیگر صحابہ وتابعین کا دیکھیے اور اونکے حالات سُنے اب چاہی اجلاف وسکان دنیا کی مشابہت پیدا کرے اور خواہ اون لوگون کا مقتدی ہو جو مخلوق خدا مین سب سے زیادہ عزت رکھتے تھے سو اگر انکی اقتدا کریگا تو تھوڑی چیز پر قانع ہوگا اور اس بات مین کوئی اوسکا شریک نہوگا سوا ی انبیاء واولیاء کے اور اگر پہلی بات کو اختیار کریگا تو کچھ حاصل نہوگا شاید اگر تنعم تکلم سیری مین پڑیگا تو اس امر مین گدہا اوس سے افضل ہوگا اور اگر لذت جماع مین مصروف رہیگا تو شتر اس صفت مین اوس سے بڑھکر ہے اور اگر زینت لباس وسواری مین حیران اڑا رہیگا تو کفار بہ نسبت اوسکے اس امر مین زیادہ ہونگے پانچوین یہ کہ خطرہ جمع کرنے مال کا سوچے کہ کس طرح چوری وغصب وتلف وتلوٹ گمشدہ کا ڈر لگا رہتا ہے اور جب انسان متیدست ہوتا ہے تو ان سب باتون سے محفوظ ومامون ہوتا ہے ✿

بسنگے زیر و بسنگے بالا		فی غم زدو لے غم کالا	

ان پانچون باتون سے آدمی مین قناعت کی صفت آسکتی ہے اور سو کی ایک بات یہ ہے کہ صبر کرے اس کو کوتاہ کرے اعدالآباد کے مزہ اوڑانیکے لئے چند ہی روز دنیا مین صبر کرنا ہے جس طرح بیمار دوا کی تلخی پر اسلئے صبر کرتا ہے کہ مہینہ کو اچھا رہے ف سخاوت خلق انبیاء ہے اور نجات کے اصل اصول اسکے فضائل قرآن وحدیث مین بہت آئے ہین قال تعالی ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصہ اور حدیث مین آیا ہے ان اللہ جواد یحب الجود ابن عمر نے کہا ہے طعام الجواد دواء وطعام البخیل داء جنت سخی لوگون کا گھر ہے اور ہر معروف صدقہ ہوتا ہے ابن سماک کہتے ہین مجھکو بڑا تعجب ہے کہ آدمی اپنے مال سے لونڈی غلام

مول لیتا ہے اور آزاد انسان کو اپنے احسان سے بندہ نہین کرتا حذیفہ نے کہا ہے بہت سے آدمی ایسے ہین کہ ظاہر مین بدکار و معیشت سے تنگ ہین مگر بسبب سخاوت کے جنت مین جائینگے **حکایت** احنف بن قیس نے ایک آدمی کے ہاتھ مین روپیہ دیکر پوچھا کہ یہ کرکا ہے اوسنے کہا میرا ہے کہا تو اوسوقت ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ سے چلا جائیگا **حکایت** امام حسنؓ نے امام حسینؓ کو لکھا کہ تم اپنا مال شاعرون کو کیون دیتے ہو کہا بہتر مال وہی ہے جس سے آدمی اپنی عزت بچائے **حکایت** عائشہ صدیقہ نے ایک دن مین اسی ہزار درہم بانٹ دئے روزہ روٹی و تیل پر افطار کیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسنؓ کو اسی ہزار دینار ادای قرض کے لئے دئے تھے سب کے سب امام حسنؓ کے پاس بھیجدئے امام حسنؓ سے ایک شخص نے سوال کیا اوسکو پچاس ہزار درم اور پالسنور دینار دئے اور مزدور بلاکر مزدوری دیکر اوسکے ہمراہ کردئے ابن عباس نے ایک دختر ہمسایہ کی شادی مین چھ تھیلیان صندوق سے نکال کر دیدین جسمین وہ عامل بصرہ تھے **حکایت** مصر مین خشک سالی ہوئی عبدالحمید بن سعد کا عہد تھا کہا واللہ مین شیطان کو جتا دونگا کہ مین لوسکا دشمن ہون ارزانی کے وقت تک سب لوگون کے حوائج پورے کئے جب معزول ہوکر گئے تجار کا قرضہ اونکے ذمہ پر دس لاکھ درہم نکلا اپنی بیبیون کا زیور گروکر دیا جو پچاس کرور درہم کا تھا جب وہ زیور نہ چھوٹ سکا کہا اسکو بیچکر اپنے دام لے لو اور جو باقی ہے وہ اونکو دید و جسمین کچھ میرے ہاتھ سے کچھ نہین پہنچی **حکایت** ابوالعیشہ ایک سخی تھا شاعر نے تعریف کی دینے کو کچھ نہ تھا کہا مجھپر دس ہزار درم کا دعوی کرکے قید کرادے گھر والے ضرور چھوڑا لینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وقت نالش کے اقبال کرکے قید ہوگئے گھر والون نے گھر چھوڑا یا **حکایت** معن بن زائدہ حاکم عراقین تھے ایک شاعر نے مدح کی اوسکو دس ہزار ایک دن ایک لاکھ دوسرے دن دئے تیسرے دن اور دینا چاہا لیکن وہ چلدیا تھا **حکایت** عبداللہ بن عامر نے خالد بن عقبہ سے اونکا گھر نوے ہزار درم کو مول لیا جب رات ہوئی خالد کے گھر والے رونے لگے اونکی آواز اونکے کان مین آئی پوچھا تو کہا کہ گھر کے لئے روتے ہین خادم کو بھیجا کہ جاکر کہدے کہ وہ مال و گھر دونون تمہارے ہین **حکایت** لیث بن سعد کی روزانہ آمدنی ہزار دینار تھی مگر اونپر زکوۃ واجب نہوئی ایکبار ایک عورت نے ذرا سا شہد مانگا تھا اوسکو ایک مشک شہد کی بھیجدی ہر روز چھتنک تین سو ساٹھ مسکینون کو کھانا نکھلا لیتے تب تک بات نکرتے **حکایت** قیس بن سعد بیمار پڑے اونکے اقارب عیادت کو نہ آئے پوچھا تو کہا تمہارا قرض اونکے ذمہ پر ہے آتے ہوئے شرماتے ہین ایک شخص کو کہا باہر جاکر یون پکار دے کہ جسکے ذمہ پر قیس کا کچھ آتا ہو وہ معاف ہے اس طرح کی حکایات غزالی نے بہت لکھی ہین اور امام شافعی و ابوثور کی سخاوت کا ذکر کیا ہے وللہ الحمد **التوفیق** اللہ نے بخل کی مذمت کی ہے فرمایا ہے ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون **وقال تعالی** ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ **وقال تعالی**

الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتاھم اللہ من فضلہ اور حضرت نے کہا ہے ایاکم والشح فانہ اھلک من کان قبلکم حملھم علی ان یسفکوا دماءھم ویستحلوا محارمھم اور فرمایا ہے کہ بخیل جنت میں نہ جائیگا تین چیزیں ہلاکت ہیں شح مطاع ہوی متبع اعجاب آدمی کا اپنے نفس کے ساتھ اور دعا میں کہا ہے اللھم انی اعوذ بک من البخل واعوذ بک من الجبن واعوذ بک من ان ارد الی ارذل العمر واعوذ بک من فتنۃ الدنیا وعذاب القبر اور فرمایا ہے شر ما فی الرجل شح ھالع وجبن خالع ابن عمر نے کہا شح بہ نسبت بخل کے زیادہ تر سخت ہے اسلئے کہ شحیح دوسرے کے مال پر بخل کرتا ہے اور بخیل اپنے مال کو نہیں دیتا شعبی نے کہا میں نہیں جانتا کہ جھوٹ اور بخل میں سے کون دوزخ میں زیادہ تر پھینکے جائیگا کعب کہتے ہیں ہر صبح کو دو فرشتے یوں پکارتے ہیں کہ الٰہی بخیل کا مال جلد تباہ کر اور خرچ کرنیوالے کو جلد اوسکا عوض دے **حکایت** اصمعی کہتے ہیں میں نے ایک اعرابی کو سنا کہ وہ کہتا تھا فلاں شخص میری نظروں میں حقیر ہوگیا ہے اسلئے کہ دنیا اوسکی نظروں میں بڑی ہے سائل کا سامنے آنا اوسکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ملک الموت آیا امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا ہے میں کسی بخیل کو عسل نہیں جانتا اسلئے کہ بخل کی وجہ سے آدمی اپنے حق سے زیادہ لیا کرتا ہے سو جسکا یہ حال ہو وہ کب لائق امانت کے ہے علی مرتضی نے کہا کریم آدمی کبھی اپنا حق پورا نہیں لیتا **کما قال تعالی** عرف بعضہ واعرض عن بعض بشر بن حارث نے کہا بخیل کی غیبت کرنا غیبت نہیں ہے حضرت نے ایک شخص کو کہا تھا ایاک واذا البخیل اس حدیث سے بخیل کو بخیل کہنا جائز ہوا بشر نے کہا بخیل کی طرف دیکھنے سے دل سخت ہوتا ہے اور بخیلوں کی ملاقات سے ایمانداروں کے دل پر کرب پہنچتا ہے یحیی بن معاذ نے کہا دل طالب محبت اسنیا ہوتا ہے گو وہ بادکار ہوں اور بخل اسے نفرت کرتا ہے گو وہ نیکوکردار ہوں **حکایت** یحیی علیہ السلام کو شیطان ملا کہا مجکو یہ تو بتا کہ لوگوں میں تیرے نزدیک کون بہت محبوب ہے اور کون زیادہ ناپسند کہا مومن بخیل محبوب ہے اور بدکار سخی ناپسند پوچھا کیا سبب کہا بخیل کو اوسکا بخل کافی ہے میری کچھ ضرورت نہیں ہے اور سخی بدکار سے محبت کرتا ہے کہ نہیں خدا بسبب سخاوت کے اوسکی خبر نہ لے یہ وہ میرے بس کا نہیں ہے قبول خدا ہوجائے پھر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ اگر تم یحیی نہ ہوتے تو میں ہرگز یہ بات نہ بتلاتا **حکایت** بصرہ میں ایک بخیل مالدار تھا ہمسایہ نے اوسکی دعوت کی قیمہ آمدوں کے ساتھ اپکا کر سامنے رکھا فوت کھا گیا پیٹ پھول گیا برا حال ہوا طبیب لیکر آیا کچھ ڈر نہیں قے کرڈال کہا مجھے دنا قبول ہے مگر یہ عمدہ غذا جو پیٹ میں گئی ہے اسکو قے کر دینا **حکایت** ایک اعرابی ایک شخص کی تلاش میں نکلا وہ انجیر کھا رہا تھا جسکو عربی میں تین کہتے ہیں اوسنے اعرابی کو دیکھکر چادر تلے چھپا دیا پھر اعرابی سے کہا تم کچھ قرآن پڑھے ہو اوسنے کہا بہتر پڑھا والتین وطور سینین اوسنے کہا اسکا شروع والتین کہاں گیا جو ابد یک وہ اپکی چادر کے نیچے ہے **حکایت** محمد بن سیحی برمکی بخیل و بدشکل تھا ایک آدمی نے اوسکے ایک رشتہ دار سے جو اوسکا بہت محبوب تھا حال اوسکے دسترخوان کا پوچھا کہا میاں مکسر ہوگا پیالے ایسے چھوٹے ہیں کہ گویا خشخاش کو دو کر بنائے ہیں کہا دسترخوان پر کون لوگ کھاتے ہیں کہا کرام کاتبین

کہا آخر کوئی اوسکے ساتھ کہاتا ہوگا کہا ہان البتہ مکھیان کھاتی ہین کہا تم تو اوسکے خاص الخاص ہو تمہارے کپڑے اتنے کیون پھٹے ہین کہا مجھے سوئی میسر نہین زیادہ کیا کہون اگر فرضًا اوسکے پاس ایک کوٹھہ بغداد سے تا مقام نوبہ سوئیون سے بھرا ہوتا اور حضرت یعقوب جبرئیل و میکائیل کو ساتھہ لیکر آتے اور اوس کوٹھہ مین سے ایک سوئی حضرت یوسف کے پیرہن مانگنے کو جو پیچھے سے پھٹ گیا تھا مانگتے تو بھی وہ کبھی نہ دیتا **حکایت** مروان بن ابی حفصہ مارے بخل کے گوشت نہ کھاتا تھا جب جی چاہتا تو غلام سے کہتا کہ ایک سری لے آ کسیسے کہا تم جاڑے گرمی مین سری ہی کھاتے ہو کیا وجہ ہے کہا اسکا نرخ مجھے معلوم ہے غلام امین خیانت نہین کرسکتا ہے اور مجھے خسارہ نہین دلیسکتا ہے اور گوشت ہو تو وہ پکا کے وقت اوسمین سے نکال کر کھا سکتا ہے یہ بات سری مین نہین ہے اوسمین سے اگر آنکھہ یا کان کو ہاتھہ بھی لگائیگا تو مجھے معلوم ہو جائیگا یا نیمہ مجھے کئی طرح کا مزہ اوسمین ملتا ہے آنکھہ کا مزہ اور ہے کانون کا مزہ اور زبان کا ذائقہ جدا ہے گدی و مغز کا جدا **حکایت** ایک شخص نے ایک درم کا گوشت خریدا کسیسے اوسکی دعوت کی گوشت قصائی کو پھیر دیا اور چوتھائی درہم مجرے دیا اور کہا مجکو اسراف بُرا معلوم ہوتا ہے **ف** سخاوت و بخل کے بہت سے درجات ہین انواع سخاوت مین سب سے زیادہ اثیار ہے یعنی اپنی حاجت کے ہوتے ہوئے دوسرے کو دیدینا اور سخاوت یہ ہے کہ جس چیز کی حاجت آپکو نہین ہے وہ کسی محتاج یا غیر محتاج کو دینا سو جسطرح باوجود اپنی احتیاج کے دوسرے کو دینا نہایت مشکل ہے اسی طرح بخل بھی کبھی اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے کہ آدمی اپنا مال اپنی جان پر بھی خرچ نہین کرتا ان دونون حال مین کتنا فرق ہے **قال تعالی** ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ اس آیت کے سبب نزول مین قصہ ایک انصاری کا حدیث مین آیا ہے کہ اوسنے ایک مہمان کو چراغ گل کر کے کھانا کھلا دیا تھا اور آپ نہ کھایا اوسپر یہ آیت آئی غرضکہ سخاوت ایک خلق الٰہی ہے اور اعلی درجہ اوسکا ایثار ہے جو کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روز مرہ تھا **حکایت** عبداللہ بن جعفر نے ایک غلام کو دیکھا کہ جب اوسکا کھانا آیا تو ایک کتا بھی اوس جگہہ گھس آیا اوسنے ایک روٹی اوسکو دی جب کھا چکا تب دوسری پھر تیسری دی سب کھلا دی انہون نے کہا تیری غذا ہر روز کتنی ہے کہا اسی قدر کہا پھر تو نے کیون سب اسکو کھلا دی آپ نہ کھائی کہا یہان کوئی کتا نہین رہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتا مسافر ہے دور سے آیا ہے اور بھوکا تھا اسکا بھوکا رہنا اور اپنا پیٹ بھرنا مجھے بُرا لگا کہا پھر دن بھر تو کیا کریگا کہا فاقہ کرونگا انہون نے سوچا کہ مین اسکو سخاوت پر ملامت کرتا ہون یہ تو مجھسے بھی زیادہ سخی ہے شب ہجرت کو علی مرتضی بجای حضرت مصطفی سو رہے یہ ایثار جان کا تھا **کما قال تعالی** ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ **ف** تعریف بخل مین اقوال مختلف ہین کسیسے کہا بخل یہ ہے کہ حق واجب کو دے لکن یہ تعریف کافی نہین ہے اگر ایک آدمی قصائی سے گوشت یا نان بائی سے روٹی مول لیکر پھینکدے سگو کچھہ کم دام پر واپس کردے تو بالاتفاق بخیل ہوگا اسی طرح جو اپنے اہل و عیال کا روزینہ مقرر کردے اور پھر وہ اوس مقدار سے ایک

لقمہ یا اور کوئی چیز زیادہ لے لین اور اسکو ناگوار گزرے تو یہ بھی اتفاقاً بخل ہے یا کوئی روٹی کھاتا ہوا اور دوسرا آجائے
اور اسکو یہ خیال ہو کہ وہ میرے ساتھ بیٹھ جائیگا اور اس نظر سے وہ اوسکو چھپالے تو یہ بھی بخیل ہے حالانکہ ان تینوں
مثالوں میں یہ نہیں ہے کہ کسینے حق واجب نہ دیا ہو اور بعض نے کہا بخیل وہ ہے جو دینے کو سخت جانے یہ تعریف
بھی ناقص ہے کیونکہ تھوڑا سا دینا کبھی بخیل کو بھی گران نہیں گزرتا ہے دانے دو دانے دیدالتا ہے ہاں زیادہ
دینا بھاری ہوتا ہے اور بعض دہش تو سخی کو سخت معلوم ہوتی ہے جیسے کسیکو سب مال یا اکثر مال دینا ناگوار گزرتا ہے
اس سے وہ شخص بخیل نہیں کہلائیگا اسی طرح سخاوت وجود کی تعریف میں اقوال مختلف ہیں کسینے کہا سخاوت یہ ہے کہ
بے تامل حاجت پوری کردے اور بغیر احسان جتانیکے کسیکو کچھ دے کسی نے کہا جود یہ ہے کہ بے مانگے کسی کو دے
اور یہ تصور کرے کہ میںنے تھوڑا دیا ہے اور بعض نے کہا سائل کو دیکھ خوش ہونا اسکا نام جود ہے جب کبھی میسر ہو بعض
کہتے ہیں اس خیال پر دینا کہ یہ مال خدا کا ہے اور یہ بھی اوسی کا بندہ ہے جود کہلاتا ہے کسینے کہا جسنے کچھ دیا اور کچھ نہ کہا
وہ سخی ہے اور جسنے بہت دیا تھوڑا رکھا وہ صاحب جود ہے اور جسنے خود تکلیف اوٹھائی اور دوسرے کی تمنا پوری کی
وہ صاحب ایثار ہے اور جو کچھ بھی خرچ نکرے وہ بخیل ہے لکن قول فیصل یہ ہے کہ صرف عدل کے ساتھ ہو جہاں
روکنا ضروری ہو وہاں روکا جائے جہاں خرچ کرنا ضروری ہے وہاں خرچ کیا جائے خرچ کی جگہہ روک رکھنا بخل ہے
اور روکنے کی جگہہ خرچ کرنا اسراف ہے اور ان دونوں کے درمیان خرچ وامساک کرنا اچھا ہے چاہئے یوں کہ سخاوت و
جود اسی درجۂ وسطی کا نام ہو بلیں ولا تجعل یدك مغلولة ولا تبسطها كل البسط وقال تعالى
والذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قواما معلوم ہوا کہ جود درجۂ وسط کا نام ہے درمیان
اسراف وتقتیر یعنی مشی وکی بحید وقبض وبسط نائد کے لکن اتنی بات ہے کہ یہ فعل فقط اعضا سے کفایت نہیں کرتا بلکہ
کہ دل بھی اوسپر راضی نہو ورنہ متکلف بسخاوت ہوگا نہ سخی پھر سخی وہ ہوتا ہے جو کہ اپنے مال کو نہ واجبات شرعی سے
روکے اور نہ ضروریات مروت سے اگر ایک کو بھی انمیں سے روکے گا تو بخیل ٹھہریگا اور مانع واجبات شرعی نائد تر
بخیل ہوگا اسی طرح جو نفقہ واجب اہل وعیال نہیں دیتا ہے یا زکوۃ ونفقہ نکو دیتا ہے مگر ناگواری بلسبیت کے ساتھ
تو وہ طبعاً بخیل ہے یا برا مال دیتا ہے اور اچھا دینے سے اوسکا جی خوش نہیں ہوتا نہ اوسطرح کا مال دیکر راضی ہوتا ہے
تو وہ بھی بخیل ہے اور جو صرفہ براہ مروت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ادنی چیزوں کی داد وستد میں تنگی نکرے یہ ایک
بری بات ہے یہ برائی بلحاظ اختلاف احوال واشخاص کے مختلف ہوتی ہے غرضکہ بخیل وہ ہے جو مال کو ایسی جگہہ خرچ
کرنیسے روکے جہاں بحکم شرع یا بمقتضای مروت روکنا نہ چاہئے اسکی مقدار کا تعین نہیں ہوسکتا ایک تعریف
بخل کی یہ بھی ممکن ہے کہ جو نسا مطلب بہ نسبت حفظ مال کے اہم ہے اوس مطلب سے مال کو روک لینا بخل ہوتا ہے
مثلاً دین کا بچانا بہ نسبت مال کے اہم ہے تو اب اگر کوئی زکوۃ یا نفقۂ واجب میں مال نہ اوٹھانے تو بخیل ہے اسیطرح

حفظ مروت کا بہ نسبت حفظ مال کے اہم ہے تو جو کوئی تھوڑی سی چیزون مین تنگی کرے خصوصًا جس جگہ کہ تنگی نا مناسب ہے تو وہ بخیل ہوگا پر جو شخص کہ واجب شرعی و واجب مروت کو ادا کرے وہ بخل سے تو بری ہے لیکن موصوف بصفت سخا و جود نہین ہوگا کہ اوس مقدار سے زیادہ اوٹھانے کہ فضیلت و درجت اسی سے ملتی ہے مگر اسمین یہ ضرور ہے کہ وہ سلوک دل کی خوشی سے ہو کسی طمع یا توقع خدمت یا تمنا و مکافات یا شکر و ثنا کے لئے ہو کیونکہ طامع شکر و ثنا سخی نہین ہوتا ہے بلکہ ثنا کو اپنے مال سے سول لیتا ہے وہ تو سودا گر ہوا جو داوس صرف کو کہتے ہین جو بدون کسی غرض کے ہو اور اگر خرچ کا سبب ہجو کا ڈر یا لوگونکی ملامت کا اندیشہ ہے یا جسکو دیتا ہے اوس سے متوقع نفع ہے تو یہ جود نہوا کیونکہ یہ چیزین بہ دست اوسکو بطور عوض ہو جاتی ہین محاسبی نے کہا سخاوت دین مین یہ ہے کہ محض اللہ کے لئے اپنی جان پر کھیل جائے جان کا دینا بنا اپنے خون کا بہا دینا راہ خدا مین بُرا نہ لگے دل کی سخاوت سے یہ کام کرے ثواب کی نیت نہ حال مین ہو نہ مآل مین اور نہ ثواب کی حاجت بھی ہو لکن کمال سخاوت کی خوبی دل پر ایسی ہو جائے کہ ثواب کو اللہ کے ارادے پر چھوڑ دے تاکہ اللہ اوس سے وہ معاملہ کرے کہ اوسکے وہم و خیال مین بھی نہو ؎

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن	کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

ف سبب بخل کا محبت ہے مال کی اور یہ محبت دو طرح سے ہوتی ہے ایک تو بسبب شہوات کے کہ بے مال کے ہاتھ نہین آتی اور اسی مین طول امل بھی داخل ہے کیونکہ آدمی اگر یہ جان لے کہ مین کل مرجاؤنگا تو غالب ہے کہ بخل نہ کرے کیونکہ جتنا ایک دن یا ایک ماہ یا ایک سال کے لئے اوسکو کافی ہے وہ قدر قلیل ہے اوس سے زیادہ رکھنا فضول ہے اور کبھی طول امل یون ہوتا ہے کہ خود تو اپنی زندگی کی زیادہ توقع نہین ہوتی ہے لکن فکر اولاد قائم مقام طول امل کی ہو جاتی ہے اونکا جینا بھی اپنی ہی زندگی سمجھتا ہے اونکے لئے مال روکتا ہے اسی جگہ سے حضرت نے حدیث ابو سعید مین فرمایا ہے الولد مبخلة مجبنة محزنة رواہ ابو یعلی والبزار و رواہ الحاکم عن اسود بن خلف دوسرے یہ کہ خود مال ہی اچھا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ پاس بعض اشخاص کے اتنا مال ہوتا ہے کہ اگر وہ سو برس سے چلین تو زندگی بھر کو کافی ہے اور ہزارون روپے بیچ رہین اور خود پر لاولد بھی ہین معذالک زکوۃ ادا کرنے کو نہین چاہتا بلکہ علاج مین روپیہ کا اوٹھانا بُرا لگتا ہے حالانکہ جانتے ہین کہ ہمارے مرنے پر یہ مال برباد ہوگا دشمنون کے ہاتھ پڑیگا مگر ایک دانے خیرات نہین کرتے مال کے عاشق صادق ہین یہ مرض قلبی ایسا ہے جسکی علاج بہت دشوار ہے جو آدمی زر و پتھر مین فرق سمجھے وہ جاہل ہے اور ہر بیماری کی علاج اوسکی ضد سے ہوتی ہے سو محبت شہوات کی علاج یہ ہے کہ قدر قلیل پر قناعت و صبر کرے ؎

کار دنیا کسے تمام نہ کرد	ہر چہ گیرید مختصر گیرید

طول امل کا علاج یہ ہے کہ ہر دم موت کو یاد کرے اپنے ہمسر دن کے مرنے کو خیال مین لائے کہ اونہون نے جمع مال

مین کیسے کیسے رنج اوٹھائے اور مصائب سے آخر خالی ہاتھہ چلے گئے اور وہ سارا مال تباہ ہوگیا اور اگر دلمین خیال اولاد کا ہو تو علاج اوسکا یہ ہے کہ یون سوچے کہ جس خالق نے لڑکا دیا ہے اوسنے اسکا رزق بھی اوسکے ساتھہ اوتارا ہے بہت سے لڑکے ایسے ہوتے ہین کہ اونکے پاس میراث باپ کی نہین ہوتی ہے مگر اونکا حال باپ سے اچھا ہوتا ہے پھر جو باپ واسطے اولاد کے جمع کیا کرتا ہے اوسکی نیت یہی ہوتی ہے کہ اونکا حال اچھا رہے لیکن کبھی برعکس اسکے ظاہر ہوتا ہے لڑکا صالح ہوا تو اللہ اوسکو کافی ہے وھو یتولی الصالحین اور اگر فاسق نکلا تو مال میراث کا گناہون مین اوڑا دیتا ہے اوسکا وبال مورث کی گردن پر رہتا ہے ۵

دل بسے خون بہمہ آورد ولی دیدہ بگریست		اللہ اللہ کہ تلف کرد کہ اندوختہ بود	

پھر ایک علاج دل کا یہ بھی ہے کہ احادیث ذم بخل و فضل سخا مین خوب تامل کرے اور اپنے حال کو اونپر منطبق کرے اور جانے کہ اگر مین بخل کرونگا تو مستحق وعید شدید بخل کا ٹھیرونگا اور سب کی نظر مین حقیر و گران معلوم ہونگا جیسے میرے دل مین اور بخیل برے معلوم ہوتے ہین دوسری تدبیر یہ ہے کہ مقصود مال مین فکر کرے کہ یہ کیون پیدا ہوا ہے اور جب یہ جانے کہ نیری کار برآری و حاجت روائی کے لئے بنا ہے تو بقدر حاجت رکھہ لے باقی کو آخرت کے لئے جمع کرے ایک لطیف حیلہ دفع بخل کا یہ ہے کہ نفس کو دھوکا دے کر دینے لینے سے تیری ناموری ہوگی اور تو سخی مشہور ہوجائیگا اس بہانے سے بقصد ریا خرچ کرے یہانتک نفس پر صفت جود کی لالچ سے اور صرف کرنا گران نگرے اسمین یہ ہوگا کہ بخل دور ہوکر ریا مین پڑیگا پھر بعد کو ریا کا علاج کرکے اوسکو دفع کرے کیونکہ کبھی صفات خبیثہ مین سے بعض کو بعض پر مسلط کرکے ایک کی تیزی دوسرے سے کر کیجاتی ہے جیسے کبھی شہوت کو غضب پر مسلط کرے کہ اوسکی تیزی ٹوٹ جائے اور کبھی غصہ کو شہوت پر مسلط کرے کہ اوسکی حدت جاتی رہے لیکن یہ علاج اوس جگہہ فائدہ مند ہے جہان ایک صفت خبیثہ غالب اور دوسری صفت کمزور ہوتی ہے اور اگر دونون برابر ہین تو پھر کچھہ فائدہ نہین اسلئے کہ ایک بلا سے نکل کر دوسری بلا مین پھنسیگا اسکی پہچان یہ ہے کہ اگر ریا سے خرچ کرنا اوسپر بھاری نہین ہے تو جان لے کہ صفت ریا کا غلبہ ہے اور اگر ریا سے بھی گران ہے تو بخل کا غلبہ ہے اب ضرور خرچ کرے **حکایت** ایک بادشاہ کے سامنے ایک پیالہ فیروزہ کا مرصع بجواہر آیا جسکا نظیر روی زمین پر کسینے نہ دیکھا تھا بادشاہ بہت خوش ہوا ایک حکیم سے جو اوسکے پاس حاضر تھا پوچھا کہ آپکے نزدیک یہ کیسا ہے کہا میرے نزدیک تو یہ مصیبت ہے یا محتاجی بادشاہ نے کہا کیونکر کہا اگر یہ ٹوٹ جائے تو ایسی مصیبت ہے جسکا کچھہ تدارک نہین اور اگر چوری جائے اور پھر تمکو اوسکی حاجت ہو تو کبھی ایسا نہ ملے اور پہلے اس سے کہ یہ تمہارے پاس نہین آیا تھا تمکو نہ کچھہ ٹوٹنے مصیبت کا تھا اور نہ کچھہ خوف احتیاج کا الغرض بعد چندے وہ پیالہ ٹوٹ گیا یا چوری گیا بادشاہ کو نہایت رنج ہوا کہا حکیم صاحب نے سچ کہا تھا اچھا ہوا کہ وہ میرے پاس ہی نہ آیا ناحق نا روا رنج و مصیبت اور تمنا نی پڑی یہی حال سارے اسباب دنیا کا ہے کہ وہ اللہ کے دشمنونکی بھی دشمن

ہے کہ اون کو طرف آگ کے لیجاتی ہے اور اللہ کے دوستون کی بھی دشمن ہے کہ اونکو اوسپر صبر کرنیکا غم رہتا ہے
اور خدا کی بھی دشمن ہے کہ اوسکے بندون کو اوسکا رستہ نہین چلنے دیتی رہزنی کرتی ہے بلکہ اپنے آپ کی بھی دشمن ہے
کہ اپنی جان کو آپ کھاتی ہے مثلاً مال کی حفاظت خزانہ اور پاسبانون سے ہوتی ہے خزانہ و پاسبان مال خرچ کرنیسے ہوتے
ہین تو گویا دنیا کی حفظ مین خود دنیا ہی جاتی ہے یہانتک کہ فنا ہوجائے اور کچھ باقی نرہے ف پہلے معلوم ہوچکا ہے
کہ مال ایک طرحسے خیر ہے اور دوسری طرحسے شر سو کوئی شخص اوسکے شر وزہر سے بچ نہین سکتا مگر جبکہ پانچ امر کا خیال
رکھے ایک یہ کہ مقصود مال کو نہجانے کہ وہ کس لئے بنا ہے اور اوسکی حاجت کیون ہوتی ہے دوسرے یہ کہ وجہ آمدنی کو
سوچے کہ کہان سے آتا ہے اگر وجہ اوسکی حرام محض ہو تو اوس سے پرہیز کرے اور اگر غلبہ حرام ہے اور کوئی وجہ مکروہ
بھی ہے تو بھی اوس سے بچے مثلاً مرتشی کا ہدیہ نہ لے اور سائل ہوکر حاصل نکرے تیسرے مقدار معیشت پر لحاظ رہے کہ
قدر واجب سے کمی و بیشی نہو قدر واجب نام ہے حاجت کا حاجت تین چیزین ہین خوراک پوشاک گہر انمین ہر ایک کے
تین درجے ہین ادنیٰ اعلیٰ اوسط سو جبتک طرف کمی کے مائل رہیگا اور حد ضرورت کے قریب ہوگا ہلکا پھلکا رہکر نجات
پائیگا اور اگر مقدار مذکور سے بڑھ جائیگا تو ایک ایسے گڑھے مین جا گریگا جسکی تھاہ نہین ھلك المثقلون ونجا المخففون
ع سبکبار مردم سبک تر روند چوتھے مقامات خرچ کو پرکھے اور خرچ مین میانہ روی کرے بلکہ حلال کمائی کو موقع ہی پر
اوٹھائے بے موقع خرچ نکرے اسلئے کہ جیسا گناہ ناحق لینے مین ہے ایسا ہی گناہ ناحق صرف کرنے مین بھی ہوتا ہے
پانچوین یہ کہ اخذ و ترک و نفقہ و امساک مال مین نیت درست رکھے یعنے جو مال حاصل کرے اوسمین یہ نیت ہو کہ مین
اس مال سے عبادت پر مدد لونگا اور جو مال نہ لے اوسمین نیت زہد کی ہو اور مال کو حقیر جانے اگر ایسا کریگا تو وجود مال
اوسکو مضر نہوگا اسی لئے علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر آدمی ساری روی زمین کی چیزون کو لے لے اور نیت اللہ ہی
کے لئے ہے تو وہ زاہد ہے ۵

	ہیست دنیا از ضداعا فل شدن		لئے قماش و نقرہ و فرزندوزن

اور اگر تمام چیزین دنیا بھر کی چھوڑ دے مگر نیت واسطے اللہ کے نہین ہے تو وہ زاہد نہوگا حاصل یہ ٹھیرا کہ اپنی تمام حرکات و
سکنات کو اللہ کے لئے مخصوص کردے جو کہ عبادت ہون یا معین ہون عبادت پر سب مین زیادہ مبائن عبادت سے
کھانا اور پیخانہ ہے مگر اونسے بھی عبادت پر اعانت ہوتی ہے اگر یہ کام بہ نیت عبادت کریگا تو اوسکے حق مین عبادت
لکھی جائیگی اسی طرح جس چیز کی حفاظت کرنی پڑتی ہے جیسے کرتہ پاجامہ بچھونا برتن لوٹا چارپائی تخت مشک آب سب مین
نیت رکھنا چاہئے کیونکہ دین مین کبھی ان اشیاء کی حاجت پڑتی ہے اور جو چیز حاجت سے زیادہ ہے اوسمین یون
نیت ہو کہ اوس سے کسی اللہ کے بندے کا کام چلے لیکن یہ بات اوسی شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جو دین مین پکا ہو
اور علم دین سے بخوبی آگاہ ہو اور جو جاہل آدمی یہ خیال کرے کہ جیسے بعض صحابہ غنی تھے اونکے پاس بھی بہت دولت

متی ویسے ہی مین ہی مال جمع کرتا ہون تو اس شخص کا حال ویسا ہے جیسے کوئی لڑکا کسی بڑے افسون گر اپنے فن کے
کمال کو دیکھے کہ اوسنے سانپ کو پکڑ کر اوسکا جوہر نکالا اور دل مین جانے لگا کہ اسکو اسی سبب سے پکڑا ہے کہ شکل اچھی تھی اور
کھال نرم مین بھی ایسا ہی کرون جب اسنے پکڑا تو اوسنے سانپ نے کاٹ کھایا اور یہ مرگیا ان دونون مین اتنا ہی فرق
ہے کہ سانپ کا کام مرگیا مگر مال کا کام معلوم نہین ہوتا ہے دنیا کی تشبیہ سانپ سے دیجاتی ہے ہان صحبت مار اوسکو
زیان نہین کرتی ہے جسکو سانپ کا منتر یاد ہوتا ہے اور جس طرح اندھا آدمی دیکھنے والونکی برابری پہاڑون پر پھرنے
اور دریاؤن کے کنارے پر چلنے اور خاردار راہون مین گزر کرنے مین نہین کرسکتا ہے اسی طرح اختمال مین عامی وعالم برابر
نہین ہوسکتا ف علما کا اختلاف ہے کہ فنی شاکر افضل ہے یا فقیر صابر اس بحث کو جیسا ابن القیم نے عدۃ الصابرین
وذخیرۃ الشاکرین مین بسط تمام سے لکھا ہے ویسا کسی نے نہین لکھا یہ بحث رسالہ امامۃ السکر یا قامۃ الصبر
والشکر مین تفصیل سے آچکی ہے اسلئے اس جگہ تطویل واعادہ اوسکا ضرور نہین ہے اور غزالی نے بھی کتاب الزھد
والفقر احیاء العلوم مین اسکو لکھا ہے اور اس جگہ یہ کہا ہے کہ فی الجملہ بہ نسبت غنا کے فقر افضل ہے صحابہ واہلبیت
مین اکثر لوگ صاحب فقر تھے اور تونگر بہت کم تھے یہی حال سلف امت کا تھا کیا اولیا اور کیا علما اس لئے غزالی رح
نے بہت بسط کیا ہے لائق مراجعت ہے ؛

باب آٹھوان بیان مین ذم جاہ وریا کے

جاہ کہتے ہین آوازہ منتشر ہونے کو اس طرح کہ شہرت ونامور ی اچھی نہین ہوتی ہے بلکہ اس سے بہتر گمنامی ہے ہان اگر اللہ پاک
اپنے دین پھیلانے کو شہرت عنایت فرمائے اور اسمین اوس شخص کی کچھ تکلیف وتدبیر نہو تو ایسی بے تکلف شہرت کا
کچھ مضائقہ نہین ہے حضرتؐ نے فرمایا ہے کافی ہے آدمی کو اتنا شر کہ اشارہ کرین لوگ طرف اوسکے انگلیون سے
دین یا دنیا مین رواہ البیھقی والطبرانی عن ابی ھریرۃ ابراہیم بن ادہم نے کہا ہے جس شخص نے شہرت کو
اچھا جانا اوسنے خدا کو نہ مانا خالد بن معدان کے حلقے مین جب لوگ بہت ہوتے تو خوف شہرت سے اوٹھ جاتے ابوالدرداء
کے پاس جب تین آدمیون سے زیادہ بیٹھتے تو اوٹھ کھڑے ہوتے طلحہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اونکے ہمراہ دس آدمیون
سے زیادہ ہین کہا طمع کی مکھیان دوزخ کے پروانے مین عمر نے کچھ لوگ ہمراہ ابی بن کعب کے دیکھے کہا تابعین کے حق
مین لغزش ہے اوبمتا رے حق مین آمالیش ابن مسعود ایکدن گھر سے نکلے اونکے پیچھے بہت سے لوگ ہولئے کہا تم یہ سے پیچھے کیون
آتے ہو واللہ جس سبب سے میں اپنے گھر کا دروازہ بند کرتا ہون اگر تم جانو تو یہ دو شخص بھی میرے ساتھ نہون حسن نے کہا مرد ون کے
پیچھے جو تونکی آواز ہوتی ہے اسپر احمقون کے دل کم ٹھیرتے ہین یعنی بیوقوف لوگ جلد شیخی مین آجاتے ہین ایکدن حسن
باہر نکلے کچھ لوگ ہمراہ ہو گئے کہا کچھ کام ہے تو خیر ورنہ یہ ساتھ چلنا ایکا نارون کے دل مین کچھ باقی نہین چھوڑتا یعنے

شایعت سے خوف سلب معرفت کا ہے ایوب رح سفر کو نکلے اونکے ساتھ بہت سے لوگ ہو لئے کہا اگر مین یہ جانتا کہ مین دل سے اس شایعت کو بُرا جانتا ہون تو مجکو خوف غضب خدا کا تھا **حکایت** ایک شخص نے کہا مین ہمراہ ابو قلابہ کے تھا اتنے مین ایک آدمی آیا بہت سے کپڑے پہنے تھا کہا اس بولئے گدھے سے بچتے رہو یعنی طالب شہرت نہو نا سفیان ثوری نے کہا اگلے لوگ دو شہرتون کو بُرا جانتے تھے ایک عمدہ لباس کی شہرت دوسرے پھٹے پُرانے کپڑون کی شہرت بشر نے کہا مین ایسا کوئی نہین جانتا جسنے اپنا مشہور ہونا پسند کیا ہو اور اوسکا دین تباہ و خوار نہوا ہو جو شخص اپنی شہرت چاہتا ہے وہ آخرت کا مزہ نہین پاتا **ف** حضرتؐ نے فرمایا رب اشعث اغبر ذی طمرین لا یوبہ لہ لو اقسم علی اللہ لابرہ منہم البراء بن عازب اسمین فضیلت ہے عدم شہرت و خاکساری کی اور فرمایا جنت والے ہر ضعیف سے ضعیف ہین اور دوزخ والے ہر متکبر و جواظ یعنی سنڈے اور فرمایا میری امت مین بعض لوگ ایسے ہین کہ اگر کسی سے ایک اشرفی یا روپیہ یا ایک پیسہ مانگین تو کوئی نہ دے اور اگر اللہ سے جنت مانگین تو اونکو عطا کردے حدیث قدسی مین فرمایا ہے ان اغبطا ولیائی عبد مومن خفیف الحاذ ذو حظ من صلوٰۃ احسن عبادۃ ربہ و اطاعہ فی السر و کان غامضا فی الناس لا یشار الیہ بالاصابع تصبر علی ذالک عجلت منیتہ و قل تراثہ و قلت بواکیہ **حکایت** ابراہیم بن ادہم کہتے ہین کہ مدینہ مین مجھ کو آنکلہ کی تکلیف ہوگئی ایک رات شام کے ایک گاؤنکی مسجد مین لیٹ رہا تھا مجھکو دست آنے لگے مؤذن نے میری ٹانگ پکڑ کر اتنا گھسیٹا کہ مسجد سے باہر نکال دیا فضیل رح نے کہا اگر تجھسے یہ ہو سکے کہ کوئی تجھکو نجانے تو تو ایسا ہی کر اور اسمین کچھ حرج نہین کہ کوئی تجھکو نہ پہچانے اور نہ اسمین کچھ یہ مضائقہ ہے کہ کوئی تیری تعریف کرے اور نہ اسمین کچھ بھلائی ہے کہ تو لوگون کے نزدیک بڑا ہو اور اللہ کے نزدیک اچھا ؎

نیک باشی و بد ت گوید خلق	بہ کہ بد باشی و نیکت خوانند

شہرت و انتشار آوازہ سے غرض جاہ ہوتی ہے یعنی لوگون کے دلمین تجھکہ کرنا اونکی نظر و نمین معزز ہونا سو جاہ کی محبت ہر فساد کی جڑ ہے **ف** جاہ کی محبت بُری چیز ہے اللہ نے فرمایا تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا و العاقبۃ للمتقین اس آیت مین دو ارادون کو جمع کیا ہے ارادہ رفعت و ارادہ فساد کو پھر فرمایا کہ آخرت اوسکے لئے ہے جو ان دونون ارادون سے خالی ہو **قال تعالی** من کان یرید الحیاۃ الدنیا و زینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا و ہم فیہا لا یبخسون اولئک الذین لیس لہم فی الاخرۃ الا النار و حبط ما صنعوا فیہا و باطل ما کانوا یعملون یہ آیت بھی بعموم خود شاہد ہے کیونکہ یہ لذت ساری لذات حیات دنیا سے بڑھکر ہے اور سب زینتون سے یہ زینت زیادہ ہے **ف** مال و جاہ دنیا کے دو رکن ہین مال کے معنی یہ ہین کہ جن چیزون سے نفع ہو اونکا مالک ہونا اور جاہ کے معنی یہ ہین کہ جن دلون سے اپنی تعظیم و طاعت مطلوب ہے اونکا مالک ہونا جب لوگون مین کسی شخص کی صفات کمالیہ کا اعتقاد آجاتا ہے خواہ وہ صفا

علمیہ ہون یا عبادت یا حسن عادت یا نسب یا حسن صورت یا حکومت یا زور بدن خواہ اور کوئی چیز جسکو لوگ اچھا جانتے ہین تو لوگون
مین اوس شخص کے جاہ قائم ہونیکا سبب یہی اوصاف ہوتے ہین سو جسقدر اوسکے کمال کا لوگون کو اعتقاد ہوگا اوسی قدر
دل بھی منقاد ہونگے اور جسقدر دل منقاد ہونگے اوتنی ہی فرحت و محبت جاہ سے ہوگی یہ محبت و فرحت اوسکے حق مین زہر
قاتل ہے ف جاہ اسلئے محبوب ہوتی ہے کہ اول اوس سے مال کا ملنا بہت سہل ہوجاتا ہے اور مال سے جاہ کا حاصل
ہونا مشکل ہے دوسرے یہ کہ مال تلف بھی ہوسکتا ہے کہ چوری جائے یا چھن جائے یا حاکم لیلے اور جاہ مین یہ کوئی آفت
نہین ہوتی تیسرے یہ کہ دلون کی ملکیت بے رنج و مشقت بڑھتی جاتی ہے ایک کی تناکر نیسے دوسرا بھی معتقد ہوجاتا ہے
کیونکہ آدمی کے دل کو چار طرحکی صفات کی رغبت ہوتی ہے ایک صفات بہیمیہ جیسے کھانا پینا جماع کرنا دوسری صفات
سبعیہ جیسے مارنا پیٹنا ایذا دینا تیسری صفات شیطانیہ جیسے مکر و فریب و بہکانا چوتھی صفات ربانیہ جیسے کبر و عزت و
شیخی و طلب علو و جاہ وغیرہ و بہرحال انسان اس جہت سے کہ اوسمین امر ربانی بھی ہے ربوبیت و وجاہت پسند ہوتا ہے
اور چاہتا ہے کہ کمال کے ساتھ یگانہ ہوجاؤن اسی جگہہ سے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ باطن مین ہر ایک انسان کی
وہ بات ہے جسکو فرعون نے کھل کر کہا تھا انا ربکم الاعلی لیکن اس امر کا مجال نہین پاتا بالجملہ جاہ کے معنی یہ ہیں
کہ دل لوگون کے مسخر ہون اور جس کسی کی تسخیر مین دل آجاتے ہین اوسکو اوسپر غلبہ و قدرت ہوجاتا ہے اور یہ غلبہ و قدرت
داخل کمال ہے کیونکہ منجملہ صفات ربوبیت کے ہے اسی وجہ سے دل کو کمال علم و قدرت طبعاً محبوب ہے ف
کمال دو قسم پر ہے ایک حقیقی دوسرا وہمی یہ دونون کمال بابت علم و قدرت کے باہم ملے جلے ہوتے ہین سو کمال حقیقی
علم کا سوا اللہ پاک کے اور کسیکو نہین ہے تین وجہ سے ایک کثرت معلومات کہ کوئی شئے اوسکے احاطۂ علم سے باہر نہین ہے
اس بنا پر جتنے معلومات کسی بندہ کے زیادہ ہونگے اوتنا ہی قرب اوسکو اللہ سے ہوگا دوسرے معرفت حقایق اشیاء
معلومہ سو جس بندہ کو جس چیز کی حقیقت جسطرح پر وہ چیز ہے صدق و یقین و وضوح کے ساتھہ معلوم ہوگی اوتنا ہی وہ خدا سے
قریب ہوگا تیسرے بقاء و قیام علم کیونکہ اللہ کے علم مین تغیر و تبدل کو راہ نہین ہے پھر اگر بندہ کے علم مین بھی یہ وصف ہو
تو وہ خدا سے نزدیک ہوگا پھر معلومات دو طرح پر ہین ایک متغیر ہونے والی دوسرے ازلی متغیرات کی مثال یہ ہے
جیسے یہ جانتا کہ زید گھر مین ہے اور ہوسکتا ہے کہ زید گھر مین سے چلا جائے اور علم اوسکے گھر مین ہونیکا موجود ہے اس
صورت مین یہ علم جہل ہوجائیگا اور موجب نقصان ہے نہ باعث کمال یہ تین داخل ہین تمام جہان کی متغیرات ازلی
کی مثال یہ ہے جیسے جواز امکان ممکن و وجوب واجب یا استحالہ محال کا کہ یہ معلومات کبھی نہین بدلتے یہ امور
داخل ہین خدا کی معرفت مین انکی متعلقات کا علم کمال حقیقی ہے جو کوئی ساتھہ اسکے متصف ہوگا وہ خدا سے قریب
ہوگا اور یہ کمال واسطے نفس کے بعد موت کے بھی رہیگا اور یہ معرفت واسطے عرفاء کے بعد مرنیکے نور ہوجائیگی یکشف
یسعی بین ایدیہم اور جسکو اصل معرفت حاصل نہین ہے اوسکو اس نور کی بھی طمع نہین ہوسکتی ہے وہ ایسا

ہو گا کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منھا بلکہ اوسکی ظلمت کی یہ مثال ہو گی کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات بعضھا فوق بعض اس سے ثابت ہوا کہ سعادت فقط معرفت خدا میں ہے اور دوسری چیزون کی معرفت کا حال یہ ہے کہ بعض میں تو کچھ فائدہ ہی نہیں ہے جیسے معرفت شعر و نسب عرب اور بعض ایسی چیزیں ہیں کہ وہ معین ہیں معرفت پر جیسے لغت عرب و تفسیر و فقہ و حدیث و کیفیت عبادات و اعمال جنسے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور معلوم کرنیسے طریقہ تزکیہ نفس کی لیاقت حصول معرفت کی حاصل ہوتی ہے کما قال تعالی قد افلح من زکاھا و قال تعالی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یہ حکم کمال علم کا اگرچہ مناسب جہاد و ریاضہ تھا لکن اتماما للکلام اس جگہہ ذکر کیا گیا۔ اکمال قدرت سو بندہ کو اوسمین کمال حقیقی نہیں ہوتا ہے گو علم حقیقی ہے قدرت حقیقی فقط اللہ کو ہے اور اشیا میں جو اثر بندہ کی قدرت و ارادہ کا ظاہر ہوتا ہے یہ بھی اللہ ہی کے پیدا کرنیسے ہے حاصل یہ کہ کمال علم کا ہمراہ آدمی کے بعد الموت بھی باقی رہتا ہے اور اوسکو خدا تک پہنچاتا ہے مگر قدرت میں کوئی کمال واسطے اوسکے ہم نہیں جانتے ہیں ہان قدرت قوی وسیلہ ہے کمال علم کا کمالات تین طرح کے ہوتے ہیں ایک کمال علم دوسرے کمال حریت یعنی شہوات کا غلام نہونا اور اسباب دنیا کا نہ چاہنا سوم کمال قدرت بندہ کو کمال علم و کمال حریت حاصل کرنیکا رستہ ملسکتا ہے لکن کمال قدرت حاصل کرنیکا رستہ نہیں ملسکتا ہے یہ کمال ہی بعد موت کے باقی رہے اسلیے یہ قدرت جو اموال و جسم و قلوب و ابدان کی تسخیر سے تھی موت سے جاتی رہتی ہے اور معرفت و حریت موت سے فنا نہیں ہوتی بلکہ باقی رہکر وسیلہ قرب خدا ہوتی ہے جاہل لوگ اندیشہ ہیں معاملہ بالعکس کرتے ہیں کہ مال و جاہ سے کمال قدرت کے طالب ہیں جو فانی شے ہے اور کمال علم و حریت سے روگردان ہیں یہی لوگ مصداق اس آیت کے ہیں اولئک الذین اشتروا الحیاۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون ان جہلا نے یہ ارشاد الٰہی نہ سمجھا المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا و خیر املا باقیات صالحات یہی علم و حریت ہے جو ہمیشہ نفس میں باقی رہینگی اور مال و جاہ چند روز کے بعد فنا ہو جائینگے انکی مثال اس آیت میں مذکور ہے انما مثل الحیاۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتی اذا اخذت الارض زخرفھا وازینت وظن اھلھا انھم قادرون علیھا اتاھا امرنا لیلا او نھارا فجعلناھا حصیدا کان لم تغن بالامس کذلک نفصل الآیات لقوم یتفکرون و قال تعالی واضرب لھم مثل الحیاۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ھشیما تذروہ الریاح وکان اللہ علی کل شئ مقتدرا غرضکہ جو اشیا موت کے جھونکے سے فنا ہو جاتی ہیں وہ زندگی کے مزے ہیں اور جو چیز موت کا صدمہ نہیں ہوتا اور نہ موت سے فنا ہوتی ہیں وہ باقیات صالحات ہیں اس سے ثابت ہوا کہ مال و جاہ کی قدرت کو کمال سمجھنا امر ظنی و بے اصل ہے جو کوئی اوسکی طلب میں اپنی عمر ضائع کرے

اور اسی کو مقصود اصلی جانے وہ جاہل ہے ف محبت مال وجاہ کی اگر اس وجہ سے ہے کہ اسسے اغراض بدن حاصل ہوتے ہین تو کچھ برائی نہین اور اگر خود انہین سے محبت ہے اس سے کچھ غرض نہین کہ یہ ذریعہ اغراض کے ہین یا نہین یا مقدار ضرورت سے زائد کو محبوب رکھے تو مذموم ہے محبت رکھنے والا مال وجاہ سے فاسق وعاصی نہین ہوتا ہے جب تک کہ بوجہ اس محبت کے کسی گناہ کا مرتکب نہو یا انکے حصول کے لئے مکر وفریب جھوٹ وغیرہ کو ذریعہ نہ بناوے یا کسی عبادت کو وسیلہ انکے حصول کا نہ ٹھہراوے کیونکہ عبادت سے پیدا کرنا مال وجاہ کا گناہ وحرام ہے اور یہی انجام ریا کا بھی ہے پھر دوسرے شخص کو اپنا معتقد کرنا تین طرح پر ہوتا ہے جو صورت کہ ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ اوسکو ایسی صفت کا معتقد کرے جو اپنے آپ مین نہو جیسے علم یا تقوی یا سیادت یہ حرام ہے کیونکہ دروغ ودھوکا دینا ہے خواہ قول مین ہو یا معاملہ مین المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور اور مباح صورت یہ ہے کہ جس صفت کے ساتھ متصف ہے اوسی رتبہ کا طالب ہو جس طرح یوسف صدیق علیہ السلام نے حاکم مصر سے کہا قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم دوسری صورت مباح کی یہ ہے کہ اپنے کسی عیب یا گناہ کو مخفی رکھے جس سے دوسرے کی نظر دین سے گر جائے کیونکہ گناہ کا مخفی رکھنا جائز ہے اسمین کچھ دھوکا دینا نہین ہے مثلاً ایک شخص شراب خوار ہے مگر حاکم سے نہین کہتا کہ مین شراب پیتا ہون اور نہ یہ اظہار کرتا ہے کہ مین پرہیزگار ہون اگر اظہار تقوی کریگا تو صریح دروغگوئی وفریب دہی ہوگی اور یہ بات بھی ممنوع ہے کہ دوسرے کے سامنے نماز بہت اچھی طرح پڑھے تاکہ وہ خوب معتقد ہوجائے اسلئے کہ یہ بالکل ریا وفریب دہی ہے سوا اسطور سے جاہ حاصل کرنا حرام ہے اور اس طرح سے مال کمانا ناجائز ان دونون مین کچھ فرق نہین کیونکہ جسطرح غیر کا مال مکر وفریب سے صفت یا عوض مین کسی شئے کے لینا درست نہین ہے اسیطرح دوسرے کے دل کا مکر وفریب سے مالک ہونا درست نہین ہے بلکہ ملکیت دلون کی بہ نسبت ملکیت مال کے بڑھکر ہے ف دل کو جو مدح وثنا سے خوشی ولذت ہوتی ہے اوسکے چار سبب ہین ایک سبب جو سب مین زیادہ قوی ہے یہ ہے کہ نفس بسبب اس مدح کے یہ جانتا ہے کہ مین صاحب کمال ہون اور ممدوح کو اپنے کمال کا شعور ہوجاتا ہے اور جس وصف کے ساتھ تعریف کیجاتی ہے یا تو ظاہر ہوتا ہے جیسے کہ مین کہ قد کا اونچا اور رنگ کا سفید ہے اسمین چندان لذت نہین مگر دوسرے کے جتانے سے کچھ نہ کچھ مزہ ملتا ہے یا وہ وصف ایسا ہے جسمین شک کو مجال ہے تو اوس سے بہت لذت ملتی ہے جیسی تعریف ساتھ کمال علم یا کمال ورع یا حسن مطلق کے اور ہجو مذمت کے برا لگنے کا یہی سبب ہے کہ نفس کو اپنے نقصان کا شعور ہوتا ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ مدح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مداح کا دل معتقد ومسخر ومملوک ممدوح ہے اور دل کی ملکیت بہرحال آدمی کو پسند ہوتی ہے خصوصاً جبکہ ایسا شخص مداح ہو جسکو قدرت زیادہ اور اوسکے دل کے مسخر ہونیسے کام زیادہ نکلے تو اوسے زیادہ فرحت ولذت ملتی ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ ایک شخص کا تعریف کرنا اس بات کا موجب ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کا دل بھی اپنا معتقد ہوجائے

خصوصاً جب ایسا شخص تعریف کرے کہ جسکے قول پر سب متفق ہون اور اوسکا اعتبار کرتے ہون مثلاً میر مجلس یا حاکم ثنا کریگا تو مدح نہایت لذیذ معلوم ہوگی اور برائی برعکس اسکے نہایت شاق گذریگی چوتھا سبب یہ ہے کہ تعریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ممدوح صاحب حشمت و رعب ہے کہ مادح اوسکی ثنا مین گویا بولنے کو مضطر ہے خواہ بہ رغبت دل یا بزور دباؤ کیونکہ اپنا دباؤ بھی آدمی کو اچھا معلوم ہوتا ہے پھر اگر یہ چارون سبب ایک ہی مداح کی مدح کرنے مین جمع ہو جائینگے تو ظاہر ہے کہ نہایت درجہ کی لذت ہوگی اور اگر مختلف ہونگے تو اوسی قدر لذت بھی کم ہوگی پانچوان سبب تو یون دور ہو سکتا ہے کہ ممدوح یہ جانتا ہے کہ مادح اس قول مین سچا نہین ہے بلکہ بطمع صلہ نظم و تحصیل مال بذریعۂ ثنا خوانی مداح بنا ہے تو وہ لذت جو نفس کو کامل جاننے سے ہوتی وہ جاتی رہیگی پھر جب یہ جانیگا کہ مادح فقط اوپر کے دل سے کہتا ہے اور اپنے قول کا معتقد نہین ہے اور مین اس صفت سے خالی ہون تو دوسرے سبب سے جو لذت ہوتی وہ بھی نہوگی اور تیسری لذت تو اسی دوسری لذت کی تابع ہے وہ بطریق اولیٰ نہوگی رہی چوتھی لذت اوسکی وہ یہ ہے کہ یون سمجھے کہ مادح میرے خوف سے ثنا نہین کرتا بلکہ مجکو بناتا ہے اور یہ تصور ایسا ہے کہ اسکے بعد کوئی لذت باقی نہین رہتی **ف** محبت جاہ کی علاج علم و عمل سے ہوتی ہے علم سے یون کہ جس سبب سے جاہ محبوب ہوئی ہے وہ کیا ہے سو وہ سبب یہ ہے کہ لوگون کے دل و بدن پر کمال قدرت حاصل ہو اور یہ بات گذر چکی کہ اگر یہ امر میسر بھی ہو جائے تو اوسکی انتہا موت ہے یہ امر کچھ باقیات صالحات سے نہین ہے فرضاً اگر مشرق سے مغرب تک سب لوگ ایک شخص کو سجدہ کرین اور پچاس برس تک تمام روی زمین کے آدمی اوسکے لئے اسی حال پر رہین تب بھی نہ وہ ساجدین رہینگے نہ وہ خود رہیگا بلکہ اوسکا حال ویسا ہی ہوگا جیسے کہ اور اصحاب جاہ و عظمت پیوند زمین ہو گئے اور اونکے سامنے جو لوگ ذلیل و منقاد رہتے تھے وہ بھی فنا ہو گئے تو ایسے امر فانی کے لئے نہین چاہیئے کہ اپنے دین کو جسمین حیات ابدی ہے چھوڑ دے جو شخص کمال حقیقی و دوامی کو سمجھ گیا ہے اوس کے نزدیک جاہ بالکل حقیر ہوتی ہے مگر اس فہم کے لئے اوس شخص کی بصیرت کام کرتی ہے جسنے آخرت کو حاضر جان لیا ہے اور دنیا کو حقیر پہچان لیا اور جانتا ہے کہ گویا موت آچکی **حکایت** حسن بصری نے عمر بن عبد العزیز کو لکھا تھا یون جانو کہ گویا موت نے آخر کو یہ لکھدیا ہے کہ تم مر گئے یعنی زمانۂ آیندہ کو زمانۂ گذشتہ سمجھ لیا تھا عمر نے جواب لکھا یون خیال کرو کہ گویا تم دنیا مین کبھی نہ آئے تھے ہمیشہ آخرت ہی مین رہے غرضکہ ان لوگون کا التفات آخرت ہی پر تھا اور اس بات کا یقین تھا کہ العاقبۃ للمتقین لیکن اکثر لوگ یہ بینائی نہین رکھتے ہین اونکی نظر دنیا ہی پر پڑتی ہے اسی لئے اللہ نے فرمایا بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا والآخرۃ خیر وابقی اور فرمایا کلا بل تحبون العاجلۃ وتذرون الآخرۃ اور علاج عملی یہ ہے کہ ایسے کام کرے جسنے مستحق ملامت ہو اور لوگون کے دل سے اتر جائے اور اونکی نظرون سے گر جائے اور اپنے مقبول ہونیکا جو مزہ تھا وہ جاتا رہے اور گمنامی کے اور خلق کے نزدیک برا شہیر ہونے کی الفت ہو اور نرے اللہ کے قبول پر قناعت ہو یہ طریق فرقۂ ملامتیہ کا ہے کہ ارتکاب معاصی اور بری

باتون کا یہانتک کرتے ہین کہ لوگونکی نظرون سے گر جائین اور آفت جاہ سے نجات پائین ۵

بیا ای عشق رسوائے جہانم کن کہ میخواہے	نصیحت پائے مبیدران شنیدن گر دوام اکنم

مگر یہ صورت شخص مقتدا کو جائز نہین ہے کیونکہ لوگ اوسکی حرکات سے دین مین سستی کرینگے اور نہ غیر مقتدا کو فعل حرام کرنا جائز ہے بلکہ مباحات مین ایسے افعال کرے جس سے قدر اوسکی لوگونمین گھٹ جائے **حکایت** ایک بادشاہ نے ایک زاہد کے پاس جانا چاہا جب زاہد نے سنا کہ بادشاہ قریب پہنچا اپنا کھانا اور ساگ منگا کر بڑے بڑے لقمے کھانے شروع کئے بادشاہ کے دل سے اوتر گیا لوٹ آیا زاہد نے کہا اللہ کا شکر ہے جسنے تجھکو مجھسے ہٹا دیا اسی طرح بعض لوگ رنگین پیالون مین شربت پیتے تھے تاکہ دیکھنے والے کو گمان ہو کہ یہ شخص شراب خوار ہے اور اوس سے کنارہ کش رہین **حکایت** ایک بزرگ زہد مین مشہور ہو گئے تھے لوگون نے اونکے پاس ہجوم کرنا شروع کیا ناچار وہ ایک دن حمام مین گئے اور دوسرے شخص کے کپڑے پہنکر باہر نکلے عین راہ مین کھڑے ہو گئے لوگون نے کپڑے پہچان کر زدوکوب کی اور وہ کپڑے چھین لئے اور کہا کہ یہ شخص چور ہے اور پہر اونکے پاس نہ گئے سب سے بہتر طریق قطع جاہ کا یہ ہے کہ لوگون سے کنارہ کش ہو یا ایسی جگہ چلا جائے جہان کوئی اوسکو نہ جانتا ہو کیونکہ اگر اسی شہر اور اپنے گھر مین گوشہ گزین خلوت نشین ہوگا تو لوگونکو اور زیادہ اعتقاد پیدا ہوگا ترک جاہ بغیر قناعت و قطع طمع کے ممکن نہین ہے جتنے اخیار آثار ذم جاہ و شرف و مدح و قبول و ذلت مین آئے ہین اور اسے اس امر مین سند ہے یہ قول مشہور ہے المؤمن لا یخلو من ذلۃ او قلۃ او علۃ سلف نے ذلت کے عزت پر اور ثواب آخرت کو جاہ دنیا پر اختیار کیا تھا **ف** محبت مدح کی اور خوف ذم کی مہلکات مین سے ہے سو طریقہ اوسکے دور کرنیکا یہ ہے کہ جن امور سے محبت مدح و کراہت ذم اوسمین ہے اونکو دیکھے مثلاً ایک سبب یہ ہے کہ مدح مادح سے اپنے کمال پر مطلع ہوتا ہے اب سوچے کہ مجھ مین وہ کمال ہے یا نہین اگر ہے تو وہ وصف لائق مسرت ہے جیسے علم و زہد وغیرہ یا نہین ہے جیسے ثروت و جاہ وغیرہ اسباب دنیا سو متاع دنیا لائق مسرت کے نہین یہ کچھ مدح کے سبب نہین آنے کہ مدح پر خوشحال ہو اور اگر لائق فرحت ہے مثل علم و زہد کے تو بھی خوش نہو کیونکہ خاتمہ کا حال معلوم نہین علم و زہد سے تقرب کر دیتے ہین مگر خطرہ خاتمہ کا لگا ہوا ہے سو جس کسی کو یہ ڈر خاتمہ کا ہو گا اوسکو کسی شے دنیا کی خوشی آن مین بھی نہ پہنچے گی بلکہ وہ دنیا کو مقام رنج و اندوہ جانیگا نہ خوشی کی جگہ پہر اگر علم و زہد سے اسلئے خوش ہوتا ہے کہ توقع حسن خاتمہ کی ہو گئی تو چاہیے کہ اس طرح خوش ہو کہ اللہ نے اپنا بڑا فضل و انعام کیا کہ مجکو علم و زہد و تقوی عنایت فرمایا قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا مادح کی مدح پر کوئی وجہ خوشی کی نہین ہے اور اگر وہ ایسی صفت سے جو ممدوح مین موجود نہین تو اور خوش ہونا تو دیوانہ پن ہے یہ ویسی بات ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے ہنسی کی طور پر کہے کہ تمہارے پیٹ کا مواد کتنا معطر ہے اور تمہارے براز سے مہک پہ مہک خوشبو کی اوٹھتی ہے حالانکہ اوسے معلوم ہے کہ اوسکے پیٹ مین نجاست بھری ہے اور اوسمین نہایت بدبو ہوا کرتی ہے معذا پہر اس شخص کی مدح سے خوش ہونا جنون و جہل نہین ہے

تو پھر کیا ہے غرضکہ مادح اگر سچا ہو تو ممدوح اللہ کے فضل پر خوش ہو اور اگر جھوٹا ہے تو رنج کرے دوسرا سبب خوشی کا مدح پر یہ ہوتا ہے کہ ممدوح کا دل ہمارا مسخر ہو گیا ہے اس سے اور دل بھی مسخر ہونگے سو اسکا انجام جاہ و مال کا انجام ایک ہے جسکا علاج ذکر ہو چکا تیسرا سبب اپنا رعب ہے جسکے سبب سے مادح مضطر ثنا کرنیکا ہوا سو یہ بھی ایک قدرت عارضی ہے اسکو قیام نہیں پھر خوشی کس بات پر بلکہ مدح پر غم کرنا اور اوسکو برا جاننا اور اوسکی وجہ سے غصہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ آفات مدح بہت بڑی اور بری ہیں بعض اکابر نے کہا ہے جب کوئی تمکو کہے کہ تو اچھا آدمی ہے اور یہ بات تجکو پسند ہو اوس وقت کہے کہ کوئی یوں کہے کہ تو برا آدمی ہے اچھی معلوم ہو تو واللہ تو برا آدمی ہو حضرت نے فرمایا ہے اذا رایتم المداحین فاحثوا فی وجوھھم التراب صحابہ مدح سے بہت ڈرتے اور اوسکے فتنے سے بچتے تھے **حکایت** ایک خلیفہ راشد نے ایک شخص سے کچھ پوچھا اوسنے کہا آپ مجھسے بہتر و عالم تر ہیں خفا ہو کر کہا میں نے تجکو یہ نہیں کہا تھا کہ تو مجکو پاک صاف بتا **حکایت** ایک شخص نے ایک صحابی سے کہا جب تک تم لوگون میں زندہ ہو تب تک اونمیں خیر ہے غصہ میں اگر کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو عراق کا رہنے والا ہے یعنی تو ہم لوگون کی عادت سے واقف نہیں ہے ہم خوشامد پسند نہیں ہیں **حکایت** ایک اور صحابی نے اپنی تعریف سنکر کہا الٰہی یہ تیرا بندہ میرے پاس تیرے غصہ کی بات سے تقرب کرتا ہے میں تجکو گواہ کرتا ہوں کہ میں اوس سے ناراض ہوں الحاصل ان لوگون نے تعریف و خوشامد اسی لئے بری جانی کہ کہیں اس خوشی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے ممدوح اگر اللہ کے نزدیک دوزخی ہے تو مدح سے خوش ہونا کمال جہل و نادانی ہے اور مغفور ہے تو اللہ کے فضل کی خوشی چاہیئے نہ مدح کی کیونکہ اسکا کام خلق کے اختیار میں نہیں ہے **ف** علاج نفرت کا یہ ہے کہ جو شخص تمکو برا کہتا ہے تین حال سے خالی نہیں ہے یا تو اپنی بات میں سچا ہے اور براہ خیر خواہی و دلسوزی برا کہتا ہے یا سچا ہے مگر مقصد اوسکا ایذا دہی و رنج رسانی ہے یا وہ سرے ہی سے جھوٹا ہے سو اگر پہلی بات ہے تو اوسپر غصہ کرنا کیا بلکہ اوسکے کہنے پر چلنا چاہیئے وہ حقیقت میں دوست و ناصح ہے اور اگر دوسری بات ہے تو بھی نافع ہے کہ اوسنے تجکو تیرے عیب جتلا دئے جو تجکو معلوم نہ تھے یا اگر تو اونکو اچھا سمجھتا تھا تو کیا برا کیا کہ اوسکی برائی بتا دی تاکہ تجکو اوسکے دور کرنے کی حرص پیدا ہو بلکہ جب مدح سننے سے ایسے اسباب سعادت ہاتھ آئیں تو طلب میں اس سعادت کے مشغول ہونا چاہیئے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ تیرا قصد کسی بادشاہ کے پاس جانیکا ہے اور تیرے کپڑے میں غلیظ لگا ہو جسکی تجھے خبر نہیں ہے اگر تو اسی طرح وہان چلا جاتا تو کیا عجب تھا کہ تیری گردن ماری جاتی اب اگر کسیسے تجکو کہدیا کہ تو نجاست آلود ہے آپ کو پاک صاف کرلے تو تجکو چاہیئے کہ تو اس کہنے سے خوش ہو اور اوسکا احسان مان اور اس اطلاع کو غنیمت جان اسی طرح جتنے اخلاق بد ہیں آخرت میں سب آدمی کے مہلک ہیں اونکو آدمی دشمن کے کہنے سے پہچان لیتا ہے اور دشمن کا مقصد جو ایذا دہی ہے تو وہ اپنے دین کی خرابی کرتا ہے مگر تیرے حق میں اوسکا کہنا غنیمت ہے تیسری صورت یہ ہے کہ وہ مفتری ہے یعنی جو عیب وہ تجھ میں بتاتا ہے تو

اوس سے نزدیک اللہ پاک کے بری ہے تو اس حال مین بُرا ماننا کیا بلکہ اللہ کا شکر کرے کہ اگرچہ یہ عیب خاص مجھہ مین نہین ہے لیکن اس جیسے اور عیوب مجھ مین جنکی خبر اسکو نہوئی دوسرے یہ کہ اسکا کہنا باقی عیبون کا کفارہ ہوا گویا اوسنے یہ گنہ تیرے ذمہ لگایا مگر اور عیوب سے پاک کر دیا جنمین تو حقیقۃً آلودہ تھا علاوہ اسکے جو تیری خصلت کرتا ہے وہ اپنی نیکیان پاس تیرے ہدیۃً بھیجتا ہے اور جو مدح کرتا ہے وہ تیری گردن مارتا اور کمر توڑتا ہے تو یہ کیا بات ہے کہ تو گردن زنی اور کمر شکنی سے خوش ہو اور نیکیان آئیسے رنجیدہ تیرے اوس بیچارہ نے اپنے دین کی خرابی کی اللہ کی نظر سے گر گیا اس افترا و کذب سے نفس کو ہلاک کیا مستحق عذاب الیم ہوا اب خدا کے غضب کے ہوتے ہوئے تجھکو اوسپر غصہ کرنا کیا ضرور ہے اوسکو بد دعا دینے سے شیطان خوش ہوتا ہے بلکہ اوسکے لئے دعای خیر کرے جنگ احد مین جب دانت حضرتؐ کا شہید ہوا اور حمزہ مارے گئے کہا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون **حکایت** جس آدمی نے ابراہیم بن ادہم کا سر مجروح کیا تھا اونھون نے اوسکو دعای خیر دی پوچھا تو کہا مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اوسکے سبب سے مجھے اجر ملیگا تو مجھے اچھا نہ لگا کہ مجھے تو اوسکے سبب سے ثواب ملے اور میرے سبب سے اوسکو عذاب ہو خاص یہ ثمیر اگر طالب مال و جاہ و محب مدح و ثنا و نافر مذمت کو توقع سلامت دین کی نرکھنا چاہیے کیونکہ ان امور کے سلامتی دین کی بہت دور ہے واللہ اعلم **ف** احوال خلق کی بابت مدح و ذم چار طرح پر ہوتے ہین ایک یہ کہ مدح سے خوش ہو کر شکر گزار ہو اور مذمت سے ناخوش ہو کر بُرا کہنے والے سے انتقام لیے یا انتقام لینے کو اچھا سمجھے یہ حال اکثر خلق کا ہے درجات معاصی جو اس اعتبار سے ہوتے ہین اونمین کا اعلیٰ درجہ یہی ہے دوسرے یہ کہ مذمت جی مین تو بُری لگے لیکن زبان و اعضا سے بدلہ اوسکا نہ لے یہ صورت بھی نکمی ہے اگرچہ بہ نسبت پہلی صورت کے اچھی ہے تیسرے یہ کہ مدح و ذم دونون یکسان نظر آئین یہ درجہ کمالات مین اعلیٰ و اولیٰ ہے لیکن جب تک امتحان مہوب تک نہ ہوگا رہتا ہے اسکی تصدیق کی جہہ علامتین ہین ایک یہ کہ زیادہ نشست بدگو کی گران نہو جتنی دیر مداح کا بیٹھنا بھاری گزرے اوتنا ہی مذمت والے کا دوسرے یہ کہ فضا حوائج مین دونون کو برابر رکھے تیسرے یہ کہ دونون کی مجلس سے چلا جانا یکسان ہو مذمت والے کا جانا بہ نسبت مادح کے زیادہ اچھا نہ لگے چوتھے یہ کہ دونون کی موت کا غم برابر ہو مادح کے لئے زیادہ غم نکرے پانچوین یہ کہ مداح کے مصائب پر بہ نسبت ذامّ کے زیادہ رنجیدہ نہو چھٹے یہ کہ خطا مادح کی دل پر اور نظر مین بہ نسبت ذام کے خفیف معلوم ہو مگر یہ رتبہ سوم نہایت سخت و مشکل ہے چوتھا رتبہ جو صدق العبادت ہے وہ یہ ہے کہ مداح کو بُرا جانکر ناخوش ہو اسلئے کہ مدح اسکے حق مین کمر شکن گردن زن ہے اور ذامّ کو دوست رکھے کہ اوسنے اسکے عیب بتا دئے اور اپنی نیکیان تحفہ مین دیدین یہ رتبہ بھی نہایت سخت و دشوار ہے ہم جیسے لوگونکی اوس سرے کی طمع فقط رتبہ دوم مین ہے کہ ذامّ کی برائی مداح کی بھلائی دلمین ہو مگر قولاً و عملاً ظہور مین نہ آئے اور تیسرے رتبہ کی طمع تو ہمکو نہین ہو سکتی بلکہ اگر ہم اپنے نفسونمین علامات دوسرے رتبہ کی جو پھر کرین تو وہ بھی پوری نہین ہوتی اور اسوقت مین جو شخص کہ مداح و ذامّ کو

ظاہر افعال میں برابر کرے اوسکو پیشوا جاننا چاہیے اوسکا حکم کبریت احمر کا ہے مگر ایسا شخص کوئی معلوم نہیں ہوتا جب تک دوسرے مرتبہ کا شخص ہی نہیں سوجتا تو اوپر کے دو مرتبوں کا متصف کہاں ہوگا ۵

عنقا شکار کس نشود دام باز چین		کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را	

ان مراتب میں سے بھی ہر ایک رتبہ میں بہت سے درجے ہیں کوئی شخص تھنا مدح وثنا کی اپنی شہرت کے لئے کرتا ہے اور اسکے حاصل کرنیکو عبادت ظاہری بجالاکر ممنوعات سے بچتا رہتا ہے تاکہ سب لوگ اوسکی تعریف کریں ایسا آدمی ہالکین میں داخل ہے کوئی طالب اس مطلب کا مجاہدات سے ہوتا ہے تو ایسا آدمی کنارہ پر لگا ہے یہ بھی پہلے شخص سے لگ بھگ ہے یعنی تباہ کار کوئی طالب مدح وثنا نہیں اور نہ اوسکے لئے ساعی ہے لیکن جب مدح ہو تو دل پر اوسکے سرور آتا ہے اگر مجاہدہ سے دور نکرے تو فرط سرور سے پہلے درجہ تک پہنچ جائے اور اگر بزور مجاہدہ برائی اوسکے دل میں ڈالے تو کبھی ہار جاتا ہے اور کبھی جیت جاتا ہے کوئی اپنی تعریف سنکر خوش ہوتا ہے اور نہ رنجیدہ لیکن کسیقدر تعریف اوسمیں اثر کرتی ہے سو گو یہ شخص پورا اخلاص نہیں رکھتا لیکن تاہم اچھا ہے کوئی تعریف سنکر برا جانتا ہے لیکن مادح پر غصہ نہیں کرتا سب میں اعلی درجہ یہ ہے کہ تعریف کو برا جانکر غصہ ہو اور سچا اظہار غضب کرے دل سے نہ فقط ظاہر میں اگر دل میں خوش اور ظاہر میں ناخوش ہوگا تو یہ عین نفاق ہے اسی طرح باب ذم میں بھی درجات ہیں ادنی درجہ یہ ہے کہ مذمت سنکر غصہ کرے اور اعلی درجہ یہ ہے کہ مذمت پر اظہار خوشی کرے یہ اوسی شخص سے ہوگا جو اپنے نفس کی طرف سے دل میں غصہ اور کینہ رکھتا ہوگا کہ یہ بڑا سرکش وعیب دار نہایت خراب وعدہ ہے بہت سے مکر وفریب وخبث رکھتا ہے کیونکہ آدمی سب طرح کے حسنات میں تو قاصر نہیں رہ سکتا کیا عیب ہے کہ یہ مذمت اوسکے ان عیبوں کا جبر کرے کہ جنکا دور ہونا اس سے دشوار ہے ف یا حرام ہے اور ریا کار نزدیک خدا کے مغضوب ہوتا ہے یہ بات آیات واخبار وآثار سے بخوبی ثابت ہے قال تعالی الذین ھم یراؤن وقال تعالی والذین یمکرون السیئات لھم عذاب شدید ومکر اولئک ھو یبور مجاہد نے کہا مراد اس سے ریاکار لوگ ہیں وقال تعالی انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا یہ مدح ہے اہل اخلاص کی وقال تعالی فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا اس آیت میں ریا کو شرک کہا ہے حدیث ابوہریرہ میں ذکر شہید ومتصدق وقاری یعنے عالم کا آیا ہے کہ اللہ اونکو کہیگا تم جھوٹے ہو تمنے یہ کام ریا کے لئے کئے تھے تاکہ سخی ومولوی وشہید کہلاؤ معلوم ہوا کہ ثواب نہ ملا اور سب اعمال برباد ہوگئے اور فرمایا ہے بڑا ڈر مجکو تم پر شرک اصغر کا ہے پوچھا وہ کیا ہے کہا ریا اللہ دن قیامت کے فرمائیگا کہ جاؤ پاس اونکے جنکے لئے یہ کام کیا تھا جب جزا ایک وادی ہے جہنم میں اوسمیں قرار مراین یعنے عذاب پاکر رہ جائیں گے یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ جسنے کسی عمل میں میرے غیر کو شریک کیا وہ سارا عمل اوسی کے لئے ہے میں اوس سے بری ہوں انا اغنی الاغنیاء عن الشرک بس عمل میں ذرہ برابر ریا ہوتی ہے اللہ اوسکو قبول نہیں کرتا

معاذ نے رفعاً کہا ہے کہ ادنی ریا شرک ہے ریاکار روز تین نامون سے پکارا جائیگا ای فاجری غادر ای مرائی تیرے عمل ضائع ہوئے اور ثواب جاتا رہا **حکایت** عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو گردن جھکائے دیکھا کہا ای گردن والے اپنا سر اوٹھا خشوع کچھ گردنون مین نہین ہے بلکہ دلون مین ہے ابوامامہ نے ایک شخص کو مسجد مین سجدہ کے درمیان روتے دیکھا کہا تو یہ بات اگر اپنے گھر مین کرتا تو بہت اچھا ہوتا علی مرتضی نے کہا ریاکار کی تین علامتین ہین جب اکیلا ہو سست ہو جب مجمع مین ہو خوش ہو جب کوئی اوسکی تعریف کرے تو عمل زیادہ کرے اگر کوئی مذمت کرے تو کم کرے حسن نے کہا ریاکار قیامت کے دن چار نامون سے پکارا جائیگا ای ریاکار ای زیان کار ای کار بدکار جا جسکے لئے تو نے عمل کیا ہے اوسی سے اپنی اجرت لے ہمارے پاس تیرے لئے کوئی اجر نہین ہے عکرمہ نے کہا کہ اللہ بندے کو نیت پر اٹھاویگا کہ اوسنے عمل پر ندیگا اسلئے کہ نیت مین ریا نہین ہوتا ہے فضیل رح کہتے تھے جو کوئی ریاکار کو دیکھا چاہے وہ مجھے دیکھ لے ابو سلیمان نے کہا کہ بہ نسبت عمل کے عمل کا بچانا بہت سخت ہے **ف** ریا کے اصلی معنی یہ ہین کہ لوگو کو اچھے خصال دکھا کر اوسکے دلون مین منزلت حاصل کرنا یہ بات عبادات مین ہوتی ہے مگر جاہ کا طلب کرنا اور ریا کا خواہان ہونا ایسے اعمال سے جو داخل طاعت نہین ہین بہ نسبت طاعت کے خفیف ریا ہے آدمی اپنی نمود پانچ چیزون سے لوگو مین کرتا ہے دینداری انہین پانچ قسمون سے نمود کرتے ہین ایک نمود بدن کی یہ دین کے باب مین اسطرح پر ہوتی ہے کہ بدن پر لاغری و زردی ظاہر کرے تاکہ لوگون کو یہ خیال ہو کہ یہ دین مین بہت محنت کرتا ہے اور اسپر دین کا خوف غالب ہے آخرت کا ڈر بہت ہے تو بلا ہونیسے یہ معلوم ہو کہ غذا بہت کم کھاتا ہے اور زردی رنگ سے یہ وہم ہو کہ شب بیدار ہے اسی طرح بالون کا بکھرا رہنا دلیل ہے اسپر کہ دین کی فکر بہت ہے فرصت کنگھی کرنے کی نہین ملتی اسی کے قریب پستی آواز اور آنکھون کا گڑھا جانا کہ راتون کو اور لبون کا پژمردہ رہنا کہ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ شخص صائم الدہر ہے اسی لئے عیسی علیہ السلام نے کہا تھا کہ جب کوئی تم مین روزہ رکھے تو سر مین تیل ڈالے کنگھی کرے سرمہ لگائے اسی طرح ابو ہریرہ و ابن مسعود سے بھی مروی ہے یہ سب معاملہ اسی لئے ہے کہ کہین شیطان طرف ریا کے نہ جھکا دے یہ طور بدن کے نمود کا اہل دین کرتے ہین دیندار بہ عکس اسکے فربہی صفائی رنگ راستی قد خوب صورتی اور جسم کی پاکیزگی اور اعضا کی قوت اور اونکا متناسب ہونا ظاہر کرتے ہین خوب چکنے چپڑے بنے رہتے ہین دوسری قسم ہیئت و لباس ہے مثلاً سر کے بالون کو پراگندہ رکھنا موچھون کو مونڈنا راہ مین گردن ڈال کر چلنا آہستہ آہستہ حرکت کرنا سجدہ کا نشان ماتھے پر باقی رکھنا موٹے کپڑے پہننا کمل کی عبا پہننا اوسکے دامن پنڈلیون تک اونچے رکھنا آستین چھوٹی کرنی میلے پھٹے کپڑے رکھنا اونکا نہ دھلانا یا بے علم آدمی علما کا لباس پہنے تاکہ لوگ اوسکو عالم سمجھین تیسری قسم نمود ہے قول مین اسمین اہل دین کی نمودیون ہے کہ ریا کے لئے وعظ و نصیحت کرنا حکمت و دانائی کی بات کہنا اخبار و آثار کا اسلئے یاد کرنا کہ روز مرہ کے محاورے مین کام آئے

لوگون کو کثرت علم و زیادتی توجہ کے احوال سلف پر معلوم ہو اور سامنے لوگون کے ذکر کے لئے ہونٹ ہلاتے رہنا اور اہل معاصی پر افسوس ظاہر کرنا اور تلاوت مین تیبی آواز نکالنا تاکہ خوف و حزن ثابت ہو اور بہت سے محدثین کی ملاقات ظاہر کرنا اور اگر کوئی حدیث بیان کرے تو جلدی سے کہدینا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح تاکہ حدیث دان ہونا معلوم ہو اور کسی کے الزام دینے کو مجادلہ اور تقریر ناحق کر بیٹھنا اس طرح کی صدہا باتین ہین جنکا شمار نہین چوتھی قسم عمل کی نمود ہے مثلاً نماز مین دیر تک قیام کرنا لمبا سجدہ و رکوع کرنا گردن جھکانا التفات کا ترک کرنا سکون و وقار کا ظاہر کرنا اسی طرح روزہ جہاد حج صدقہ اور کھانا کھلانے مین بھی ریا ہوتا ہے اور چلنے مین ملاقات کے وقت فروتنی کرنا مثلاً آنکھین نیچی کرنا منہ جھکانا بات وقار سے کرنا اپنے کام مین تیز چلنا اور جب کوئی سامنے آجائے تو آہستہ روی کرنے لگنا اور دنیادارون کی نمود یہ ہے کہ تکبر و تبختر سے چلنا ہاتھون کا ہلانا قدم قریب قریب رکھنا دامن کو تھامے رہنا دونون ہیئت پر ہاتھہ دھرنا وغیرہ امور جنسے جاہ و حشمت معلوم ہو پانچوین قسم کی نمود ملاقات اصحاب و احباب ہے مثلاً کوئی بہ تکلف اس بات کا خواہان ہو کہ فلان عالم یا عابد میری ملاقات کو آئے تاکہ لوگ یہ جانین کہ یہ شخص بڑا دیندار ہے کہ ایسے لوگ اوسکے پاس آتے جاتے ہین یا کسی بادشاہ یا حاکم کا آنا چاہے تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ بڑا دیندار ہے کہ حاکم بھی اس سے برکت حاصل کرنے کو اوسکے پاس آتے ہین یا بہت سے شیوخ و مرشدین کا ذکر کرے تاکہ ثابت ہو کہ اسکی ملاقات بہت سے اکابر سے ہوئی ہے اور سب سے استفادہ کیا ہے سو جن چیزون سے لوگ ریا کرتے ہین وہ انہین پانچ قسمون مین ہوتی ہے ہر ایک کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ لوگون کے دلون مین جاہ و منزلت حاصل ہو اور بعض لوگ حسن اعتقاد خلق کو اپنے حق مین جانکر قانع ہو جاتے ہین جیسے بہت فقیر اپنے تکیہ سے برسون نہین نکلتے اور بہت سے عابد پہاڑون کی چوٹی پر مدتون عزلت گزین رہتے ہین اور اونکی زندگی اسی اعتبار سے ہے کہ ہماری منزلت و وجاہت لوگون کے دلون مین قائم ہے جاہ کی محبت ایسی مزہ دار ہے کہ ہنوز اوسکا چسکا اسکو موجود ہے کیونکہ یہ ایک طرح کی قدرت و کمال ہے گو سریع الزوال ہے اکثر جاہل آدمی اسکے دھوکے مین آجاتے ہین پھر کوئی ہمزاد اسکے طالب مدح و ثنا ہوتا ہے اور کوئی اپنا شہرہ ملکو نہین چاہتا ہے تاکہ بہت سے لوگ اوسکی طرف رجوع کرین اور کوئی حکام کے نزدیک طالب شہرت ہوتا ہے تاکہ اوسکی سفارش قبول ہو اور عوام مین اقتدار حاصل ہو اور کوئی ریا سے طالب مال و زر ہوتا ہے گو وہ مال وقف کا یا یتیمون کا ہو یا مال حرام ہو یہ طبقات ریاکارون کے سب مین زیادہ بُرے ہین پھر بعض ریا حرام ہے اور بعض مکروہ اور بعض مباح اگر یہ ریا غیر عبادات سے ہے تو حرام نہین تھوڑی سی جاہ جسکے سبب سے آفات سے محفوظ رہے ویسی ہے جیسے یوسف علیہ السلام نے کہا تھا انی حفیظ علیم یا ان جب کثرت جاہ کی موجب کسی شے کا جائز کی ہوگی تو بہتر نہین بلکہ صرف ہمت ریا مین مثل مال کے بڑے تمام برائیون کی ہے اسمین مصروف کرنا ہمت کا دین کا نقصان ہے گو حرام نہو کوئی گھر سے اچھے کپڑے پہنکر واسطے دکھانے خلق کے نکلے تو یہ حرام نہین

اسلئے کہ یہ ریا عبادت سے نہین ہے اسی طرح اگر کوئی شخص آپکو لوگونکی نظرون مین اچھا کرنا چاہے اس خیال سے کہ اونکی مذمت اور ملامت سے بچا رہے اور اونکی توقیر وحرمت سے راحت پائے تو یہ امر مباح ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو چیزین عبادت نہین ہین اونمین ریا کرنا مباح ہوتا ہے اور کبھی طاعت وکبھی مذموم جیسی غرض ریا سے مطلوب ہوگی ویسا ہی حکم اوس ریا کا ہوگا مثلاً کوئی شخص اپنا مال اغنیا کو دیتا ہے نہ عبادت کے طور پر نہ صدقہ کی وضع پر بلکہ اسلئے کہ لوگ اوسکو سخی جانین تو یہ ممنوع ہے اور حرام نہین اسی طرح اور مثالین ہین اور جو ریا عبادت مین ہوتی ہے اوسکے دو حال ہین ایک یہ کہ سوا ریا کے اور کچھ ارادہ نہین نہ اجر وثواب مطلوب ہے تو یہ عبادت باطل ہے کیونکہ یہ عمل بہ نیت عبادت کے نہین ہوا کہ نیت پر اجر ملے اور یہی نہین کہ فقط عبادت باطل ہوگئی اور جیسا قبل عبادت کے تھا ویسا ہی رہا بلکہ اس عبادت سے عاصی ونافرمان ہوا اس قسم کی ریا مہلک ہے اسلئے اوسکو شرک اصغر فرمایا ہے دوسرے یہ کہ ثواب ورج دونون مراد ہون مثلاً نماز وروزہ سے غرض حصول اجر آخرت اور کوئی نہ ہو تو یہ وہ شرک ہے جو اخلاص کے مقابل ہے سعید بن مسیب وعبادہ بن صامت کے نزدیک ایسی عبادت مین بھی مطلقاً ثواب نہین ہوتا ف ریا کے درجات ہین اور ہوسکے تین رکن ہین ایک خود قصد ریا دوسرے جس چیز سے ریا ہوتا ہے تیسرے جسکے لئے ریا کیا جاتا ہے قصد ریا کی چار صورتین ہین ایک جو سب مین سخت تر ہے یہ ہے کہ ارادہ ثواب کا مطلقاً نہو جیسے کوئی شخص لوگونکے سامنے نماز پڑھے تنہا ہو تو نہ پڑھے یا بے وضو کہا ہو جائے تو یہ نری ریا ہی ریا ہے اسلئے نزدیک خدا کے مغضوب ہے دوسرے یہ کہ ارادہ ثواب کا تو ہے مگر ضعیف ہے کہ اگر خلوت مین ہوتا تو یہ قصد ثواب اتنا نہ تھا کہ اوسکے سبب سے وہ عمل ضرور کرتا لکن اگر قصد ثواب نہوتا تو قصد ریا ایسا قوی تھا کہ اوسکے سبب سے ضرور عمل کرتا یہ صورت قریب صورت اولی کے ہے تیسرے یہ کہ قصد ثواب ریا دونون برابر ہون مثلاً اگر دونون قصد جمع ہوتے ہین تو عمل کرتا ہے اور ایک قصد جدا ایک قصد نہو تو عمل کی رغبت نہین کرتا تو اس حال مین توقع ہے کہ نہ ثواب ہو نہ عذاب یا ثواب اوتنا ہو جتنا عذاب ہو بظاہر احادیث یہ ہے کہ ایسا شخص بھی نہین بچیگا چوتھے یہ کہ قصد ریا ضعیف ہو اور قصد ثواب قوی تو ہمارے گمان مین اصل ثواب باطل نہوگا بلکہ اوسمین کچھ ناقص ہو جائیگا یا بقدر ریا عذاب اور بقدر قصد ثواب اجر پائیگا آگے خدا جانے اور اس ارشاد سے انا اغنی الاغنیا عن الشرک مراد وہ صورت ہے کہ قصد ریا وثواب دونون مساوی ہون یا قصد ریا غالب ہو دوسرا رکن وہ امور ہین جنسے ریا ہوتا ہے جیسے طاعات وعبادات اسکی دو قسمین ہین ایک اصول عبادات سے ریا کرنا ایک اوصاف عبادات سے قسم اول انمین سے بہت بری ہے اور اوسکے تین درجے ہین ایک یہ کہ اصل ایمان ہی سے ریا منظور ہو یہ صورت سب صورتون سے بدتر ہے ایسا ریاوالا ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اسی طرف اشارہ ہے اس آیت مین اذا جاءک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول الله الآیہ یعنی انکا قول موافق انکے باطن کے نہین ہے انکے حق مین اور بہت سی آیتین آئی ہین اور نفاق شروع اسلام مین بہت تھا اور فی زمانہ یہ بات تو کم ہے مگر

اس طرح کے نفاق اب بھی بہت ہیں کہ مثلاً بعض لوگ ملحدوں کے قول پر جھکتے ہیں دوزخ و جنت و قیامت کا باطن میں انکار کرتے ہیں یا اسکے اوّل ہیں کہتے ہیں کہ معاد روحانی ہے نہ جسمانی یا کسی اور کفر و بدعت کے معتقد ہیں حالانکہ ظاہر میں برخلاف اوسکے بیان کرتے ہیں سو اس قسم کے لوگ منافق ریاکار ہوتے ہیں یہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اس ریا سے بڑھکر اور کوئی ریا نہیں یہ لوگ تجھے کافروں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں دوسرا درجہ یہ ہے کہ اصل دین کی تصدیق ہے مگر اصول عبادت سے ریا منظور ہے یہ درجہ بھی نزدیک اللہ کے بہت بُرا ہے گو پہلے درجہ کی نسبت کم ہے جیسے ایک شخص کا مال دوسرے کے قبضہ میں ہو وہ کہے میرے مال کی زکوٰۃ دیدے یہ اس طرح سے کہ میں وہ مجلس بُرا نہ کہے اور اللہ جانتا ہے کہ اگر یہ مال اسکے قبضہ میں ہوتا تو ہرگز یہ زکوٰۃ نہ دیتا یا یہ شخص لوگوں میں موجود ہے اور وقت نماز کا آگیا تو نماز پڑھ لی اگر اکیلا ہوتا تو نہ پڑھتا یا رمضان میں روزہ رکھا مگر لوگوں سے علیحدگی چاہتا ہے کہ روزہ نہ رکھنا پڑے یا جمعہ میں حاضر ہوتا ہے اگر خوف لوگوں کے بُرا کہنے کا نہ ہو تو کبھی نہ آئے یا صلۂ رحم یا والدین سے سلوک یا جہاد یا حج لوگوں کے ڈر کے مارے کرتا ہے نہ اپنی رغبت سے تو اس طرح کے ریاکار کے ساتھ اصل ایمان قائم ہے کہ سوا اللہ کے اور کو معبود نہیں جانتا اور اگر کوئی غیر اللہ کو اوس سے سجدہ کرائے یا عبادت تو نکرے لیکن سستی کے سبب سے عبادت کا تارک ہے تو اسطرح کا اعتقاد نہایت جہل ہے ایسا شخص خدا کے غضب میں مبتلا ہونیکے لائق ہے تیسرا درجہ یہ ہے کہ نہ ایمان سے ریاکرے نہ فرائض سے بلکہ نوافل و مستحبات سے ریاکرے جنکے چھوڑنیسے گناہگار نہیں ہوتا لیکن اگر اکیلا ہو تو اوسمیں رغبت نکرے اور کسل طبیعت کو ثواب پر ترجیح دے مگر ریا کے سبب سے اونکو بجالاتا ہے جیسے نماز جماعت میں شریک ہونا بیمار کی عیادت کرنا جنازہ کے ساتھ جانا مُردے کا غسل دینا رات کو تہجد پڑھنا عرفہ عاشورہ کا روزہ رکھنا یہ سب کام ریا کا خوف سے مذمت خلق کے کیا کرتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اگر اکیلا ہوتا تو فرض سے زیادہ کچھ نہ کرتا سو گو اس درجہ والا شخص بھی بُرا ہے مگر پہلے کی نسبت کم ہے دوسری قسم اوصاف عبادت سے ریا کرنا ہے اسکے بھی تین درجے ہیں ایک یہ کہ ایسے کام میں ریا کرے جسکے ترک سے نقصان عبادت ہو جیسے کوئی شخص جلد نماز پڑھنا چاہے اور رکوع و سجدہ و قراءت و قیام میں تخفیف کرے مگر جب لوگ دیکھتے ہوں تو ارکان کو اچھی طرح بجالائے ابن مسعود نے کہا جو شخص ایسا کرتا ہے وہ اپنے رب کی حقارت کرتا ہے سو ایسا ریا بھی ممنوع ہے کیونکہ اسمیں ترجیح مخلوق کی خالق پر پائی جاتی ہے مگر جیسی ریا اصول عبادت میں بُری تھی ویسی بُرائی اسمیں نہیں ہے دوسرے یہ کہ ایسے فعل میں ریاکرے جسکے ترک سے عبادت میں نقصان نہو مگر اوسکے کرنیسے عبادت کا کامل ہونا متصور ہو جیسے رکوع و سجدہ و قیام کو دراز کرنا اور ہاتھ اوٹھاتے وقت اچھی ہیئت بنانا اور تکبیر اول کے لئے سبقت کرنا یا صوم رمضان میں زیادہ تر خلوت میں بیٹھنا اور بہت ساخاموش رہنا یا زکوٰۃ میں بہتر مال نکالنا کہ اگر تنہا ہوتا تو ایسا نکالتا تیسرے یہ کہ ریا ایسے کاموں میں کرے کہ نوافل سے بھی خارج ہوں جیسے جمعہ میں سب سے پہلے آنا اور

اور صفت اول کا قصد کرنا اور امام کی دہنی طرف بیٹھنا کہ جنکی پروا انتہائی مین نکرتا یہ اقسام ریا کے بہ نسبت رکن دوم کے ہین اور بعض صورتین بہ نسبت بعض کے زیادہ بُری ہین اگرچہ بُری تو سب ہی ہین تیسرے رکن کا وہ ہے جسکے واسطے ریا ہوتا ہے کیونکہ ریا کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے خواہ مال کی محبت سے یا جاہ کے لئے یا کسی اور غرض کے لئے اسکے بھی تین درجے ہین ایک درجہ جو سب مین غلیظ اور بہت بُرا ہے یہ ہے کہ ریا سے کسی گناہ پر قابو پانا مقصود ہو جیسے عبادت و تقوی کرنا اسلئے کہ لوگ امین سمجھکر ولایت وقف سپرد کرین یا امانت رکھین تو اوسکو غصب کرے یا بیٹے یا لباس صوفیانہ پہنے اور کلام ناصحانہ و حکیمانہ کرے اور مطلب یہ ہو کہ کوئی عورت یا لڑکا پھنس جائے تو اوس سے بدکاری کرے یا امانت کا انکار کرکے رفع تہمت خیانت کے لئے مال خیرات کرے تاکہ لوگ یہ خیال کرین کہ جب یہ اپنا مال دیتا ہے تو غیر کا مال کس طرح لیسکتا ہے۔ کہہ لیا ہوگا دوسرے یہ کہ مقصود ریا سے کوئی لذت مباح دنیا کی ہو جیسے مال کا ملنا یا عمدہ خوبصورت یا شریف کا نکاح مین آجانا یا علم و عبادت ظاہر کرنا تاکہ کسی عالم و عابد کی لڑکی نکاح مین آجائے سو اس طرح کی صورتین ممنوع ہین پہلی صورت مین طاعت خدا کو وسیلہ معصیت کا ٹھیرایا تھا اب طاعت ہے طالب لذائذ دنیا ہوا مگر یہ درجہ اگلے درجے سے کم ہے اسمین جس چیز کا طالب ہے وہ مباح تو ہے تیسرے یہ کہ ریا سے نہ معصیت غرض ہے نہ مال نہ نکاح لیکن اظہار عبادت اسلئے ہے کہ کوئی اوسکو نظر حقارت سے نہ دیکھے اور یہ نجانے کہ وہ مثل عوام کے ہے بلکہ خواص و زہاد مین تصور کرے جیسے کسی کے سیری ران نہایت نرم دل ہے اوسی یہ خوف ہے کہ اگر مین روزہ رکھون گا تو بیمار پڑ جاؤنگا اسلئے جیسے روزہ نہین رکھتے دیتے وقس علی ہذا یہ بیان ہے ریا و اہل ریا کا تفصیل اس اجمال کی اصل کتاب مین ہے سب قسم کی ریا غضب الٰہی مین داخل ہے اور یہ ریا بڑی سخت مہلکات مین سے ہے اور نہایت خفی ہے اسی سبب سے بڑے بڑے عالم اسمین لغزش کھا جاتے ہین پہلوانوں کا کیا ذکر ہے جو آفات نفس و مہلکات دل سے آگاہ ہی نہین ہین **ف** ریا دو طرح پر ہے ایک جلی ایک خفی ریا جلی وہ ہے جو آدمی کو باعث ہو عمل پر گو قصد ثواب نہو ایسا ریا سب اقسام سے زیادہ تر واضح ہے اور جلد سمجھ مین آجاتا ہے ریا کار یہی جان لیتا ہے کہ مینے ریا کیا اور اس سے ذرا پوشیدہ وہ ریا ہے کہ اگر فقط وہی ریا ہو تو موجب عمل کے تو نہو لیکن جس عمل کو بارادہ ثواب کرتا ہے وہ بسبب اُس ریا کے سہل معلوم ہوتا ہے جیسے کسی کی عادت روزمرہ تہجد پڑھنے کی ہو مگر کچھ گرانی و سستی کے ساتھ تہ کن اگر کوئی مہمان گھر مین آگیا تو ادائی تہجد سے خوشدل ہوا اور ادا کرنا تہجد کا آسان گذرا اور جانا کہ اگر توقع ثواب کی ہوتی تو فقط اس مہمان کے دکھانیکو پڑھتا سو یہ قسم بہ نسبت پہلی قسم کے خفی ہے اس سے بھی زیادہ خفی وہ ریا ہے کہ نہ موجب عمل کے ہو اور نہ عمل کو آسان کرے اسکی پہچان یہ ہے کہ اپنے عمل پر لوگون کی اطلاع سے خوش ہو یہ سرور دلیل ہے ریائی خفی پر جیسے آگ پتھر مین چھپی ہوتی ہے ویسے ہی یہ ریا دل مین مخفی تھا لوگونکی اطلاع بمنزلہ چقماق کے ہوگئی اور اوسنے اثر فرحت و سرور کا ظاہر کردیا اس سے بھی زیادہ خفی وہ ریا ہے جسمین نہ خواہش اطلاع ہو نہ ظہور طاعت و سرور مگر یہ چاہے کہ جب لوگونکی اوسپر نظر پڑے تو وہ ابتدا السلام

کہین کشادہ روئی و توقیر سے پیش آئین ثنا خوان رہین ہمارے کام کرنے مین خوش ہون معاملات بیع و شرا مین رعایت کرین مجلس مین اپنی جگہ مین عجب نہین کہ یہ ثواب کو جبط کرے اس سے بجز صدیقین کے اور کوئی نہین بچیگا علی مرتضیٰ نے کہا ہے قیامت کے دن اللہ عالم سے کہیگا کیا لوگ تمہارے لئے نرخ ارزان نہین کرتے تھے کیا تمکو پہلے سلام نہین کرتے تھے کیا تمہاری حاجتین پوری نہین کرتے تھے اور حدیث مین آیا ہے لا اجر لکم قد استوفیتم اجورکم خلاصہ لوگ ہمیشہ ریا خفی سے ڈرتے رہتے ہین جسطرح اور لوگ اپنی برائی چھپانے کے حریص ہوتے ہین اس سے زیادہ یہ لوگ اپنے اعمال صالحہ کے پوشیدہ رکھنے مین حرص کرتے ہین یہ سب اسی توقع پر کہ اونکے اعمال صالحہ اخلاص کے ساتھ رہین کیونکہ اونکو یقین ہے کہ اللہ سوا عمل خالص کے قبول نکریگا وہان تو صدیقین کو اپنی ہی پڑی ہوگی نفسی نفسی کہہ رہے ہونگے دوسرون کو کون پوچھتا ہے ریای خفی کے شوائب بیشمار ہین جب تک آدمی اپنے دل مین انسان و حیوان کے مطلع ہونے مین عبادت پر فرق سمجھیگا تب تک اوسمین ایک شاخ ریا کی موجود ہے پھر سرور پانیکے طرح پر ہے چار طرح اچھی اور ایک طرح بری ہے ایک یہ کہ عابد یہ چاہتا تھا کہ طاعت مخفی اور ریا اخلاص رہے مگر جب خلق کو اوسپر اطلاع ہوگئی تو اسنے یہ جانا کہ اللہ نے مجھپر فضل کیا کہ میرے عیب چھپائے میری طاعت ظاہر کی مین اسکے درپے تھا کہ طاعت و گناہ دونون مخفی رہین مگر اللہ نے بنظر رحم و کرم دیکھا تو یہ سرور کچھ لوگونکی تعریف سے نہوا ایکہ اللہ کے فضل سے ہوا قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا دوسرے یہ کہ یون خیال کرے کہ جیسے اللہ نے میرے گناہ یہان چھپائے اور طاعت ظاہر کی ویسے ہی وہان بھی کریگا حدیث مین فرمایا ہے ما ستر اللہ علی عبد فی الدنیا الا ستر علیہ فی الآخرۃ تو یہ سرور اسلئے ہوا کہ زمان آیندہ مین مغفور متصور ہوگا تیسرے یہ کہ ظہور سے اس طاعت کے یہ گمان کرے کہ لوگ اس باب مین میرا اقتدا کرینگے تو مجکو ثواب بڑہتا جائیگا جسطرح حدیث مین آچکا ہے سو یہ توقع لائق سرور ہے چوتھے یہ کہ جسنے اسکو اچھا کہا تو یہ اسلئے خوش ہوا کہ اوسنے اللہ کے مطیع کو محبوب کہا معلوم ہوا کہ اوسکا دل مائل طرف طاعت کے ہے کیونکہ بعض اہل ایمان ایسے بھی ہوتے ہین کہ جب اہل طاعت کو دیکھتے ہین تو اسپر حسد اور اوسکی مذمت کرتے ہین اور بعض براہ تسخر ریاکار بتاتے ہین اور اس صورت مین اخلاص کی یہ علامت ہے کہ اگر لوگ کسی دوسرے عابد کی تعریف کرین تو اوسکی تعریف سے بھی اوتنا ہی خوش ہو جتنا اپنی تعریف سے خوش ہوتا ہے پانچوین یہ کہ سرور اس خیال پر ہو کہ لوگون کے دلونمین میری منزلت ہوگئی اور تعظیم کرنے لگے اور نشست و برخاست مین مجکو مقدم سمجھنے لگے اور میری حاجات مین کام آنے لگے تو یہ صورت سرور کی بہت بری ہے ف بندہ نے جب کوئی عبادت اخلاص سے کی پھر اوسمین ریا آگیا تو یہ تین حال سے خالی نہین ہے یا تو بعد فراغ کے عمل سے آیا یا قبل فراغ کے یا ہمراہ عمل کے اگر بعد فراغ کے آیا اس طرح پر کہ بے اسکے ظاہر کرینکے خود ظاہر ہوگیا تو یہ سرور مفسد عمل نہین کیونکہ

عمل تو اخلاص پر بغیر ریا کے پورا ہو چکا تھا بان اگر اسکو بعد عمل کے رغبت اظہار کی ہوئی تو محل خوف ہے اور اخبار و آثار سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مبطل یہی ہوا بن مسعود نے ایک شخص کو کہتے سُنا کہ کل رات مینے سورۂ بقرہ پڑھی تھی کہا اس
شخص کا حصہ اوسمین سے یہی تھا اور اگر قبل فراغ از عمل اوسکی نیت مائل طرف ریا کے ہوگئی تو بطلان اوسکا ہو سکتا ہے
اور اگر عمل کو اخلاص کے ساتھہ ادا کیا مگر اثنا ادا مین ریا بھی آلگا تو اسکی دو صورتین ہین یا تو فقط سرور ہے جو عمل مین
کچھہ تاثیر نہین کرتا اور ریا ایسا ریا ہے جسکے باعث اوس عمل کو پورا کیا چاہتا ہے سو اگر دوسری قسم کا ہے تو ثواب باطل
ہو جائیگا مثلاً نماز مین کوئی چیز یاد آئے جسکو بھولا تھا اوسکی تلاش کی خواہش کی اگر آدمی نہ ہوتے تو نماز توڑکر اوسکو تلاش
کرتا لکن بخوف ندمت خلق نماز پوری کی تو یہ عمل باطل ہوا اور یہ حال اگر نماز فرض مین ہو تو اوسکا اعادہ کرے اور اگر
ریا یون آیا ہے کہ مانع تکمیل عمل بغرض ثواب نہین ہے جیسے اثنا نماز مین کچھہ لوگ آئے یا اونکے آنیسے خوش ہوا
اور یہ باعث اونکے دیکھنے کے نماز کو درستی سے ادا کیا اگر یہ لوگ نہ آتے تب بھی وہ نماز کو پورا کرتا اس صورت مین
بصورت غلبۂ قصد ریا عمل فاسد ہو جائیگا اگرچہ یہ احتمال بھی ہے کہ فاسد نہوا سلئے کہ نیت سابقہ اور اصل قصد ثواب
باقی ہے گو کسی دوسرے قصد کے ہجوم سے ضعیف ہوگیا ہو حارث محاسبی نے کہا مین نہ تو قطعاً اس عمل کو باطل کہتا ہون
اور نہ بالکل اوسکے بطلان سے مامون ہون لکن میرے نزدیک ترجیح اسیکو ہے کہ اگر عمل کو ریا پر تمام کیا ہے تو عمل باطل
ہے عمل کی تمامی خاتمہ سے ہی ہوتی ہے مگر غزالی کہتے ہین ہمارے نزدیک قرین قیاس یہ ہے کہ اثنا سرور جسکی تاثیر
عمل مین نہو بلکہ عمل تو فقط دین ہی کے باعث صادر ہوا ہو اور نہ وہ محض اطلاع کے سبب سے ہوگیا مفسد عمل نہین ہوتا ہے
کیونکہ اسکے حبت سے اصل نیت معدوم نہین ہوئی بلکہ وہی نیت باعث عمل پر رہی اور اوسیکے سبب سے عمل پورا
ہوا اور جو احادیث ریا مین آئی ہین وہ اوسی صورت مین ہین کہ عمل سے فقط قصد مخلوق ہو اور جو شرکت مین آئی ہین اونسے
یہ مراد ہے کہ قصد ریا مساوی قصد ثواب کے ہو یا اوس سے غالب ہو مگر جس صورت مین کہ قصد ریا ضعیف ہو
تو ثواب صدقہ اور سائر اعمال کا بالکلیہ باطل نہین ہوتا اور نہ نماز مین فساد آنا چاہیے لکن یہان یہ اعتراض آتا ہے
کہ عابد پر نماز خالص لوجہ اللہ واجب ہوئی تھی اور خالص وہ ہے جسمین کسیطرح کی آمیزش نہو سو جب اس طرح کی ریا آمیزش
تو جو اسر واجب تھا وہ ادا نہوا یہ حال اوس ریا کا تھا جو بعد نیت خواہ قبل فراغ یا بعد فراغ عارض ہوتی وہ ریا
جسمین عین نیت کے ساتھہ قصد ریا ہو سو اگر سلام پھیرنے تک اسی قصد پر جما رہیگا تو اوس نماز کا کچھہ اعتبا نہین سب کے
نزدیک اوسکو قضا کرنا چاہیے اور اگر عین نماز مین قبل اتمام کے نادم ہو کر استغفار کریگا اور حالت اصلی پر آجائیگا تو اسی
صورت مین تین حال ہین بعض نے کہا اس شخص نے نماز بقصد ریا شروع کی تھی وہ پہلے ہی سے منعقد نہوئی تو اب
از سر نو نیت کرے بعض نے کہا افعال اسکے صحیح نہین ہوئے گو اصل نیت نماز باقی ہے جتنے رکوع سجدہ کئے ہین
اونکو پھر لائے بعض نے کہا دوبارہ ادا کرنا ضرور نہین بلکہ اپنے دل مین استغفار کرکے عبادت کو اخلاص پر تمام

کرے اسلئے کہ اعتبار خاتمہ کا ہوتا ہے اگر اخلاص سے شروع کرتا اور ریا پر تمام کرتا تو عمل باطل ہوجاتا اسی طرح بیان اوسکا عکس ہے کہ ریا سے شروع کیا اور اخلاص پر تمام کیا تو باطل ہونا چاہئے غزالی نے کہا یہ دونوں قول پچھلے چاروں نزدیک قطعاً خلاف قیاس فقہی ہیں اور جو صورت بقیاس فقہ درست ہے وہ یہ ہے کہ اگر باعث اوس عمل کا صرف ریا ہے نہ ثواب سے غرض نہ طاعت امر خدا سے مطلب تو اس صورت میں شروع عمل ہی ٹھیک نہیں افعال مابعد بھی درست نہوئے اسلئے کہ سرے سے نیت ہی نہیں ہے کیونکہ نیت تو اسکا نام ہے کہ حکم کو باعث دین مانے ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ دو باعث جمع ہوں تو جتنی نیت صحیح ہوگی اوتنا ثواب ملیگا اور جتنی فاسد ہوگی اوتنا عذاب ہوگا ف ریا دور کرنے کی علاج یہ ہے کہ اول اوسکے اصول وعروق کی بیخ کنی کیجائے جس سے وہ پیدا ہوتی ہے دوسرے جو خطرہ ریا سے سرزد ہوتا ہے اوسکو دور کیا جائے بیخکنی اصول کی اسپر موقوف ہے کہ وہ اصول واسباب معلوم ہوں سو اصول ریا کی محبت جاہ ومنزلت کی ہے اگر اسکو مفصل کہا جائے تو تین امر ہیں ایک محبت لذت ثنا کی دوسرے نفرت رنج مذمت سے تیسرے طمع اوس چیز کی جو لوگوں کے قبضہ میں ہے یہی چیزیں سبب ریا کا ہوتی ہیں اور ریا کا کو اوبھارتی ہیں جسطرح حدیث ابوموسی میں آیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کوئی حمیت سے لڑتا ہے اور کوئی ناموری کے لئے انمیں کونسا فی سبیل اللہ کے لئے ہے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا رواہ الشیخان ان اصول کا علاج اول میں اس باب کے ذکر ہوچکا ہے یہاں وہ علاج جو ریا کے لئے خاص ہے بیان کیا جاتا ہے انسان جو کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو یہ گمان کرلیتا ہے کہ وہ شے اوسکے لئے حلال ہیں یا آل ہیں ہمہ وہ مفید ولذیذ ونافع ہے اگر یہ جان لے کہ وہ دست اجل میں مزہ ہے مگر آگے کو نقصان ہوگا تو اوسپر عدم رغبت اوسکی دل میں پیدا ہوجاتی ہے اسی طرح طریق علمدگی کا رغبت ریا سے یہ ہے کہ اوسکی مضرت کو پہچان لے جب یہ جان لیگا کہ ریا سے دل کی صلاحیت جاتی رہتی ہے اور دنیا میں توفیق وآخرت میں منزلت سے محروم ہوجاتا ہے اور سستی بڑے غصہ وعذاب الیم کا ہوتا ہے اور وہاں کھلم کھلا رسوا ہوگا جبکہ یوں پکارا جائیگا او بدکار اوسکا کار او ریا کار تجکے شرم نہ آئی کہ طاعت خدا کے بدلے دنیا کا اسباب مول لیا بندوں کے نزدیک محبوب بنا اور خدا کے نزدیک مغبوض اونکے لئے آرایش میں رہا اور خدا کے لئے آلایش میں اونسے قریب ہوتا گیا اور اللہ سے بعید اونکے نزدیک محمود ٹھیرا اور اللہ کے نزدیک مردود اونکی رضا کا طالب ہوا اور خدا کے غضب کا راغب کیا تیرے نزدیک خدا سے زیادہ حقیر اور کوئی نہ تھا جب بندہ اس رسوائی میں تامل کریگا تو نزدیک اوسکے ریا حقیر ہوجائیگی اعمال کے ثواب کا اکارت جانا کچھ تھوڑا نقصان وضرر نہیں ہے کیا عجب ہے کہ ایک ہی عمل خالص سے یہ حسنات کا جھک جائے اور جب ریا سے سبب فاسد کردیا تو وہ عمل بدی کے پلہ میں رکھدیا جائیگا جسکے سبب بدی کا پلہ بھاری ہوگا اور دوزخ میں لے پڑیگا عیاذاً باللہ ریا سے اگر ایک ہی عبادت بیکار ہوجاتی تب بھی

بڑا سخت ضرر تھا گو اور حسنات کے باعث یہ جبکا ہی رہتا کیونکہ اگر عبادت بیکار ہوتی اور حسنات میں گن لیجاتی تو ایک ہی نیکی سے پاس اللہ کے علو رتبہ انبیاء و صدیقین میں شامل ہوتا اب اونکے زمرہ سے بسبب ریا کے اوتر کر صف نعال میں جا پڑا یہ نقصان تو دین میں ہوا رہی دنیا سو یہاں الگ دل پریشان رہا کہ لوگوں کے دلوں کی رعایت کرنی پڑی اور اونکی خوشامدی کی کوئی حد نہیں ایک فریق راضی ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش رہتا ہے بندوں کا حال یہ ہے کہ لا یملکون لانفسھم ضرًا و لا نفعًا و لا یملکون موتا و لا حیاۃ و لا نشورا پھر اونسے طمع رکھنا کیا اونکے اچھا برا سمجھنے سے کیا ہوتا ہے اونکے اختیار میں کچھ بھی تو نہیں ہے جو اپنی جان کو نفع تو لیسکے وہ دوسرے کو کیا نفع پہنچا سکیگا غرضکہ جب یہ آفات و مضرات ریا کی دل میں ٹھن جائینگی تو رغبت فی الریا بھی کمزور ہو کر دل متوجہ الی اللہ ہوگا یہ دوا علمی ہے جس سے ریا کی جڑ کٹ جاتی ہے رہی علاج عملی سو وہ یہ ہے کہ نفس کو عادت مخفی رکھنے عبادات کی ڈالے اور حسنات کو ایسا چھپائے جیسے کوئی اپنی سیئات کو چھپاتا ہے یہانتک کہ فقط اللہ کے علم و اطلاع پر قانع ہو طلب اطلاع غیر اللہ کی بالکل دل میں نہ رہے **حکایت** ابو حفص حداد کے ایک مرید نے اونکے جلسہ میں مذمت دنیا و اہل دنیا کی بیان کی کہ تو نے وہ بات ظاہر کی جسکو خفیہ رکھنا چاہیئے تھا اب سے پھر ہمارے پاس نہ بیٹھنا غرضکہ اتنے اظہار کو بھی روا نہ رکھا کیونکہ ضمن میں اس ذم کے دعوی زہد کا نکلتا ہے ریا کی دوا عملی اس سے بہتر نہیں ہے ابتداء مجاہدہ میں گو شاق گزرے لیکن چند روز کے صبر کرنے میں آسان ہو جاتی ہے اور لطف خدا شامل حال ہوتا ہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین **وقال تعالی** وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما ۵

قبول ست گرچہ ہنر نیستش		کہ جزا پانہ ہے دگر نیستش	

دوسری صورت دور کرنا خطرہ ریا کا ہے جو کہ اثنا عبادت میں آتا ہے وہ تین خطرے ہیں کبھی اکیلا رگی آتے ہیں اور ایک خطرہ سمجھا جاتا ہے اور کبھی بتدریج ایک بعد دوسرے کے اول وقوف اطلاع مردم پر اور اونکے مطلع ہونیکی تمنا کرنا اسکے بعد رغبت نفس کی اونکی مدح میں ہونا اور اونکے نزدیک منزلت پیدا کرنا تیسرے قبول کرنا نفس کا اوسکو اور دل کا اوسپر عقد ثبات ہونا سو پہلی بات کا نام معرفت ہے اور دوسرے کا نام حالت ہے جسکو شہوت و رغبت بھی کہتے ہیں تیسرے کا نام عزم و ارادہ ہے انمیں خطرہ اول کے لئے نہایت قوت درکار ہے کہ قبل خطرہ دیگر کے دور ہو جانے یوں جانے کہ مجکو خلق سے کیا غرض ہے وہ جانیں یا نہ جانیں میرا معبود تو جانتا ہے دوسرے کے جاننے سے کیا فائدہ ہوگا ابو حازم نے کہا جو خطرہ کہ تیرا نفس اپنے لئے برا سمجھے وہ اگر دشمن کی طرف سے ہے تو تجکو مضر نہیں اور جو خطرہ کہ تیرا نفس اپنے لئے اچھا جانے اوسپر نفس کو عتاب کر معلوم ہو کہ شیطان کا وسوسہ اور نزاع نفس مضر نہیں بشرطیکہ مراد نفس و شیطان کی بوجہ انکار و کراہت پوری نہونے پائے دفع خواطر ریا میں لوگ چار طرح پر ہیں ایک وہ لوگ کہ جو خطرہ آیا اوسکو شیطان پر روکیا اور جھٹلا دیا اور اوسپر اکتفا نکیا بلکہ اوسکے ساتھ دیر تک لڑائی رکھی یہ امر واقع میں نقصان ہے اسلئے کہ اللہ کی

مناجات اور وہ خیر جسکے درپے ہونا منظور تہا جاتی رہی دوسرے وہ جو فقط شیطان کی تکذیب و دفع ہی پر اکتفا کرتے ہین اور اوس سے لڑائی کرنے مین مشغول نہین ہوتے تیسرے وہ لوگ جو تکذیب مین بہی مصروف نہین ہوتے کیونکہ اسمین بہی توقف ہوتا ہے گو ذرا سا ہی کیون نہو بلکہ اپنے دلمین ریا کی کراہت اور شیطان کا جھوٹ معلوم کرکے اپنے کام سے کام رکہتے ہین چوتہے وہ لوگ جو یہ عزم کر لیتے ہین کہ جب شیطان وسوسہ کرے تو اخلاص و مناجات و اخفای صدقہ و عبادات اور زیادہ کرین تاکہ شیطان جلے اس مرتبے کے لوگ شیطان کو غصہ دلاتے رہتے ہین اور اوسکی نیخکنی کرکے اوسکو ناامید کر دیتے ہین کہ پہر اونکے پاس نہ پہٹکے شیطان کو جب یہ عادت بندے کی معلوم ہوجاتی ہے تو پہر وہ اوس سے باز رہتا ہے کہ مبادا اوسکے حسنات کمین اور زیادہ ہو جائین **حکایت** ایک شخص نے فضیل سے کہا فلان آدمی تجکو برا کہتا ہے کہا واللہ جسنے اوسکو یہ امر کیا ہے مین اوسکو جلاؤن کا پوچہا وہ کون ہے کہا شیطان پہر کہا لہی اللہ تو اوسکو بخشدے جسنے مجکو برا کہا ہے اور فرمایا کہ میرے اس کہنے سے ضرور شیطان جلتا ہوگا کہ مینے اوس شخص کے حق مین اللہ کی اطاعت کی رہی یہ بات کہ جب کوئی بشر وساوس شیطان سے خالی نہین ٹہیرا تو قبل اوسکے آنیکے اوسکا منتظر ہوکر اوسکی گھات مین لگا رہے یا اللہ پر بہروسا کرکے کہ وہی ہوسکو دور کر دیگا یا عبادت مین لگ کر شیطان کو بہولجائے کیا کرے سو اسمین تین قول ہین اہل بصرہ نے کہا کہ زبردست عابد دن کو کچہہ حاجت حذر کی شیطان سے نہین ہے کیونکہ وہ لوگ بالکل اللہ ہی کے ہورہے ہین شیطان خود اونسے کنارہ کرتا ہے اہل شام نے کہا واسطے بچنے کے پہلے سے گہات مین رہنا اوسکے لئے ہے جسکا یقین کم ہو اور توکل ناقص اوجسکا یقین کامل ہے وہ دوسرے کیون ڈریگا عارف کو شرم آتی ہے کہ وہ غیر اللہ سے ڈرے وحدانیت کا یقین اوسکو ڈر سے بے پروا کر دیتا ہے بعض نے کہا کہ شیطان سے ڈرنا ضرور چاہیئے جب آدم جنت سی جگہہ مین رہکر مامون نرہے تو غیر نبی اس دار منیع فتن و حزن مین مبتلاے شہوات رہکر کیسے بچسکتا ہے دیکہو موسی علیہ السلام نے کہا ہذا من عمل الشیطان اور اللہ نے کہا ہے یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ پہر فرمایا انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم تمام کتاب عزیز مین از اول تا آخر شیطان سے تحذیر دلائی ہے تو جن چیز سے اللہ ڈرائے حذر دلائے اوس سے حذر کرنا کچہہ منافی شغل محبت الہی کے نہین ہے اسلئے کہ تقاضای محبت مین سے یہ بہی ہے کہ محبوب کے حکم کو مانے اوسکے دشمن سے پرہیز رہے کما قال تعالی ولیاخذوا حذرہم واسلحتہم واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ابن بحیر نے کہا اگر شکار ایسا ہے کہ ہم اوسکو دیکہتے ہین اور وہ ہمکو نہین دیکہتا تو غالبا وہ ہمارے ہاتہہ آجائے اور اگر ایسا ہے کہ وہ تو ہمکو دیکہتا ہے اور ہم اوسکو نہین دیکہتے تو کیا عجب کہ وہ ہمپر غالب ہوجائے مراد اس سے شیطان ہے دشمن ظاہری سے اگر غفلت ہوگی تو نہایت یہ کہ وہ ہمین مار ڈالیگا اوسکے مار ڈالنے سے شہادت ملتی ہے لیکن شیطان سے اگر حذر نکیا جائیگا تو اپنے آپکو دوزخ و عذاب الیم مین ڈالنا ہوگا

اس بیان سے دوسرا قول اہل شام کا باطل ہوا کہ حذر کرنا خلاف توکل ہے صحیح یہی ٹھیرا کہ حذر کرنا ضرور ہے حارث محاسبی کا
کا مذہب بھی یہی ہے اور یہی واقع مین درست و بجا ہے نور علم بھی اسیکا شاہد ہے اور اگلے دو قول شاید اون عابدون
کے قول ہین جنکو زیادہ علم نہین پہر جو لوگ قائل حذر کے ہین وہ تین طرح پر ہین ایک تو یہ کہتے ہین کہ کوئی چیز ہمارے
دلون پر اس خوف و انتظار سے زیادہ نہو کیونکہ اگر ہم ایک لحظہ بھی غافل رہینگے تو عجب نہین کہ دشمن ہلاک کر ڈالے
دوسرے یہ کہتے ہین کہ مناسب یون ہے کہ عبادت مین مشغول رہین اور شیطان کا ڈر بھی کہین اوسکو بھولین نہین تیسرے
جو اہل تحقیق ہین وہ یون کہتے ہین کہ یہ دونون قول غلط ہین پہلے قول کی تو غلطی واضح ہے کہ خدا کو بھول کر شیطان
ہی کے ہو رہے اور ہمکو حکم حذر کا اسلئے ہوا تاکہ وہ ہمکو یاد الہی سے نرو کے علاوہ اسکے ہمکو حکم ہمیشہ اوسکے یاد کا نہین ہے
دوسرے قول کی یہ غلطی ہے کہ اوسمین بھی شرکت ذکر خدا و ذکر شیطان کی پائی جاتی ہے تو انسان بقدر ذکر شیطان کے
ذکر رحمن سے نقصان و خسران مین رہیگا اور حکم اللہ کا یہ ہے کہ سوا اسکے کسیکی یاد نہو شیطان ہو یا اور کوئی بہرحال قول
فیصل یہ ہے کہ پہلے بندہ خوف شیطان کا اپنے دل کے ساتھ رکھے اور نفس پر اوسکی دشمنی جمالے جب خوب اوسکی
اوسکی عداوت کا ہو جائے اور خوف بھی اوسکے اندر موجب ذکر خدا مین رہے اور ساتھ ہی اسکے طرف اوسکے توجہ
ہو اور دلمین شیطان کا خیال نکرے اہل بصیرت اپنے دلون کو شیطان کی عداوت و گھات مین رہنے سے آگاہ
کرکے اوسکا ڈر لازم رکھتے ہین مگر یاد شیطان مین مشغول نہین ہوتے بلکہ یاد خدا مین رہتے ہین اور اوسکی یاد سے
دشمن کی بدی کو دور کر لیتے ہین اور نور ذکر کی چاندنی مین وسواس شیطان کو دیکھ لیتے ہین ف یہ ہے اخفا اعمال
مین حصول اخلاص و ریا سے بچنے کا فائدہ ہے اسی طرح خفیہ کرنے مین یہ فائدہ ہے کہ لوگ پیروی کرین اور اونکو
خیر مین رغبت ہو اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے ان تبدوا الصدقات فنعما ھی وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء
فھو خیر لکم۔ باظہار سو وہ دو طرح پر ہے ایک تو نفس عمل کو ظاہر کرنا دوسرے تم کرکے کہدینا اول جیسے صدقہ دینا ہے
سامنے تاکہ لوگون کو اوسمین رغبت ہو ایک انصاری نے سب سے پہلے ایک کیسہ زر لاکر دیا تھا پھر تو لوگ دیکھا دیکھی رستے لگے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من سن سنۃ حسنۃ فعمل بھا کان لہ اجرھا واجر من اتبعہ الی یوم
سارے اعمال مین جیسے نماز روزہ حج جہاد ذکر کو غرض کہ جس عمل کا خفیہ بجالانا ممکن نہین ہے جیسے حج و جہاد و جمعہ و غیرہ تو
افضل اوسمین سبقت کرنا ہے بغرض رغبت دیگران بشرطیکہ آمیزش ریا نہو اور جو عمل کہ اوسکا خفیہ کرنا ممکن ہے جیسے
صدقہ و نماز وہان اخفا افضل ہے غرضکہ نفس بڑا مکار ہے اور شیطان جدا گھات مین لگا ہے اور محبت جاہ کی دل پر غالب ہے اور اعمال ظاہری آفات سے کم بچتے ہین اور سلامتی اعمال کی خفیہ بجالانے مین ہے سلامت عمل کے
برابر کوئی چیز نہین ظاہر کرنے مین ایسے خطرے ہین کہ ہم جیسے آدمی اونکی برداشت و طاقت نہین رکھتے تو چاہیے تھا
اور سارے ضعفاء کے لئے اظہار سے اخفا ہی اولی ہے دوسری بات یہ تھی کہ عمل کرکے کہدے سو اوسکا حکم بھی مثل

ظاہر کرنے نفس عمل کے ہو اور یہین بھی بہت خطرہ ہے اسلئے کہ زبان ہلانے مین کچھ مشقت نہین ہوتی ہے اور وقت بیان کے کچھ مبالغہ بھی ہو جاتا ہے لیکن یہ اظہار زبانی اگر ریا کے لئے ہے تو اتنی بات ہے کہ عبادت گذشتہ کے فاسد کرنے مین اثر کریگا باین سگندہ بہ نسبت اول کے یہ خفیف ہے اور اسکا حکم یہ ہے کہ جس شخص کا دل قوی و مخلص ہو اور ریا سے وہ بالکل پاک صاف ستھرا ہو اور وہ مقتدا بھی ہو تو اوسکے اظہار کرنے مین نہایت ترغیب ہے واسطے دوسرونکے اور اگر قائل ریاکار ہے تو یہ پہلے سرے کی ریاکاری ہوئی ونعوذ باللہ منہ معہذا اگر ریاکار بھی اپنی عبادت ظاہر کرتا ہے اور لوگ نہین جانتے کہ یہ ریاکار ہے تو اوس سے بھی لوگون کو فائدہ ہو رہتا ہے گو خاص اوسکے حق مین مضر ہے حدیث مین آیا ہے ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر تو جن اہل ریا کو دیکھکر لوگ اعمال خیر پر متوجہ ہوتے ہین وہ مصداق اسی حدیث کے ہین ف اصل باب اخلاص مین یہ ہے کہ ظاہر و باطن یکسان ہو لیکن یہ درجہ بہت بڑا ہے ہر کسیکو نہین ملسکتا انسان دل و اعضا کے گناہ کرکے چھپاتا ہے اور لوگون کا اوسپر مطلع ہونا بُرا جانتا ہے حالانکہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے نیکبخت بے ریا کو بھی اپنے عیب چھپانے چاہئین اور اگر اونپر کوئی مطلع ہو تو اوسکو غم کرنا درست ہے اس غم و پردہ پوشی کی آٹھ وجہین ہین ایک یہ کہ اللہ نے جو اسکا پردہ چھپا رکھا تھا یہ اوس سے خوش تھا اب جو پردہ فاش ہو گیا تو اسلئے غم ہوا کہ قیامت مین بھی رسوا ہوگا حدیث مین آیا ہے من ستر اللہ علیہ فی الدنیا ستر اللہ علیہ فی الآخرۃ یہ غم قوت ایمان سے پیدا ہوتا ہے دوسرے یہ جانتا ہے کہ اللہ کو ظاہر ہونا گناہون کا بُرا لگتا ہے اور پردہ پوشی محبوب ہے جس طرح حدیث مین آیا ہے من ارتکب شیئاً من ھذہ القاذورات فلیستتر و استتر اللہ سو ہر چند گناہ سے اوسنے اللہ کی نافرمانی کی مگر دلمین اوس بات کی محبت رہی جو اللہ کو محبوب تھی اور جو چیز اللہ کو بُری معلوم ہوتی تھی وہ اسکو بھی بُری لگی اس ایمان کی علامت یہ ہے کہ اگر کسی دوسرے کا گناہ ظاہر ہو جائے تو ایسا ہی غم ہو جیسے اپنے گناہ کے ظاہر ہونیکا ہوتیسرے یہ کہ لوگ گناہ کی وجہ سے مذمت کرتے ہین اوسکا رنج ہوتا ہے دل اور عقل کو غم لگتا ہے یہ دونون طاعت خدا سے باز رہتے ہین اس اعتبار پر چاہئے کہ جس مدح سے دل خدا کی یاد سے پھرتا ہو اوسکو بھی بُرا سمجھکر رنج کرے یہ بات قوت ایمان سے ہوتی ہے چوتھے اخفا گناہ اسلئے کیا جاتا ہے کہ خلق کی مذمت شاق معلوم ہوتی ہے اور اسی لئے رنج بھی ہوتا ہے کہ طبیعت کو ایذا پہنچتی ہے اور رنج کرنا دل کا بسبب مذمت کے حرام نہین نہ انسان اوسکے جہت سے گناہگار ہوتا ہے اسلئے گناہ کو در پردہ رکھنا اس خوف سے کہ لوگ بُرا نہ کہین جائز ہے اتنا چاہئے کہ اللہ کے مطلع ہونے اور اوسکی مذمت کا زیادہ غم ہو پانچوین یہ کہ مذمت کو اسلئے بُرا جانے کہ مذمت کرنے اللہ کی نافرمانی کی اور یہ بات بھی ایمان کی وجہ سے ہوتی ہے اسکی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرے کی مذمت سُنے تب بھی اتنا ہی رنج ہو جتنا اپنی مذمت سے ہوا ہے کیونکہ علت دونون مین ایک ہے چھٹے یہ کہ اخفا گناہ اسلئے کرتا ہے کہ مطلع ہونے پر

کوئی کسی طرحکی بدی نہ پہنچائے اور یہ بات صدقہ مذمت کے علاوہ ہے اس صورت مین جائز ہے کہ خوف شرارت سے گناہ کو مخفی رکھے ساتوین وجہ فقط حیا کا ہونا ہے کہ یہ بھی ایک طرحکا الم ہے علاوہ مذمت اور تکلیف شرارت کے حیا ایک عمدہ عادت ہے الحیاء خیر کلہ والحیاء شعبۃ من الایمان اسی لئے فاسق مجاہر بہ نسبت اوس شخص کے جو فسق کو چھپاتا ہے اور شرم کرتا ہے بُرا ہے مگر حیا ساتھ ریا کے بہت مشابہ ہے کہ لوگ اوسکا تمیز کرتے ہین ہوسکتا ہے کہ آدمی حیا کے سبب اخلاص کرے یا ریا کرے آٹھوین یہ کہ مظہر گناہ سے یہ خوف ہو کہ کوئی دوسرا شخص میری دیکھا دیکھی ایسا ہی کریگا اسلئے اپنا گناہ زن و فرزند پر بھی ظاہر نکرے ورنہ وہ لوگ بھی اسکی اقتدا کرینگے اور حب اخفاء گناہ سے یہ مقصود ہوگا کہ لوگ مجکو متقی جانین تو یہ ریا ہے ف بعض لوگ عمل کو اس ڈر سے چھوڑ دیتے ہین کہ اوسکے سبب سے کہین ریاکار نہو جائین یہ اونکی غلطی ہے جب تک آدمی مین عمل کا باعث دینی ہو تب تک عمل کو نچھوڑے بلکہ ریا کے وسوسے کو ٹالے اور دل مین خدا سے شرم کرے اور اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے عمل زیادہ کرے ہان اگر دل مین بُرائی ریا کی نہو اور نہ خوف و شرم ہو اور نہ عمل کا کوئی باعث دینی ہو فقط ریا ہی باعث عمل ہو تو پھر عمل نکرے مگر یہ بات اوس شخص سے ہے جو خدا کے لئے عمل کرتا ہے نہایت بعید ہے اسلئے کہ اوسکے ساتھ اصل قصد ثواب تو رہتا ہے اور جو عبادات متعلق خلق ہین جیسے امامت خلافت قضا تذکیر تدریس فتوی وغیرہ سو وہ اگر عدل و اخلاص کے ساتھ ہون تو افضل عبادات ہین امام عادل کے فضائل احادیث مین بہت آئے ہین ایک دن امام عادل کا دوسرے کی عبادت شصت سالہ سے بہتر ہوتا ہے مگر چونکہ اسمین خطرے بہت ہین اسی لئے اہل تقوی ہمیشہ اوس سے گناہ کرتے رہتے ہین اس مقام کو غزالی رح نے بہت بسط لکھا ہے اوسکی طرف مراجعت کرنا چاہیئے ف عبادت مین لوگون کے دیکھنے سے جو نشاط بندہ کو حاصل ہوتا ہے اونہین سے کون جائز ہے اور کون ناجائز اسکی صورت یہ ہے کہ جب معلوم ہوجائے کہ محرک اوس نشاط کی ریا ہے تو زائل (مقاوا دانکرے گو ایک ہی رکعت مثلاً کیون نہو اسلئے کہ خدا کی طاعت پر لوگون کی مدح کی خواہش سے گنہگار ہوگا اور اگر باعث دور ہونا حوائج کا اور غبطہ و رغبت اون لوگون کے اعمال مین ہو تو موافقت کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ف مرید کو قبل عمل و بعد عمل و حین عمل مین ریا کا ڈر کرنا چاہیئے بہتر یہ ہے کہ تمام اوقات مین اپنی طاعات پر اللہ ہی کے علم پر قناعت کرے علم الٰہی پر اوسکو قناعت ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور اوسی سے توقع رکھتا ہے اور جو شخص غیر سے خوف و توقع رکھیگا تو وہ اوسکی اطلاع کا بھی خواہان ہوگا پھر بعد فراغ عمل کے بھی یہ خوف رہنا چاہیئے تاکہ اوس عمل کو ظاہر نکرے اور لوگون سے نکہے اسکے بعد یہ خوف بھی ہے کہ کہین ایسا نہو کہ ریای خفی اوسمین آگئی ہو اور مجکو اطلاع نہو اس بنا پر اپنے عمل کے قبول و ردمین شک کرنا ضرور ہے اور اس بات کے معلوم کرنیسے مناجات و طاعات مین بڑی لذت ملتی ہے +

باب نوان بیان مین کبر و عجب کی برائی کے

قرآن شریف مین مذمت کبر و متکبر و جبار کی بہت جگہہ آئی ہے قال تعالیٰ ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وقال تعالیٰ کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار وقال تعالیٰ وخاب کل جبار عنید وقال تعالیٰ انہ لا یحب المستکبرین وقال تعالیٰ لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوا کبیرا وقال تعالیٰ ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین اور حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہے داخل نہوگا جنت مین وہ شخص جسکے دلمین برابر ایک دانہ رائی کے کبر ہوگا اور نہ وہ شخص جسکے دلمین برابر ایک دانہ رائی کے ایمان ہوگا رواہ مسلم اور حدیث قدسی مین فرمایا ہے اللہ کہتا ہے کبریا میری چادر ہے عظمت میرا استہہ ہے جو کوئی انمین مجھسے نزاع کریگا مین اوسکو دوزخ مین ڈالونگا رواہ مسلم وابوداؤد نے ابوہریرہ وابوسعید سے روایت کیا ہے ابن عمر کا لفظ رفعاً یہ ہے جسکے دلمین برابر دانہ رائی کے کبر ہوگا اللہ اوسکو اوندہے منہہ دوزخ مین ڈالیگا رواہ احمد والبیہقی فی الشعب سلمہ بن کہیل نے رفعاً کہا ہے آدمی اپنے آپ کو یہانتک اونچا کرتا ہے کہ انجام کو جبارون کی فہرست مین درج ہوجاتا ہے رواہ الترمذی حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے دوزخ مین سے ایک گردن نکلیگی جسمین دو کان سننے والے دو آنکھین دیکھتی ایک زبان بولتی ہوگی وہ کہیگی کہ مجکو تین قسم کے آدمی حوالہ ہوئے ہین ایک جبار عنید دوسرے مشرک تیسرے مصور رواہ الترمذی دوسرے الفظ انکا رفعاً یون ہے جنت دوزخ مین باہم گفتگو ہوئی دوزخ نے کہا مجکو متکبرین جبارین ملینگے جنت نے کہا پھر مینے کیا کیا ہے جو مجکو ضعیف افتادہ عاجز لوگ ملینگے اللہ نے جنت کو کہا تو میری رحمت ہے مین تجھسے جسپر چاہونگا رحمت کرونگا دوزخ کو کہا تو میرا عذاب ہے تجھسے جسکو چاہونگا عذاب دونگا اور مین تم دونو کو لوگون سے بھردونگا رواہ الشیخان حدیث ابن عمر مین رفعاً آیا ہے دوزخ کے لوگ درشت خو سنڈے متکبر بہت جوڑنے والے کچھہ نہ دینے والے ہین اور جنت کے لوگ ضعیف ودلیل رواہ احمد والبیہقی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ نے کہا ہے متکبر لوگ قیامت کو آدمیون کی سی صورت کی چیونٹیان بنکر اوٹھینگے لوگ اونپر پاؤن رکھکر چلینگے ہر ایک طرحکی ذلت اونپر سوار ہوگی پھر جہنم کے قیدخانہ مین جسکو بولس کہتے ہین مقید ہونگے اور سب آگون کی آگ اونکو آلے گی دوزخیون کا بھوڑا اور پیپ گاڑہا پینے کو ملیگا رواہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ جانے اسلئے کہ مسلمانونمین جو صغیر ہے وہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے احنف بن قیس نے کہا تعجب ہے کہ آدمی زاد تکبر کرے حالانکہ وہ دو بار پیشاب کی جگہہ سے نکلا ہے ؎

از شکم تا بکنار آمدہ	از رہ بول دو بار آمدہ

حسن نے کہا تعجب ہے آدمی سے کہ ہر روز ایک یا دو بار اپنے ہاتھ سے پاخانہ دھوتا ہے پھر تکبر کرتا ہے اور آسمانوں اور زمین کے جبار کا مقابلہ کرتا ہے بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں وفی انفسکم افلا تبصرون کہا ہے کہ مراد اس سے جای بول و براز ہے محمد بن حسین بن علی علیہم السلام فرماتے ہیں جس کسی کے دلمیں کسیقدر کبر آتا ہے اوتنی ہی اوسکی عقل کم ہوجاتی ہے اگر کبر کرے گا تو عقل کا نقصان بھی کم ہوگا اور اگر زیادہ ہوگا تو زیادہ **حکایت** سلمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا ایسی بدی کون ہے جسکے ہوتے نیکی کچھ کام نہ آئے کہا کبر ہے **ف** حدیث مین اترانے اور اترا کر چلنے اور کپڑے لٹکانے کی ذم آئی ہے ابوہریرہ رفعاً کہتے ہین نہین دیکھتا اللہ اوس شخص کی طرف کہ گھسیٹے چادر اپنی اترا کر سواء الشیخان دوسرا لفظ انکا رفعاً یون ہے اس اثنا مین کہ ایک آدمی اترا اتا اپنی دو چادرون مین اور اوسکو اپنا نفس اچھا معلوم ہوتا تھا کہ دھنسادیا اللہ نے اوسکو زمین مین وہ گھستا چلا جاتا ہے اوسمین قیامت کے دن تک رواہ الشیخان ابن عمر کا لفظ مرفوع یہ ہے جو شخص گھسیٹتا ہے اپنا کپڑا تکبر سے اللہ اوسکو دن قیامت کے نہ دیکھے گا **حکایت** ابن ہبتم کا سامنے سے حسن بصری کے گزر ہوا وہ کئی ریشمی کپڑے پہنے تھا جو پنڈلی پر پتہ بتہ کئے تھے اور بند قبا کھل رہے تھے نار نخرے سے چل رہا تھا اوسکو دیکھکر کہا تف ہے اس ناک پھلانے کر پچکا لنے گردن مروڑنے پر اپنے دونون طرف دیکھتا جاتا ہے اے بیوقوف اپنے دونون جانب تو کیا دیکھتا ہے دونون طرف اللہ کی نعمتین ہین جنکا نہ تو نے شکر ادا کیا اور نہ اونکو زبان پر لایا اور نہ اسکے بارہ مین خدا کا حکمانا جو حقوق خدا کے اونمین تھے وہ ادا کئے واللہ لوگ ایسے چلتے ہین کہ ادنکا جی یہ چاہتا ہے کہ پاکانون کی طرح جھک جھک پڑین یہ نہین جانتے کہ ہر عضو مین ایک نعمت الٰہی موجود ہے اور شیطان اوس سے لعب ولہو کرنے کو طیار ابن ہبتم یہ سنکر لوٹ آیا اور عذر کرنے لگا کہا مجھے کیا عذر کرتا ہے اللہ کے سامنے توبہ کر تو نے نہین سنا کہ اللہ نے کیا فرمایا ہے ولا تمش فی الارض مرحاً انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا **حکایت** عمر بن عبدالعزیز نے قبل خلافت کے حج کیا تھا طاؤس نے دیکھا کہ اونکی چال مین تکبر پایا جاتا ہے اپنی اونکلی اونکے پہلو مین ماری اور کہا جسکے پیٹ مین غلیظ بھرا ہو اوسکی چال یون نہین ہوتی ہے **حکایت** محمد بن واسع نے اپنے لڑکے کو اترا تے دیکھکر بلایا اور کہا تو جانتا ہے کہ تو کون ہے تیری ماں وہ تھی جسکو میں نے دو سو درم کو مول لیا تھا اور تیرا باپ ایسا ہے کہ خدا مسلمانو نمین ویسے لوگ بہت کمہ **حکایت** ابن عمر نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اپنے پائنچے لٹکائے تھا دو تین بار یہ کہا کہ شیطان کے بہت بھائی ہین **حکایت** مطرف بن عبداللہ نے مہلب کو دیکھا کہ ریشمی جبہ پہنے اترا تا ہے کہا اے بندۂ خدا اللہ و رسول اس چال کو برا جانتے ہین کہا تم مجھے پہچانتے ہو کہ مین کون ہون فرمایا ہان مین جانتا ہون ابتدا مین تو ایک نطفۂ خراب تھا انتہا کو ایک مردار ناپاک ہوگا اب غلاظت کو لادے پھرتا ہے مہلب یہ سنکر چلا گیا اور وہ چال چھوڑ دی مجاہد نے کہا مراد تیمطی سے اس آیت مین

ثم ذهب الی اهله یتمطی تبختر ہے یعنی اترانے چلنا **ف** جسطرح کبر واترانے و ناز نخرے کرنیکی برائی آئی ہے اسیطرح تواضع و خاکساری کی فضیلت بھی فرمائی ہے ابوہریرہ رفعاً کہتے ہین نہین بڑہائی اللہ نے کسی بندہ کو بباعث عفو کے مگر عزت اور خاکساری نے کسیسے واسطے اللہ کے لکن اونچا کردیا اللہ نے اوسکو رواہ **مسلم** مراد رفعت درجہ ہے ؎

دیکہا تو خاکساری ہی عالیمقام ہے		جون جون بلند ہم ہوئے پستی نظر پڑی	

حدیث النس مین فرمایا ہے خوشحال وہ شخص ہے کہ مسکنت کی حالت مین نمود اور فروتنی کرے اور جو مال کہ بے گناہ جمع کیا ہے وہ اوٹھائے اور خوار و محتاج پر رحم کرے اور فقہ و حکمت والون سے ملے یعنی ؎

تواضع زگردن فرازان نکوست		گدا گر تواضع کند خوی اوست	

رواہ البزار فرمایا جو کوئی خاکساری کرتا ہے واسطے اللہ کے اللہ اوسکو بلند رتبہ کردیتا ہے اور جو کوئی پیچ کی چال چلتا ہے اوسکو تو نگر کردیتا ہے اور جو کوئی بیجا صرف کرتا ہے اوسکو محتاج کردیتا ہے اور جو اللہ کا بہت ذکر کرتا ہے اللہ اوسکو چاہنے لگتا ہے عائشہ صدیقہ نے کہا تم افضل عبادت سے غافل ہو وہ تواضع ہے یوسف بن اسباط نے کہا بہت سے عمل سے تھوڑا ورع کافی ہے اور بہت سے مجاہدہ سے تھوڑی فروتنی و خاکساری بس ہے فضیل سے پوچہا تواضع کیا ہے کہا القیاد امر حق گو کسی طفل یا جاہل سے سُنے قتادہ نے کہا حبس کسیکو مال یا جمال یا بیان یا علم عنایت ہوا ہے اور وہ اوسمین تواضع نہین کرتا تو یہ چیزین دن قیامت کو اوسپر وبال جان ہوجائینگی **حکایت** کسیسنے عبدالملک بن مروان سے پوچہا تہا کہ مرد و نمین کون شخص بہتر ہے کہا جو باوجود قدرت کے تواضع کرے اور باوجود رغبت کے زہد بجالائے اور قابو پاکر انتقام نہ لے **حکایت** ابن سماک پاس ہارون رشید کے گئے اونکی فروتنی دیکہکر کہا آپکا اس شرف و کرامت کے ساتہہ تواضع کرنا خود آپکے شرف سے بہتر ہے پھر کہا ای امیر المومنین اگر اللہ کسیکو جمال و شرف و حسب و مال عنایت کرے اور وہ اپنے جمال مین پارسا رہے اور مال سے لوگون کے ساتہہ سلوک کرے اور حسب مین خاکساری بجالائے تو اللہ کے دفتر مین ولی اللہ لکہا جائیگا ہارون نے کاغذ و دوات و قلم منگاکر اس بات کو اپنے ہاتہہ سے لکہا **حکایت** سلیمان علیہ السلام صبحکو ملاحظۂ اغنیا و شرفا کرکے پاس مساکین کے آکر بیٹہہ جاتے فرماتے تمسکین کی گذر تمیکنون ہی مین ہوتی ہے ع ما للغریب سوی الغریب انیس ۔ حسن نے کہا تواضع یہ ہے کہ جب آدمی گہر سے باہر نکلے تو جو مسلمان راستہ مین ملے اوسکو یہ سمجہے کہ وہ مجہسے بہتر و زیادہ ہے مجاہد نے کہا جب اللہ نے قوم نوح علیہ السلام کو غرق کردیا تو پہاڑ آپسمین ایک دوسرے سے اونچے اور بڑے ہونے لگے کوہ جودی نے فروتنی کی اللہ نے اوسکو بلند رتبہ کردیا کہ نوح کی ناؤ اوسی پر جا ٹہیری ؎

نے گفت کہ من نیم شکر خورد		شاخے کہ بلند شد بر خورد	

ابو سلیمان نے کہا اللہ نے جو لوگون کے دلون کا حال معلوم کیا تو کسی مین موسی علیہ السلام کیسی تواضع نپائی اسلیئے

اونکو اپنا کلیم کیا **حکایت** یونس بن عبید جب عرفات سے پھرے کہنے لگے کہ اگر مین لوگونمین نہوتا تو یقیناً اپر رحمت ہوتی اب مجھے ڈر ہے کہ شاید میرے سبب سے یہ کہین رحمت سے محروم نرہے ہون زیاد نمیری نے کہا جو زاہد خاکسار نہین ہے وہ درخت بے ثمر ہے **حکایت** مالک بن دینار نے کہا کوئی اگر دروازۂ مسجد پر کھڑا ہوکر پکارے کہ جو تم سب مین بڑا ہو وہ باہر نکلے تو مجھسے پہلے کوئی نہ جاسکے سب سے آگے مین ہی دوڑون ہان جسکے اندر طاقت دوڑنے کی مجھسے زیادہ ہو وہ بڑھ جائے تو بڑھ جائے ابن مبارک نے اس بات کو سنکر کہا مالک اسی حیثیت سے مالک ہوا ہے فضیل نے کہا ہے جو شخص محبت ریاست کی رکھتا ہے وہ کبھی فلاح نہ پائیگا **حکایت** ایکبار سرخ آندہی اور زلزلہ آیا موسیٰ بن قاسم نے پاس محمد بن مقاتل کے جاکر کہا کہ تم ہمارے امام ہو اللہ سے دعا مانگو کہ یہ آفت دور ہو وہ رونے لگے اور کہا تم اگر میرے سبب سے ہلاک نہو تو مین اسی کو غنیمت جانون یہ کہتے ہین مینے حضرتؐ کو خواب مین دیکھا مجکو فرمایا محمد بن مقاتل کی دعا سے اللہ نے آندہی وغیرہ دور کردی جملہ اکابر نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے نفس کی کچھ بھی قدر جانتا ہے اوسکو تواضع سے کچھ بہرہ نہین ہے ابو یزید بسطامی نے کہا ہے آدمی کو جب تک یہ گمان ہے کہ خلق مین کوئی مجھسے برا ہے تب تک وہ متکبر ہے پوچھا پھر تواضع کیا ہے کہا جب اپنے نفس کے لئے نہ کوئی مقام جانے اور نہ حال ۵

کاہے خلش غرور باشد مارا	گر ناخن عجز می خراشد مارا
مانیم نسیم درد و ہم ہستی	ہر لحظہ بصورتے تراشد مارا

ابو سلیمان نے کہا جتنا مین اپنے جی مین پست رتبہ و حقیر ہون اگر تمام خلق مجکو اتنا کم رتبہ کرنا چاہے تو نکر سکے گی عروہ بن الورد نے کہا خاکسار ہی ایک جمال ہے حصول شرف کا آدمی سوا ی تواضع کے سب نعمتون پر محسود ہوتا ہے سلف نے کہا عزت اوسیکو ہے جو خدا کے لئے ذلیل ہو برتری اوسکو ہے جو اللہ کے لئے فروتنی کرے مامون وہ ہے جو خدا سے ڈرے نفع اوسکو ہے جو اپنے نفس کو اللہ کے ہاتھ بیچ دے **حکایت** عطا سلمی جب آواز رعد کی سنتے اوٹھتے بیٹھتے اور مانند عورت صاحب درد زہ کے پیٹ پکڑ لیتے اور کہتے یہ بلا میرے سبب سے تمپر آئیگی اگر مین مرجاؤن تو تمکو راحت پہنچے بشر حافی نے کہا دنیا داروں کے لئے یہی سلام ہے کہ اونکو سلام نکرو **حکایت** ایک شخص نے ابن المبارک سے کہا تمکو جو توقع ہو وہ اللہ دے کہا توقع بعد معرفت کے ہوتی ہے یہان مرے سے معرفت ہی نہین ہے **ف** کبر دو طرح پر ہے ایک کھلا دوسرا چھپا کبر باطن تو عادت نفس کا نام ہے اور کبر ظاہر وہ اعمال ہین جو اعضا سے صادر ہوتے ہین اور واقع مین عادت باطنی ہی کا نام کبر رکھنا ٹھیک ہے کیونکہ اعمال اوسی عادت کے ثمرات ہین اسلیئے جب اعضا پر اثر ظاہر ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ تکبر کیا اور جب تک اوسکا ظہور نہین ہوتا تو یون کہتے ہین کہ اوس کے نفس مین کبر ہے سو کبر یہ ہے کہ نفس اپنے آپ کو دوسرے پر فائق پاکر راحت پائے اور اسی کی طرف جھکے کیونکہ کبر ایک امر اضافی ہے اسکے لئے کئی چیزین درکار ہوتی ہین ایک تکبر کرنے والا دوسرا وہ جسپر تکبر کرتا ہے تیسرے وہ چیز جس سے

تکبر کرتا ہے بخلاف عجب کے اوسمین فقط ایک صاحب عجب ہوتا ہے دوسرے فرض اگر کوئی انسان اکیلا ہی پیدا ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ عجب کرے مگر متکبر نہین ہو سکتا جب تک کہ غیر کے ساتھ نہو اور اپنے نفس کو اوصاف کمال مین اوس دوسرے پر فائق نجانے نرا اپنے نفس کا بڑا جاننا کفایت نہین کرتا اگر آپ کو بڑا جاتا ہے مگر غیرون کو آپسے بڑھکر یا اپنے برابر سمجھتا ہے تو یہ تکبر نہین اسی طرح اگر غیر کو حقیر جانتا ہے اور آپکو اوس سے زیادہ حقیر سمجھتا ہے تو یہ بھی تکبر نہو یا دوسرے کو اپنے مثل ہی سمجھے تب بھی تکبر نہین ہوگا کیونکہ تکبر مین یہ ضرور ہے کہ ایک رتبہ اپنے نفس کا سمجھے اور ایک رتبہ غیر کا پھر اپنے رتبہ کو غیر کے رتبہ سے بہتر جانے تب کہین کبر پیدا ہوگا اسی کا نام عزت و عظمت بھی ہے ابن عباس نے ان فی صدر ھما کا کبر ما ھم ببالغیہ مین کہا ہے کہ مراد عظمت ہے جو اونکو نہ ہیگی وہ اعمال جو کبر سے صادر ہوتے ہین بیشمار ہین اور یہ آفت کبر مہلک ہے اس سے خواص لوگ تباہ ہوجاتے ہین عابد زاہد عالم اس سے خالی نہین ہوتے پھر عوام کا کیا ذکر ہے یہ آفت کیون نہ بڑی ہو حضرت نے اسکی شان مین کہا ہے لا یدخل الجنۃ من فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر سب سے بڑی قسم کبر کی وہ ہے جو حق سے نا بلد لینے نہ دے اور امر حق کو ماننے نہ دے اور اوسکا منقاد ہونے نہ دے ایسے ہی کبر و تکبر کے حق مین آیا ہے والملائکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن آیاتہ تستکبرون اور فرمایا ہے ادخلوا ابواب جھنم خالدین فیھا فلبئس مثوی المتکبرین وقال تعالی ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا یعنی دوزخیون مین سے سخت عذاب اونکو ملیگا جو سرکشی مین زیادہ گڑے تھے اور فرمایا ہے فالذین لا یومنون بالاخرۃ قلوبھم منکرۃ وھم مستکبرون اور فرمایا ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین عیسی علیہ السلام نے کہا ہے کہ میتی نرم زمین مین پیدا ہوتی ہے تہ پر نہین ہوتی اسی طرح حکمت تواضع کرنیوالے کے دلمین اثر کرتی ہے متکبر کے دل مین اثر نہین کرتی دیکھو اگر آدمی اپنا سر نہایت اونچا کرلے اور چھت تک پہنچ جائے تو اوسی کا سر ٹوٹے گا اور اگر جھکا رہیگا تو آرام و سایہ دونون پائے گا

ف جس شخص پر تکبر کیا جاتا ہے اوسکے اقسام و مدارج ہین کیونکہ آدمی باعتبار سرشت کے ظلوم و جہول ہے اسلئے کبھی خالق پر تکبر کرتا ہے اور کبھی مخلوق پر سو اللہ پر تکبر کرنا بدترین اقسام کبر ہے باعث اسکا نرا جہل و تمرد ہوتا ہے جیسے نمرود و فرعون نے کیا تھا وقال تعالی واذا قیل لھم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا نمرود نے دلمین یہ ٹھانا تھا کہ رب آسمان سے لڑونگا اور فرعون نے کہا تھا انا ربکم الاعلی اور جو اللہ کے نیک بندے ہین وہ برخلاف اس حال کے ہین کما قال تعالی لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا الملائکۃ المقربون ومن یستنکف عن عبادتہ ویستکبر فسیحشرھم الیہ جمیعا دوسرے تکبر کرنا ہے رسولون پر اپنے نفس کو عزت دار و بلند سمجھکر نہین چاہتا کہ کسی ایسے شخص کا تابعدار ہو جو اور

لوگون جیسا ہے قال تعالیٰ انؤمن لبشرین مثلنا وقال ان انتم الا بشر مثلنا وقال تعالیٰ لئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا لخاسرون یہ دونون قسمین تکبر کے قریب قریب ہین تیسری قسم تکبر کرنا ہے بندون پر کہ آپکو بڑا اور دوسرے کو حقیر و برا جاننے یہ قسم اگرچہ ہر دو قسم مذکور سے کم ہے تاہم دو طرح سے بہت بڑی ہے ایک یہ کہ عظمت و کبریا و عزت مالک برحق قادر مطلق ہی کو زیبا ہے بندۂ مملوک ضعیف و عاجز کو جو کسی چیز کی قدرت نہین رکھتا

مرا و را رسد کبریا و منی	ع	کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

سو جب بندہ کبر کریگا تو گویا شریک وصف خاص وحدہ لاشریک لہ ہوا چاہتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی غلام بادشاہ تاج سلطنت اپنے سر پر رکھکر اور سکے تخت پر بیٹھ جاوے تو سلطان کو کتنا غصہ اوسپر ہوگا اور وہ کیسی کیسی رسوائی کا نشانہ بنیگا کیونکہ یہ بڑی جرأت و گستاخی و بے ادبی کی حرکت ہے جسکا وہ مرتکب ہوا ہے دوسرے یہ کہ کبر سے خلاف حکم خدا کے کرنے لگتا ہے اور جب کسی بندہ سے حق بات سنتا ہے تو اوسکو نہین مانتا بلکہ ردّ و انکار کے لئے طیار ہوجاتا ہے جسطرح مناظرہ مین دیکھا سنا جاتا ہے قال تعالیٰ واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم ولبئس المهاد یہ بیان ہے جزاء تکبر کا حکایت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو پڑھکر اونا اللہ کہکر فرمایا ایک آدمی تو کھڑا ہوکر اچھی بات کہنے لگا اور مارا گیا دوسرا یہ کہنے کھڑا ہوا کہ جو لوگ اچھی بات کا امر کرتے ہین اونکو کیون قتل کرتے ہو تو متکبر نے اوسکو بھی نہ چھوڑا جسنے اچھی بات بتائی تھی اوسکو بھی مار ڈالا اور جسنے بری بات سے منع کیا تھا اوسکو بھی کبر کے مارے مار ڈالا ابن مسعود کہتے ہین آدمی کو یہی گناہ کافی ہے کہ جب اوس سے کوئی کہے کہ خدا سے ڈر تو وہ جواب دے کہ تم اپنے نفس کی تو حفاظت کرو ف جن چیزون سے تکبر ہوتا ہے وہ دو طرح پر ہین ایک دینی دوسری دنیاوی دینی دو قسم ہین علم و عمل دنیاوی پانچ قسم ہین نسب و جمال و قوت و مال و کثرت اصحاب و احباب تو یہ سب سات سبب ہوئے سو علم کا یہ حال ہے کہ عالم کو بہت جلد کبر آتا ہے عالم اپنے جی مین جمال و کمال علم سے واقف ہو آپکو بڑا اور دوسرون کو حقیر و جاہل جانتا ہے اور اونکی طرف ہیچ دیکھتا ہے گویا کہ وہ اون کو دیکھتا ہے اور متوقع لوگون کی ابتدا السلام کا رہتا ہے اگر آپ پہلے سلام کیا یا کسیکے سلام کا جواب دیا یا کسیکی تعظیم کی یا دعوت منظور کرلی تو اوپر اپنا احسان جانتا ہے یا اسکی شکر گذاری اوپر لازم سمجھتا ہے اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ اوسکے ساتھ سلوک کرتے ہین وہ کسیکے ساتھ سلوک نہین کرتا اوسکے پاس سب آتے ہین وہ کسیکے پاس نہین جاتا اور اپنی نجات کی توقع بہ نسبت اور لوگون کے زیادہ رکھتا ہے وعلی ہذا القیاس تو ایسے عالم کو جاہل کہنا چاہئے اسکو کسنے عالم کیا ہے علم حقیقی تو یہ ہے کہ جس سے آدمی اللہ کو اور اپنے نفس کو پہچانے اور خطر خاتمہ کو جانے کیونکہ بڑا سوا خندہ تو عالم ہی سے ہوگا اس علم سے زیادتی خوف و خضوع و خشوع کی ہوتی ہے یہ علم مقتضی اسکا ہے کہ سب کو آپسے بہتر جانے غالب شکر نعمت علم کا کم ادا ہوتا ہے اور وجہ اس بیخبری کی یہ ہے کہ وہ کسی ایسے علم مین مشغول ہے کہ برای نام علم ہے نہ علم حقیقی جیسے طب

وحساب ولغت وشعر ونحو وفقہ وفصل خصومات وطرق مجادلہ ان علموں کے سیکھنے سے البتہ نفاق وکبر سے بہر جاتا ہے سو یہ علوم نہین ہین بلکہ فنون وصناعات ہین دوسرے یہ کہ شروع علم مین نفس نکما اور اخلاق بد ہمراہ ہوتے ہین کیونکہ اول وہ طرف تزکیۂ نفس وتہذیب قلب کے متوجہ نہین ہوا اور نہ عبادت وریاضت مین اوسنے مجاہدہ کیا پھر جب علم مین داخل ہوا تو اوسکے دلمین علم کو اچھی جگہ نہ ملی اوسی خبیث جگہ مین علم رہا اسلئے اوسکا ثمرہ بھی اچھا نہوا اور نہ کچھ اوسکا اثر خیر مین ظاہر ہوا حدیث مین آیا ہے ایک لوگ ایسے ہونگے کہ قرآن پڑھینگے وہ اونکے گلون سے تجاوز نکرے گا اور کہینگے کہ ہمنے قرآن پڑہا ہے ہمسے زیادہ کون عالم ہے وہ سب دوزخ کے کندے ہونگے اگر حضرت یہ نہ فرماجاتے کہ یسیئ علی الناس زمان من تمسک فیہ بعشرما انتم علیہ نجا تو ہمارے اعمال بد تو یہی چاہتے تھے کہ ہم دریائے ناامیدی مین ڈوبجائین اور اب بھی دسوان حصہ صحابہ کے اعمال کا کون کرتا ہے کاش اگر دسوان حصہ بھی ہمسے ادا ہوتا تو ہم اوسکو غنیمت جانتے یہ حال غزالی نے اپنے وقت کا لکہا ہے یہ سنہ ۵۰۰ ہجری مین تھے ہم اسوقت شروع چودھوین صدی مین ہین ہمارے زمانے کو اونکے زمانہ سے وہ نسبت بھی نہین ہے جو اونکے زمانے کو صدر اول وقرن اول سے تھی کیونکہ اب ہزار برس پر تین سو برس اور زیادہ گزر گئے اور دنیا بالکل متغیر ہوگئی خدا جانے ہم نالائقون کا کیا حال ہوگا دسوان حصہ کیا دسوین حصہ کا دہم حصہ بھی تو حاصل نہین ہے اللہ ہی اپنے فضل عمیم ورحم جسیم سے اگر بیڑا پار لگائے تو لگائے ورنہ خیر وعافیت ہے دوسری چیز تکبر کی عمل وعبادت سے زاہد عابد لوگون کے دل اپنی طرف مائل کرنیسے خالی نہین ہوتے عبادت کیا کرتے ہین گویا خلق پر احسان رکھتے ہین یہ اپنے نفس کو ناجی اور سب کو تبہ کار وہالک خیال کرتے ہین حالانکہ واقع مین خود ہی ہالک ہین حدیث مین آیا ہے کہ جب تم کسی شخص کو سنو کہ وہ کہتا ہے کہ سب لوگ ہلاک ہوگئے تو جان لو کہ سب سے زیادہ ہلاک وہی ہوگا یہ اسلیئے فرمایا کہ وہ خلق اللہ کو حقیر جانتا ہے اسی طرح دنیا مین طالب تعظیم واحترام رہتا ہے تو گویا دین دنیا دونو مین متکبر ہے عیاذاً باللہ التکبر بندون کے دل کو دیکہتا ہے جاہل گنہگار جب خدا سے ڈر کر تواضع کریگا تو وہ اپنے دل سے خدا کا مطیع ہوا اور عالم وعابد متکبر سے زیادہ مطیع خدا کا ٹہیرا کبھی بیوقوفی سے یہ کہتا ہے کہ دیکھو اسکا کیا حال ہوگا اگر اتفاقاً موذی پر کوئی رنج ومصیبت آئے تو اوسکو اپنی کرامت سمجھتا ہے کہ خدا نے ہمارا بدلہ لیا لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ نہین دیکھتا کہ کفار نے اللہ ورسول کو گالیان دین اور مشرکین نے انبیا کو بہت کچھ ستایا تہا اور تکلیف پہنچائی تہی یہانتک کہ بعض کو مار ڈالا مگر اللہ نے کفار ومشرکین کو دنیا مین مہلت دی اور عذاب نکیا بلکہ بعض مسلمان ہوگئے اونکو نہ دنیا مین کچھ تکلیف ہوئی نہ آخرت مین یہ عابد جاہل زاہد متکبر گویا یہ سمجھتا ہے کہ مین اللہ کے نزدیک انبیا ورسل سے بھی بڑا ہون کہ اونکا انتقام تو نہ لیا اور میرا بدلہ لیا غرضکہ احمق اپنے دلمین تمناکر وحسد ورزیا رکھتا ہے کہ شیطان اوسکو اپنا مسخرہ بنائے رہتا ہے اوسپر یہ طرہ ہے کہ اپنے عمل کا اللہ پر احسان رکھتا ہے حاصل یہ کہ جسکا اعتقاد یقینی اس بات پر ہے کہ وہ کسی بندہ سے بہتر ہے تو اوسکے عمل سب برباد گئے کیونکہ جہل سب مین

بڑا گناہ ہے فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون عالم و عابد باعتبار کبر کے تین طرح پر ہوتے ہین ایک یہ کہ دل مین موجود ہے کہ اپنے نفس کو دوسرے سے بہتر سمجھتا ہے مگر کوشش کرکے تواضع کرتا ہے تو ایسے شخص کے دل مین درخت کبر کا جما ہوا ہے گو اوسنے شاخین اوسکی بالکل کاٹ ڈالی ہین دوسرے یہ کہ کبر کو افعال مین بھی ظاہر کرتا ہے جیسے بلند بیٹھنا ہمسرون سے آگے بڑھنا اور جو کوئی اسکے حق مین قصور کرے اوسکو برا جاننا پھر عالم رخ بدلتا ہے گویا کہ منہہ پھیر لیا عابد ترش رو ہوکر پیشانی پر شکن ڈالتا ہے اور یہ خبر نہین کہ تقوی ماتھے مین نہین کہ اوسپر شکن ڈالی جائے نہ چہرے مین ہے کہ اوسکو ترش کیا جائے نہ رخسار مین ہے کہ اوسکو پھیرا جائے نہ گردن مین ہے کہ اوسکو جھکایا جائے نہ دامن مین ہے کہ اوسکو سمیٹا جائے تقوی تو دل مین ہوتا ہے التقوی ھٰھنا تیسرے یہ کہ کبر زبان پر ظاہر ہو اور اوسکے سبب سے دعوی و فخر و مباحات و ترکیب نفس و احوال و مقامات کا ذکر کرے اور دوسرون پر علم و عمل مین غالب ہونا چاہے یہ مرتبہ اگلے مراتب سے ظاہر کبر مین زیادہ ہوتا ہے تیسری چیز کبر کی حسب نسب ہے جسکا نسب شریف ہے وہ اوس شخص کو جسکا نسب ویسا نہین ہے گو علم و عمل مین اس سے بڑھکر ہے حقیر جانتا ہے اور بعض لوگ تکبر نسب کا اتنا کرتے ہین کہ گویا اورون کو اپنا غلام جانتے ہین اور اونکے ملنے جلنے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ہین تفاخر نسب کا اونکی زبان پر رہتا ہے اور یہ ایک ایسی چھپی آگ ہے کہ اہل نسب اوس سے خالی نہین ہوتے اگرچہ نیکبخت و عاقل ہون **حکایت** ابوذر نے رو بروحضرت کے ایک شخص کو کہا کہ او کالی عورت کے بچے فرمایا ای اباذر طف الصاع یالصاع لیس لابن البیضاء علی ابن السوداء فضل رواہ ابن المبارک یعنے دونون پلے برابر ہین گوری عورت کے بچے کو کالی عورت کے بچے پر کچھ زیادتی نہین ابوذر کہتے ہین مین یہ سنکر لیٹ گیا اور اوس شخص سے کہا کہ تو میرے گال کو پامال کر حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے لوگ اپنے باپ دادون کا فخر کرتے ہین حالانکہ وہ جہنم کے کوئلے ہوگئے ہین یا خدا کے نزدیک گبریلے سے بھی زیادہ ذلیل ہین جو دان بھرا اپنی ناک سے غلیظ کریدتا رہتا ہے رواہ ابوداؤد والترمذی و ابن حبان چوتھی چیز تکبر کی جمال ہے اور یہ کبر اکثر عورتون مین ہوتا ہے اسکا اثر بھی یہی ہے کہ دوسرے کے عیوب و نقصانات و غیبت زبان پر آتی رہتی ہے حضرت کے پاس ایک عورت آئی تھی عائشہؓ نے بابت کے اشارہ سے کہا کہ یہ بونی ہے حضرتؐ نے کہا تو نے اسکی غیبت کی اسکا منشا وہی کبر مخفی تھا اسلئے کہ اگر خود پستہ قد ہوتین تو اوسکو بونی نہ کہتین اپنے قد کو اچھا جانا اسلئے اوسکو بونی کہدیا پانچوین چیز کبر کی مال ہے یہ خزانہ ملوک و رؤسا مین ہوتا ہے اور اموال تجارت مین پاس تجار کے اور گاؤن والونمین بابت زمین کے اور آرائش والون مین بابت لباس و سواری کے پس جو غنی ہوتا ہے وہ فقیر پر تکبر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو بھکا منگا محتاج ہے مین روپیا ہون تو تجھ جیسے کو خرید لون اور تجھسے اچھے اچھون سے خدمت لون تیری کیا اصل ہے جتنا تو سال بھر مین کماتا ہے اوتنا مین ایک دن مین دیڈالتا ہون اسی طرف اللہ نے اشارہ کیا ہے فقال لصاحبہ وھو یحاورہ انا اکثر منک مالا و اعز نفرا یہ کلمہ کبر کا اوسنے مال و اولاد کی جہت سے کہا تھا اور اسی جنس کا کلمہ قارون کو بھی تھا

ی چیز تکبر کی قوت و زور ہے جس سے کمزور پر تکبر کیا جاتا ہے ساتویں چیز کثرت اتباع ہے بادشاہ کا تکبر کثرت لشکر سے اور عالم کا تکبر کثرت تلامذہ سے اور عابد کا تکبر کثرت مریدین سے ہوتا ہے غرضکہ جس نعمت کا کمال ہونا متصور ہو سکتا ہے گو وہ واقع مین کمال نہو اوس سے تکبر کرنا ممکن ہوتا ہے یہانتک کہ مخنث بھی اپنے ہمسرون پر تکبر کرتا ہے کہ مین اس صنعت مین اوروں سے زیادہ ماہر ہون کیونکہ وہ اسکو کمال جانتا ہے اسیطرح فاسق فاجر کثرت بادہ نوشی و کثرت جماع و اغلام کا فخر کرتا ہے کیونکہ اپنے گمان مین اسی کو کمال جانتا ہے حالانکہ اسمین غلط کار ہے **ف** کبر فقط امر باطن کا نام ہے اور اسکا ایک ہی سبب ہے جسکو عجب کہتے ہین اور تکبر ظاہری کے تین سبب ہین ایک متکبر مین ہوتا ہے دوسرا وہ ہمین جسپر تکبر ہوا تیسرا وہ جو ان دونون کے سوا کسی اور سے متعلق ہو پہلا سبب تو وہی ہے جو کبر باطنی کا سبب ہے یعنی عجب اور دوسرا سبب حقد و حسد ہے اور تیسرا سبب ریا ہے اس اعتبار سے یہ سب چار سبب ہوئے عجب و کینہ و حسد و ریا پیدا ہونا کبر باطنی کا عجب سے تو ظاہر ہی ہے اور اس کبر باطنی سے تکبر ظاہری اعمال و افعال و احوال مین سرایت کرتا ہے اور کبھی کینہ سے بھی کہ تکبر مین پہانستا ہے جیسے ایک شخص دوسرے کو اپنے برابر یا اپنے بہتر سمجھتا ہے مگر کسی سبب سے اوسپر غصہ ہو گیا ہے تو باوجود اس غصے کے اوسکی طرف اسکے دل مین کینہ جما ہوا ہے اسلئے اسکا جی اوسکے سامنے تواضع کرنیکو نہین چاہتا اگرچہ وہ شخص نزدیک اسکے مستحق تواضع ہے یہی حال حسد کا ہے کہ اس سے بھی محسود کے ساتھ بغض ہوتا ہے گو اوسکی طرف سے کچھ ایذا نہ پہنچے اور نہ کوئی ایسا باعث ہو جسکی وجہ سے نوبت غصہ اور کینہ کی آئے مگر حسد کے باعث امر حق کا منکر ہو جاتا ہے اور نصیحت کو نہین مانتا اسی طرح ریا بھی خواہان اظہار اہل تکبر ہوتی ہے یہانتک کہ ایسے شخص سے منافرہ کرتا ہے جسکو جانتا ہے کہ قطعاً مجھسے بہتر ہے اور پہلے سے کچھ معرفت یا حسد یا بغض بھی نہین ہوتا ہے یہ اسلئے کہ لوگ کہین یہ نہ کہین کہ دوسرا اس سے افضل ہے سو باعث تکبر کا اس جگہ فقط یہی ریا ہے اسی طرح بعض لوگ ریا کے لئے اپنا نسب شریف کر لیتے ہین اور خوب جانتے ہین کہ ہم اس دعوے مین جھوٹے ہین مہذا اس سے دوسرون پر تکبر کرتے ہین جو اوس نسب کے نہین ہوتے **ف** کبھی تکبر آدمی کی وضع مین ہوتا ہے جیسے چہرہ پھلانا گردن ٹیڑھی سے دیکھنا اور گردن اکڑانا اور چلنے مین اترانا اور تکیہ لگا کر بیٹھنا اور کبھی بات چیت مین یہانتک کہ آواز مین اور کبھی صحبت بیان مین اور کبھی چال و نشست و برخاست و دیگر افعال و حرکات و سکنات مین یہ بعض متکبر ایسے ہوتے ہین کہ ان سب باتو نمین تکبر کرتے ہین اور بعض چند چیزون مین تکبر اور چند چیزون مین تواضع کیسی یہ عادت ہوتی ہے کہ لوگ ہمارے سامنے کھڑے رہین یا ہماری تعظیم کو کھڑے ہون وہ یہ خصلت متکبرین کی ہے علی مرتضی نے کہا ہے جسکو یہ منظور ہو کہ دوزخی آدمی کو دیکھے تو وہ ایسے شخص کو دیکھے کہ خود بیٹھا ہوا اور لوگ اوسکے سامنے کھڑے ہون انس نے کہا صحابہ کے نزدیک حضرت سے بڑھکر کوئی نہ تھا معہذا جب آپکو دیکھتے تو تعظیم کے لئے کھڑے نہوتے کیونکہ جانتے تھے کہ یہ کھڑا ہونا آپکو پسند نہین ہے اور کسی کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب تک کوئی پیچھے پیچھے ساتھ کا آدمی نہو تب تک نہین چلتا یہی

ایک بڑی عادت ہے تکبر کی ابوالدرداء نے کہا ہے بندہ اللہ سے دور ہو جاتا ہے جب تک کہ اوسکے پیچھے لوگ چلتے ہیں
عبدالرحمن بن عوف اپنے غلاموں سے ممتاز نہ تھے صورت ظاہری میں اوٹھنا اور لباس وغیرہ میں ایک سا حال رکھتے
تھے حضرت کبھی اصحاب کے ساتھ چلتے تو اونکو آگے کر دیتے آپ بیچ میں یا پیچھے ہوتے یہ امر واسطے تعلیم کے تھا
یا رفق وسوسۂ کبر و عجب کے اور کسیکی عادت ہوتی ہے کہ دوسرے سے ملنے نہیں جاتا گو اوسکے ملنے سے خیر و برکت دینی
حاصل ہو پھر کسیکی عادت ہے کہ اگر کوئی اپنے پاس آ بیٹھے تو برا لگے ساتھ بیٹھے تو کچھ مضائقہ نہیں حالانکہ تواضع
اسکے برعکس ہے انس رکھتے ہیں مدینہ میں ایک لونڈی تھی حضرت کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لیجاتی آپ اپنا ہاتھ اوس سے
نہ چھڑاتے ایک عادت یہ ہے کہ پاس بیماروں کے نہ بیٹھے اونسے احتراز کرے یہ بھی تکبر میں داخل ہے ابن عمر اپنے
ساتھ کھانے میں کوڑھی و سفید داغ والے اور بیمار کو نہ رکھتے ایک عادت یہ ہے کہ گھر میں اپنے ہاتھ سے کوئی کام
نکرے حالانکہ تواضع اسکے خلاف ہے ایک عادت یہ ہے کہ اپنے گھر کی کوئی چیز اپنے ہاتھ میں اوٹھا کر نہ لے حالانکہ
حضرت بنفس نفیس اکثر چیزیں لے آتے تھے علی مرتضیٰ نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنے عیال کے لئے کچھ اوٹھا لے تو
اوسکے کمال میں کچھ نقصان نہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر تھے پانی کا گھڑا خود حمام میں لیجاتے ابوہریرہ ولی فتح مرو اللہ
کے امیر مدینہ تھے بازار سے ترکاری کا ٹوکرا اوٹھا لاتے اور کہتے امیر کو راستہ دو عمر رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ میں گوشت
اور داہنے ہاتھ میں درّہ لیکے بازار میں گشت کرتے اپنے گھر میں آتے علی مرتضیٰ نے ایک درم کا گوشت خریدکر اسے
اپنی چادر میں رکھ لیا کسینے کہا میں لے چلوں فرمایا عیال دار ہی کو اسکا لیچلنا زیبا ہے ایک عادت لباس کی ہے
کہ اوس سے بھی تکبر ٹپکتا ہے اور تواضع ظاہر ہوتی ہے حضرت نے فرمایا ہے البذاذۃ من الایمان مراد بذاذت
سے کم قدر لباس ہے زید بن وہب نے کہا میں نے عمر فاروق کو دیکھا کہ درہ لیکر بازار میں نکلے اونکی چادر میں چودہ پیوند تھے
جنمیں کوئی پیوند چمڑے کا بھی تھا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے کہ اچھا ہے کہ کپڑوں کا دل کے لئے اتارنے کا سامان
ہے عمر بن عبدالعزیز کا لباس قبل خلافت ہزار دینار کا ہوتا تھا پھر خلافت میں پانچ درم کا گیا اوسپر کہتے تھے ایمین
بھی عیب ہے کہ نرم ہے معہذا کچھ ضرور نہیں کہ عمدہ کپڑے سب لوگوں کے حق میں ہر حال میں داخل تکبر ہوں اصل
باعتبار نیات و اشخاص کے مختلف ہوتے ہیں سب سے اچھی پوشاک وہ ہے جو اوسط درجہ کی ہو جسمیں نہ شہرت عمدگی
ہو نہ آوازۂ خرابی بکر بن عبداللہ نے کہا کپڑے چاہے بادشاہوں کے سے ہوں مگر پہننے والوں کو خوف خدا سے نرم
رکھو ع درویش صفت باش و کلاہ تتری دار یہ اوان لوگوں کو کہا جو پارساؤں کا کپڑا پہنکر طالب تکبر ہیں ایک عادت
یہ ہے کہ جب کوئی گالی یا ایذا دے یا حق جتیں لے تو اوسکی برداشت کرے اصل دستور العمل اس باب میں حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے اوسی سے حسن خلق و تواضع کو لینا چاہئے پس طالب تواضع آپکا اقتدا کرے
اور جو شخص کہ اپنا رتبہ آپکے رتبہ سے زیادہ سمجھکر ان اعمال پر جو آپکو پسند تھے راضی نہ ہو وہ سخت جاہل و مردود ہے

یہ چیز تکبر کی قوت و زور ہے جس سے کمزور پر تکبر کیا جاتا ہے ساتویں چیز کثرت اتباع ہے بادشاہ کا تکبر کثرت لشکر سے اور عالم کا تکبر کثرت تلامذہ سے اور عابد کا تکبر کثرت مریدین سے ہوتا ہے غرضکہ جس نعمت کا کمال ہونا متصور ہو سکتا ہے گو وہ واقع میں کمال نہ ہو اوس سے تکبر کرنا ممکن ہوتا ہے یہانتک کہ مخنث بھی اپنے ہمسروں پر تکبر کرتا ہے کہ میں اس صنعت میں اوروں سے زیادہ ماہر ہوں کیونکہ وہ اسکو کمال جانتا ہے اسیطرح فاسق فاجر کثرت بادہ نوشی و کثرت جماع و اعلام کا فخر کرتا ہے کیونکہ اپنے گمان میں اسی کو کمال جانتا ہے حالانکہ اسمیں غلط کار ہے **ف** کبر فقط امر باطن کا نام ہے اور اسکا ایک ہی سبب ہے جسکو عجب کہتے ہیں اور تکبر ظاہری کے تین سبب ہیں ایک متکبر میں ہوتا ہے دوسرا وہ سمجھتا ہے جسپر تکبر ہوا تیسرا وہ جو ان دونوں کے سوا کسی اور سے متعلق ہو پہلا سبب تو وہی ہے جو کبر باطنی کا سبب ہے یعنی عجب اور دوسرا سبب حقد و حسد ہے اور تیسرا سبب ریا ہے (اما عتبار سے) یہ سب چار سبب ہوئے عجب و کینہ و حسد و ریا پیدا ہوتا کبر باطنی کا عجب سے تو ظاہر ہی ہے اور اس کبر باطنی سے تکبر ظاہری افعال و اقوال و احوال میں سرایت کرتا ہے اور کبھی کینہ سے عجب ہی کے تکبر میں پہنچتا ہے جیسے ایک شخص دوسرے کو اپنے برابر یا آپسے بہتر سمجھتا ہے مگر کسی سبب سے اوسپر غصہ ہو گیا ہے تو بوجہ اس غصے کے اوسکے دل میں کینہ بیٹھ گیا ہے اسلئے اوسکا جی اوسکے سامنے تواضع کرنیکو نہیں چاہتا اگرچہ وہ شخص نزدیک اوسکے مستحق تواضع ہے اور کبھی حسد کا ہے کہ اس سے بھی محسود کے ساتھ بغض ہوتا ہے گو اوسکی طرف سے کچھ ایذا نہ پہنچے اور نہ کوئی ایسا باعث ہو جسکی وجہ سے نوبت غصہ اور کینہ کی آئے نرے حسد کے باعث امر حق کا منکر ہو جاتا ہے اور نصیحت کو نہیں مانتا اسی طرح ریا بھی خواہ مخواہ اظہار اہل تکبر ہوتی ہے یہانتک کہ ایسے شخص سے محافظہ کرتا ہے جسکو جانتا ہے کہ قطعاً مجھسے بہتر ہے اور پہلے سے کچھ معرفت یا حسد یا بغض بھی نہیں ہوتا ہے یہ اسلئے کہ لوگ کہیں یہ نہ کہیں کہ دوسرا اس سے افضل ہے سو باعث تکبر کا اس جگہ فقط یہی ریا ہے اسی طرح بعض لوگ ریا کے لئے اپنا نسب شریف کر لیتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ ہم اس دعوے میں جھوٹے ہیں مگر اس سے دوسروں پر تکبر کرتے ہیں جو اوس نسب کے نہیں ہوتے **ف** کبھی متکبر آدمی کی وضع میں ہوتا ہے جیسے پیچھا ڈالنا اور کمر دوہری کر کے چلنا اور جامہ زنانہ پہننا اور کبھی بات چیت میں یہانتک کہ آواز میں اور کبھی صنعت بیان میں اور کبھی چال نشست و برخاست و دیگر افعال و حرکات و سکنات میں یہ بعض متکبر ایسے ہوتے ہیں کہ ان سب باتوں میں تکبر کرتے ہیں اور بعض چند چیزوں میں تکبر اور چند چیزوں میں تواضع کیونکہ یہ عادت ہوتی ہے کہ لوگ ہمارے سامنے کھڑے رہیں یا ہماری تعظیم کو کھڑے ہوں سو یہ فصلت متکبرین کی ہے علی مرتضی نے کہا ہے جسکو یہ منظور ہو کہ دوزخی آدمی کو دیکھے تو وہ ایسے شخص کو دیکھے کہ خود بیٹھا ہو اور لوگ اوسکے سامنے کھڑے ہوں انس نے کہا صحابہ کے نزدیک حضرت سے بڑھکر کوئی نہ تھا معذا جب آپکو دیکھتے تو تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوتے کیونکہ جانتے تھے کہ یہ کھڑا ہونا آپکو پسند نہیں ہے اور کسی کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب تک کوئی پیچھے پیچھے ساتھ کا آدمی نہ تب تک نہیں چلتا یہ بھی

ایک بری عادت ہے تکبر کی ابوالدرداء نے کہا ہے بندہ اللہ سے دور ہوجاتا ہے جب تک کہ اوسکے پیچھے لوگ چلتے ہین
عبدالرحمن بن عوف اپنے غلامون سے ممتاز نہ تھے صورت ظاہری مین اونکا اور اپنا لباس وغیرہ مین ایک سا حال رکھتے
تھے حضرت کبھی اصحاب کے ساتھہ چلتے تو اونکو آگے کردیتے آپ بیچ مین یا پیچھے ہوتے یہ امر واسطے تعلیم کے تھا
یا دفع وسوسۂ تکبر و عجب کے اور کسیکی عادت ہوتی ہے کہ دوسرے سے ملنے نہین جاتا گو اوسکے ملنے سے خیر و برکت دینی
حاصل ہو پھر کسیکی عادت ہے کہ اگر کوئی اپنے پاس آبیٹھے تو برا لگے ساتھہ بیٹھے تو کچھہ مضائقہ نہین حالانکہ تواضع
اسکے برعکس ہے انس کہتے ہین مدینہ مین ایک لونڈی بھی حضرت کا ہاتھہ پکڑکر جہان چاہتی لیجاتی آپ اپنا ہاتھہ اوس سے
نہ چھوڑاتے ایک عادت یہ ہے کہ پاس بیماروں کے نہ بیٹھے اونسے احتراز کرے یہ بھی تکبر مین داخل ہے ابن عمر اپنے
ساتھہ کھانیسے کسی کوڑہی و سفید داغ والے اور بیمار کو نہ روکتے ایک عادت یہ ہے کہ گو مین اپنے ہاتھہ سے کوئی کام
نکرے حالانکہ تواضع اسکے خلاف ہے ایک عادت یہ ہے کہ اپنے گھر کی کوئی چیز اپنے ہاتھہ مین اوٹھاکر نہ لاے حالانکہ
حضرت بنفس نفیس اکثر چیزین لے آتے تھے علی مرتضیٰ نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنے عیال کے لئے کچھہ اوٹھالاے تو
اوسکے کمال مین کچھہ بٹہ نہین لگتا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر تھے پانی گرم خود حمام مین لیجاتے ابوہریرہ طرف سے مروان
کے امیر مدینہ تھے بازار سے گوشت کا ٹکڑا اوٹھالاتے اور کہتے امیر کو راستہ دو عمر رضی اللہ عنہ بائین ہاتھہ مین گوشت
اور داہنے ہاتھہ مین درہ لیے بازار مین گشت کرتے اپنے گھر مین آتے علی مرتضیٰ نے ایک درم کا گوشت خرید کر کے
اپنی چادر مین رکھہ لیا کسینے کہا مین لے چلون فرمایا عیال دار ہی کو اسکا لیچلنا زیبا ہے ایک عادت لباس کی ہے
کہ اوس سے بھی تکبر ٹپکتا ہے اور تواضع ظاہر ہوتی ہے حضرت نے فرمایا ہے البذاذۃ من الایمان مراد بذاذت
سے کم قدر لباس ہے زید بن وہب نے کہا مینے عمر فاروق کو دیکھا کہ درہ لیکر بازار مین نکلے اونکی چادر مین چودہ پیوند تھے
جنمین کوئی پیوند چمڑے کا بھی تھا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے کہ اچھا ہو ناکپڑون کا دل کے لئے اترانے کا سا ہاتھہ
ہے عمر بن عبدالعزیز کا لباس قبل خلافت ہزار دینار کا ہوتا تھا بعد خلافت مین پانچ درم کا گیا اوسپر کہتے تھے کہ مجھین
بھی عیب ہے کہ نرم ہے معہذا کچھہ ضرور نہین کہ عمدہ کپڑے سب لوگون کے حق مین ہر حال مین داخل تکبر ہون بلکہ یہ امر
باعتبار نیات و اشخاص کے مختلف ہوتے ہین سب سے اچھی پوشاک وہ ہے جو اوسے دیکھکر جو جسمین نہ شہرت عمدگی
ہو نہ آوازۂ خرابی بکر بن عبداللہ نے کہا کپڑے چاہیے بادشاہون کے سے پرہیزگارون کو خوف خدا سے نرم
کہوں ع درویش صفت باش و کلاہ تبری دار یہ اون لوگون کو کہا ہو یا رساؤن کا کپڑا اپہننا طالب تکبر ہین ایک عادت
یہ ہے کہ جب کوئی گالی یا ایذا دے یا حق چھین لے تو اسکی برداشت کرے اصل دستور العمل اس باب مین حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے اوسی سے حسن خلق و تواضع کو لیکنا چاہیے پس غالب تواضع آپکا اقتدا کرے
اور جو شخص کہ اپنا رتبہ آپکے رتبہ سے زیادہ سمجھکر ان اعمال پر جو آپکو پسند تھے راضی نہ ہو وہ سخت بیوقوف ہے

آپ کو منصب دین و دنیا کا سب سے زیادہ تمہارے سلئے عزت و رفعت بدون آپکی اقتدا کے میسر نہین آسکتی ہے عمر فاروق نے کہا ہم وہ لوگ ہین کہ اللہ نے ہمکو اسلام سے عزت دی ہم اوسکے سوا کسی اور چیز سے عزت کے طالب نہین ہین یہ بات انہون نے جب کہی تھی کہ ملک شام مین گئے تھے اور کسینے آپکی ہیئت ظاہری پر اعتراض کیا تھا **ف** کبر مہلکات مین سے ہے اور کوئی آدمی اوس سے خالی نہین دور کرنا اس کبر کا فرض عین ہے یہ فقط تمنا سے نہین جاتا بلکہ دوا دارو سے جاتا ہے وہ دوا دو طور پر ہے ایک یہ کہ جو جڑ کبر کی دلمین ہے اوسکو بیخ و بنیاد سے اوکھیڑ کر پھینکدے دوسرے جن اسباب سے تکبر کرتا ہے اونکو دور کرے پہلی دوا کے دو طریق ہین علمی و عملی سو علمی علاج یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو اور اپنے رب کو پہچانے اس سے انشاء اللہ کبر جاتا رہیگا کیونکہ معرفت نفس سے جان لیگا کہ یہ نفس سب ذلیلون سے ذلیل تر اور سب قلیلون سے قلیل تر ہے اوسکے مناسب حال سوای خاکساری و ذلت و خواری کے اور کچھ نہین ہے اور معرفت خدا سے جان لیگا کہ عظمت و کبریا اوسیکو لائق ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ علانیہ و اسطے اللہ کے تواضع کرے لوگونکے ساتھ یا خلق حسنہ و خاکساری پیش آئے ہمارے حضرت زمین پر بیٹھا کھاتے اور فرماتے مین بندہ ہون بندونکی طرح کھانا کھاتا ہون **حکایت** سندان فارسی سے کسیسنے کہا تم نیا کپڑا نہین پہنتے کہا مین غلام ہون جس دن آزاد ہونگا اوسدن نیا کپڑا پہنونگا کار ہے وہ اسباب جن سے تکبر ہوتا ہے سو اونکا ذکر پہلے ہو چکا کہ وہ سات سبب ہین اونکو دور کرے کیونکہ کمال حقیقی نام ہے علم و عمل کا انکے سوا جو چیز ہے اور موت سے فنا ہونیوالی ہے وہ کمال وہمی ہے اور دور کرنا اون اسباب کا یون ہوتا ہے کہ جسکا نسب کے سبب سے تکبر ہو وہ یہ سوچے کہ نسب پر فخر کرنا محض جہل ہے اسلئے کہ دو سرے کے کمال سے اپنی عزت ہونا یعنی چہ مفتخر بنسب اگر خود صفات خسیس رکھتا ہے تو اسکی سخت کو دوسرے کا کمال کس طرح تدارک کریگا بلکہ اگر وہ شخص جسکے نسب سے یہ تکبر کرتا ہے زندہ ہوتا تو اسکا فضیلت مجلو ہے تو تو ایک کیڑا ہے میرے پیشاب کا نطفہ مین کہانسے شرف آیا **ف**

اعتبار شرف آدمیان از حسب ست		بہر تحقیق نسب آدم و حوا کافی ست	

دوسرے یہ کہ اپنا نسب حقیقی پہچانے اور باپ دادے کو سوچے کہ اوسکا باپ تو ایک نطفۂ ناپاک ہے اور دادا مٹی و خاک اس نسب کو خود خدا نے قرآن پاک مین بتا دیا ہے وبدأ خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین سو جسکی اصل ذلیل مٹی ہے جو پامال ہوتی رہتی ہے پھر جب اوس مٹی کو خمیر کیا تو وہ سیاہ و بدبودار ہو گئی پھر کیونکر وہ تکبر کر سکتا ہے جسکی طرف وہ منسوب ہے وہ تو نہایت خوار و ذلیل چیز ہے غرضکہ اصل انسان کی مٹی ٹھیری اور جب یہ نطفہ ہوا رحم ہوا تو اور بھی بدنسب ہوا کیونکہ اصل تو پاؤن کے تلے ملی جاتی ہے اور نطفہ اگر بدن و مگ جاتا ہے تو دھویا جاتا ہے عارف اس نسب حقیقی کا تکبر نہین کرتا **ف**

ز خاک آفریدت خداوند پاک		پس ای بندہ افتادگی کن چو خاک	

اور جسکو جمال کا تکبر ہوا وسکی دوا یہ ہے کہ اپنے باطن کو عاقلانہ طور پر دیکھے اور اپنے ظاہر کو بہائم کی طرح معائنہ نکرے جب باطن کو دیکھیگا تو ایسی رسوائیاں سوجھینگی جنکے سامنے کہ جمال گرد ہو جائیگا مثلاً پیٹ مین براز ہے اور مثانہ مین پیشاب اور ناک مین رینٹھہ اور منہہ مین تھوک اور کان مین میل اور رگونمین خون اور پوست مین پیپ اور بغل مین بدبو معذا ہر دن ایک دو بار پاخانہ اپنے ہاتھہ سے دھوتا ہے اور وہ ایسی چیز ہے جسکے دیکھنے سے کراہت آتی ہے سو نگھنا اور چھونا درکنار یہ حال تو حیات کا ہے اور ابتداء خلقت جس سے ہوئی وہ معلوم ہے کہ نطفہ و خون حیض ہے اور پھر دو بار پیشاب کے رستہ سے نکلا ہے یہ ابتدا و وسط کا حال ہے اور ایام حیات مین اگر ایک دن بھی اپنے بدن کی صفائی نکرے اور غسل نکیا کرے تو ایسی بلیدی اور بدبو ہو جائے جیسے چوپایونمین ہوتی ہے غرضکہ جب ان باتون کو خیال کریگا تو پھر جمال پر تکبر نکریگا کیونکہ وہ تو گھوڑے کا سبزہ ثمیر اگر ظاہر مین تو ہرا بھرا اچھا معلوم ہوتا ہے اور اصل مین ناپاک ہے یا جنگلی باغ ہے کہ ابھی تو خوب نظر آتا ہے کچھہ دنون بعد پھر پتہ پتہ ہوا مین مارا پھریگا اور اگر فرضاً حسن و جمال دیرپا ہوتا اور ان سب آفات سے مبرا تب بھی کبر بدصورت پر زیبا نہ تھا اسلئے کہ اوسکی یہ شکل کچھہ اوسکے بس مین نہ تھی کہ وہ اوس سے بچ رہتا اور نہ جمال اسکے اختیار مین تھا کہ اوسکی مدح کیجاتی اور اب تو جمال کو کچھہ قیام ہی نہین ہے ہر دم یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ جاتا رہے ایک دن کی بیماری یا چیچک یا زخم یا کسی اور سبب سے زائل ہو جاتا ہے بہت سے حسین ان اسباب سے بدشکل ہو گئے ۵

بر مال و جمال خویش مغرور مشو		کان را بشبے برند دابن را بہ تپے	

ان باتونکا سمجھنا کبر جمال کو وبال کر دیتا ہے ایسا متکبر گود یکھنے مین حسین و جمیل ہو لکن صورت باطنی اوسکی بغایت درجہ قبیح و شنیع ہوتی ہے پھر اس خوبصورتی زائل پر کیا فخر ۵

تناسب پہ اعضا کے اتنا نہ تختر		بگاڑا تجھے خوبصورت بنا کر	

تیسرا سبب تکبر کا قوت و طاقت ہے اسکی دوا یہ ہے کہ جو امراض و اسقام انسان پر مسلط ہوتے ہین اونمین تامل کرے ایک رگ مین درد ہونیسے سب عاجزون سے بدتر ہو جاتا ہے سارا زور و قوت بہول جاتا ہے ایک مگس اگر کچھہ چبھ جائے تو اوس سے نہین لے سکتا اور اگر مچھر ناک مین گس جائے یا ایک جوں کان مین چلی جائے تو باعث ہلاک کا ہو اور ایک کانٹا پاؤن مین لگ جائے تو عاجز کر دے ایک دن کے بخار مین مدت کا زور جاتا رہتا ہے سو جسکا یہ حال ہو وہ کیا زور و قوت پر تکبر کریگا اور مانا کہ یہ طاقت وہی ہے لکن گدھے گاؤ ہاتھی گھوڑے سے تو کسی طرح بھی زبردست تر نہین ہے پھر اوس وصف و صفت پر فخر کیا جسمین بہائم اس سے بڑھکر ہین چوتھا سبب غنا و مال ہے اور اسی مین کثرت اصحاب و احباب و اعوان و انصار ملوک وغیرہم بھی شامل ہے جو کہ سب پنجم ہے تکبر کا اور یہ قسم سب سے بدتر ہے کیونکہ جمال و قوت تو اندر آدمی کے تھا اور یہ تو اوسکی ذات سے خارج ہے جو شخص بادشاہونکی طرف سے حکومت پانے پر متکبر ہے اور خود کوئی وصف نہین رکھتا تو اوسنے بنیاد اپنے کام کی ایسے دل پر رکھی ہے جو ہنڈی سے بھی زیادہ جوش زن ہے کیونکہ

وقت عالم ایسا ہوجائے کہ ایک ہی گناہ کے سبب سے حال اوسکا نزدیک خدا کے جاہل سے بُرا و بدتر ہو اور یہ اوس گناہ کو خفیف سمجھتا ہو یہی احتمال حق مین عابد کے بھی ہے غرضکہ عابد ہو یا عالم ہر ایک کو اپنے اپنے نفس کا ڈر ضرور ہے اپنے نفس پر وظائف رہے اور دوسرے کے لئے رجا رکھے انہین باتون سے تکبر سے بچا رہیگا یہ حال عابد کا عالم کے ساتھ ہے اور غیر عالم دو طرح ہین ایک مستور الحال دوسرے ظاہر الحال سو مستور الحال پر بھی تکبر کرنا نہ چاہئے شاید وہ لوگ بنسبت عابد کے کوگنہ گار ہون اور ظاہر الحال پر اوسوقت اور اللہ سے محبت زائد رکھتے ہون

غرضکہ یہ اسباب ایسے ہین کہ آدمی کی ذات مین داخل نہین اور جو ذات مین گنے گئے ہین اور چونکہ تعداد اختیار مین نہین اور آخرت مین موجب وبال ونکال وعصیبت وآفت کے ہونگے اوپر فخر کرنا کیا اور جس شے پر آدمی کو اختیار نہین ہے وہ اوسکی ملک بھی نہین ہوسکتی مالک حقیقی انکا اور ہے وہ چاہے تو یہ اشیا اوسکے پاس رہین اور نہ چاہے تو نہ رہین آدمی تو ایک غلام مملوک ہے کہ کسی چیز پر اوسکا قابو نہین سو جسکو یہ حال معلوم ہوجائیگا اوسکا کبر ضرور ہی جاتا رہیگا چنانچہ سبب تکبر کا علم ہے اور یہ سب سی بڑی آفت اور بڑا مرض ہے اسکا علاج بھی سہل نہین بلکہ نہایت مشکل ومحنت سے ہوتا ہے کیونکہ علم کی قدر نزدیک اللہ اور بندون دونون کے بہت بڑی ہے اسکے سامنے مال وجمال وقوت کی کچھ ہستی نہین عمر نے کہا ہے عالم کی لغزش سے ایک عالم لڑکھڑا جاتا ہے کعب نے کہا طغیانی علم کی مثل طغیانی مال کے ہوتی ہے سو اسکے دور کرنے کے لئے دو امر کا خیال کرے ایک یہ کہ عالم پر بہ نسبت جاہل کے اللہ کی حجت زیادہ تر استوار ہے جتنی برداشت جاہل کی کیجاتی ہے اوسکا دسوان حصہ بھی عالم سے برداشت نہین کیا جاتا اسلئے اللہ نے عالم بے عمل کو گدھے اور کتے سے مشابہت دی ہے فرمایا مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا اور بلعم باعورا کے حال مین کہا ہے فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث اور حضرت نے فرمایا ہے قیامت کے دن عالم بلایا جائیگا او دوزخ مین ڈالدینگے اوسکی انتڑیان نکل پڑینگی اوسے ایسا چکر دینگے جیسے گدھا چکی پھرتا ہے دوزخی اوسکے گرد ہوکر پوچھینگے کہ تیرا کیا حال ہے وہ کہیگا کہ مین دوسرون کو نیکی کا حکم کرتا اور خود بجا نہ لاتا اور بدی سے اورون کو روکتا اور خود اوسکو کرتا اسکو شیخین نے اسامہ بن زید سے روایت کیا ہے سو عالم کو یہی ایک خطر کافی ہے وہ کون عالم ہے جس نے پیروی شہوت کی نہین کی اور بدی کا خود عامل نہوا اسی لئے بہت سے عالم قیامت مین یہ تمنا کرینگے کہ کاش جاہل ہی ہوتے اور اونکی طرح بچ جاتے غرضکہ یہ خطر مانع تکبر ہے کیونکہ اگر دوزخی ہے تو پھر سور بھی اوس سے بہتر ہے پھر تکبر کس بات کا عالم کو نہ چاہئے کہ وہ اپنے آپکو صحابہ سے بڑھکر دیکھے اونمین کسیسے کہا کاش میری ماں مجھے نہ جنتی کسیسے کہا مین ایک تنکا گھاس کا ہوتا تو خوب ہوتا کسی نے کہا مین اگر پرندہ ہوتا اور لوگ کھاجاتے تو اچھا ہوتا کسیسے کہا کیا خوب ہوتا جو میرا ذکر ہی دنیا مین نہوتا یہ سب باتین ڈر سے انجام کے کہتے تھے اپنے نفس کو مٹی

آدمی مطیع ہو خواہش نفس جسکا پیرو ہو اور اترانا آدمی کا اپنے نفس پر اور ابو ثعلبہ سے فرمایا تھا جب تو بخل کی پیروی اور ہوے
نفس کا اتباع اور اہل رای کی خود رائی دیکھے تو الگ ہو جا ابن مسعود نے کہا دو امر میں تباہی ہے ایک یاس دوسرے عجب
اور اللہ نے کہا ہے فلا تزکوا انفسکم کسیسے عائشہ سے پوچھا کہ آدمی کب برا ہوتا ہے کہا جبکہ وہ یہ گمان کرے کہ
میں اچھا ہوں ف عجب بھی ایک سبب ہے منجملہ ان کے ہونیکا ہے تو نظر کر سیدامت کے ان جو بندوں کے
ساتھ ہیں اور اگر اللہ کے ساتھ دیکھے تو اپنے تئیں بڑا وہی ہے جو آخرت میں اللہ کے نزدیک بڑا ہو اور جو کوئی اللہ کے
نزدیک دوزخی ہے گو نہیں جانتا تو اوس سے رتبہ میں کتا و سور بہتر ہے دانا وہ ہوتا ہے جو ہمیشہ خاتمہ کا لحاظ
رکھے سارے فضائل جیسا کہ اسی خاتمہ کے لئے مطلوب ہوتے ہیں معلوم ہوا کہ بندہ کو کسی حال میں بھی تکبر کرنا زیبا
نہیں جاہل کو دیکھے تو دل میں یہ کہے کہ اسنے تو اللہ کی نافرمانی جہل کی راہ سے کی ہے اور میں جان بوجھکر تو وہ بہ نسبت میرے
معذور تر ہے عالم کو دیکھے تو یہ کہے کہ یہ مجھسے زیادہ تر جانتا ہے میں اسکی برابری نہیں کر سکتا اور اگر عمر میں بڑے کو دیکھے
تو یہ خیال کرے کہ اسنے مجھسے پہلے اللہ کی طاعت کی ہے اسکے عمل مجھسے زیادہ ہیں میں کیونکر اسکے برابر ہو سکتا ہوں
اور اگر چھوٹے کو دیکھے تو یہ تصور کرے کہ میں نے اس سے پہلے خدا کی نافرمانی کی ہے میں کسطرح اسکی برابری کر سکتا ہوں
میرے گناہ زیادہ اور اوسکے کم ہیں بدعتی و کافر کو دیکھے تو جی میں یہ کہے کہ مجھے نہیں معلوم شاید انکا خاتمہ اسلام پر ہو
اور میرا خاتمہ کفر و بدعت پر کیونکہ ہدایت کچھ میرے ہاتھ میں نہیں ہے یہ فکر خاتمہ دافع کبر ہوتی ہے اور جو حکم بغض
رکھنے کا ساتھ بدعتی و فاسق کے آیا ہے وہ کچھ اسکے مخالف نہیں ہے اسلئے کہ وہ لنفس للہ ہے اور کبر میں تغیر
للنفس ہوتا ہے نہ واسطے خدا کے ایسے لوگوں کو جب دیکھے یا امر و نہی کرے تو تین امر کا دل میں یقین کر لے ایک
اپنے گناہوں کا جو اس سے سرزد ہوئے ہیں تاکہ اپنا نفس اپنی ہی آنکھ میں حقیر ہو جائے دوسرے جس علم یا عمل کے باعث
تکبر کرتا ہے جان لے کہ وہ اللہ کا احسان و انعام ہے اسپر کچھ اسکے بس کی بات نہیں ہے کہ یہ آپکو بڑا اور دوسرے
کو حقیر جانے تیسرے یہ کہ اپنا اور دوسرے کا خاتمہ معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ کسکا خاتمہ اچھا اور کسکا برا ہو گا ان تینوں
امر کے پیش نظر رکھنے سے محفوظ عن التکبر رہیگا انشاء اللہ سا تواں سبب تکبر کرنا ہے بسبب عبادت و ورع کے یہ بھی ایک
بڑے امتحان کی چیز ہے اسکا علاج یہ ہے کہ تمام خلق کے ساتھ تواضع کرے عابد عالم کو فاجر دیکھکر حقیر نہ جانے اور یہ
نہ کہے کہ احادیث میں جو فضائل علم کے آئے ہیں وہ علماء باعمل کے حق میں ہیں اوس سے عالم فاجر کی فضیلت نہیں
پائی جاتی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح عالم سے باز پرس بسبب اوسکے علم کے ہوا اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ علم وسیلہ
نجات کا واسطے عالم کے ہو جائے اور اوسکے گناہوں کا کفارہ ہو یہ دونوں باتیں اخبار سے ثابت ہیں بلکہ ہر حال میں
تواضع ہی کرنا چاہیے عالم بھی اپنے نفس کو عابد سے اچھا نہ جانے کیونکہ خاتمہ کا حال مشکوک ہے احتمال ہے کہ مرتے

وقت عالم ایسا ہوجائے کہ ایک ہی گناہ کے سبب سے حال اوسکا نزدیک خدا کے جاہل سے بُرا و بدتر ہو اور یہ اوس گناہ کو خفیف سمجھتا ہو یہی احتمال حق مین عابد کے بھی ہے غرضکہ عابد ہو یا عالم ہر ایک کو اپنے اپنے نفس کا ڈر ضرور ہے اپنے نفس پر وظائف رہے اور دوسرے کے لئے رجا رکھے انہین باتون سے تکبر سے بچا رہیگا یہ حال عابد کا عالم کے ساتھ ہے اور غیر عالم دو طرح ہین ایک مستور الحال دوسرے ظاہر الحال سو مستور الحال پر بھی تکبر کرنا نہ چاہئے شاید وہ لوگ بہ نسبت عابد کے اعلم ہون - ہون اور زیادہ عبادت کرتے ہون اللہ سے محبت زائد رکھتے ہون اور ظاہر الحال پر اوسوقت تکبر کرسکتا ہے جبکہ یہ بات معلوم ہو کہ اوسنے تمام عمر مین بہ نسبت اون لوگون کے گناہ کم کئے ہین اور چونکہ تعداد تمام عمر کے گناہون کی نہ اپنی اور نہ غیر کی دریافت ہوسکتی ہے تو یہ معلوم ہونا کہ ہمارے معاصی کم اور اونکے زیادہ ہین ممکن نہین ہے ہان یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ فلان شخص نے ہماری نسبت گناہ کبیرہ زیادہ کئے ہین جیسے ناحق قتل کیا ہے یا شراب پی ہے معہذا تکبر نہ چاہئے کیونکہ دل کے گناہ جیسے کبر و حسد و ریا و خیانت و اعتقاد باطل و وسوسہ فی صفات اللہ نزدیک اللہ کے بہت سخت ہین تو ہوسکتا ہے کہ اس عابد سے باطن مین کوئی گناہ ایسا ہوجائے جس سے نزدیک خدا کے وہ مغضوب ٹھیرے اور فاسق معلن سے کوئی ایسی طاعت قلبی بن پڑے جیسے اخلاص یا محبت خدا یا خوف یا تعظیم جو عابد مین نہ ہو اور اللہ اوسکے سبب سے وہ گناہ اوس فاسق کے بخشدے اسکا حال قیامت کو کھلیگا فاسق کا بہتر ہونا ممکن ہے اور عابد کا بُرا ہونا احتمال ضعیف ہے احتمال بعید جو اپنے لئے مضر ہو اوسکو قریب سمجھنا چاہئے

ف تواضع کے تین درجے ہین ایک وہ جو طرف زیادتی کے مائل ہو اوسکا نام تکبر ہے دوسرا وہ جو طرف کمی کے مائل ہو اوسکا نام ذلت و خفت ہے تیسرا اوسط اوسکا نام تواضع ہے اسی کو اختیار کرنا چاہئے اللہ کو امور اوسط محبوب ہوتے ہین جو شخص اپنے ہمسرون پر بڑھنا چاہے وہ متکبر ہے اور جو اونسے پیچھے رہے وہ متواضع ہے اور عالم اگر کسی موچی کی جوتیان سیدھی کرے اور رنگ پہنچا لائے تو یہ ذلت و خفت ہے بہتر یہ ہے کہ میانہ رو ہو ہر ذی حق کو اوسکا حق دے عالم کی تواضع بازاری کے لئے اتنی ہی چاہئے کہ اوس سے بکشادہ روئی و خندہ پیشانی بات چیت کرے اوسکی دعوت قبول کرے اوسکو بنظر حقارت نہ دیکھے اوسکی حاجت مین ساعی ہو آپ کو اوس سے بہتر نہ سمجھے کیونکہ اپنا اور اوسکا خاتمہ معلوم نہین ہے **ف** مذمت عجب کی کتاب و سنت دونون مین آئی ہے اللہ نے فرمایا ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلن تغن عنکم شیئا اسکو بطور انکار کے ذکر فرمایا ہے کہ یہ عجب احمانہ تھا وقال تعالی افظنوا انہم مانعتہم حصونہم من اللہ فاتاھم اللہ من حیث لم یحتسبوا اسمین کفار پر شوکت و قلعہ جات سے عجب کرنے کا انکار کیا ہے اور فرمایا ہے وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا یہ بھی راجع ہے طرف عجب کے انسان جسطرح عمل ثواب پر عجب کرتا ہے اسی طرح کبھی عمل خطا پر بھی عجب ہوتا ہے حضرت نے فرمایا ثلث مھلکات شح مطاع وھوی متبع واعجاب المرء بنفسہ یعنی تین چیزین مہلک ہین بخل جس کا

آدمی مطیع ہو خواہش نفس جسکا پیرو ہو اور اترانا آدمی کا اپنے نفس پر اور ابو ثعلبہ سے فرمایا تھا جب تو بخل کی پیروی اور ہوے نفس کا اتباع اور اہل رای کی خود رائی دیکھے تو الگ ہو جا ابن مسعود نے کہا دوا مین تباہی ہے ایک یاس دوسرے عجب اور اللہ نے کہا ہے فلا تزکوا انفسکم کسینے عائشہ سے پوچھا کہ آدمی کب برا ہوتا ہے کہا جبکہ وہ یہ گمان کرے کہ مین اچھا ہون **ف** عجب بھی ایک سبب ہے منجملہ اسباب کبر کے اس سے بہت آفات پیدا ہوتے ہین جو بندون کے ساتھہ ہین اور اگر اللہ کے ساتھہ دیکھیے تو اور بھی زیادہ خرابیان ہین جیسے گناہ کو بھول جانا یا ذکر نا اور اگر یاد آگیا تو اوسکو چھوٹا جاننا اوسکا تدارک نکرنا اور عبادت و اعمال کا بڑا جاننا اوسکی منت اللہ پر کرنا اور نعمت خدا کا فراموش کرنا آدمی جب اپنے اعمال پر عجب کرتا ہے تو اوسکی آفتون سے اندہا ہو جاتا ہے اور جو شخص آفات اعمال کو بچانے کی سعی اوسکی ضائع ہو جاتی ہے اور آفات کی جستجو اوسی کو ہوتی ہے جسپر خوف غالب ہے **ف** عجب ایسے وصف مین ہوتا ہے جو یقینًا کمال ہو عجب یہ ہے کہ نعمت کو بڑا جانے اور اوسپر مطمئن ہو اور منسوب ہونا اوسکا طرف منعم کے یا د نکرے اور اگر اسکے ساتھہ یہ بھی ہو کہ نفس مین یہ جانے کہ اللہ پر یہ احق ہے اور اوسکے نزدیک میرا ایسا مرتبہ ہے کہ اتنے ہی عمل کی جزا مین مجھے دنیا ہی مین توقع بڑائی کی ہے اور بعید ہے کہ مجھے کوئی آسیب پہونچے جیسے اور بدکارون کو پہنچتا ہے تو اسکا نام ادلال بالعمل ہے یعنی ناز کرنا اپنے عمل پر گویا اللہ کو اپنے نفس کا نازبردار سمجھتا ہے قتادہ نے کہا ولا تمنن تستکثر یعنے اپنے عمل سے نازمت کر غرضکہ ادلال بعد عجب کے ہوتا ہے ادلال وہی کریگا جو معجب ہو گا **ف** سبب عجب کا جہالت ہے اوسکی علاج معرفت سے ہوتی ہے جو ضد ہے اوس جہالت کی سو عجب یا تو فعل اختیاری عبد مین ہو گا جیسے عبادت صدقہ عزت سیاست خلق اصلاح یا غیر اختیاری مین جیسے جمال قوت نسب سو پہلی قسم مین عجب زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت قسم دوم کے پھر صورت اول مین دو اعتبار ہین ایک تو یہ کہ معجب محل ہے اوس عبادت کا دوسرے یہ کہ وہ عبادت اسکے اختیار سے ظہور مین آئی ہے اگر اعتبار اول سے ہے تو جہالت محض ہے اسلئے کہ محل کو ایجاد و تحصیل عمل مین کچھہ دخل نہین ہوتا ہے وہ ایک مطیع و مسخر شئی ہے اور اگر دوسرے اعتبار سے ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ قدرت و اختیار و ارادہ و اعضا و تمام اسباب جنسے عمل پورا ہوا ہے وہ کہان سے میرے پاس آئے یہ سب چیزین تو خدا کی عنایت ہی سے ملی ہین اب اگر عجب ہو تو خدا کے کرم و فضل پر ہو جسنے بلا کسی استحقاق کے ایسا انعام کیا نہ ان اشیا پر اسی طرح عابد کو اپنی عبادت پر اور عالم کو علم پر اور خوبصورت کو حسن و جمال پر اور غنی کو اموال پر عجب کرنا بے معنی ہے کیونکہ یہ سب نعمتین اللہ نے دی ہین اور اسکا وجود فقط اون نعمتون کا محل ہے وہ بھی اوسیکے فضل و جود سے ہے جو شخص یہ جان لیگا کہ سارے اعمال و اوصاف اوسکے منجانب اللہ نعمت ہین اور بے استحقاق ملے ہین اوس سے عجب و ادلال جاتا رہیگا ولولا فضل اللہ علیکم و رحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا حدیث مین آیا ہے ما منکم من احد ینجیہ عملہ قالوا ولا انت یا رسول اللہ

قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ ف جن اسباب سے تکبر ہوتا ہے اونمین سے عجب بھی ہوتا ہے اور کبھی عجب ایسی چیز سے بھی ہوتا ہے جس سے تکبر نہین ہوتا مثلاً اپنی رای خطا وار سے جو بوجہ جہل اچھی معلوم ہوتی ہے عجب کرنا یہ سب آٹھ چیزین ہین ایک حسن وجمال وصحت وقوت وتناسب اعضا اور جو متعلقات بدن ہین کہ فقط اپنپر نظر کرے اور بھول جائے کہ یہ اللہ کی نعمت ہے اور معرض زوال مین ہے اسکی علاج یہی ہے کہ اپنی ناپاکیون کو ابتدا وانتہا مین سوچے کہ مجھسے پہلے کیسے کیسے حسین جمیل ہیوند خاک ہوکر بدبودار ہوگئے جنسے طبیعت کو نفرت ہوگئی دوسرے یہ کہ قوت وزور کے سبب سے عجب کرے جس طرح قوم عاد نے کہا تھا من اشد منا قوۃ اسکی علاج وہی تصور ہے کہ ایک دن کی تپ مین ساری طاقت ڈھیلی ہوجاتی ہے اور کیا عجب ہے کہ اللہ اس عجب کے سبب سے کوئی ادنی آفت مسلط کرکے ساری طاقت لیلے تیسرے یہ کہ اپنی عقل وکیاست پر عجب کرے کہ مین بڑا دقیقہ رس مصلحت فہم دارین ہون اسکا علاج یہ ہے کہ جتنی عقل اللہ نے اوسکو دی ہے اوسپر خدا کا شکر بجالائے اور سوچے کہ اگر ذرا سا مرض میرے دماغ مین ہوجائیگا تو ایسا وسواس ومجنون ہوجائیگا جس سے لڑکے ہنسین گے اور کیا عجب ہے کہ اس عجب سے میری عقل جاتی رہے بلکہ یہ جانے کہ جتنا لوگون کو معلوم ہے اوتنا مجھے نہین معلوم تو مین اس سے بطریق اولی جاہل ہون اور احمقون کا حال دیکھے کہ وہ اپنے عقول پر کیسے عجب کرتے ہین اور لوگ اونپر ہنستے ہین تو ڈرے کہ کہین میرا بھی یہی حال نہوجائے چوتھے یہ کہ نسب کی وجہ سے معجب ہو جسطرح بعض سادات کو ہوتا ہے کہ وہ بسبب شرف نسب آپکو مغفور جانتے ہین اور بعض تمام خلق کو اپنا غلام وکنیز خیال کرتے ہین اسکا علاج یہ ہے کہ یون خیال کرے کہ جب مین افعال واخلاق مین مخالف اپنے اکابر کا ہوا تو یہ جہالت ہے اور اگر اونکی پیروی کا دعوی ہے تو اونمین عجب کہان تھا وہ تو اپنے نفس کو حقیر جانتے تھے اور ندمت کرتے تھے پھر اونکی اولاد مین ایسے بھی ہین جو اللہ ویوم آخر پر یقین نہین رکھتے وہ سور وکتے سے بھی زیادہ بدتر ہین نزدیک خدا کے اللہ نے فرمایا یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی یعنی تمہارے انساب مین کچھ فرق نہین سب کی اصل ایک ہی ہے پھر فائدۂ نسب کا ذکر کیا اور فرمایا وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا پھر فرمایا کہ شرف تقوی سے ہوتا ہے نہ نسب سے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم سید اگر خدا کے غضب مین مبتلا ہوگا تو پھر کسیکو اوسکی سفارش کی اجازت نہوگی شفاعت کے اعتبار سے گناہ دو قسم کے ہین ایک وہ جو موجب غضب خدا کے ہین اجازت اونکی شفاعت کی نہوگی دوسرے وہ کہ جو شفاعت کے سبب معاف ہوجائینگے بلکہ خود شفاعت ہی بے اذن کے نہوگی قال تعالی ولا یشفعون الا لمن ارتضی وقال تعالی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ اور فرمایا فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین سو جب گناہ دو طرح کے ٹھیرے ایک وہ جنمین شفاعت منظور ہوگی دوسرے وہ جنمین منظور نہوگی توڈرنا اور خوف کو لازم پکڑنا واجب ہوا اگر سب گنا ہونکی شفاعت ہوسکتی تو آپ فاطمہ علیہا السلام سے نہ فرماتے لا اغنی عنک من اللہ شیئا بلکہ اونکو اجازت دیدیتے کہ

دنیا مین جتنا چاہو چین و مزہ اور الو پہر آخرت مین شفاعت کرکے وہانکی لذات بہی دلوا دیجائینگی حاصل یہ کہ تقوی کو چہوڑکر بتوقع شفاعت گنا ہو نمین غرقاب رہنا ایسا ہے جیسے کوئی بیمار پیٹ بہرکر بدپرہیزی کرے اور جانے کہ میرا معالج بڑا طبیب نامی ہے اور نہایت مہربان اور باپ بہائی سے بہی زیادہ نگران حال سو یہ محض جہالت ہے سعی و ہمت طبیب سے بعض امراض دور ہو سکتے ہین بکل اوسکے بہروسے پرہیز کا چہوڑنا بچا ہے اسی طرح عنایت شفعا و کی خواہ انبیا کے ہون یا صلحا حق مین اقارب و اجانب کے ایسی ہی ہوگی کہ کبہی منظور ہوا و کبہی نہو سارے خلق سے بہتر صحابہ تہے اونکی ڈر کا یہ حال تہا کہ تمنا کرتے تہے کہ کاش ہم چوپایہ ہوتے تو کیا خوب ہوتا حالانکہ کامل تقوی رکہتے تہے اور اونکو حسن عمل اور صفا دقلب بہی بروجہ اتم حاصل تہا اور حضرت سے اپنے لئے بشارت جنت بہی سن چکے تہے اور آپکی شفاعت عموماً واسطے اہل اسلام کے جانتے تہے مگر اونہون نے کسی بات پر تکیہ نکیا اور نہ اونکے دل سے اللہ کا ڈر گیا تو جس شخص مین کوئی بات بہی اونکی سی نہو تو وہ کیسے عجب کرتا ہے پانچوین یہ کہ نسب سلاطین سے عجب کرے یا آپکو اونکا اعوان سمجہکر اترائے سو یہ بہی پلے سرے کی جہالت ہے اسکا علاج یہ ہے کہ اونکی رسوائی کو سوچے اور جانے کہ جو مظالم و مفاسد اونہون نے کئے ہین اونکی وجہ سے وہ نزدیک اللہ کے مغضوب و مبغوض ہین اور اگر دوزخ مین اونکی صورت نظر آئے اور اونکی بدبو و پلیدی معلوم ہو تو پہر دیکہنے والا کبہی آپکو طرف اونکے منسوب نکرے اور اگر اونکی قیامت کا حال اسپر کہلجائے کہ ہر طرف سے مغلوب مین اوسکو لپٹے ہوئے ہین اور فرشتے سر کے بال پکڑے اوندہے منہ جہنم مین لئے جاتے ہین اور طرح طرح کی ذلت و خواری و رسوائی و بدنامی مین مبتلا ہین تو اللہ سے پناہ مانگین اور کہین کہ ہمین سور و کتے کی قرابت منظور ہے مگر انکی منظور نہین غرضکہ اولاد ظالمین کو یہ چاہیے کہ اگر اللہ ظلم سے اونکو بچائے تو اوسکا شکر ادا کرین کہ ہمارا دین سلامت رکہا اور اگر اونکے آبا مسلمان غیر مشرک تہے تو اونکے لئے استغفار کرین نہ اونکے نسب سے عجب کرنا جہل محض و ستم صرف و خبط خالص ہے چھٹا یہ کہ کثرت اعوان و خدام وغیرہم سے عجب کرے جسطرح کفار نے کہا تہا نحن اکثر اموالا و اولادا و ما نحن بمعذبین جیسا مسلمانون نے دن حنین کے کہا تہا کہ ہم آج کمی کے باعث مغلوب نہونگے اسکا علاج یہ ہے کہ اپنا ضعف اور اونکا خیال کرکے یہ جانے کہ ہم سب عاجز بندے ہین اپنی جانون کے لئے کچہہ نفع و ضرر کا اختیار نہین رکہتے یہ لوگ تو بعد موت کے سب کے سب جدا ہو جائینگے اور مین تنہا قبر مین ذلیل و خوار جا پڑون گا نکوئی یار آشنا ہوگا اور نہ اپنا و بیگانہ بلکہ وہ خود ہی لیجاکر اسکی لاش خاک مین حوالہ سانپ بچہو کیڑون کے کر دینگے اور ایسے اڑے وقت مین اونسے کچہہ کام نہ نکلے گا اور میدان حشر مین بہی پاس سے کسک جائینگے قال تعالی یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبتہ و بنیہ سو ایسے لوگون سے کیا فائدہ جو شدت کے وقت اور موقع حاجت پر جدا ہو جائین اونپر عجب کیسے آتا ہے اعتماد مالک موت و حیات و نفع و ضرر پر چاہیے نہ اپر جو خود عاجز و ذلیل ہین ساتوین یہ کہ

مال سے عجب کرے جسطرح فرمایا ہے انا اکثر منک مالا و اعز نفرا ایک بار حضرت نے دیکھا کہ ایک غنی کے پاس ایک فقیر آکر بیٹھا اوسنے اپنے کپڑے سمیٹ لئے اور سکوگیا فرمایا تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہین اسکی مفلسی تجکو لگ جائے سو واہ احمد اسکی علاج یہ ہے کہ آفات مال اور کثرت حقوق مال و فضیلت فقرا اور اونکی سبقت کو طرف جنت کے سوچے اور جانے کہ یہ مال صبح آتا ہے اور شام جاتا ہے اسکی کچھ اصل نہین بہت سے کفار صاحب مال و دولت و ثروت ہین ابوذر سے مسجد شریف مین فرمایا کہ سر اوٹھا کر دیکھ دیکھا تو ایک شخص بہت عمدہ کپڑے پہنے ہے تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا کہ اپنا سر اوٹھا کر دیکھ دیکھا تو ایک شخص پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے فرمایا ای ابوذر یہ آدمی نزدیک اللہ کے ساری زمین سے بہتر ہے سو جب حقیقت حال یہ ہے تو پھر ایسا مذار کا اپنے مال و ثروت پر عجب کرنا یعنی چہ اوسکو تو یہی ڈر لگا رہتا ہے کہ کہین ادا حقوق مال مین کچھ قصور نہوا ہو حلال سے لیا ہے کہ نہین موقع پر صرف کیا ہے کہ نہین آٹھوین یہ کہ اپنی رای غلط پر عجب کرے کما قال تعالی افمن زین له سوء عمله فرءاه حسنا وقال تعالی ویحسبون انهم یحسنون صنعا حدیث ابوثعلبہ مین فرمایا ہے کہ غلط رای پر عجب کرنا اس امت کے آخر زمانے مین ہوگا یہ وہ بلا ہے جس سے اگلی قومین ہلاک ہوگئین اسی سے ہر ایک فرقہ الگ الگ ہوگیا ہر ایک یہی جانتا ہے کہ مین ہی خوب جانتا ہون اپنے ہی اعتقاد پر خوش ہے کل حزب بما لدیهم فرحون غرضکہ جتنے اہل بدعت و ضلالت ہین سب اپنی بدع و ضلال پر اسیلئے مصر ہین کہ وہ اپنی رای پر معجب ہین سو اسکا علاج بہت مشکل ہے اسلئے کہ اگر غلطی رای پر آگاہ ہوتا تو اوسکو ترک کر دیتا لکن جس بیماری کو نہین جانتا ہے اوسکی دوا کیونکر کریگا ہان عارف شخص یہ کرسکتا ہے کہ جاہل کو اوسکی بیماری پر اطلاع دے اور اوسکو جہل سے دور کردے لکن اگر وہ اپنی جہالت پر ہی معجب ہوگا تو پھر عارف کی کب سنے گا بلکہ اوسی کو اولٹا الزام دیگا اسلئے کہ اللہ نے اوپر ایک ایسی بلا مسلط کردی ہے جو موجب اوسکی بربادی کی ہے اور وہ اوسکو نعمت جانتا ہے وہ اوس سے کیون نفرت کرنے لگا تاہم علاج مجمل یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس کو متہم جانے غلطی و خطا سے خالی نہ سمجھے اوسکے دہوکے مین نہ آئے جب تک کہ کسی دلیل کتاب و سنت کو اپنا معمد و معاون نہ پائے مگر یہ ہر شخص کا کام نہین ہے اسکے لئے طبیعت کامل و عقل تیز و استعداد قوی و تلاش جہید و درس و مطالعہ قرآن و حدیث کا و صحبت والہی اہل علم کی درکار ہے بلکہ ان امور کے ہوتے ہوئے بھی بعض امور مین انسان سے غلطی کا خوف موجود ہوتا ہے اسلئے جو شخص تمام عمر اپنی تحصیل علم مین مستغرق نکر سکے اوسکے لئے یہ بہتر ہے کہ مذہب کی باتون پر کان نہ دہرے اور نہ اونمین خوض کرے فقط یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ ایک ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور نہ کوئی اوسکے مانند ہے وہی ستاد دیکھتا ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اوسکے رسول سچے اور برحق ہین جو کچھ اونہون نے کیا اور کہا اور پہونچایا وہ سب سچ ہے یہی طریقہ سلف کا تھا اور جو احکام قرآن و حدیث مین ہین بے بحث و تکرار اور بغیر تفصیل اونکو مان لے اور آمنا و صدقنا کہکر معاصی و ذنوب سے پرہیز و تقوی کرے طاعات بجالائے

اور سب مسلمانون سے بشفقت ورافت وتواضع پیش آئے اگر ان مذاہب وبدعات مین گھسیگا اور عقائد مین پابند تعصب کا ہوگا اور عقائد سلف سے تجاوز کرکے اہل بدع وکلام کی بات پر دہیان وکان کریگا تو ہلاک ہوجائیگا اور اسکو خبر بھی نہ ہوگی یہ تو اوس شخص کا حال ہوا جو علم کے سوا اور چیز ونمین اپنی زندگی صرف کرتا ہے اور جسکا یہ عزم ہو کہ فقط علم ہی کا ہوجائیگا تو اوسکے لئے مہم اول معرفت دلیل وشروط دلیل وکیفیت استدلال کا معلوم کرنا ضرور ہے اسمین بہت طول ہوتا ہے اکثر مسائل ومطالب مین رتبہ یقین ومعرفت تک پہنچنا مشکل پڑتا ہے سوائے زبردست لوگون کے جو مؤید بنور الٰہی ہین ہر کسیکی قدرت نہین کہ اوسکو معلوم کرلے اور ایسے لوگ بہت کمیاب وعزیز الوجود ہین اللہ ہمکو بہ گمراہی سے بچائے اور خیالات جہال ومبتدعین سے پناہ دے ؛

باب دسوان بیان مین غرور کے

مراد غرور سے اس جگہ دہوکا کھانا مغالطے مین پڑجانا ہے آدمی کے لئے ہوشیار وچوکنا رہنا کنجی ہے سعادت کی اور غرور وغفلت مین رہنا کنجی ہے شقاوت کی اللہ کی نعمت بندون پر ایمان ومعرفت سے بڑھکر نہین اور نہ شرح صدر سے زیادہ کوئی اوس طرف وسیلہ ہے اور کفر ومعصیت سے بڑھکر کوئی برائی نہین اور نہ کوئی چیز سوا کوی دل وجہالت کے اوس طرف داعی ہے اہل بصیرت کو وہ دل ملا ہے جسکی شان مین یہ آیت ہے کمشکوۃ فیہا مصباح الی قولہ نور علی نور اور اہل غفلت کا دل ایسا ہے کظلمات فی بحر لجی الی قولہ فما لہ من نور سو یہ غرور اصل جملہ شقاوات اور منبع جملہ مہلکات ہے اہل غرور واصحاب غفلت اگرچہ بے گنتی ہین مگر چار قسم مین سب آجاتے ہین ایک عالم دوم عابد سوم صوفی چہارم اہل دولت پہران اقسام مین بہت سے فرقے ہین اور اونکے غرور کے وجوہ بھی مختلف ہین مثلاً کوئی امر منکر کو اچھا جانتا ہے اور مال حرام سے مسجد بناکر اوسکو زیب وزینت دیتا ہے اور کار ثواب خیال کرتا ہے اور بعض کو پتہ نہین ہوتا کہ اوسکی کوشش نفس کے لئے ہے یا اللہ کے لئے جیسے وہ واعظ جنکی غرض قبول وجاہ ہے اور کوئی آدمی امر مہم کو چھوڑکر غیر مہم مین مصروف ہوتا ہے اور کوئی فرض ترک کرکے نفل مین لگا رہتا ہے اور کوئی مغز کو چھوڑکر پوست مین متوجہ ہے جیسے وہ نمازی جسکی ہمت فقط مخارج حروف مین ہے الی غیر ذلک ف ندمت غرور کے لئے یہی دو آیتین کافی ہین فلا تغرنکم الحیاۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور وقولہ تعالی ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء امر اللہ وغرکم باللہ الغرور حدیث شداد بن اوس مین فرمایا ہے الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والاحمق من اتبع نفسہ ہواہا وتمنی علی اللہ رواہ الترمذی وابن ماجۃ یعنی دانا وہ ہے جو مجاہدہ رکھے اپنے نفس کو اور کام کرے مابعد موت کے لئے اور احمق وہ ہے

جو اپنے نفس کو اوسکی خواہشون کے درپے رکھے اور یہ اللہ سے آرزومند مغفرت کا ہوا اور الدر واد کہتے ہین کیا خوب ہے سونا ہوشیارون کا اور اونکا افطار یہ لوگ بیوقوفون کی شب بیداری و کوشش کو کیسا ناقص کر دیتے ہین یقین و تقوی والیکا ذرہ برابر عمل بہتر ہے مغرورون کے زمین بھر عمل سے غرضکہ جو کچھ فضیلت علم کی اور مذمت جہل کی آئی ہے وہ سب دلیل ہے مذمت غرور پر اسلیئے کہ غرور بھی ایک قسم جہالت کا نام ہے مگر ہر جہل غرور نہو کیونکہ غرور کے لئے ایک مغرور فیہ اور دوسرے مغرور بہ درکار ہوتا ہے غرور یہ ہے کہ شیطان کے شبہ اور مکر کے باعث نفس ایسی چیز پر جم جائے جو ہوائے نفسانی کے موافق اور خواہش طبع کے مطابق ہو اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص کسی نکمے شبہ سے حال یا مآل مین خیر کا معتقد ہو وہ مغرور ہے اکثر لوگون کا یہی حال ہے کہ اپنے نفوس کے لئے بہتری کا گمان رکھتے ہین حالانکہ یہ گمان اون کا غلط ہے سو اکثر لوگ مغرور ہین گو اقسام اونکے غرور کے جداجدا ہون اور درجات بھی مختلف یہانتک کہ بعض کا غرور نسبت بعض کے ظاہر تر اور شدید تر ہوتا ہے سب مین سخت تر وہ غرور ہین ایک کفار کا دوسرے بدکارون کا کفار مین بعض ایسے ہین جنکو حیات دنیا نے مغرور کر رکھا ہے اور بعض ایسے ہین جنکو شیطان نے مغرور بنا دیا ہے بعض اول کا یہ قول ہے کہ نقد بہ نسبت ادھار کے بہتر ہے دنیا نقد ہے آخرت ادھار تو اس سے دنیا ہی بہتر ٹھیری اوسکو اختیار کرنا چاہئے دنیا یقینی ہے آخرت سو موہوم یقین شک سے بہتر ہوتا ہے اللہ نے اس آیت مین انکا حال کہا ہے اولئک الذین اشتروا الحیاۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینصرون اس طرح کے غرور کا علاج یا تو سچے ایمان سے ہوتا ہے یا دلیل و حجت سے ایمان سے یون کہ اللہ کی باتون کو سچا جانے ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق وقال تعالی وما عند اللہ خیر وقال تعالی والاخرۃ خیر وابقی وقال تعالی وما الحیاۃ الدنیا الا متاع الغرور وقال تعالی فلا تغرنکم الحیاۃ الدنیا ان آیات کو سنکر بہت سے کافر ایمان لے آئے حضرت کو سچا جانا کوئی دلیل طلب کی اور کسیسے قسم دیکر پوچھا کہ کیا اللہ نے تمکو بھیجا ہے فرمایا ہان وہ لوگ اسی پر ایمان لے آئے یہ عوام کا ایمان ہے دائرہ غرور سے باہر ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اوس قیاس کا فاسد ہونا معلوم ہو جائے جو شیطان نے گھڑ کر اسکے دل مین جما دیا ہے کیونکہ ہر غرور کا ایک سبب ہوتا ہے مغرور اوسی سبب کو دلیل جانتا ہے گو اسکو خبر نہو جیسے مثال مذکور مین دو جملے تھے ایک یہ کہ دنیا نقد اور آخرت ادھار ہے یہ جملہ تو درست ہے دوسرا جملہ یہ تھا کہ نقد بہ نسبت ادھار کے بہتر ہے سو اسمین دھوکا ہے کیونکہ اگر نقد و نسیہ مقدار و مقصود مین برابر ہون تب تو یہ جملہ درست ہے اور اگر نقد بہ نسبت ادھار کے کم ہے تو پھر ادھار ہی بہتر ہوگا اب اگر مدت دنیا و مدت آخرت کو دیکھو تو کچھ پتا ہی نہین لگتا مثلاً انسان زیادہ سے زیادہ سو برس جیتا ہے اس عمر کو اگر مدت آخرت سے نسبت کرو تو آخرت کے کروڑوین حصے کے برابر بھی نہین ہوتی ایک دنیا کے چھوڑنے مین لاکھہ بلکہ بے انتہا آخرت مین پائیگا اور باعتبار نوع کے یہ خیال کرے کہ ساری لذات و شہوات و طیبات دنیا مین سب طرح کی

کہ دنیا کے آلام و آفات ملے ہوئے ہین آخرت کی لذت پاک صاف ستھری نفیس عمدہ حلوای بے دود ہے تو یہ کہنا کہ نقد اودہار سے بہتر ہے غلط ٹھیرا ایسے شخص کو جو آخرت مین شک رکھتا ہے یہ کہنا چاہیے کہ اگر آخرت کے معاملات جھوٹ ہوئے تو مجھکے کیا نقصان ہوا ازل سے ابتک یہی تو مین ایسا ہی تھا کہ کچھ عیش نکرتا تھا مین جانون گا کہ معدوم ہی رہا اور اگر سچ ہوئی تو ابد الآباد تک آگ مین جلونگا اسکی برداشت نہو سکے گی حالانکہ آخرت نزدیک اہل ایمان کے یقینی چیز ہے اوسکا یقینی ہونا دو چیزون سے معلوم ہوتا ہے ایک تصدیق انبیاء و علماء سے دوسرے بصیرت و مشاہدۂ باطن سے اکثر خواص و جملہ عوام کا یقین اسیطرح کا ہوتا ہے اور جب یہ لوگ اپنے کلام و عقائد سے اتلاف احکام الٰہی کرتے ہین اور معاصی و شہوات مین مبتلا ہو کر اعمال صالحہ سے باز رہتے ہین تو وہ بھی اس مغالطہ مین شہر کا کفار ہو جاتے ہین کیونکہ اونہون نے بھی زندگی دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے ہان اتنی بات ہے کہ اصل ایمان کے سبب عذاب ابدی سے بچ جائینگے اور دوزخ سے کچھ عرصہ بعد نکل آئینگے جیسے متکلمین و متفلسفین اہل اسلام ہم انکے مغرور ہونے مین کچھ شک نہین کیونکہ ہر چند اونکو یہ اقرار ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن جو کامل صرف دنیا کے ہوئے اور اوسکو اختیار کیا اسلئے کہ ایمان انکا واسطے فلاح ابدی کے کافی نہین ہے جب تک کہ عمل نہو کما قال تعالیٰ والی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدی وقال تعالیٰ ان رحمة الله قریب من المحسنین اور حضرت نے فرمایا ہے الاحسان ان تعبد الله کانك تراه وقال تعالیٰ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر غرضکہ تمام قرآن پاک مین وعدہ مغفرت کا ایمان و عمل صالح دونون سے متعلق ہے صرف ایمان ہی پر نہین تو جو لوگ دنیا پر مطمئن ہو کر خوش ہوتے ہین اور اوسکے مزون مین ڈوبے رہتے ہین موت کو برا جانتے ہین اسلئے کہ یہ سب لذات چھوٹ جائینگی نہ اسلئے کہ آگے چل کر ہمپر کیا گزریگا وہ دنیا کے مغالطے مین پڑے ہین خواہ کافر ہون یا مسلمان کفار کو ایک مغالطہ یہ ہے کہ وہ اپنے دل یا زبان سے کہتے ہین کہ اگر قیامت ہوئی تو بھی ہم غیرون کی نسبت زیادہ تر مستحق ہونگے وما اظن الساعة قائمة ولئن رددت الی ربی لاجدن خیرا منها منقلبا عصاۃ مسلمین کو ایک مغالطہ یہ ہے کہ اللہ کریم ہے ہمکو اوسکے عفو کی توقع ہے اس اعتماد پر عمل کرنا بھی چھوڑ دیتے ہین اور اس تمنا و غرور کا نام توقع و رجا رکھا ہے اور جانتے ہین کہ دین مین رجا کرنا عمدہ بات ہے خدا کی نعمت وسیع ہے اور اوسکی نعمت سب کو پہنچتی ہے اوسکا کرم عمیم ہے پھر بھلا اوسکی دریای رحمت کے سامنے ہمارے گناہونکی کیا حقیقت ہے ہم موحد و ایماندار ہین بدرجۂ ایمان کے اوس سے توقع مغفرت کی رکھتے ہین اور کبھی انکے رجا کی یہ دلیل ہوتی ہے کہ ہمارے باپ دادا صلحا و علما رتبہ تھے جیسے بعض سادات اپنے نسب پر مغرور ہین اور خوف و تقوی و ورع مین خلاف اپنے آبا و امجاد کے ہین حالانکہ اونکے

وعدہ مغفرت کا ایمان پر ہے

آبا باوجود تقوی و ورع کے خائف تھے اور یہ لوگ باوجود فسق و فجور کے مبخوف ہین شیطان نے انکے دلونمین یہ مغالطہ ڈالا ہے کہ جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اوسکی اولاد کو بھی چاہتا ہے تمہارے اکابر اللہ کو محبوب تھے تو وہ تمکو بھی چاہیگا حالانکہ انکو یہ یاد نہین کہ نوح علیہ السلام نے چاہا تھا کہ اپنے فرزند کو ناؤ مین لے لین اور کہا رب ان ابنی من اھلی اللہ نے فرمایا یانوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لئے دعا کی نامنظور ہوئی اور ہمارے حضرت نے اجازت چاہی کہ اپنی ماں کی زیارت کرین اور اونکے لئے استغفار مانگین زیارت کا حکم ہوا اور مغفرت چاہنے کی اجازت نہوئی اور اگر محبت باپ کی بیٹے تک چلی آئے تو پھر بغض بھی بیشک اوس تک پہنچیگا مگر اصل یہ ہے کہ لا تزر وازرۃ وزر اخری وان لیس للانسان الا ما سعی اور جس شخص کو یہ خیال ہے کہ باپ کے تقوی کی جہت سے مجھے نجات ہوگی تو وہ ایسا ہے جیسے کوئی یہ خیال کرے کہ باپ کے شکم سر ہونیسے میرا پیٹ بھی بھر جائیگا یا اوسکے پانی پینے سے میری پیاس بجھ جائیگی یا اوسکے عالم و عابد ہونیسے مین بھی عالم عابد ہو جاؤنگا اس سے ثابت ہوا کہ تقوی فرض عین ہے اور سمین بیٹے کے عوض باپ کافی نہوگا اللہ کے یہان ثواب تقوی پر ملتا ہے نہ رشتہ داری پر شیطان نے نام بدنام تمنا و آرزوی بے عمل کو رجا و توقع کہدیا اور جاہلون کو فریب دیدیا حالانکہ رجا کا بیان اللہ نے یون کیا ہے ان الذین آمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ یعنی لائق رجا کے یہ لوگ ہین ثواب ہجرت کو جزا اعمل قرار دیا ہے اگر ایک شخص کریم صادق الوعد مزدوری سے زیادہ دیتا ہے اور اوسنے کسی مزدور کو برتن مانجنے پر مقرر کیا تھا اوس مزدور نے سب برتن توڑ تاڑ کر برابر کر دئے پھر اس بات کا منتظر ہو کر بیٹھ رہا کہ اجرت دینے والا کریم ہے وہ اجرت دے ہی دیگا تو ایسے شخص کو عقلمند بجز اسکے کہ مغرور و متمنی کہین اور کیا کہین گے وجہ اس غلطی کی جہال کو یہ ہے کہ وہ لوگ معنی ہین توقع و غرور کے کچھ تمیز نہین کرتے

حکایت کسیسے حسن سے پوچھا تھا کہ کچھ لوگ کہتے ہین ہم اللہ سے توقع رکھتے ہین اور عمل نہین کرتے کہا اونکا یہ خیال خام ہے جو شخص کسی چیز کی توقع رکھتا ہے اوسکی جستجو کرتا ہے اور جس چیز سے ڈرتا ہے اوس سے بھاگتا ہے دوسری مثال یہ ہے کہ کسی کو توقع اولاد کی ہو حالانکہ ابھی تک نکاح نہین ہوا ہے یا نکاح ہوا مگر ہنوز ہم بستری نہین ہوئی تو ایسے شخص کا متوقع اولاد ہونا خیال خام ہے اسی طرح جو شخص اللہ کی رحمت کا متوقع ہو اور ایمان نہین رکھتا ہے یا ایمان تو ہے لکن اعمال صالح نہین کئے ہین یا اعمال صالح بھی کئے ہین مگر اعمال بد بھی نہ چھوڑے تو وہ بھی خیال خام مین مبتلا ہے ہان رجا وہ جگہہ پر کرنا اچھا ہوتا ہے ایک یہ کہ کوئی شخص سراپا گناہ ہو اور اوسکے دلمین خطرہ توبہ کا گذرے تو اوسکو شیطان بہکاتا ہے کہ تیری توبہ قبول نہوگی تاکہ وہ رحمت خدا سے ناامید ہو جائے ایسے حال مین توبہ کرنا واجب ہے مایوسی کو دور کر کے امیدواری کرے اور جان لے کہ

بیان رجا

اللہ کریم ہے تو قبول کرتا ہے اور توبہ ایک طاعت ہے جس سے گناہ دور ہو جاتے ہیں ایسے متوقع کو ہمراہ توبہ کے راجی کہنا چاہیئے رہی توقع مغفرت ہمراہ اصرار معاصی کے تو وہ بالکل غرور ہے دوسری صورت رجا کی یہ ہے کہ نفس اوس کا نوافل و فضائل سے قاصر ہے اور فقط فرایض پر اکتفا کرتا ہے اور اپنے لئے متوقع نعمت خدا کا ہے یہانتک کہ سرور سے اس توقع کے مزہ عبادت کا جوش زن ہو اور اوسکو نوافل پر متوجہ کرے اور یہ مضمون یاد دلائے قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون اس آیت تک اولئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون تو اس حالت مین پہلی رجا سے وہ یاس جو مانع توبہ کی تہی ٹوٹ جاتی ہے اور دوسری رجا سے وہ سستی جو کہ مانع نشاط و طیاری عبادت کی تہی جاتی رہتی ہے غرضکہ جو توقع توبہ پر یا تہیۂ عبادت پر آمادہ کرے اوسکو رجا کہتے ہین اور جو موجب کاہلی کی عبادت سے یا میل طبع کو طرف امر ناحق کے ہو تو وہ غرور و سودای خام ہے اکثر لوگ جو اعمال مین سستی کرتے ہین اور دنیا کی طرف متوجہ ہین اور اللہ سے روگردان ہین اور آخرت کے لئے غیر ساعی تو اسکی یہی وجہ ہے کہ اونکو تمنا و غرور ہے جسکو وہ رجا سمجھے ہوئے ہین خوف کی جگہ استعمال رجا کا کرتے ہین اگر فکر کرنے والا قرآن مین تامل کرے تو بجز اسکے کہ اوسکا غم بڑہ جائے اور خوف زیادہ ہو اور کچھ متصور نہین ہے اسی کے قریب غرور اون لوگون کا ہے جو طاعت و معصیت دونون کرتے ہین اور توقع مغفرت کی رکھتے ہین اس خیال پر کہ پانچ نیکیون کا جھکے گا کو بدی کے پلے مین بدیان زیادہ ہون اور یہ نہایت جہالت ہے اور بعض لوگ جہنہ دم حلال و حرام کی خیرات کرتے ہین اور اوس سے زیادہ مال شبہ اور مسلمانونکا مال لے مرتے ہین اوسپر یہ خیال کرتے ہین کہ یہ نیکی و بدی برابر ہے حالانکہ یہ بڑی جہالت ہے اور بعض کو خیال ہے کہ ہماری نیکیان زیادہ ہین اور گناہ کم ہین اسلئے کہ وہ لوگ نیکی کو یاد رکھتے ہین اور گناہون کا شمار نہین کرتے مثلاً ایک شخص دن مین سو بار استغفار یا تسبیح کرتا ہے پر مسلمانون کی غیبت و ہتک حرمت کرتا ہے اور دن بھر ایسی ہی باتین بکتا رہتا ہے جس سے اللہ خوش نہین اون باتون کو شمار نہین کرتا حالانکہ فرشتے وہ سب باتین لکھ لیتے ہین اسکو کچھ التفات نہین کہ غیبت و کذب و بہتان و چغلخوری و نفاق کے عذاب مین کیا کچھ آیا ہے اور آفات زبان کے سبب سے کتنی خرابی بھگتنی پڑیگی یہ مغالطہ نہین ہے تو کیا ہے ف اہل غرور چار فرقے ہین ایک اہل علم انمین ایک وہ لوگ ہین جو علوم شرعی و عقلی کو خوب سیکھتے ہین اور اونمین تعمق و شغل اتنا کرتے ہین کہ اعضا کی کچھ پروا نہین کرتے اور نہ اونکو گناہون سے روکتے ہین اور نہ طاعت بجا لاتے ہین وہ اپنے علم کے سبب سے اس مغالطہ مین پڑے ہین کہ ہم نزدیک اللہ کے ذی رتبہ ہین اللہ ہمکو عذاب نکریگا اور ہمسے بسبب نیرگی علم کے باز پرس گناہون کی نہوگی حالانکہ اگر سوچین تو جان لین کہ علم دو طرح کے ہین ایک علم مکاشفہ یعنی اللہ کو اور اوسکی صفات کو پہچاننا اسکا نام اصطلاح مین ہو فرض عین ہے دوسرا علم معاملہ یعنی حلال و حرام و اخلاق حمیدہ و ذمیمہ نفس کا پہچاننا اور کیفیت اونکے علاج کی معلوم کرنا سو یہ دوسرا علم اسلیئے حاصل کرتے ہین کہ عمل ہو اگر اس علم کی یہ علت غائی نہ ہوتی تو بہت نکما ہوتا کیونکہ جس علم سے عمل مقصود ہوتا ہے وہی عمل اوس کی قیمت ہے جو عالم علم فقہ و احکام عبادات سیکھے

اور خود عمل نکرے یا گناہون کو جان لے اور اونسے نہ بچے یا اخلاق مذمومہ کو پہچان لے اور اپنے نفس کا تزکیہ نکرے اور اخلاق حمیدہ کو سیکھے اور اونکے ساتھہ متصف نہو تو وہ مغرور ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے قد افلح من زکاھا یعنی صاحب فلاح وہ شخص ہے جس نے تزکیۂ نفس کا کیا ہے نہ وہ شخص جسنے فقط تزکیۂ نفس سیکھہ لیا اور سکھلایا ہے دوا کا جاننا مرض کو دور نہین کرتا ہے جب تک کہ دوا کا استعمال نکیا جائے فضائل علم کو یاد رکھنا اور مذمت علماء بے عمل کو بھول جانا مغالطہ ہے شیطان کا اللہ نے عالم بے عمل کو مشابہ کتے و سور کے کہا ہے اس سے بڑھکر اور کیا رسوائی ہوگی جس شخص نے فضائل علم کی خبر دی ہے اوسی نے علماء بے عمل کی برائی بھی بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اللہ کے سامنے وہ جاہل سے بھی بدتر ہونگے اور جو شخص مدعی علم مکاشفہ کا ہے اور تارک امر و نہی الٰہی ہے وہ اور زیادہ مغالطہ مین پڑا ہوا ہے جو شخص شیر کو پہچانے اور اوس سے نہ ڈرے تو وہ دھوکے مین نہین ہے تو پھر کیا ہے کبھی آدمی شیر کے نام و رنگ و شکل و صورت کو جانتا ہے اور ڈرتا نہین تو اوسنے ابتک گویا شیر کو نہین پہچانا ہے ولہذا جو شخص عارف خدا ہے وہ اسکا بھی عارف ہے کہ اوسکی ایک صفت یہ ہے کہ چاہے تو تمام عالم کو برباد کردے اور کچھہ پروا نکرے اور نوع انسان کو ابدالآباد تک عذاب مین رکھے تو کچھہ اوسکی شان مین اثر نہو اور نہ اوسکو رحم آئے اور نہ کچھہ افسوس ہو اسی لئے فرمایا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء فاتحۂ کتاب زبور یہی ہے کہ خوف خدا سب حکمتون کی جڑ ہے ابن مسعود نے کہا اللہ سے ڈرنے کو علم کافی ہے اور اسمین مغالطہ کھانے کو جہل بس ہے **حکایت** ایک شخص نے حسن بصری سے ایک مسئلہ پوچھا تا انہون نے اوسکا جواب دیا اوسنے کہا کہ فقہاء تو اس طرح پر نہین کہتے کہا تو نے کبھی کوئی فقیہ دیکھا بھی ہے فقیہ وہ ہے جو رات کو جاگے دن کو روزہ رکھے دنیا کا تارک ہو آخرت مین راغب ہو معلوم ہوا کہ جو ایسا نہو وہ مغرور ہے پھر دوسرے لوگ اہل علم مین وہ ہین جو علم و عمل دونون کرتے ہین مگر دل کو نہین ٹٹولتے کہ جو صفات منہیہ خدا ہین جیسے کبر و حسد و ریا و طلب علو و ریاست و جاہ و شہرت اونکو نیست و نابود کرین اور بعض کو اتنی بھی خبر نہین کہ یہ صفات مذمومہ ہین اسی لئے ان ذمائم کے مرتکب ہوتے ہین اور ریا نہین لاتے کہ حضرت نے کہا ہے تھوڑی ریا بھی شرک ہے جس دل مین ذرہ برابر کبر ہوگا وہ جنت مین نہ جائیگا حسد نیکیون کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو محبت شرف و مال کی ایسا نفاق بڑھاتی ہے جیسے پانی ساگ کو ان لوگون نے اپنے ظاہر کو تو بنالیا اور باطن کو بالکل بھول گئے ویسا ہی رہنے دیا حالانکہ اللہ کسیکی صورت و عمل کو نہین دیکھتا ہے دلون کو دیکھتا ہے **کما قال تعالی** الا من اتی اللہ بقلب سلیم ان کی ایسی مثال ہے جیسے قبور ہوتے کہ ظاہر مین تو آراستہ اور باطن مین مردار ہے

از بہر زن چون گور کافر پر حلل		وز درون قہر خدای عزوجل	

یا اندھیری کوٹھری جسکی چھت پر چراغ رکھا ہو کہ اوپر تو بہت روشنی ہے مگر اندر کچھہ نہین تو ظاہر ہے کہ یہ ایک

بڑی غلطی ہے آدمی کا دل اگر ان آفات سے صاف نہوگا تو کچھ پھل طاعات ظاہری کا نہ ملیگا تیسرا گروہ اہل علم کا وہ ہے جنکو ان اخلاق باطنی کا بھی علم ہے اور جانتے ہین کہ شرعًا یہ صفات بُرے ہین مگر اپنے نفسون کو بڑا سمجھکر کہتے ہین کہ ہم مین یہ باتین نہین ہین ہمارا رتبہ اللہ کے نزدیک ایسا نہین ہے کہ وہ ہمکو ایسی چیزون سے آزمائے یہ چیزین تو واسطے امتحان عوام کے ہین پھر اگر ایسے آثار کبر و ریاست و شیخی و شرف کے ظاہر ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ کبر نہین ہے بلکہ عزت ہے دین کی اور اللہ کے مخالفین و اہل بدعت کو زک دینا ہے حالانکہ شیطان ان حرکات پر خوب ہنستا ہے اور انکو اپنا مسخرہ بناتا ہے ایسے ہی لوگ وعظ و تدریس مین ریا کرتے ہین اور بادشاہونکے مصاحب بنکر مال مارتے ہین اور ظاہر مین یہ بات بناتے ہین کہ ہم مسلمانون کی سفارش کرکے اونسے ضرر دور کرتے ہین اور شر اعداء سے بچاتے ہین مگر اللہ کو خوب معلوم ہے کہ انکا یہ مقصد نہین ہے ایسے ہی علماء دین کے دجال اور موجب استحکام مذہب شیاطین ہوتے ہین نہ ہادی و امام دین کیونکہ دین کا امام وہ عالم ہوتا ہے جسکی پیروی سے دنیا جھوٹے اللہ کی طرف توجہ ہوا نبیاء و صحابہ و سلف سب اسیطرح کے تھے اور اقسام غرور اہل علم کے اس آخر زمانے مین بے گنتی ہین چوتھا گروہ علما کا وہ ہے جنھون نے خوب علم پڑھا اعضا کو بھی پاک صاف کیا طاعات کو ادا کیا معصیت ظاہری سے بچے اخلاق ذمیمہ کے درپے رہے مگر دل کے کونون مین خفیہ مکر شیطانی و فریب نفسانی ایسے رہگئے جنکا جاننا مشکل تھا انکو اوسپر اطلاع نہوئی اسلئے اونکو ویسا ہی چھوڑ دیا مثلاً بعض اہل علم بات کو جاگتے ہین اور جمع علوم و تحسین الفاظ و تصنیفات مین اوقات بسر کرتے ہین اور یہ جانتے ہین کہ اس سے ہماری غرض دین خدا کو ظاہر کرنا اور اوسکی شریعت کا پھیلانا ہے اور باعث پوشیدہ اسکا شاید یہ ہوتا ہے کہ اطراف و جوانب ملک مین ہمارا نام مشہور ہو اور ہمکو لوگ بڑا عالم سمجھکر ہر طرف سے رجوع لائین اور علم و زہد و ورع کے مداح ہون اور حاجات و اغراض مین لوگ ہمکو اپنے اوپر ترجیح دین اور جب ہم کوئی بات کہین تو دل لگاکر اور کان لگاکر سنین اور ہمکو مزا ملے اور ہماری تصدیق کے لئے سر ہلائین یا رقت کرین اور جانین کہ سب ہمسر و نہین یہ خاصیت ہمین کو حاصل ہے کہ علم و ورع و زہد ظاہری سب ہم مین موجود ہے ظاہر زندگی اس بیچارے مغرور کی اسی پر پردہ اسی امر پر موقوف ہے اور کبھی کوئی آدمی کسی عالم سے استفادہ کرتا ہے اور اوسکو عمل کی رغبت پیدا ہوتی ہے تو عالم کو یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ تاثیر میرے اخلاص و صدق کی ہے اور ایسے گمان پر اللہ کا شکر بجالاتا ہے اور اس امر کو باعث عفو گناہ و سیئات سمجھتا ہے اور ابھی تک اپنی نیت کی خبر نہین کہ درست ہے یا نہین پھر کوئی عالم تصنیف و تالیف کتب مین بہت سرگرم رہتا ہے اور اس خیال مین ہے کہ اللہ کا علم جمع کرتا ہون تاکہ لوگون کو اوس سے فائدہ ہو حالانکہ واقع مین یہ منظور ہے کہ عمدگی تصنیف کی جہت سے میرا نام پھیل جائے اگر یہ غرض نہین ہے تو پھر جو کوئی دوسرا شخص اوس کتاب مین سے مولف کا نام مٹاکر اپنا نام لکھدے تو مصنف کو کیون برا لگتا ہے اور کبھی تصنیف مین آدمی اپنی تعریف مراقبہ بڑی لمبی چوڑی لکھتا ہے اور کبھی ضمناً اس طرح

کہ دوسرے پر طعن و اعتراض کرتا ہے حالانکہ اسکی کچھ حاجت نہ تھی اور کبھی کسیکی عبارت مین کچھ غلطی فاحش پاتا ہے تو
وہ عبارت مع نام صاحب عبارت کے نقل کرتا ہے پھر اگر عمدہ عبارت ہوئی تو بے نام لکھتا ہے تاکہ دیکھنے والا اسی کی
عبارت سمجھے یا عبارت کو چوراکر اور بدل کر نقل کرتا ہے جیسے کوئی شخص کرتہ چوراکر قبا بنالے تاکہ چوری معلوم نہو
پھر کوئی الفاظ کتاب وسجع وعمدگی ترتیب مین تکلف کرتا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ عبارت پوچ و لچر ہے اور اپنے گمان
مین یہ کہتا ہے کہ مقصود میرا اس سے رواج حکمت ہے تاکہ لوگ جلد منتفع ہون یا سکو یہ خبر ہی نہین کہ ایک حکیم نے
تین سو ساٹھ کتابین حکمت مین لکھی تھین اور وقت کے پیغمبر کو حکم آیا کہ اوس سے کہدو کہ تو نے اس کلام فضول سے تمام زمین
بھر دی مین اوسمین سے کچھ بھی قبول نہین کرتا اس طرح کی خفیہ باتین بہت ہین جنکی گنتی مشکل ہے سوا دانا
لوگونکے اور کوئی اونکو دریافت نہین کرسکتا غرضکہ ادنی درجہ آدمی کے لئے یہ ہے کہ عارف اپنے عیوب کا ہو اور اونکو
بُرا جانکر سعی اصلاح مین کرے اللہ جب کسی انسان کی بہتری چاہتا ہے تو اوسکو عیوب نفس پر اوسکے آگاہ کردیتا
ہے اور جو شخص اپنی نیکی سے خوش ہو اور اپنی بدی کو بُرا جانے توقع ہے کہ اوسکا حال اچھا ہو اور اوسکی اصلاح
جلد ممکن ہے بہ نسبت اوس مغرور کے جو اپنے نفس کو پاک سمجھے اور اپنے علم و عمل کا اللہ پر احسان رکھے اسکے بعد
غزالی رح نے ذکر غرور اور اسباب غرور فرقۂ فقہا و متکلمین و وعاظ و مذکرین کا کیا ہے اور اونکی آفات ظاہری و
باطنی بتائے ہین اور جس دھوکے و مغالطہ مین وہ پڑے ہین اونکو تفصیل سے بیان کیا ہے پھر گروہ اہل حدیث
کے ذکر مین لکھا ہے کہ طالبان حدیث جو شرائط سماع حدیث کے ہین بجا نہین لاتے صرف سُنے سے کیا کام چلتا
ہے الفاظ حدیث کے معین ہونے کا فائدہ یہ ہے کہ اوسکے معنی سمجھے پھر سمجھنے کے بعد عمل کرے اسیطرح ترتیب وار
پانچ چیزین ہوتی ہین پہلے سُننا پھر سمجھنا پھر یاد کرنا پھر عمل مین لانا پھر دوسرون کو پہنچانا ان لوگون نے ان پانچ
امر مین سے فقط ایک سماعت پر قناعت کی ہے اور سُننا بھی جیسا چاہیے تھا ویسا نہین سنا صرف سب باتین
غور کی ہین اور اگر فرضاً حدیث کو اوسکے شرائط کے ساتھ سیکھین تب بھی مغرور ہین اسلئے کہ صرف نقل کرنے
پر اکتفا کرتے ہین جمع روایات مین عمر برباد دیتے ہین ضروریات دین و معرفت معنی احادیث سے غافل رہتے
ہین یہ نہین سمجھتے کہ مقصود علم حدیث سے بھی یہی سلوک راہ آخرت ہے اور کیا عجب ہے کہ اسکے لئے ایک
ہی حدیث عمر بھر کو کافی ہو ع در زمانہ اگر کس ست یک حرف بس ست **حکایت** بعض اکابر ایک مجلس حدیث
مین حاضر ہوئے پہلے حدیث جو شیخ نے پڑھی یہ تھی من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ، وہ بزرگ
اس حدیث کو سُنکر اوٹھ کھڑے ہوئے کہا مجھے اتنا ہی کافی ہے پہلے ایسا ہولون تو پھر دوسری حدیث سنونگا
اسکے بعد غزالی رح نے ذکر علماء نحو و شعر و لغت کا کیا ہے اور جن مغالطات و غرورات مین وہ گرفتار ہین
اور اپنی دانست مین مغفور ہین اونکو مفصل بیان کیا ہے پھر حیل فقہی لکھے ہین اور اونپر عمل کرنیکو مغالطہ

وغرور نفسانی ٹھیرایا ہے ف دوسری قسم اہل غرور کی اہل عبادت وعمل ہین یہ لوگ بھی چند فرقے ہین کسیکو انمین سے نماز مین اور کسیکو تلاوت کتاب مین اور کسیکو حج مین اور کسیکو جہاد مین اور کسیکو ذہد مین مغالطہ ہوتا ہے جو عابد جسطرح کا عمل کرتا ہے وہ اوسمین خالی غرور سے نہین ہوتا ہان دانا آدمی مغالطہ نہین کھاتا ہے سوا ایسے لوگ بہت تھوڑے ہین ایک قسم انمین وہ ہین جو فرائض چھوڑکر نوافل ومستحبات مین مشغول ہوتے ہین پنجوقتہ مستحبات مین نوبت افراط واسراف کی پہنچ جاتی ہے کسیکو وضو مین وسوسہ ہوتا ہے اور کسی کو اکل حلال مین یہانتک کہ احتمالات قریب کو بھی بعید جان لیتا ہے اور بعض اوقات مین حرام محض کھالیتا ہے دوسرے فرقہ کو نیت نماز مین شک غالب رہتا ہے شیطان اوسکو اتنی مہلت نہین دیتا کہ نیت درست کرلے بلکہ اتنا پریشان کرتا ہے کہ جماعت جاتی رہے یا وقت نماز نکلجائے پھر کبھی الفاظ تکبیر مین وسوسہ کرتا ہے اور کسیکو حروف الحمد وتمام وظائف مین مخارج کا وسوسہ غالب رہتا ہے ہمیشہ مدود شد وضاد وطا کے جدا کرنے مین اہتمام رکھتا ہے تو ایسے لوگ بجز اسکے کہ تادیب دیکر اوسرانش ہوکر پاگل خانہ مین بھیجدیے جائین اور کس لائق ہین تیسرا فرقہ وہ ہے جو تلاوت قرآن مین مغالطہ کھاتا ہے گہاس سی کاٹتا چلا جاتا ہے کبھی ایک دن مین ختم کرتا ہے زبان پر قرآن ہے اور دلمین طرح طرح کی آرزوئین گزرتی ہین کوئی مقصود بھی تلاوت کا اس طرح کے پڑہنے یا سنانے سے ہاتھ نہین آتا کبھی قاری کی آواز اچھی ہوتی ہے تو تلاوت سے لذت پاتا ہے اوسکو لذت مناجات رب الارباب گمان کرتا ہے حالانکہ یہ نرا مزہ آواز کا ہے اسی درد سے اگر کوئی اور شعر یا کلام پڑہے گا تب بھی یہی لذت آئیگی یہ مغالطہ صریح ہے چوتھا فرقہ وہ ہے جو فریضۂ صوم ہے کبھی لگاتار روزے رکھتا ہے اور کبھی ایام متبرک مین صائم ہوتا ہے مگر زبان غیبت سے اور دل ریا سے اور پیٹ حرام سے بھرا ہوتا ہے دن بھر فضول بکتا رہتا ہے معہذا آپ کو صائم الدہر سمجھتا ہے اور یہ صریح غرور ہے پانچوان فرقہ وہ ہے جو حج کرنیکو جاتا ہے اور حقوق ودیون لوگون کے نہین دیتا بے اجازت والدین اور بغیر زاد حلال کے نکل کھڑا ہوتا ہے پھر راہ مین جاتے یا آتے نماز وفرائض کو ضائع کرتا ہے اور لوگون پر چندہ ساڈالتا جاتا ہے بعض لوگ انمین مال حرام پیدا کرکے رفقا کو دیتے جاتے ہین غرض ریا وسمعت سے ریا وشہرت ہوتی ہے حالانکہ یہ صریح مغالطہ ہے چھٹا فرقہ وہ ہے جو خدمت احتساب کی لیتا ہے اور دون پر اوامر ونہی جاری کرتا ہے مگر اپنے نفس سے غافل ہے کسی سے اگر کوئی قصور ہوگیا تو اوسپر سختی ودرشتی کرتا ہے اور اوسکے قصور پر اگر کوئی معترض ہو تو کہتا ہے کہ ہم محتسب ہین تو ہمپر اعتراض کرتا ہے کوئی اذان دیتا امامت کرتا ہے پھر اگر اوسکے پیچھے دوسرے نے اذان دی یا امامت کی تو اوسپر قیامت ٹوٹ پڑی کہتا ہے تو نے ہمارا حق کیون لیا اور ہمارے ثواب مین کیون دخل دیا ساتوان فرقہ وہ ہے جو مجاورت مکہ معظمہ کرتا ہے یا مدینہ منورہ مین جارہتا ہے مگر اپنے دل کی نیت کو نہین دیکھتا اور نہ اپنے ظاہر وباطن کو پاک کرتا ہے دل وطن مین رکھا ہے ہر شناسا سے یہ شناسائی چاہتا ہے کہ فلان شخص مکہ کا مجاور یا مدینہ کا مہاجر ہے اور کبھی خود بھی فخر کرتا ہے کہ مین اتنی مدت مکہ یا مدینہ مین

رہا پھر کبھی کہ مین اسلئے جا بیٹھتا ہے کہ لوگ کچھ اپنے ہاتھ کا میل اوسکو دین اور کسب رزق کے لئے محنت کرنا نہ پڑے تو ایسا آدمی بھی مغالطہ مین ہے جس عمل مین آفات ہین وہ عبادت ہو یا اور کچھ جو شخص اوسپر اعتماد خوبی و بھلائی کا رکھتا ہے اور اوسکی آفات سے آگاہ نہین ہے وہ غلطی مین پڑا ہے اِن آفات کی تفصیل بدون عبور کے تمام کتب جمیل گا نکتاب احیاء العلوم کے حوم نہین ہو سکتی آٹھوان فرقہ وہ ہے جو مال مین زہد کرتا ہے اور خوراک و پوشاک کم قدر پر قانع ہے اور گھر کے عوض مسجد مین جا رہتا ہے اپنے گمان مین مرتبۂ زہاد کو پہنچ گیا ہے مگر دلمین رغبت جاہ و ریاست کی ہے خواہ علم سے یا وعظ سے یا زہد سے سو ان لوگو نے گو مال چھوڑ دیا ہے مگر اوس سے زیادہ مہلک چیز مین جا پھنسے ہین کیونکہ جاہ بہ نسبت مال کے مہلک تر ہوتی ہے یہ لوگ اگر تارک جاہ ہو کر مال لیتے تو شاید کچھ بچ بھی جاتے اب تو مغالطہ مین پڑ گئے یہ نہین جانتے کہ دنیا کسکو کہتے ہین انتہای دنیا تو یہی حبّ جاہ ہے طالب ریاست بیشک منافق و حاسد و متکبر و ریاکار و متصف بہ جملہ اوصاف ذمیمہ ہوتا ہے پھر کبھی کوئی عابد تارک جاہ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے مگر پھر بھی مغرور رہتا ہے اپنے اس فعل سے اغنیا کو سخت سست باتین سناتا ہے اور اونکو نظر حقارت سے دیکھتا ہے اور براہ عُجب اپنے نفس کو بہ نسبت اونکے زیادہ تر متوقع اجر کا جانتا ہے اور دل کی خباثتین اپنے اندر رکھتا ہے اور بعض عابد اپنے نفس پر بہت سختی کرتے ہین مثلاً دن رات مین ہزار رکعت پڑھتے ہین یا روز ایک ختم کرتے ہین اور دل کو مہلکات سے پاک نہین کرتے جیسے ریا و کبر و عجب وغیرہ سو یہ سب خیالات محتمل ہین اصل یہ ہے کہ متقی کی ایک ذرہ بھر نیکی ان جبلیون کے پہاڑ برابر اعمال ظاہری سے افضل ہوتی ہے پھر جب کوئی انکو قطب زمین اور ولی اللہ کہتا ہے تو بہت خوش ہوتے ہین اور زیادہ تر مغالطے مین پڑ جاتے ہین پھر کوئی انمین ایسا ہوتا ہے جو نوافل پر حرص کرتا ہے جیسے نماز چاشت یا تہجد اور فرض مین لذت نہین پاتا اور نہ اول وقت فرض کو ادا کرتا ہے نہ اوسمین جی لگاتا ہے اور نہ یہ جانتا ہے کہ خیرات مین ترتیب کو چھوڑ دینا بھی بُرا ہے مثلاً کبھی آدمی پر دو فرض معین ہوتے ہین ایک جاتا رہتا ہے اور دوسرا نہین جاتا یا دو نفل ہوتے ہین ایک کا وقت تنگ ہے نہ دوسرے کا تو ہر ایک مین ترتیب کا لگاہ رکھنا ضرور ہے اگر ترتیب کا خیال نہ رکھیگا تو مغالطہ مین پڑ جائیگا اسکے نظائر بیشمار ہین کیونکہ گناہ بھی ظاہر ہے اور طاعت بھی ظاہر مگر مشکل بات اِسمین یہی ہے کہ کونسی طاعت کو کس پر مقدم کیا جائے مثلاً کل فضائل کو نوافل پر مقدم سمجھے پھر فرض عین کو فرض کفایہ پر پھر اوس فرض کفایہ کو جو اسپر ہے غیر کے فرض کفایہ پر اور فرض عین مین بھی جو مہم تر ہے اوسکو پہلے ادا کرے پھر جو اوس سے کم ہے اور جو قضا ہونیوالا ہے اوسکو مقدم کرے اوسپر جو کہ قضا نہو جیسے ماں کی حاجت کو باپ کی حاجت سے پہلے ادا کرے اسلئے کہ حضرت نے تین بار ماں کو بتایا پھر چوتھی بار مین باپ کو ثُمّ ابوک فادناک اس سے معلوم ہوا کہ صلۂ ارحام مین ابتدا زیادہ تر قریب سے کرے اور اگر قرابت مین برابر ہون تو زیادہ تر محتاج سے اور اگر محتاجی مین بھی یکسان ہون تو زیادہ تر متقی و پرہیزگار سے اِسی طرح جسکے پاس اتنا مال ہے کہ وہ خدمت والدین و حج کو کافی

نہین ہوتا ہے تو اوسکا حج کرنا غرور و مغالطہ ہے کیونکہ خدمت والدین مقدم ہے حج پر اور یہ مغالطات نہایت باریک ہین
اس طرح کی مثالین جنمین ایک ممنوع بات دوسرے کے مقابل ہے یا ایک طاعت دوسری کی مزاحم ہے بہت ہین اون مین
ترتیب کا لحاظ نرکھنا مغالطہ مین پڑنا ہے **ف** تیسری قسم اہل غرور کی فرقہ صوفیہ کا ہے ان لوگون پر دھوکا بہت
غالب ہوتا ہے انکے بہت سے فرقے ہین ایک وہ ہے جو سچے صوفیون کا سا لباس و ہیئت و الفاظ و آداب و مراسم و
و اصطلاحات رکھتا ہے اور ظاہر حالات مین اونکے موافق ہے مگر اپنے باطن کی حفاظت نہین کرتے نہ گناہون سے
پاک رہتے ہین حالانکہ یہ طہارت ادنی درجہ تصوف کا ہے قیامت مین جب سامنے اوس جبار کے پیش ہونگے جو کہ
گدڑی و لباس ظاہری کو نہین دیکھتا بلکہ رازدل سے سروکار رکھتا ہے تو ساری حقیقت اس غرور کی کھلجائے گی
دوسرا فرقہ اس سے بھی زیادہ مغالطہ مین ہے اوسکو بیقید لباس پہننا شاق ہے اور دل صوفی بننے کو چاہتا ہے اور بیدون
جامۂ صوفیانہ کے صوفی بن نہین سکتا اسلئے اوسنے حریر و دیبا چھوڑ کر نفیس مرقع اور اچھے اچھے مخطط کپڑے اور رنگین سجادے
تلاش کئے اور کپڑے ایسے پہنے جو حریر سے بھی زیادہ قیمتی کے ہین اور جان لیا کہ صرف رنگین کپڑے اور پیوند لگانے اور
گدڑی بنانیسے صوفی ہوگئے یہ فرقہ اس دھوکے کی ٹٹی سے شکار کیا تا ہے حکام ظالم کا مال لیکر خوب مزے اڑاتا ہے
اور ظاہری گناہون سے بھی نہین بچتا باطن کا تو کیا ذکر ہے **ہ**

زیرہ دلق ملمع کمند باد آرند		ورا ز دستی این کوتہ آستینان بین	

انکا شیوہ خلق مین پھیلتا ہے جو کوئی انکی پیروی کرتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے اور جو نہین کرتا اوسکا عقیدہ سارے صوفیون سے
ڈھیلا پڑ جاتا ہے سب کو ایسا ہی جانتا ہے یہ سب انھین کی شامت و شرارت سے ہوتا ہے تیسرا فرقہ مدعی علم معرفت
و عبور جملہ مقامات و حالات و مشاہدۂ حق کا ہے حالانکہ ان امور کے اوسنے فقط نام و الفاظ ہی سنے ہوتے ہین یا
چند باتین اہل معرفت کی سیکھکر اونکو بیجگہہ بکتے پھرتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ یہ الفاظ سارے علوم اولین و
آخرین سے بہتر ہین اسی بنیاد پر علماء مفسرین و محدثین و فقہاء عابدین کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین عوام بیچارے
کس گنتی مین ہین یہانتک کہ اگر کوئی کسان یا جولاہا اپنا کام چھوڑ کر چند روز انکے پاس رہتا ہے اور کچھ واہی تباہی
باتین سیکھ لیتا ہے تو وہ بھی اون کلمات شطحیات کو بکتا پھرتا ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ مین کہتا ہون وہ سب وحی
کی رو سے کہتا ہون اور بڑے راز کی باتین سناتا ہون عباد و علماء کو کچھ مال نہین جانتا عابدون کو مزدور بتاتا ہے
اور علما کو کہتا ہے کہ یہ بوجہ تکلم کے اللہ سے محجوب ہین آپکو مذاق رسیدہ و مقرب جانتا ہے حالانکہ اللہ پاک کے نزدیک
یہی لوگ بڑے منافق و بدکار ہین اور اہل دل کے عندیہ مین جاہل و احمق ہین نہ کبھی علم پڑھا نہ کوئی خلق درست کیا
نہ عمل سنوارا نہ دل کی حفاظت کی بجز اسکے کہ جو دل نے چاہا وہ کیا اور چند بیہودہ باتین سیکھ کر یاد کر لین اور جو کچھ زبان
پر آیا بک دیا جو تمام فرقہ ہا دے جسنے نساط شریعت کو لپیٹ دھرا ہے اور آزادی مین مبتلا ہو کر اور ترک احکام کر کے سب

حلال حرام یکسان کر ڈالا ہے انمین کوئی یہ کہتا ہے کہ اللہ ہمارے عمل سے بے پروا ہے پھر ہمکو اپنے نفس پر تکلیف اوٹھانا کیا ضرور اور کوئی یہ بکتا ہے کہ لوگون کو حکم ہے کہ اپنے دلون کو شہوات و محبت دنیا سے پاک کرین مگر یہ بات محال ہے اِس دھوکے مین وہ آئے جو نا تجربہ کار ہو ہمنے تو دیکھہ لیا ہے کہ یہ امر نا ممکن ہے کوئی یون کہتا ہے کہ اعمال ظاہری کا کچھہ اعتبار نہین اللہ دلون کو دیکھتا ہے سو ہمارے دل شیفتہ و فریفتۂ محبت الٰہی ہین اور معرفت مین کمال کو پہنچ گئے ہین بدن سے تو ہم اِس سکان دنیا مین کام کرتے ہین اور دل سے آستانۂ لامکان پر معتکف ہین گویا آپکو درجۂ انبیاء سے بھی بڑھکر سمجھتے ہین ان آزادون کے اقسام بہت ہین اور منشاء اِنکے مغالطہ کا جہل ہے علم سے

پانچوان فرقہ وہ ہے جو عمل صالح کرتا ہے طلب حلال مین بھی ساعی ہے دل کے بھی درپے رہتا ہے یہانتک کہ بعض مقامات زہد و توکل و رضا و محبت کا مدعی بھی ہو جاتا ہے مگر نہ حقیقت اون مقامات کی جانے نہ شروط و علامات و آفات اونکے پہچانے کوئی کہتا ہے کہ مین عاشق خدا ہون یا عاشق مصطفےٰ اور عجب نہین کہ اوسنے وہ خیالات حق مین اللہ و رسول کے باندھے ہون جنمین کفر یا بدعت ہو کوئی متوکل بنتا ہے اور جنگلو نمین بے زاد و توشہ پھرتا ہے تاکہ دعوی توکل کا ٹھیک اوترے لکن یہ نہین جانتا کہ ایسا کام کرنا بدعت ہے سلف صحابہ و تابعین و اکابر امت سے منقول نہین حالانکہ وہ لوگ سب سے زیادہ توکل جانتے تھے اونہون نے یہ نہین سمجھا کہ جان کو خطر مین ڈالنا اور توشہ نہ لینا توکل ہے بلکہ توشہ لیکر اللہ پر توکل کرتے تھے اپنے توشہ پر اعتماد نکرتے تھے

گفت پیغمبر با واز بلند	بر توکل زانوی اشتر ببند

چھٹا فرقہ وہ ہے کہ غذا کے باب مین اپنی جان پر تنگی کرتا ہے بجز حلال کے کچھہ نہین کھاتا مگر دل و اعضا کو پابند اور خصال حسنہ کا نہین کرتا اسکو یہ خبر نہین کہ اللہ اپنے بندون سے نہ تو صرف اکل حلال سے راضی ہوتا ہے اور نہ اس بات سے کہ سارے عمل کرے اور طلب حلال نکرے بلکہ اوسکی رضا کے لئے بجا لانا سب طاعات کا اور بچنا ہر ایک گناہ سے درکار ہوتا ہے اور جو کوئی یہ خیال کرے کہ تھوڑی سی بات سے کام نکل جائیگا وہ مغرور ہے ساتوان فرقہ وہ ہے جو مدعی ہے خوش خلقی و تواضع و سخاوت کا اور درپے خدمت صوفیہ ہو کر لوگون کو اونکی خدمت کے لئے جمع کرتا ہے اور اوسنے اس خدمتگذاری کو اپنی ریاست و مال کا جال بنایا ہے سو ظاہر مین تو یہ لوگ خدمت کرتے ہین اور حقیقت مین اپنا نفع ڈھونڈھتے ہین اور مال حرام و شبہ اکٹھا کر لیتے ہین اسکی شناخت یہ ہے کہ احکام الٰہی مین سے کچھہ بجا نہین لاتے فقط مال حرام لیکر خدمت کرنے پر راضی ہین حالانکہ جو شخص مال حرام لیکر راہ حق مین صرف کرے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مسجد بنوائے پھر اوسپہ پاخانہ کی استرکاری کرے اور جانے کہ میری غرض عمارت ہے آٹھوان فرقہ وہ ہے جو مجاہدہ و تہذیب نفس و اخلاق مین مشغول ہو کر عیوب نفس مین بہت سی بحث کرتا ہے اور ان چکنی چپڑی باتونمین اوقات ضایع کرتا ہے جیسے یہ کہ نفس مین یہ عیب ہے اور اگر اسکے عیب

عیب جاننے سے غفلت کرے تو یہ بھی عیب ہے اور اگر اسکے عیب ہونے پر توجہ کرے تو یہ بھی عیب ہے اسی طرح کی گفتگو سے مسلسل کرتے ہین نواں فرقہ وہ ہے جسنے طریق سلوک شروع کردیا ہے اور کوئی باب معرفت بھی اوسپر کھل گیا ہو وہ اوسکے غوطہ مین رہگیا کہ یہ در مجھپر کس طرح کھلا اور دوسرے پر کیون بند ہے حالانکہ یہ مغالطہ ہے اسکو یہ خبر نہین کہ عجائبات خدا کے بے نہایت ہین ؎

ای برادر بے نہایت درگہی ست		ہر چہ بروی میرسی بروے بایست	

دسوان فرقہ وہ ہے جو انسے بھی کچھہ آگے نکل گیا ہے یعنی جو انوار و عطایا انمناظر طریق مین اوپر فائض ہوتے ہین اوپر توجہ نہین کرتے اور نہ اوپر فرح و سرور کرکے اوس جگہہ توقف کرتے ہین بلکہ نری قطع راہ کرنیسے کام رکھتے ہین یہانتک کہ قریب منزل مقصود کے پہنچکر اوس حد پر جا لگے ہین جسکا نام قرب الی اللہ ہے اور یہان آکر اس گمان پر کہ ہم واصل الی اللہ ہوگئے ہین ٹھیر گئے ہین اور دھوکا کھایا کیونکہ نور آلہی کے ستر پردے ہین جب سالک کسی ایک پردہ تک پہنچتا ہے تو گمان کرتا ہے کہ مین اللہ تک پہنچ گیا حالانکہ اللہ تک پہنچنا بغیر طے کرنے ان حجابون کے نہین ہوسکتا ہے پھر بعض حجاب انمین بڑے ہین اور بعض چھوٹے طریق معرفت کے ملے کرنے مین جتنے طریقے مغالطہ کے ہوتے ہین اونکے بیان کو ایک دفتر چاہیئے ؎

اگر جملہ را سعدی انشا کند		مگر دفتے دیگر املا کند	

ف چوتھی قسم اہل غرور کی اصحاب اموال ہین انکے بھی بہت فرقے ہین ایک وہ فرقہ ہے جو مساجد و مدارس و سرائون و پلون اور کنوئون کی تعمیر کا حریص ہوتا ہے تاکہ اونکی ناموری ہو اور مرنیکے بعد یادگار رہے وہ اپنی دانست مین اس فعل سے مستحق مغفرت کا ہوجاتا ہے حالانکہ یہ مغالطہ دو سبب سے ہے ایک یہ کہ ان عمارتون کو مال ظلم یا غصب یا ثبوت وغیرہ وجوہ ناجائز و ممنوع سے بنا لیتے ہین اس وجہ سے لائق غضب خدا کے ہوجاتے ہین دوسرے اونکا بنانا ریا و شہرت کے لئے ہوتا ہے یہ بھی موجب بغض خدا ہے اول تو ایسے مال کا پیدا کرنا ہی چاہیئے تھا پھر اگر حاصل کرلیا تھا تو جلد توبہ کرکے ڈالنا تھا اور اصل مال حوالہ مالکان مال کردیا جاتا اگر اصل مال نہوتا تو اوسکا بدل واپس دینا تھا اگر مالک مال نہ ملتا تو اوسکے وارث کو دیتا اگر وہ بھی نہوتا تو مصالح مسلمین مین صرف کردیتا اور غالب یہ ہے کہ اوس مال کا بانٹنا مساکین مین ضروری معلوم ہوتا پھر یہی سمجھتے ہین کہ ان عمارتون مین روپیہ کا لگانا فعل اخلاص و کار خیر ہے حالانکہ اگر موقع سے ایک روپیہ صرف کرکیلو کہا جائے جہان نام نہو تو ہرگز صرف نکرے پھر نقش و نگار مسجد کو کار خیر سمجھتا ہے حالانکہ اس سے ناراضی خدا کا مستحق ہوتا ہے مسجد واسطے خاکساری اور حضور دل کے ہے نہ واسطے اس ڈھونگ اور سوانگ کے ابن مبارک نے رغفار روایت کیا ہے کہ جب تم مسجدون کو ملمع کرو اور قرآن کو چاندی سونا پہناؤ تو اوسوقت تمپر تباہی آئے گی مین کہتا ہون بمصداق اس حدیث کا ایک عمر دراز سے ظاہر ہوگیا ہے دوسرا فرقہ وہ ہے جو مال کو

صدقات وخیرات میں اوٹھاتا ہے لیکن ایسا موقع ڈھونڈتا ہے جہاں مجمع ہو اور فقرا و مساکین شکر ادا کرین اور نامور ی و شہرت
حاصل ہو اور کبھی بکمر رتبہ کر حج کرتا ہے اور اوسکے ہمسایہ بھوکے ہوتے ہین ابن مسعود نے کہا آخر زمانے مین لوگ بے سبب ہی
حج کرینگے اونکے پاس مال ہوگا اسلئے سفر کو دشوار نہ جانینگے جب حج سے پھرینگے تو محروم لٹے کھٹے آئینگے یعنی خاک ثواب
نہوگا تیسرا فرقہ وہ ہے جو زکوۃ نکالتا ہے مگر ایسا نکما مال جس سے خود اوسکا دل بھی نفرت کرے اور ایسے فقرا کو دیتا ہے
جو اوسکی خدمت کرین یا اوسسے کوئی غرض نکلے اور سوا زکوۃ کے بسبب بخل کے ایک کوڑی نہین دیتا سو ایسا شخص مغالطہ
مین ہی آپکو اللہ کا مطیع سمجھتا ہے حالانکہ عاصی و بدکار ہے اللہ کی عبادت بے غرضی سے عوض چاہتا ہے اس طرح کے
مغالطے اہل اموال کے لئے بہت ہین چوتھا فرقہ وہ ہے جو مجالس وعظ و ذکر مین آنے ہی کو واسطے نجات کے کافی سمجھتا
ہے اور مجلس وعظ مین آنے کا ایک رسم مقرر کرلیا ہے اور یہ گمان ہے کہ فقط وعظ کے سننے ہی سے ثواب ملجاتا ہے
گو اوسپر عمل نکرے سو یہ اوسکا خیال خام اور وہم ناتمام ہے فضیلت مجلس وعظ و ذکر کی تو اسی لئے ہے کہ اوس سے
آدمی آمادہ عمل ہوتا ہے اگر وعظ سے رغبت ضعیف ہوگئی کہ عمل پر آمادہ نہوا تو پھر اوس رغبت سے کیا کام نکلا اور کبھی کوئی
وعظ سنکر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے اللھم سلم یا معاذ اللہ یا سبحان اللہ یا اللہ اکبر لکن اوسکے دلمین کچھ
اثر اسکا نہین ہوتا ہے تو یہ مغالطہ صریح ہے جیسے کوئی حکما کے مطب مین جایا کرے جو کچھ وہان ذکر ہو اوسکو سنے
یا کوئی بھوکا کسی ایسے شخص کے پاس بیٹھے جو مزہ دار کھانون کا ذکر اوس سے کرے تو اس سے نہ وہ بیمار اچھا ہوگا اور نہ
اوس بھوکے کی بھوک جائیگی سو مجلس وعظ سے سننے والے مین کچھ تغیر نہوا اور نہ دنیا سے روگردان ہوکر متوجہ الی اللہ ہو
وہ وعظ اوسکے حق مین اور زیادہ تر موجب بازپرس ہوگا مغالطہ سے بچنے کے لئے آدمی مین تین چیزین درکار ہوتی
ہین عقل و علم و معرفت عقل سے مراد وہ نور اصلی خلقی ہے جس سے انسان ادراک حقائق اشیا کا کرسکتا ہے معلوم
ہوا کہ تیزی ذہن و عقل جبلی کا درست ہونا یہی ایک نعمت ہے جو اصل آفرینش انسان مین رکھی جاتی ہے اور اگر یہ نعمت
حمق و بلاوت سے جاتی رہتی ہے تو پھر ادراک اوسکا نہین ہوتا معرفت سے مراد شناخت چار چیزون کی ہے
نفس و رب و دنیا و آخرت جب انکو پہچان لیگا تو اللہ کی معرفت سے دل مین محبت خدا کی جوش زن ہوگی اور معرفت
آخرت سے رغبت طرف آخرت کے اوٹھیگی اور معرفت دنیا سے نفرت دنیا سے حاصل ہوگی اور سب سے زیادہ کام
اوسکی نظر مین وہی ہوگا جو آخرت مین کام آئیگا جب یہ ارادہ غالب ہوگا تو سب امور مین اوسکی نیت درست ہوجائیگی
اگر کھانا کھائیگا یا قضا حاجت کو جائیگا یا اور کوئی کام تو ان سب سے یہی مقصود ہوگا کہ سلوک راہ آخرت پر مدد ملے اور اس
درستی نیت سے مغالطہ دور ہوجائیگا غزالی رح نے بیان مین ان مغالطات کے خوب ہی بسط کیا ہے جس شخص کو یہ
منظور ہو کہ وہ اپنے غرور کو معلوم کرلے خواہ وہ کسی فرقہ کا آدمی ان فرقون مین سے ہو تو اوسکو لازم ہے کہ وہ اس
کتاب مسمی احیاء العلوم کو جو بیان مین غرور کے ہے اول سے تا آخر بنظر غور مطالعہ کرے اور جس قسم کا غرور ظاہر

یا باطن اپنے اندر پائے اوسکے دور کرنیکے پیچھے لگے بشرطیکہ طالب آخرت ہو نہ فسانہ خوان اور اصل ان سب اصلاحات کی یہ ہے کہ محبت خدا کی دل پر غالب ہو اور محبت دنیا کی دل سے اوتر جائے یہانتک کہ ارادہ مستحکم ہو جائے اور نیت درست پھر استقامت نصیب ہو اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ جو باتین اصل کتاب اور اس انتخاب مین لکھی گئی ہین اونکو پہچانے اور مکائد نفس و مصائد شیطان سے ہوشیار رہے کیونکہ ابلیس جو دشمن آبائی ہمارا ہے وہ کبھی دین کے پردے مین بھی مغالطہ دیتا ہے پھر باوجود اسکے ایک اور خوف بھی باقی ہے کہ کہین خدا کے فضل پر مغرور ہو کر اوسکے کرم پر تکیہ نہ کر بیٹھے اور اوسکے عذاب سے مامون ہو جائے اور گمان کرلے کہ مین آگے کو بھی ایسا ہی ہونگا اور رفتو و انقلاب سے مخوف ہو جائے کیونکہ جو شخص اللہ کے عذاب سے مخوف رہتا ہے وہ یقیناً زیان کار ہوتا ہے اسلئے ایسے شخص کو چاہئے کہ اول سب امور مہلکات سے بچے پھر اپنے نفس پر اس بات کا خوف کرتا رہے کہ کہین کوئی مصنف مہلکہ میرے جی مین باقی نرگئی ہو اور مین اوس سے غافل ہون اس بات کا ڈر ہر دم دلمین رکھے اور کسی دم خوف خاتمہ سے غافل ہونیکو پسند نکرے یہ اندیشہ خاتمہ کا ایسا ہے کہ اس سے چھٹکارا اور بچاؤ بے اوترے پل صراط کے نہین ہو سکتا ہے

حکایت ایک اللہ کے ولی پر نزع کے وقت جبکہ یہ سانس اونکا باقی تھا شیطان ظاہر ہوا اور کہا حضرت تم مجھسے نکل گئے فرمایا ابھی تک تو نہین نکلا یعنی خاتمہ بالخیر ہو جائے تو بچنے کا یقین ہو اسی لئے اکابر نے کہا ہے کہ آدمی سب تہمہ کا مارا ہلاک ہین مگر عالم اور عالم بھی سب ہلاک ہین مگر عامل اور عامل بھی سب ہلاک ہین مگر مخلص اور مخلص بھی بڑے خطر مین ہین یہ دلیل ہے اس بات پر کہ سارے مغرور تہمہ کار ہوتے ہین اور مخلص جو غرور سے بھاگتے ہین وہ بھی اندیشہ مین پڑے ہوئے ہین ولمذا دل سے اولیا اللہ کے کبھی خوف اللہ کا جدا نہین ہوتا ہے اور جو کہ حدیث انما الاعمال بالخواتیم اعتبار خاتمے پر آہٹھیرا ہے اسلئے ہم اللہ سے دعا مانگتے ہین کہ ہمارا خاتمہ بالخیر ہو اور خاتمہ سے پہلے ہمکو توفیق انابت و رجوع و توبۂ نصوح و استغفار کی بروجہ عقبیٰ مع ادا شروط نصیب فرمائی جائے وما ذالک علی اللہ بعزیز یہ رسالہ خلاصۃ الخلاصہ ہے جزو سوم احیاء العلوم مطبوع مصر کا بیانین مہلکات کے اصل کتاب کے ۲۵۳ صفحہ مین ہین فی صفحہ ۱۴ سطر اور ترجمۂ اردو کے ۷۰ صفحہ ہین فی صفحہ ۲۵ سطر اس رسالہ کے نو جزو پانچ ورق ہین فی صفحہ ۲۵ سطر اسکے بعد غزالی رح نے جزو چہارم مین بیان منجیات کا لکھا ہے اللہ سے امید ہے کہ پہلے ہمکو ان مہلکات سے بچاوے پھر ساتھہ ہی اوسکے منجیات کی توفیق بھی بخشے آج ۲۳ ماہ رجب ۱۳۰۶ ہجری روز دوشنبہ وقت نو ساعت روز نہ رسالہ بفضل دن مین ختم ہوا وللہ الحمد فی المبدء والختام والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ وصحبہ البررۃ الکرام الی یوم القیام ٭

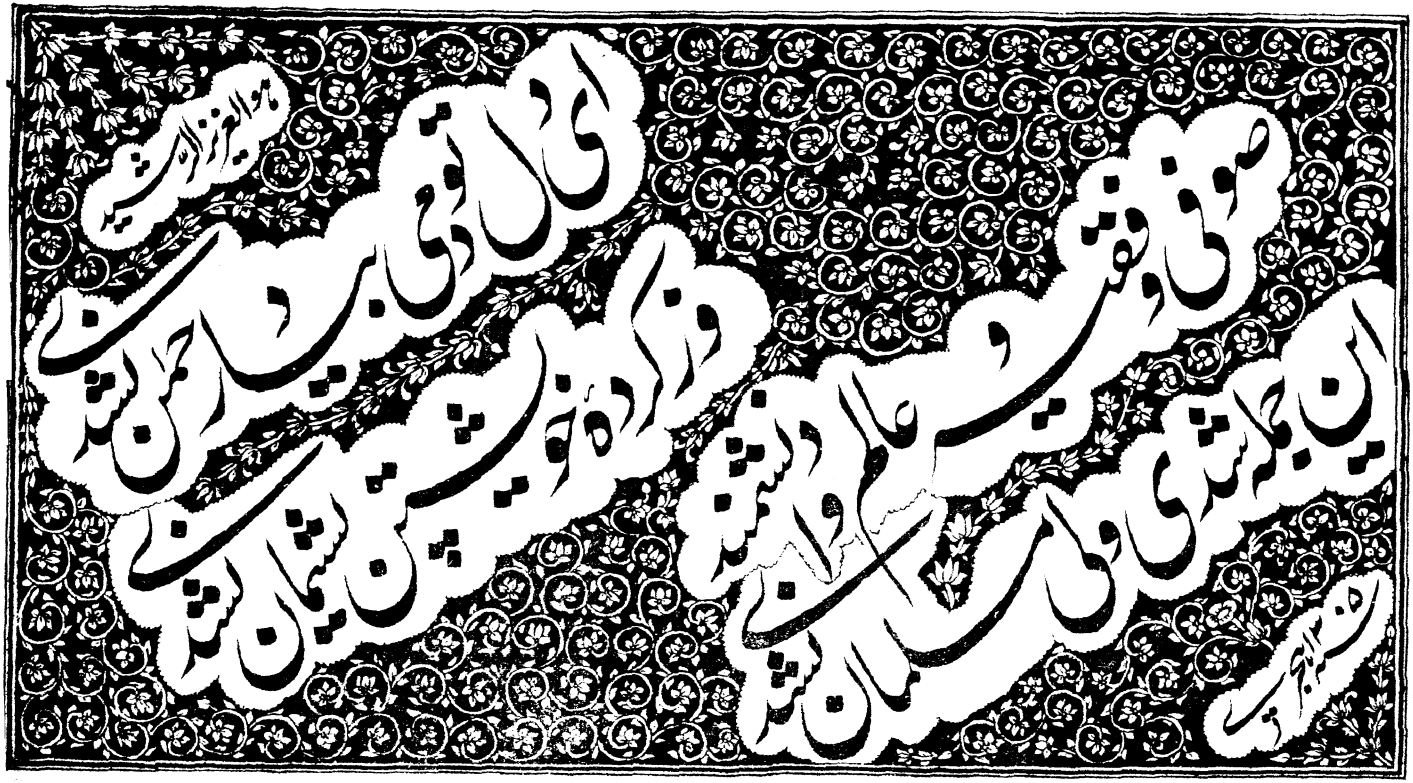
تمت

الحمد للہ والمنہ کہ این کتاب سعادت انتساب تالیفات جناب فیضمآب نواب سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر بارادۂ التفاخر بماہ جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۵ ہجری در مطبع مفید عام آگرہ حلیۂ انطباع پوشیدہ ۔ ۔ ۔ کس دیدہ انظار گیان گردید فقط ٭

صحت نامۂ لسان العرفان

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵	۱۸	الدنیہ	الدنیۃ
″	۱۹	خمزہ	حمزہ
۷	۵	یہی	بھی
″	″	اس	×
″	۲۲	المطمٔنۃ	المطمئنۃ
۱۰	۱۱	حیث	حیثیت
″	۱۵	چینے	چیتے
″	۲۵	حیثیت	حیثیت
۱۱	۵	اس	اس
″	۶	بہائم	بہائم
″	۱۸	الغطاء	الغطاء عنہ
″	۲۴	تفتیر	تقتیر
۱۲	۲۵	عرضا	عرضنا
۱۳	۱	یحلفنا	یحلفنہا
″	۹	حقیقہ	حقیقیہ
۱۵	۷	للمالغۃ	المانعۃ
″	۱۶	الہامیہ	الہامیہ
۱۷	۱۳	لمتہ	لمتہ
۱۸	۱	سہین	نہین
″	۲۵	ن	ان
۱۹	۱	صنقا	صنفنا
″	۲	اسمہا	اسمہا
۲۳	۲۳	سہر	پہر
۲۶	۲	فیہا	فیہما
″	۱۲	یہاٹک	پھاٹک
۲۸	۵	لیتے ہین	لیتی ہے
″	۲۰	جیبہ	حبیبہ
″	۲۳	اذ	اذا
۳۲	۲	وہمارے	اور ہمارے
″	۱۰	ہوگی	ہوگا
۳۳	۳	حصد	حصہ
۳۴	۲	آجائیگا	آجائیگا
۳۷	۸	اقتصار	اقتصاد
۴۰	۲۴	بالاول	بالاولی
۴۱	۲۳	بڑہ	بڑہکر
۴۲	۱۷	الاخرۃ	والآخرۃ
″	۲۵	تیچ	بیچ
۴۵	۶	پُرجائے	پڑجائے
″	۸	پیٹ پہر	پیٹ بھر
۴۷	۲۵	غضا	غذا
۴۹	۷	اسی	اس
۵۴	۶	بن	ین
″	″	منشدقین	متشدقین
″	۱۵	ھذ	ھذا
″	۲۲	کبیرا	کبیرۃ
۵۷	۳	یون	تویون

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵۸	۲۴	اوزاز	اوزار
۶۱	۷	نہوا	نہو
۶۲	۲	مرو	مروا
۶۴	۲۱	فضلۃ	فقتلہ
۶۵	۱	سیۃ	سیئۃ
۶۶	۶	جاہ	جاہ و
〃	۹	احبت	احببت
۶۸	۵	مہذا	معذا
۶۹	۶	کُل	کَلّ
۶۹	۱	نیا	ینا
۷۲	۲۲	جنکہ	جسنے
۷۶	۱۰	ہرکہ	ہر
۷۷	۵	الی یوم	الی یَم
〃	۲۲	کبھی	کہبی
۷۸	۸	نوفقط	تونقط
〃	۱۵	لکنا	لکنتا
〃	۱۹	خیربھی	خیربھی
۷۹	۱۷	بجبۃ	بجبۃ
〃	۱۹	شفاءۃ	شفاء
۸۰	۱۱	الشے	اولشے
۸۱	۲۵	کیوم	یوم
۸۳	۱۸	اچھاہے اور	اچھاہے
۸۴	۳	اعمالھم	اعمالھم فیہا
〃	۵	مال میرا	مال میرا مال میرا
۸۷	۴	بندر	بندد
〃	۱۷	گھسوٹ	کھسوٹ
〃	۲۳	خصاخصۃ	خصاصۃ
۹۱	۱۴	معنولۃ	مغلولۃ الی عنقک
〃	۲۱	ادنی	ادنی ادنی
۹۳	۱۱	کرنری	کرنری
۹۴	۲۱	یاخانہ	پاخانہ
۹۵	۱۴	ننشر	سنتشر
۹۶	〃	ہج	حج
۹۹	۷	صوب	صورت
۱۰۱	۱۶	سونچے	سوچے
〃	۲۱	رحمتہ	برحمتہ
۱۰۵	۲۵	دانی	دانائی
۱۰۸	۷	نکہے	نہ کہے
۱۱۰	۱۴	چمپانے	چھپانے
۱۱۱	۱۶	ہواور	ہوااور
۱۱۶	۱۵	فلیستروا	فلیستر
۱۱۸	۷	ایمان ہوگا	ایمان نہوگا
۱۱۹	۸	اتراتہا	اتراتا تہا
۱۲۲	۲۴	لیسنکف	یستنکف
۱۲۳	۱۱	اللہ	للہ
۱۳۵	۱	دیجائینگے	دئے جائینگے
۱۳۷	۱۱	کوئی	کوری
۱۴۹	۱۵	ہونا ہے	ہوتا ہے


صوفی و فقیه و علم و دانشمند
این مجلسی ولی مسلمان نشد
ای دل تو هیچ بیدار من نشدی
فرزانه خویشتن پشیمان نشد

ع-ف 170
ACC NO 3031
آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔